نزہۃ الواعظین
ترجمہ
درۃ الناصحین
اوّل
مصنف
الشیخ عثمان بن حسن احمد الشاکر
مترجم
محبوب احمد چشتی
شبیر برادرز
اردو بازار لاہور

یخرج منهما اللؤلؤ والمرجان (۲۲/۵۵)

نزهة الواعظین

ترجمہ

دُرة الناصحین

(جلد اوّل)

مصنف

الشیخ عثمان بن حسن احمد الشاکر

مترجم

مولانا علامہ محبوب احمد چشتی مدظلہ

مدرس جامعہ نعیمیہ لاہور

ناشر

شبیر برادرز ۴۰- اُردو بازار لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام کتاب .... نزھۃ الواعظین ترجمہ درۃ الناصحین

85196

مصنف .... الشیخ عثمان بن حسن احمد الشاکر

من علماء قرن الثالث عشر للھجرۃ

مترجم .... مولانا محبوب احمد چشتی فاضل جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

تحریک .... استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا محمد منشا تابش قصوری مدظلہ العالی

تائید .... استاذی المکرم حضرت علامہ مولانا غلام نصیر الدین چشتی گولڑوی

مدرس جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور

تصحیح .... مولانا نور محمد قادری خطیب جامعہ مسجد حنفیہ بیڈن روڈ لاہور

کمپوزنگ .... words maker Tel 7231391

بار اوّل .... ۱۲ ربیع الاول ۱۴۲۲ھ / ۵ جون ۲۰۰۱ء

صفحات ۴۸۰

ناشر .... ملک شبیر حسین

قیمت .... روپے

ملنے کا پتہ

شبیر برادرز

۴۰ بی اُردو بازار لاہور

نشانِ منزل

مولانا محمد منشا تابش قصوری

جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

پندونصائح اور وعظ وتبلیغ، انبیاء ومرسلین علیہم السلام کی سنت متواترہ ہے جسے سید المرسلین، رحمۃ للعالمین جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عروج وکمال کی بلندیوں پر پہنچایا۔ صحابہ کرام و اولیاء عظام اور علمائے ذی الاحترام نے حرز جان بنایا۔ جن کی مساعیٔ جمیلہ سے قرآن وسنت کی بہاریں قائم ودائم ہیں۔

دنیائے اسلام میں بڑے بڑے عظیم البیان مقررین و واعظین اور خطباء نے اپنی فصاحت و بلاغت اور خداداد تاثیر سے یگانوں اور بیگانوں کو اس انداز سے متاثر کیا کہ وہ اسلام اور بانیٔ اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے شیدائی و فدائی بنے۔ جنہیں تاریخ نے خوب خوب پذیرائی بخشی اور صفحات دہر میں ان کا نام زندہ و پائندہ ہوگیا۔

مگر لسانی مواعظ وتبلیغ کا دائرہ واعظ وخطیب اور مقرر ومبلغ کی حیاتِ ظاہری تک محدود رہتا ہے۔ جب آنکھ بند ہوئی ان کے پندونصائح کا سلسلہ منقطع ہوگیا۔ اس کے برعکس ان مبلغین و واعظین، خطباء اور مقررین کے کارنامے ہمیشہ زندہ رہتے ہیں جنہوں نے اپنے مواعظ حسنہ کے لئے قلم کو وسیلہ بنایا اور اس سلسلہ میں نہایت نکتہ رس، ایمان افروز، روح پرور اور دلکش خطبات ومواعظ کو کتابوں کی صورت دی۔ تصانیف کو منصۂ شہود پر جلوہ گر کیا اور نہ صرف ان کی حسین حیات سے لوگوں نے استفادہ کیا بلکہ صدیاں گزر گئیں، زمانے بیت گئے، مگر ان کی قلمی تبلیغ سے اہل علم وعمل خاص و عام سبھی مستفید ہوتے آ رہے ہیں۔

قرآن کریم جو اوّل و آخر خداوند عالم جل و تعالیٰ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اور انبیاء و مرسلین علیہم السلام کے مواعظ کا سب سے فائق' اعجاز آفرین مجموعہء وعظ و تبلیغ ہے۔ اس میں بھی قلم کی عظمت کو اجاگر کرنے کے لئے خالق لوح و قلم از خود "ن والقلم وما یسطرون" کے قدیمی کلمات سے قسمیں فرما رہا ہے۔ احادیث مبارکہ جن کا ایک ایک نقطہ' حرف' کلمہ' جملہ پندو نصائح کا مرقع ہے اسے قلم نے ہی ہم تک پہنچایا۔ لہٰذا یقین کیجئے قلم کا سکہ ہمیشہ چلتا رہے گا' قلم کے فیضان سے علوم و فنون کے جہاں بارونق رہیں گے نوک قلم سے نکلے ہوئے الفاظ کو تا قیامِ قیامت فنا نہیں۔

پیش نظر نہایت جامع اور مستند مواعظ حسنہ پر مبنی کتاب "نزہۃ الواعظین ترجمہ درۃ الناصحین" بھی قلمی برکات کی شاہکار تصنیف ہے جسے عزیز القدر مولانا علامہ محبوب احمد صاحب چشتی مہاروی فاضل جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور' مدرس جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور' خطیب محکمہ اوقاف پنجاب لاہور نے عربی سے اُردو میں لانے میں کامیاب کوشش کی ہے۔ موصوف جدید و قدیم علوم سے خوب خوب شناسائی کے مالک ہیں۔ اُردو' پنجابی اور سرائیکی میں نہایت عمدہ تقریر کا ملکہ رکھتے ہیں۔ تنظیم المدارس اہل سنت و جماعت پاکستان کے امتحانات میں ہمیشہ اعلیٰ اور ممتاز نمبروں پر کامیابی و سرفرازی حاصل کرتے رہے۔ میرے تلامذہ میں سے جنہیں کتب درسیات کے علاوہ قلمی اوصاف پر گہرائی اور گیرائی حاصل ہے ان میں مولانا محبوب احمد چشتی زید مجدہ' ممتاز مقام رکھتے ہیں۔ موصوف کے اکابر اساتذہ کرام میں حضرت علامہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی مدظلہ اور حضرت علامہ مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری مدظلہ خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں قلمی جولانیوں سے مزید بہرہ مند کرے اور ان کا یہ شاہکار ترجمہ "نزہۃ الواعظین" مقبولیت کا حامل قرار پائے۔ (آمین)

محترم جناب ملک شبیر حسین صاحب کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے جو اہل علم کی قلمی خدمات کو عوام و خواص تک پہنچانے کے لئے اپنے آپ کو وقف کر چکے ہیں۔ دعا ہے موصوف کا ادارہ روز بروز ترقی کی راہ پر گامزن رہے اور مسلک حق اہل سنت و جماعت کی تصانیف کی اشاعت ان کا مقصد حیات رہے۔ آمین ثم آمین بجاہ طٰہٰ و یٰسین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ وبارک وسلم

۱۲ ربیع الاول ۱۴۲۲ھ / ۵ جون ۲۰۰۱ء

فہرست مضامین نزہۃ الواعظین (جلد اوّل)

جلسہ نمبر ۱

ماہِ رمضان کی فضیلت

آیت مبارکہ:- شھر رمضان الذی انزل فیه القراٰن ھدی للناس وبینت من الھدی والفرقان ٥ (البقرة ١٨٥)

ترجمہ: رمضان کا مہینہ جس میں قرآن اترا۔ لوگوں کیلئے ہدایت اور رہنمائی اور فیصلہ کی روشن باتیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لفظ رمضان کی نحوی تحقیق (شہر رمضان)

لفظ شہر رمضان مبتداء ہے اور خبر اس کا مابعد ہے یا مبتداء محذوف کی خبر ہے۔ اس کی مقدر عبارت ذلکم شھر رمضان۔ یا محذوف شدہ مضاف الصیام سے بدل ہے۔ یعنی کتب علیکم الصیام صیام شھر رمضان اور اسکو صوموا کے پوشیدہ ہونے کی وجہ سے منصوب پڑھا گیا ہے۔ یا مفعول ہونے کی وجہ سے منصوب ہے یعنی وان تصوموا اور اس میں ضعف ہے یا یہ ایام معدودات سے بدل ہے۔

لغوی تحقیق لفظ شہر شہرت سے ماخوذ ہے اور رمضان رمض کا مصدر ہے۔ رمض کا معنی جب جلایا جائے پس اس کی طرف مہینہ کو منسوب کیا یعنی اس کو علم بنا دیا گیا اور یہ (رمضان) علمیت اور الف نون زائد تان کی وجہ سے غیر منصرف ہے۔ جس طرح کہ دایۃ ابن دایۃ میں جو کہ ایک کوے کا نام ہے علمیت اور تانیث کی وجہ سے غیر منصرف ہے۔

اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان "من صام رمضان" (جس نے رمضان کا روزہ رکھا) مضاف کے محذوف ہونے کی بنا پر تا کہ التباس کی وجہ سے۔

رمضان کی وجہ تسمیہ

رمضان کو رمضان اس وجہ سے کہتے ہیں کہ بھوک اور پیاس کی گرمی سے انسان جلتا ہے اس مہینہ میں گنہگاروں کے گناہوں کے جلنے کی وجہ سے یا رمضان کے گرمی کے دنوں میں واقع ہونے کی وجہ سے۔

قرآن حکیم اور دیگر کتب سماویہ کے نزول کی تاریخ

(الذی انزل فیہ القرآن) "وہ جس میں قرآن کو نازل کیا گیا۔" یعنی قرآن کے

نازل کرنے کی ابتداء کی گئی اور یہ شب قدر کی تھی یا اس رات میں سارا قرآن آسمان دنیا کی طرف نازل کیا گیا۔ پھر تھوڑا تھوڑا دنیا کی طرف نازل کیا گیا۔ یا رمضان کی شان میں قرآن نازل کیا گیا اور وہ اللہ تعالیٰ کا فرمان (کتب علیکم الصیام) تم پر روزے فرض کئے گئے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ رمضان المبارک کی پہلی رات میں حضرت ابراہیم علیہ السلام پر صحائف نازل ہوئے۔ تورات چھ رمضان کو نازل کی گئی۔ انجیل تیرہ اور زبور اٹھارہ رمضان المبارک کو نازل ہوئی جب کہ قرآن پاک چوبیسویں کو نازل ہوا۔

''(الذی) اسم موصول اپنے صلہ سمیت مبتداء کی خبر یا مبتداء کی صفت ہے اور خبر فمن شهد اور فا مبتدا کے وصف کی وجہ سے جو کہ شرط کے معنیٰ کو متضمن ہے اوراس میں نشانی ہے اس بات کی کہ بے شک رمضان میں قرآن کا نازل ہونا۔

روزے کے وجوب کے ساتھ اس کے اختصاص کا سبب ہے (هدی للناس وبینات من الهدی و الفرقان) ''لوگوں کیلئے ہدایت اور فرقان و ہدایت کی کھلی نشانیاں۔'' ھدی یہ لفظ قرآن سے حال ہے یعنی قرآن پاک رمضان میں نازل کیا گیا اور وہ لوگوں کیلئے اللہ تعالیٰ کی ہدایت ہے اپنے اعجاز اورواضح آیات کی وجہ سے کہ جن سے حق کی طرف رہنمائی ملتی ہے اوراس سے حق و باطل کے درمیان فرق ہو جاتا ہے اس میں حکم اور احکام کے ہونے کی وجہ سے'' قاضی بیضاوی''

رمضان کا احترام نہ کرنے پر وعید

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی گئی ہے وہ فرماتے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا اس آدمی کی ناک گرد آلود ہو یعنی اسے ذلت وحقارت لاحق ہو۔'' کہ جس کے پاس میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود وسلام نہ پڑھے اور اس آدمی کی ناک گرد آلود ہو کہ جس کے پاس اس کے والدین میں سے دونوں یا ایک ہو۔ پس اس نے ان دونوں کے حق میں کوئی ایسا نیک عمل نہ کیا کہ جس کے سبب سے وہ جنت میں داخل ہو جاتا اوراس آدمی کی ناک گرد آلود ہو کہ اس پر رمضان داخل ہوا اور مکمل ہو گیا اس سے پہلے کہ اس کی مغفرت ہو اس لئے کہ رمضان اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت و مغفرت کا مہینہ ہے۔ پس جس کی اس میں بخشش نہ ہو وہ نقصان میں ہے''زبدۃ الواعظین''۔

جمعہ کا دن اور درود و سلام

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص جمعہ کے دن مجھ پر سو مرتبہ درود و سلام پڑھے۔ وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے ساتھ ایک نور ہوگا اس نور کو اگر تمام مخلوق کے درمیان تقسیم کیا جائے۔ تو تحقیق یہ نور زیادہ وسیع ہو جائے۔ ''ایضاً''

رمضان المبارک اور بخشش

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص رمضان المبارک کے داخل ہونے کی وجہ سے خوش ہوا۔ اللہ اس کے جسم پر آگ کو حرام کر دے گا۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا جب رمضان المبارک کی پہلی رات ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کون ہم سے محبت کرتا ہے پس ہم بھی اس سے محبت کریں کون ہے جو ہمیں چاہتا ہے پس ہم بھی اسے چاہیں پس کون ہے جو ہم سے بخشش طلب کرتا ہے پس ہم اس کو رمضان المبارک کی حرمت کے پیش نظر بخش دیں۔ پس اللہ تعالیٰ کراماً کاتبین کو رمضان المبارک میں نیکیوں کے لکھنے اور برائیوں کے نہ لکھنے کا حکم دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ بندوں کے گزشتہ گناہ مٹا دیتا ہے۔

کتب سماویہ کے نزول کی ترتیب

حضرت ابراہیم علیہ السلام پر صحائف رمضان المبارک کی پہلی رات میں نازل کئے گئے تورات حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صحائف کے سات سو سال بعد چھ رمضان المبارک کو نازل ہوئی زبور تورات کے نزول کے پانچ سو سال بعد بارہ رمضان کو نازل کی گئی جب کہ انجیل چھ سو بیس سال بعد نازل ہوئی۔ (کتاب الحیوٰۃ)

ہر مہینہ رمضان

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا گیا وہ بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا اگر میری امت والے جانتے کہ رمضان المبارک میں کیا ہے تو وہ سارا سال رمضان ہونے کی تمنا کرتے۔ کیونکہ نیکیاں اس میں جمع کی جاتی ہیں عبادات و دعائیں قبول ہوتی ہیں گناہ بخشے جاتے ہیں اور جنت ان کیلئے

مشتاق ہوتی ہے۔ (زبدۃ الواعظین)

چار خوش نصیب انسان

حفص کبیر سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں داؤد طائی رحمتہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا رمضان المبارک کی پہلی رات مجھ پر نیند نے غلبہ کیا۔ میں نے جنت کو دیکھا میں پس گویا کہ میں یاقوت اور موتی کی نہر پر بیٹھا ہوا ہوں۔ اچانک میں نے جنت کی حوروں کو دیکھا ان کے چہرے سورج کی طرح چمکتے تھے پس میں نے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہا۔ پس انہوں نے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہا۔ ہم رمضان المبارک کے مہینے میں سجدہ کرنے والے رکوع کرنے والے روزہ رکھنے والے اور تعریف کرنے والوں کیلئے ہیں۔ اسی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت چار شخصوں کی محتاج ہوگی یعنی قرآن کی تلاوت کرنے والوں زبان کی حفاظت کرنے والوں۔ بھوکوں کو کھلانے والوں اور ماہ رمضان کے روزہ رکھنے والوں کیلئے۔ (رونق المجالس)

امت محمدیہ کیلئے خوشخبری

حدیث شریف میں ہے جب رمضان المبارک کا چاند نظر آتا ہے عرش، کرسی، فرشتے اور ان کے علاوہ جو کچھ ہے وہ آواز دیتے ہیں اور کہتے ہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کیلئے خوشخبری ہے اس مرتبہ کی وجہ سے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہے۔ سورج چاند اور ستارے ان کے لئے مغفرت طلب کرتے ہیں پرندے ہوا میں مچھلیاں پانی میں، رات اور دن میں ہر ذی روح زمین پر ان کیلئے مغفرت طلب کرتے ہیں۔ شیاطین پر لعنت ہو پس مسلمان جب وہ صبح کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان میں سے کسی ایک کو نہیں چھوڑتا مگر اسے بخش دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے تم رمضان میں اپنی تسبیح اور نماز کو امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے بنادو۔

حکایت

ایک آدمی کہ جس کا نام محمد تھا۔ وہ ادائیگی نماز میں سستی کرتا تھا پس جب رمضان المبارک کا مہینہ داخل ہوتا تو وہ اپنے آپ کو اچھے کپڑوں کے ساتھ مزین کرتا اور نماز پڑھتا اور جو کچھ فوت ہو چکا ہوتا اس کی قضا کرتا۔ اسے کہا گیا تو اس طرح کیوں کرتا ہے؟ اس

نے کہا یہ برکت، رحمت اور توبہ کا مہینہ ہے قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھ گنہگار پر فضل کرے جب وہ شخص مر گیا۔ تو لوگوں نے اسے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے رمضان شریف کی تعظیم اور حرمت کے سبب بخش دیا جو میں کیا کرتا تھا۔

ہم تو مائل با کرم ہیں

حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تم میں سے کوئی ایک رمضان کے مہینے میں نیند سے بیدار ہو اپنے بستر پر حرکت کرے اور ایک طرف سے دوسری طرف پلٹے فرشتہ اسے کہتا ہے تو کھڑا ہو اللہ تعالیٰ تجھے برکت دے اور تجھ پر رحم فرمائے۔ پس جب وہ نماز کی نیت سے کھڑا ہوتا ہے۔ تو بستر اس کیلئے دعا کرتا ہے اور کہتا ہے یا اللہ اسے بلند فراش عطا فرما اور جب وہ کپڑا پہنتا ہے تو کپڑا اس کیلئے دعا کرتا ہے اور کہتا ہے کہ یا اللہ اسے جنت کے حلے عطا فرما اور جب وہ اپنا جوتا پہنتا ہے تو جوتے اس کیلئے دعا کرتے ہیں اور وہ دونوں کہتے ہیں یا اللہ اس کے قدموں کو پل صراط پر ثابت قدم رکھ اور جب وہ کسی برتن میں کھانا کھاتا ہے تو برتن اس کیلئے دعا کرتا ہے اور وہ کہتا ہے کہ یا اللہ اسے جنت کے برتن عطا فرما اور جب وہ وضو کرتا ہے تو پانی اس کیلئے دعا کرتا ہے اور وہ کہتا ہے کہ یا اللہ تو اسے گناہوں اور خطاؤں سے پاک فرما اور جب وہ نماز کی طرف کھڑا ہوتا ہے تو گھر اس کیلئے دعا کرتا ہے اور وہ کہتا ہے کہ یا اللہ تو اس کی قبر کو وسیع فرما اور اس کی قبر کو روشن کر اور اس پر رحم کرنے میں اضافہ فرما اور اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر رحمت فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ دعا کے وقت فرماتا ہے اے میرے بندے تیری طرف سے دعا اور میری طرف سے قبول کرنا ہے تیری طرف سے مانگنا اور میری طرف سے عطا کرنا ہے۔ تیری طرف سے مغفرت طلب کرنا ہے اور میری طرف سے بخشش فرمانا ہے۔ (زبدۃ الواعظین)

شفاعت رمضان

حدیث شریف میں آیا ہے بے شک رمضان المبارک قیامت کے دن اچھی صورت آئے گا۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ کرے گا پس اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا اے رمضان

اپنی حاجت مانگو پس جس نے تیرا حق پہنچانا اس کا ہاتھ پکڑ لے پس وہ میدان محشر میں پھرے گا پس وہ ہر اس شخص کا ہاتھ پکڑ لے گا جس نے اس کا حق پہنچانا ہو گا۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کھڑا ہو جائے گا پس اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا۔ اے رمضان تو کیا چاہتا ہے؟ پس وہ کہے گا میں چاہتا ہوں کہ اسے عزت کا تاج پہنایا جائے۔ اللہ تعالیٰ اسے ہزار تاج پہنائے گا پھر وہ ستر ہزار کبیرہ گناہوں والوں کی سفارش کرے گا۔ پھر اس کا نکاح ستر ہزار حوروں کے ساتھ کر دیا جائے گا۔ ہر حور کے ساتھ ستر ہزار خادم ہوں گے پھر وہ اسے براق پر سوار کرے گا۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا اے رمضان تو کیا چاہتا ہے؟ پس وہ کہے گا کہ میری حاجت پوری ہو چکی اے رب تیرا مرتبہ کہا ہے؟ پس وہ اسے سرخ یاقوت اور سبز زبرجد کے سو شہر عطا فرمائے گا اور ہر شہر میں ہزار محل ہوں گے۔ (زہرۃ الریاض)

درود و سلام قرب نبوی کا ذریعہ

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قیامت کے دن لوگوں میں سے میرے نزدیک مجھ پر کثرت سے درود و سلام پڑھنے والے ہوں گے۔

حضرت زید بن رفیع نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت کرتے ہیں۔ آقا نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص ہر جمعہ کے دن مجھ پر سو مرتبہ درود پڑھے اللہ تعالیٰ اسے بخش دے گا اگرچہ اس کے گناہ سمندر کی جھاگ کے برابر کیوں نہ ہوں۔ (زینۃ الواعظین)

رمضان کی ہر رات قابل رشک

حضرت ابوہریرہ یعنی امام بخاری نے ان سے روایت کیا۔ جس شخص نے رمضان میں قیام کیا۔ یعنی شب قدر کے علاوہ اس کی راتوں کو عبادت کے ساتھ زندہ کیا۔ یا اس کا معنی ہے کہ اس میں نماز تراویح ادا کی۔ ایمان کی حالت میں یعنی اس کے ثواب کی تصدیق کی بنا پر ثواب کی امید رکھتے ہوئے۔ یعنی بطور اخلاص۔

ایماناً اور تصدیقاً حال ہونے کی وجہ سے منسوب ہیں یا اس بنا پر کہ وہ قام فعل کے مفعول ہیں۔

اس کے پچھلے سارے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ (مشارق الانوار)

ماہ صیام میں کثرت ذکر کے فیوض و برکات

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ حضور نے فرمایا جب رمضان المبارک کا پہلا دن ہوتا ہے۔ عرش کے نیچے سے میثرہ نامی ہوا چلتی ہے اور جنت کے درختوں کے پتے حرکت کرتے ہیں پس اس سے ایک آواز سنی جاتی ہے سننے والوں نے اس سے اچھی آواز نہیں سنی۔ پس حورعین اس کی طرف دیکھتی ہیں پس وہ کہتی ہیں یا اللہ اس مہینہ میں اپنے بندوں میں سے ہمارے لئے شوہر بنا۔ پس نہیں ہے کوئی ایسا بندہ جس نے رمضان میں روزہ رکھا۔ مگر اللہ تعالیٰ خیمہ میں ان حوروں کے ساتھ نکاح فرما دے گا جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام قدیم میں ارشاد فرمایا۔ ''حور مقصورات فی الخیام'' اور ان میں سے ہر ایک حور پر مختلف رنگوں کے ستر حلے ہوں گے اور ہر ایک عورت کیلئے موتیوں سے مزین سرخ یاقوت کا تخت ہوگا اور ہر ایک تخت پر ستر بستر' ستر مختلف کھانوں کے دسترخوان ہوں گے۔ یہ اس شخص کیلئے جس نے ماہ رمضان کا روزہ رکھا سوائے نیک اعمال کے پس ایک مومن کیلئے مناسب ہے کہ وہ رمضان کے مہینے کا احترام کرے۔ برائیوں سے اجتناب کرے۔ نماز' تسبیح' ذکر اور تلاوت قرآن پاک جیسی عبادات میں مشغول ہو۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام والسلام سے ارشاد فرمایا کہ میں نے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دو نور عطا فرمائے تا کہ ان کو دو تاریکیاں نقصان نہ دیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا! اے رب وہ دو نور کیا ہیں۔ پس حضرت اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ایک رمضان کا نور اور دوسرا قرآن کا نور...... حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے رب وہ دو تاریکیاں کونسی ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ایک قبر کی تاریکی اور دوسرا قیامت کے دن کی تاریکی۔ (درۃ الواعظین)

مجلس علم کی برکت

حضرت انس ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا جو شخص رمضان میں علم کی مجلس میں حاضر ہوا تو اللہ تعالیٰ ہر قدم کے بدلے سال کی عبادت کا ثواب لکھ دے گا اور وہ میرے ساتھ عرش کے نیچے ہوگا

جس شخص نے رمضان میں با جماعت نماز پڑھنے پر ہمیشگی کی تو اللہ تعالیٰ ہر رکعت کے بدلے ایک ایسا شہر عطا فرمائے گا جو اللہ کی نعمتوں سے بھرا ہوا ہو گا' اور جس شخص نے رمضان میں اپنے والدین کے ساتھ نیکی کی وہ اللہ تعالیٰ کی نظر رحمت پائے گا' اور میں جنت میں اس کا ضامن ہوں گا اور جو عورت رمضان میں اپنے خاوند کی رضا طلب کرے تو اس کیلئے حضرت مریم اور حضرت آسیہ کا ثواب ہو گا اور جو شخص رمضان میں اپنے مسلمان بھائی کی حاجت پوری کرے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی ایک ہزار حاجت پوری فرمائے گا۔

چراغ کے بدلے قبر کا نور

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے رمضان المبارک میں اللہ تعالیٰ کی مسجدوں میں سے کسی مسجد میں چراغ روشن کیا تو اس کی قبر میں اس کیلئے نور ہو گا اور اس کیلئے اس مسجد میں نماز پڑھنے والوں کا ثواب لکھا جائے گا اور فرشتے اس کیلئے استغفار طلب کرتے ہیں جب تک وہ چراغ مسجد میں رہے گا عرش کو اٹھانے والے فرشتے اس کیلئے مغفرت طلب کرتے رہیں گے۔

(ذخیرۃ العابدین)

رمضان اور کثرت مغفرت

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا گیا حضور نے فرمایا کہ جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے سرکش جنوں اور شیطانوں کو جکڑ دیا جاتا ہے۔ جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور اس کا کوئی دروازہ نہیں کھلتا اور جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور اس کا کوئی دروازہ بند نہیں کیا جاتا اور اللہ تعالیٰ رمضان المبارک کی ہر رات میں تین مرتبہ ارشاد فرماتا ہے۔ کیا ہے کوئی سائل؟ کہ میں اس کو عطا کروں کیا ہے کوئی توبہ کرنے والا؟ کہ میں اس کی توبہ قبول کروں کیا ہے کوئی مغفرت طلب کرنے والا؟ کہ میں اس کو بخش دوں اور اللہ تعالیٰ رمضان المبارک کے ہر دن میں لاکھوں آدمیوں کو جہنم سے آزاد فرماتا ہے۔ پس جب رمضان المبارک کا آخری دن ہوتا ہے۔ مہینے کی ابتداء سے جتنے لوگوں کو جہنم سے آزاد کیا تھا اتنی تعداد کے برابر اور لوگوں کو جہنم سے آزاد فرماتا ہے۔

(زبدۃ الواعظین)

اہم بات

شک کے روزے کی سات صورتیں ہیں ان میں سے تین کراہت کے ساتھ جائز ہیں اور تین بغیر کراہت کے جائز ہیں اور ایک بالکل جائز نہیں...... بہر حال وہ تین جو کراہت کے ساتھ جائز ہیں۔ پس پہلا وہ کہ رمضان کی نیت کے ساتھ شک کے دن روزہ رکھے دوسرا یہ کہ اس کے ساتھ دوسرے واجب کی نیت کرے تیسرا یہ تردد کی حالت میں روزہ رکھے۔ یعنی اگر رمضان المبارک ہوا تو رمضان المبارک کا روزہ اگر شعبان ہوا تو شعبان کا روزہ پس یہ تین صورتیں جائز ہیں۔

بہر حال وہ تین صورتیں جو کراہت کے بغیر جائز ہیں پس وہ یہ کہ شک کے دن روزہ رکھے۔ نفل کی نیت کے ساتھ یا شعبان کی نیت کے ساتھ یا مطلق نیت کے ساتھ۔

بہر حال وہ صورت جو بالکل جائز نہیں۔ پس وہ یہ کہ شک کے دن روزہ رکھے اس طور پر کہ رمضان المبارک ہوا تو میں روزہ دار ہوں۔ اگر رمضان المبارک نہ ہوا تو میں روزہ دار نہیں۔ پس یہ بالکل جائز نہیں۔ (قاضی خاں)

جلسہ نمبر۲

فضیلتِ روزہ

اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے یعنی تمام انبیاء کرام علیہم السلام اور ان کی امتوں پر اور اس حکم میں تاکید ہے۔ فعل کے بارے میں رغبت ہے۔ نفس کے لئے خوشی۔

صیام کی لغوی تحقیق

صیام کا لغوی معنی رکنا! رکنا یعنی اس چیز سے جس کی طرف نفس کا میلان ہو۔

اصطلاحی تعریف

روزہ شریعت میں! تین مفطرات سے رکنا' دن کی سفیدی میں' پس بے شک یہ بڑی ہیں ان چیزوں میں سے جس کی طرف نفس کی خواہش ہو۔ گناہوں کی طرف۔

(لعلکم تتقون) تاکہ تم پرہیز گار بن جاؤ۔

پرہیز گاری کا حصول

بے شک روزہ شہوت کو توڑ دیتا ہے۔ جس طرح کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے نوجوانو! جو تم میں سے نکاح کی طاقت رکھتا ہو۔ پس وہ شادی کر لے بے شک روزہ نظروں کو جھکانے والا اور شرمگاہ کی حفاظت کرنے والا ہے اور جو شخص نکاح کی طاقت نہیں رکھتا اس پر روزہ رکھنا لازم ہے کیونکہ یہ اس کیلئے وجاء (توڑنا) ہے۔ یا اس کے قدیم اور اصل ہونے کی وجہ سے اس کی ادائیگی میں کوتاہی کرنا۔

تفسیری نکات

(ایاماً معدودات) گنتی کے دن۔

یعنی معلوم تعداد کے ساتھ وقت مقرر کیا گیا یا تھوڑے۔ پس بے شک مال میں سے جو قلیل ہوا سے شمار کیا جاتا ہے اور کثیر کو ڈالا جاتا ہے ڈالنا' اور یہ صیام کی وجہ سے منصوب نہیں ہے ان دونوں کے درمیان فعل کے وقوع کی وجہ سے بلکہ یہاں پر صوموا پوشیدہ ہے اس پر صیام کی دلالت کی وجہ سے اور اس سے مراد رمضان ہے۔

بہر حال اس سے پہلے جو روزہ واجب اور منسوخ ہوا۔ وہ عاشوراء کا روزہ یا ہر مہینے کے تین دن کے روزے سے یا دونوں۔ طاقت کے مطابق تم پر فرض کئے گئے اور کہا گیا اس کا معنی یہ ہے کہ تمہارے روزے دنوں کی تعداد کے لحاظ سے انکے روزوں کیطرح ہیں۔ روایت کیا گیا ہے کہ عیسائیوں پر رمضان کے روزے فرض کئے گئے لیکن جب رمضان سخت گرمی یا سردی میں واقع ہوتا۔ تو اس کو موسم بہار کی طرف پھیر لیتے اور اس پھیرنے کے کفارے کے طور پر بیس دنوں کا اضافہ کر دیتے اور یہ بھی کہا گیا وہ اضافہ اس بات کی وجہ سے کرتے جو ان کو راحت پہنچتی تھی۔

(فمن کان منکم مریضا) پس تم میں سے جو مریض ہو۔ ایسے مرض کے ساتھ کہ روزہ اسکو نقصان دے یا روزے کے ساتھ اسکو مشقت ہو (او علی سفر) یا مسافر ہو۔ یا سفر کا ارادہ کرنے والا ہو اور اسمیں اشارہ ہے اس بات کیطرف کہ جو شخص دن کے دوران سفر کرے اور اس نے افطار نہ کیا۔ (فعدۃ من ایام اخر) پس گنتی دوسرے دنوں میں پوری کرے یعنی اس پر لازم ہے مرض کے دنوں کی تعداد۔ یا سفر کے دنوں کی تعداد کے برابر دوسرے دنوں میں اگر اس نے افطار کیا (یعنی روزہ نہ رکھا) (قاضی بیضاوی)

درود شریف اور جنت

حضرت عبدالرحمن ابن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں حضور نے ارشاد فرمایا میرے پاس حضرت جبرائیل علیہ الصلوۃ والسلام آئے اور کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو شخص آپ پر صلوۃ وسلام پڑھتا ہے ستر ہزار فرشتے اس کے لئے استغفار کرتے ہیں۔ اور جس کے لئے فرشتے استغفار کریں' وہ اہل

جنت میں سے ہوتا ہے۔(زبدۃ الواعظین)

روزہ کی جزا

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے۔ وہ بطور حکایت اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں۔ انسان کا ہر عمل اس کیلئے ہے جب کہ روزہ بے شک وہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔ اس لئے کہ روزہ ایک راز ہے اسمیں کوئی ایسا عمل نہیں۔ جو اس کے لئے گواہی دے بخلاف باقی عبادتوں کے اور روزہ ایک ایسی عبادت ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا پس اس کی جزا اس کے ذمہ کرم پر لازم ہے۔

فضیلتِ روزہ

آیت مبارکہ:- یاایھا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون ٥ البقرۃ ۱۸۳

ایا ما معدودات فمن کان منکم مریضا او علی سفر فعدۃ من ایام اخر ٥

ترجمہ:۔ اے ایمان والو تم پر روزے فرض کیے گئے جیسے اگلوں پر فرض ہوئے تھے کہ کہیں تمہیں پرہیزگاری ملے گنتی کے دن ہیں تو تم میں جو کوئی بیمار یا سفر میں ہو۔

غلامانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور بہشت

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک پروں والی قوم آئے گی انکے پر پرندوں کے پروں کیطرح ہونگے۔ پس وہ جنت کی دیوار پر اس کی وجہ سے اڑیں گے۔ پس خازن جنت ان سے کہے گا۔ تم کون ہو؟ پس وہ کہیں گے کہ ہم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہیں پس وہ کہے گا کیا تم نے حساب دیکھا؟ وہ کہیں گے نہیں۔ پھر وہ کہے گا کیا تم نے پل صراط کو دیکھا؟ وہ کہیں گے نہیں وہ کہے گا کس وجہ سے تم نے اتنے مراتب حاصل کیے؟ وہ کہیں گے کہ ہم نے دار دنیا میں اللہ تعالیٰ کی پوشیدہ عبادت کی اور اس نے ہمیں پوشیدہ طور پر جنت میں داخل کر دیا۔ (زبدۃ الواعظین)

روزہ افطار کرنے کی اجازت

جب روزے دار کو بھوک اور پیاس کی وجہ سے اپنی جان کے ہلاک ہونے کا خوف ہو۔ یا وہ مریض ہو پس اسے مرض کے بڑھ جانے کا خوف ہو تو اس کیلئے افطار کرنا جائز

ہے۔اس لئے کہ یہ ضرورت کی حالت ہے اور ضرورت ممنوع چیز کو جائز کر دیتی ہے۔
(روضۃ العلماء)

امت محمدیہ اور پانچ نعمتیں

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا گیا حضور نے فرمایا ! میری امت کو پانچ چیزیں عطاء کی گئی جوان سے پہلے کسی ایک کو نہیں ملی ۔

اول : جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ انکی طرف نظر رحمت فرماتا ہے اور جس کیطرف اللہ تعالیٰ نظر رحمت فرمائے پھر اس کے بعد وہ ہمیشہ اسے عذاب نہیں دیگا ۔

دوم : اللہ تعالیٰ امت محمدیہ کیلئے فرشتوں کو مغفرت طلب کرنے کا حکم دیتا ہے ۔

سوم : روزے دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

چہارم : اللہ تعالیٰ جنت سے فرماتا ہے کہ تو ان امت محمدیہ کیلئے آراستہ ہو اور فرماتا ہے کہ مومن بندوں کیلئے خوشخبری ہو کہ وہ میرے دوست ہیں۔

پنجم : اللہ تعالیٰ امت محمدیہ کو بخشش دیتا ہے ۔

روزہ رکھنے سے گذشتہ گناہ معاف

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے رمضان المبارک کے روزے ایمان کی حالت میں اور ثواب کی نیت سے رکھے تو اللہ تعالیٰ اسکے گذشتہ گناہ معاف فرمادے گا ۔ (زبدۃ الواعظین)

رمضان المبارک کی ہر ساعت میں لاکھوں کی بخشش

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ۔ بے شک اللہ تعالیٰ رمضان المبارک کی ہر گھڑی میں چھ لاکھ آدمیوں کو جہنم سے آزاد فرماتا ہے جن کے لیے عذاب لازم ہو چکا تھا اور یہ سلسلہ شب قدر تک رہتا ہے اور لیلۃ القدر میں اُسی قدر لوگوں کو جہنم سے آزاد فرماتا ہے جتنے مہینہ کی ابتداء میں کئے اور عیدالفطر والے دن رمضان المبارک کی ابتداء سے لیکر فطر کے دن تک جتنے لوگوں کو جہنم سے آزاد کیا اسی تعداد کے برابر لوگوں کو جہنم سے آزاد فرماتا ہے۔ (مشکوٰۃ)

رمضان کے جانے پر ہر چیز کا غم

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے حضور نے ارشاد فرمایا جب رمضان المبارک کی آخری رات ہوتی ہے تو زمین، آسمان اور فرشتے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے مصائب پر روتے ہیں۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کونسی مصیبت ہے؟ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا (یہ مصیبت) رمضان المبارک کا چلے جانا کیونکہ اس میں دعائیں مقبول ہوتی ہیں۔ صدقات قبول ہوتے ہیں نیکیوں کو بڑھا دیا جاتا ہے اور عذاب دور کیا جاتا ہے پس رمضان المبارک کے جانے سے بڑھ کر کونسی مصیبت ہو سکتی ہے۔ زمین و آسمان ہماری وجہ سے روتے ہیں اور ہم اس رونے اور افسوس کے زیادہ حقدار ہیں۔ جب ہم سے یہ فضیلتیں اور کرامات منقطع ہوں۔ (حیات القلوب)

عجیب و غریب فرشتہ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ پیدا کیا۔ جس کے چار چہرے ہیں۔ ایک چہرے سے دوسرے چہرے تک کا فاصلہ ہزار سال کی مسافت ہے ایک چہرے سے وہ قیامت کے دن تک اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ کرے گا اور سجدہ میں کہتا ہے۔ سبحانک ما اعظم جمالک تیرے لیے پاکی ہے تیرا جمال کتنا بڑا ہے اور ایک چہرے سے وہ جہنم کی طرف دیکھتا ہے اور کہتا ہے کہ ہلاکت اس شخص کے لئے جو اس میں داخل ہوا اور ایک چہرہ سے وہ جنت کی طرف دیکھتا ہے اور کہتا ہے خوشخبری اس کیلئے جو اس میں داخل ہوا اور ایک چہرے سے وہ رحمان کے عرش کی طرف دیکھتا ہے اور کہتا ہے کہ اے رب تو رحم فرما اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے رمضان میں روزہ رکھنے والوں کو تو عذاب نہ دے۔ (زہرۃ الریاض)

نیکیاں لکھنے اور برائیاں نہ لکھنے کا حکم

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ کراماً کاتبین کو رمضان المبارک میں حکم دیتا ہے کہ تم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی نیکیاں لکھو اور برائیاں نہ لکھو اور گناہوں کو بخش دیتا ہے نیز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا جو شخص رمضان المبارک کے روزے ایمان کی حالت میں اور ثواب کی نیت سے رکھے اس کے اگلے

گناہوں کو بخش دیا جاتا ہے۔ (زہرۃ الریاض)

روزہ کے درجات

روزہ کے تین درجے ہیں۔

(۱) عوام کا روزہ (۲) خاص لوگوں کا روزہ (۳) خاص الخاص لوگوں کا روزہ۔

عوام کا روزہ پس پیٹ اور شرمگاہ کو شہوت کے پورا کرنے سے روکنا۔

خاص لوگوں کا روزہ پس وہ نیک لوگوں کا روزہ ہے جو اعضاء کو گناہوں سے روکنے اور یہ پانچ چیزوں پر ہمیشگی اختیار کرنے سے مکمل ہوتا ہے۔

نمبر۱: آنکھ کو ہر اس چیز سے بند کر لینا جو شرعاً مذموم ہو۔

نمبر۲: زبان کی غیبت، جھوٹ، چغل خوری اور جھوٹی قسم سے حفاظت کرنا ... کیونکہ یہ ایسی چیزیں ہیں جنکی برائی حدیث شریف میں بیان کی گئی ہے۔ جس طرح کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پانچ چیزیں روزے کو یعنی اس کے ثواب کو باطل کرتی ہیں۔ یعنی جھوٹ، غیبت، چغل خوری، جھوٹی قسم اور شہوت کیساتھ نظر کرنا۔

نمبر۳: کانوں کو شرعاً ناپسندیدہ چیز کے سننے سے روکنا۔

نمبر۴: تمام اعضاء کو مکروہات سے روکنا اور ایسے روزہ کا کوئی فائدہ نہیں کہ وہ حلال کھانے سے ہو پھر وہ افطار حرام کھانے سے ہو۔ پس اسکی مثال اس شخص کی طرح ہے کہ جس نے ارشاد فرمایا کتنے روزے دار ہیں۔ کہ انکو اپنے روزے سے سوائے بھوک اور پیاس کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

نمبر۵: افطار کے وقت حلال رزق اس قدر نہ کھائے کہ جس سے اس کا پیٹ بھر جائے۔ اسی وجہ سے حضور نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک پیٹ کو حرام سے بھرنے سے کوئی برا برتن نہیں ہوتا۔

خاص الخاص لوگوں کا روزہ

بہر حال خاص الخاص لوگوں کا روزہ دل کو دینی غموں اور دنیاوی افکار سے پاک کرنا اور اپنے آپکو اللہ تعالیٰ کے ماسواہر چیز سے مکمل طور پر روک لینا۔ پس جب یہ روزہ دار اللہ

تعالیٰ کے ماسوا کیلئے غور و فکر کرے گا تو اس کا روزہ افطار ہو جائیگا اور یہ انبیاء اور صدیقین کا رتبہ ہے بیشک اس مقام کی تحقیق یہ ہے کہ مکمل طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونا اور اس کے غیر سے پھر جانا ہے۔ (زہرۃ الواعظین)

روزہ اور اسکی جزا

بے شک روزہ ایک ایسی عبادت ہے کہ جس پر بندوں کے حواس واقع نہیں ہو سکتے۔ پس اس کو روزہ دار اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ چنانچہ روزہ ایک ایسی عبادت ہے جو رب اور بندے کے درمیان ہے اور جب یہ ایسی عبادت و طاعت ہوئی کہ جس کو صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے تو اس کو اپنی ذات کی طرف منسوب کیا اور فرمایا ''الصوم لی وانا اجزی بہ'' کہ روزہ میرے لئے ہے اور میں خود اس کی جزا دونگا۔

نیز کہا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے روزہ کو اپنی طرف منسوب کیا اس لئے کہ روزہ ایک ایسی عبادت ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کی شرکت واقع نہیں ہوتی۔ اس لئے کہ بندوں میں سے کچھ بندے ایسے ہیں جو بتوں کیلئے عبادت اور سجدہ کرتے ہیں سورج اور چاند کیلئے نماز پڑھتے جبکہ بتوں کیلئے صدقہ دیتے ہیں اور وہ کفار ہیں اور بندوں میں سے کوئی ایسا نہیں ہے کہ جو بت سورج، چاند اور دن کیلئے روزہ رکھے۔ بلکہ وہ خالص اللہ تعالیٰ کیلئے ہے۔ تو اس کو اس نے اپنی طرف منسوب کیا اور فرمایا الصوم لی وانا اجزی بہ کہ روزہ میرے لیے ہے اور میں خود اسکی جزا دونگا پس اللہ تعالیٰ کا فرمان وانا اجزی بہ اور میں اسکو جزا دونگا۔ یعنی روزہ کے بارے میں اپنی ربوبیت اور کرم کے مطابق بدلہ دونگا نہ عبودیت کے استحقاق کے مطابق۔

حضرت ابوالحسن رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا وانا اجزی بہ کا مطلب یہی ہے کہ ہر عبادت کا ثواب جنت ہے اور روزہ کی جزا میری ملاقات ہے۔

میں بندے کی طرف دیکھتا ہوں اور وہ میری طرف دیکھتا ہے وہ مجھ سے کلام کرتا ہے اور میں اس کے ساتھ بغیر کسی رسول اور ترجمان کے کلام کرتا ہوں۔

شرعی مسئلہ

ہمارے نزدیک رمضان میں روزہ دار کیلئے اپنی بیوی کو چھونا اور بوسہ لینا جائز ہے جبکہ

اسکو اپنے نفس پر امن کا اطمینان ہو اگر اسکو ایسا کرنے سے جماع یا انزال کا خوف ہو تو ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔

روزہ کی حالت میں بوسہ کا ممنوع ہونا

سعید ابن حسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا روزہ دار کیلئے بوسہ لینا اور چھونا ناجائز نہیں۔ چاہے اسکو خوف ہو یا نہ ہو انکی دلیل حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا فرمان ہے کہ ایک نوجوان حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا پس اس نے کہا میں روزہ کی حالت میں بوسہ لے سکتا ہوں تو آپ نے فرمایا نہیں۔ پھر آپکے پاس ایک بوڑھا حاضر ہوا اس نے عرض کیا کہ میں روزہ کی حالت میں بوسہ لے سکتا ہوں تو فرمایا ہاں۔ آپ کی طرف وہ نوجوان دوبارہ حاضر ہوا اور عرض کیا کہ آپ نے اس کیلئے وہ چیز حلال کر دی جو مجھ پر حرام کر دی تھی حالانکہ ہم دونوں ایک ہی دین پر ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ بوڑھا ہے جو اپنے نفس پر قدرت رکھتا ہے اور تو نوجوان ہونے کی وجہ سے اپنے نفس پر قدرت نہیں رکھتا۔ (روضۃ العلماء)

عقل اور نفس کی بات

بعض نے کہا روزہ سے مراد اللہ تعالیٰ کے دشمن کو سزا دینا ہے۔ کیونکہ شیطان کا ذریعہ شہوت ہے اور شہوت کھانے پینے سے مضبوط ہوتی ہے۔ پس روزہ کے ذریعے شیطان اور شہوت پر غلبہ تب حاصل ہوتا ہے کہ جب نفس کو ذلیل کیا جائے اور کھانے کیلئے کم دیا جائے جیسا کہ روزے کی مشروعیت کے بارے میں روایت کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عقل کو پیدا فرمایا اور کہا کہ سامنے آ تو عقل سامنے آ گئی۔ فرمایا پیچھے ہو جا تو عقل پیچھے ہٹ گئی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ عقل تو کون ہے؟ اور میں کون ہوں؟ عقل نے عرض کیا۔ تو میرا رب ہے اور میں تیرا عاجز بندہ ہوں۔ پس اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اے عقل میں نے تجھ سے زیادہ معزز کوئی مخلوق پیدا نہیں کی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے نفس امارہ کو پیدا فرمایا اس نے کہا کہ سامنے آ۔ اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے نفس تو کون ہے؟ اور میں کون ہوں پس نفس امارہ نے کہا کہ میں میں ہوں۔ اور تو تو ہے پس اللہ تعالیٰ نے سو سال تک اسے جہنم کی آگ میں عذاب دیا پھر اس کو نکالا پس فرمایا تو کون ہے؟ اور

میں کون ہوں پس نفس امارہ نے پہلے کی طرح جواب دیا پھر اللہ تعالیٰ نے اسے سو سال تک بھوک کی آگ میں رکھا پھر اس سے سوال کیا تب اس نے اقرار کیا کہ وہ (نفس) بندہ اور وہ (اللہ) رب ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس سبب سے روزہ کو اس (نفس) پر واجب کر دیا۔
(مشکوٰۃ)

تیس روزے فرض ہونے کی حکمت

روزہ کے تیس دن فرض ہونے کی حکمت کے بارے میں کہا گیا ہے کہ ہمارے باپ آدم علیہ السلام نے جب جنت میں درخت سے کھایا تو آپکے پیٹ میں تیس دنوں کی مقدار باقی رہ گئی جب انہوں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کو تیس دن اور رات روزہ رکھنے کا حکم دیا اس لئے کہ دنیا کی لذت چیزوں میں ہے (۱) کھانا (۲) پینا (۳) جماع (۴) سونا۔ یہ چاروں چیزیں اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان حجاب ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکی امت پر دن کو روزہ فرض فرمایا اور رات کے وقت کھانے کو جائز کیا گیا اور یہ ہم پر اللہ تعالیٰ کا فضل اور کرم ہے۔

(بہجۃ الانوار)

ایمان افروز حکایت

ایک مجوسی نے رمضان المبارک میں اپنے بیٹے کو بازار میں کھاتے ہوئے دیکھا تو اس کو مارا اور کہا کہ تو رمضان المبارک کی حرمت کا خیال نہیں کرتا۔ پس مجوسی مر گیا ایک عالم نے اس کو خواب میں دیکھا کہ وہ جنت میں ایک عزت والے تخت پر ہے بس اس عالم نے اس سے کہا کیا تو مجوسی نہیں تھا۔ اس نے کہا کیوں نہیں؟ لیکن میں نے موت کے وقت اپنے اوپر سے ایک نداء سنی۔ اے میرے فرشتو! ہم اسکو مجوسی نہیں رہنے دینگے پس تم اسکو رمضان المبارک کی عزت کرنے کی وجہ سے اسلام کیساتھ عزت دو۔ پس اس میں اشارہ ہے کہ جب ایک مجوسی نے رمضان کا احترام کیا تو اس نے ایمان کی دولت حاصل کر لی۔ تو اس شخص کا کیا حال ہو گا کہ جو رمضان المبارک میں روزہ بھی رکھے اور اس کا احترام بھی کرے۔ (زبدۃ المجالس)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے بطور حکایت روایت فرمایا ہر نیک عمل جو

انسان کرتا ہے۔ اس بندے کیلئے اس نیکی کے اجر کو سوائے روزے کے دس سے سات سو گنا تک بڑھا دیا جاتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ بے شک روزہ میرے لیے ہے اور میں اس کی جزا دوں گا۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان الاالصوم فانه لی و انا اجزی به' کے بارے میں علماء نے اختلاف کیا باوجود یکہ سارے اعمال اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں اور وہی اس کی جزا دیتا ہے۔

سات اقوال

اہل علم کے اس بارے میں سات قول ہیں۔

نمبر۱: روزے میں دکھلاوا نہیں ہو سکتا جس طرح کہ دوسرے اعمال میں ہو سکتا ہے اس لئے کہ ریا انسان سے ہو جاتی ہے۔ جبکہ روزہ ایک ایسی چیز ہے جو دل میں ہے وہ اس لئے کہ جتنے اعمال ہیں وہ حرکت کے ذریعے ہوتے ہیں۔ سوائے روزے کے کیونکہ روزہ ایک ایسی نیت کے ذریعے ہوتا ہے جو کہ لوگوں پر مخفی ہوتی ہے۔

نمبر۲: وانا اجزی کے قول سے مراد یہ ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ اس کے ثواب کی مقدار اور اس کے اجر کے دگنا ہونے کے جاننے کے بارے میں یکتا ہے۔ جب کہ باقی عبادات کے اجر وثواب پر دوسرے لوگ بھی مطلع ہو سکتے ہیں۔

نمبر۳: الصوم لی وانا اجزی به کے قول کا معنی یہ ہے کہ یہ عبادت اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ترین عبادت ہے۔

نمبر۴: روزے کی نسبت جو اللہ تعالیٰ کی طرف ہے۔ یہ اضافت شرافت و کرامت ہے۔ جس طرح کہا جاتا ہے بیت اللہ (اللہ کا گھر)

نمبر۵: کھانے اور اس کے علاوہ شہوت کی چیزوں سے بے نیاز ہونا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ہے پس جب روزے دار ان چیزوں کے ساتھ متصف ہوتا ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کے موافق ہیں تو اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے روزے کو اپنی طرف منسوب کیا۔

نمبر۶: الصوم لی وانا اجزی به کا معنی یہی ہے لیکن فرشتوں کی طرف نسبت کرتے ہوئے اس لئے کہ یہ صفات فرشتوں کی ہیں۔

نمبر۷: روزے کے علاوہ تمام عبادات دوسروں کا حق پورا کرنے کیلئے دی جا سکتی ہے۔

فائدہ: اس بات پر علماء کا اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان الاالصوم فانه لی وانا

اجزی بہ میں روزے سے مراد وہ روزہ ہے جو قولاً اور فعلاً ہر قسم کے گناہ سے محفوظ ہو۔

(مفتاح الصلوٰۃ)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا گیا ہے آقا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے ایمان کی حالت اور ثواب کی نیت سے رمضان المبارک کے روزے رکھے اللہ تعالیٰ اس کے گزشتہ تمام گناہ معاف فرما دے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ فرمایا سچ فرمایا۔

جلسہ نمبر ۳

علم کی فضیلت کے بیان میں

آیت مبارکہ: وعلم ادم الاسمآء کلھا ثم عرضھم علی الملئکۃ فقال انبئونی باسمآء ھولآء ان کنتم صدقین○ قالوا سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم○

(البقرہ ۳۱' ۳۲)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو (تمام اشیاء کے) نام سکھائے۔ پھر سب (اشیاء کو) ملائکہ پر پیش کر کے فرمایا۔ سچے ہو تو ان کے نام تو بتاؤ۔ بولے پاکی ہے تجھے ہمیں کچھ علم نہیں مگر جتنا تو نے ہمیں سکھایا بے شک تو ہی علم و حکمت والا ہے۔

جلسہ نمبر ۳

علم کی فضیلت کے بیان میں

آیت کی تفسیر

(وعلم آدم الاسماء کلھا) ''اور اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو تمام چیزوں کے نام سکھائے۔'' یا تو ان کے بارے میں ضروری علم کے پیدا کرنے کے ساتھ یا آپ کے دل میں ان چیزوں کے ڈالنے کے ساتھ اور اس میں سابقہ اصطلاح کی طرف محتاجی نہیں جس سے تسلسل لازم آئے ...... اور تعلیم وہ فعل ہے جس پر غالباً علم مرتب ہوتا ہے اور اسی وجہ سے کہا جاتا ہے۔ علمتہ فتعلم میں نے اسے تعلیم دی پس وہ علم والا ہو گیا۔

لفظ آدم۔ آذر اور شالخ کی طرح عجمی اسم ہے اور یہ الادمۃ یا الادمۃ سے مشتق ہے۔ جس کا معنی گندم گوں ہونا ہے۔ یا یہ ادیم الارض سے مشتق ہے۔ ''یعنی زمین کا ظاہری حصہ''۔

اولاد آدم کے مختلف ہونے کی وجہ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے تمام روئے زمین سے ایک مٹھی مٹی کی لی۔ اس کو نرم اور برابر کیا پس آدم علیہ السلام کو اس سے پیدا کیا اسی وجہ سے آپ کے بیٹے مختلف ہیں۔

(ثم عرضھم علی الملئکۃ) ''پھر ان کو فرشتوں پر پیش کیا۔'' عرضھم میں ضمیر مسمیات کیلئے ہے جو کہ ان پر ضمناً دلالت کرتا ہے۔ اس لئے کہ پوشیدہ عبارت یہاں اسماء المسمیات ہے۔ جس طرح واشتعل الراس شیباً میں ہے۔ اس لئے کہ معروضات کے اسماء کو سوال کیلئے پیش کرنا۔ پس بالخصوص معروض نفس اسماء نہیں ہوگا اگر مراد الفاظ لئے جائیں

اور اس سے مراد اشیاء کی ذوات یا الفاظ کے مدلولات ہوں۔

(فقال انبئونی باسماء ھؤلاء) ''پس اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا کہ مجھے ان تمام اشیاء کے ناموں کے بارے میں خبر دو۔'' ان کو سرزنش کرنے کیلئے اور ان کو اس بات پر متنبہ کرنا ہے کہ وہ خلافت کا امین بننے سے عاجز ہیں کیونکہ موجودات میں تصرف اور تدبیر کرنا اور معرفت کے تحقق سے پہلے انصاف قائم کرنا استعداد کے مراتب پر واقفیت حاصل کرنا اور حقوق کی مقدار پر واقفیت محال ہے اور یہ تکلیف بھی نہیں ہے کہ تکلیف مالا یطاق کے باب سے بن جائے۔

(ان کنتم صٰدقین) ''اگر تم سچے ہو'' اپنے گمان کے مطابق کہ بے شک تم اپنی عصمت کے پیش نظر خلافت کے زیادہ حق دار ہو۔

فرشتوں کی معذرت

(قالوا سبحانک لا علم لنا الاماعلمتنا) ''انہوں نے کہا تیرے لئے پاکی ہے ہمیں اس چیز کا علم ہے۔ جس کا علم تو نے ہمیں دیا۔'' اس میں ہمیں اپنی عاجزی اور قصور کا اعتراف ہے اور یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ان کا سوال پوچھنے کی غرض سے تھا اعتراض کے طور پر نہ تھا انسان کی فضیلت اور اس کے پیدا کرنے میں جو پوشیدہ حکمت تھی وہ ان پر ظاہر ہوگئی اور جس نعمت کو انہوں نے پہنچانا اس کے شکر کا اظہار ہے اور جو کچھ ان پر مخفی تھا وہ ان کیلئے واضح ہوگیا اور سارا علم حضرت آدم علیہ السلام کو سونپے جانے پر ان کے ادب کی رعایت ہے۔

(انک انت العلیم) ''بے شک تو جاننے والا ہے'' یعنی وہ ذات کہ جس پر کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔

(الحکیم) حکمت والا ''نئی چیزوں کا حکم کرنے والا'' کہ جن کو وہ انتہائی حکمت کی وجہ سے کرتا ہے۔ (قاضی بیضاوی)

درود شریف اور نجات

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قیامت کے دن تم سے اپنی مصیبتوں اور مواطن سے وہ شخص زیادہ نجات پانے والا ہوگا جو مجھ پر کثرت سے درود شریف

پڑھے۔(شفا شریف)

عالم کی فضیلت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص علم کے راستے پر چلا۔ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے اس کو جنت کے راستے کی طرف چلائے گا اور بے شک عالم دین کیلئے زمین و آسمان کی مخلوق یہاں تک کہ مچھلیاں سمندر میں مغفرت طلب کرتی ہیں۔ بے شک علماء انبیاء کے وارث ہیں۔

تعلیم قرآن کی اہمیت

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا اے ابو ذر! اگر تم ہر صبح کو قرآن مجید کا ایک باب پڑھو۔ تو یہ سو رکعت نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور اگر تم ہر صبح کو قرآن مجید کا ایک باب سکھاؤ چاہے اس پر عمل کرو یا نہ کرو تو یہ ہزار رکعت نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔

نیز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے علم کا ایک باب سیکھا اس نیت سے کہ وہ لوگوں کو آگے سکھائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو ستر نبیوں کا ثواب عطا فرمائے گا۔

عالم دین کی مجلس کی برکت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص عالم دین کے پاس دو گھڑیاں بیٹھا۔ یا اس کے ساتھ دو لقمے کھائے یا اس سے دو کلمے سیکھے یا اس کے ساتھ دو قدم چلا۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو دو جنتیں عطا فرمائے گا کہ ان میں سے ہر ایک جنت دو دنیا کی مثل ہوگی۔ (مشکوٰۃ الانوار)

اہل علم امت مصطفیٰ کے چراغ

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آقا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا میں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے اہل علم کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے عرض کیا کہ وہ دنیا اور آخرت میں آپ کی امت کے چراغ ہیں خوشخبری ہے اس شخص کیلئے جس نے ان کو پہچانا اور جس شخص نے ان کی اہانت کی اور ان کو ناراض کیا تو اس کیلئے ہلاکت ہے۔ (کواشی)

علم کی برکت سے چھ چیزوں کا حصول

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے حضور نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے جماعت کے ساتھ نماز پڑھی اور علم کے حلقے میں بیٹھ گیا اور اللہ تعالیٰ کا کلام سنا اور اس پر عمل کیا اللہ تعالیٰ اس کو چھ چیزیں عطا فرمائے گا۔ (۱) حلال رزق (۲) عذاب قبر سے نجات (۳) نامہ اعمال کا دایاں ہاتھ میں ملنا (۴) پلصراط سے بجلی کی طرح آنکھ جھپکنے میں گزرنا (۵) انبیاء کے ساتھ حشر ہونا (۶) جنت میں سرخ یاقوت کا گھر کہ جس کے چالیس دروازے ہوں گے اس کیلئے اللہ تعالیٰ کا عطا فرمانا۔ (زبدۃ الواعظین)

درجات علماء

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا علماء کیلئے مومنین کے درجوں کے اوپر سات سو درجے ہیں ہر دو درجوں کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت ہے۔

علم کا عمل سے افضل ہونا

علم عمل سے پانچ وجوہ سے افضل ہے۔

نمبر۱: علم بغیر عمل کے ہوسکتا ہے جب کہ عمل بغیر علم کے نہیں ہوسکتا۔

نمبر۲: علم بغیر عمل کے نفع دیتا ہے جب کہ عمل بغیر علم کے نفع نہیں دیتا۔

نمبر۳: عمل لازم ہے اور علم چراغ کی طرح روشن کرنے والا ہے۔

نمبر۴: علم انبیاء کا مقام ہے جس طرح کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں۔

نمبر۵: علم اللہ تعالیٰ کی صفت ہے عمل بندوں کی صفت ہے اور اللہ تعالیٰ کی صفت بندوں کی صفت سے افضل ہوتی ہے۔ (تفسیر التیسیر)

حضرت سلیمان علیہ السلام کی پسندیدہ چیز

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو علم اور ملک کے درمیان اختیار دیا گیا تو انہوں نے علم کو اختیار کیا پس ان کو علم اور ملک دونوں عطا کئے گئے۔

لفظ علم اور تین نعمتیں

بعض عارفین نے فرمایا کہ علم کے تین حروف ہیں۔

(۱) عین (۲) لام (۳) میم۔ عین علیین سے مشتق ہے لام لطف سے مشتق ہے۔ میم ملک سے مشتق ہے پس عین عالم کو علیین تک لے جائے گی اور لام اسے لطیف بنا دے گی اور میم اسے مخلوق پر بادشاہ بنا دے گی۔

نیز اللہ تعالیٰ کا فرمان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے (قل رب زدنی علماً) علم کی شرافت پر دلالت کرتا ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو تمام علوم عطا فرمائے اور علم کے علاوہ کسی چیز کی زیادتی کے طلب کرنے کا نہ فرمایا۔

(مجالس الابرار)

حکایت

بے شک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کے دروازے کی طرف تشریف لائے تو آپ نے شیطان کو مسجد کے دروازے کے پاس دیکھا۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے ابلیس تو یہاں کیا کرتا ہے؟ تو شیطان نے کہا کہ میں مسجد میں داخل ہونا چاہتا ہوں تاکہ میں اس نمازی کی نماز کو فاسد کر دوں۔ لیکن میں اس سوئے ہوئے آدمی سے ڈرتا ہوں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے ابلیس تو نمازی سے کیوں نہیں ڈرتا؟ حالانکہ وہ عبادت میں ہے اور اپنے رب سے مناجات کر رہا ہے اور تو سونے والے سے ڈرتا ہے حالانکہ وہ غفلت میں ہے شیطان نے کہا نماز پڑھنے والا جاہل ہے اور اس کو فساد میں مبتلا کرنا آسان ہے۔ جب کہ سونے والا عالم ہے جب میں نمازی کو بھٹکاؤں گا اور اس کی نماز کو فاسد کر دوں گا۔ تو میں اس عالم کے بیدار ہونے اور جلدی سے اس کی اصلاح کرنے سے ڈرتا ہوں۔ (منہاج المسلمین)

علم کو محفوظ کرنے کا طریقہ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا جو شخص علم کی حفاظت چاہتا ہے اس پر پانچ خصلتوں کو اپنانا لازم ہے۔ (۱) رات کو نماز پڑھنا اگرچہ دو رکعت ہی کیوں نہ ہو۔ (۲) ہمیشہ باوضو رہنا (۳) ظاہری اور مخفی طور پر پرہیزگاری اختیار کرنا (۴) تقویٰ کیلئے کھانا نہ کہ

شہوت کے لئے (۵) مسواک کرنا۔

علم کی شرافت

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا دنیا اور آخرت کی بہتری نیز دنیا اور آخرت کی شرافت علم کے ساتھ ہے ایک عالم اللہ تعالیٰ کے نزدیک فضیلت کے اعتبار سے ہزار شہیدوں سے بڑا ہے۔ اس حدیث پاک میں عالم سے مراد وہ عالم ہے کہ جس نے اپنے علم پر عمل کیا۔

علماء کے پاس بیٹھنے کی برکت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے عرش کے نیچے ایک عرش پیدا فرمایا جس کے دروازے پر لکھا ہوا ہے کہ جس نے علماء کی زیارت کی اس نے گویا انبیاء کی زیارت کی اور اس وجہ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا علماء کے پاس ایک گھڑی بیٹھنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہزار سال کی عبادت سے زیادہ محبوب ہے۔

ایک ہزار درخت

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے بے شک اللہ تعالیٰ نے عرش کے نیچے نور کا ایک شہر پیدا فرمایا جو کہ دس دنیا کے برابر ہے اس میں موتی' یاقوت زمرجد' لؤ لؤ اور مرجان کے ہزار درخت ہیں۔ پس جب قیامت کا دن ہو گا تو ان کے پتے کھلیں گے پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک ندا دینے والا ندا کرے گا کہاں ہیں وہ لوگ جو پانچ وقت جماعت کے ساتھ نماز پڑھتے تھے علم کی مجلس میں بیٹھتے تھے آج کے دن وہ ان درختوں کے سائے کے نیچے آ جائیں پس وہ ان درختوں کے نیچے بیٹھ جائیں گے پھر ان کے آگے ایک نور کا دسترخواں رکھا جائے گا جس میں ہر وہ چیز موجود ہو گی جس کی نفس خواہش کرے گا اور آنکھیں اس سے لذت حاصل کریں گی۔ پس ان سے کہا جائے گا کہ تم اس تمام سے کھاؤ۔ (مکاشفۃ الاسرار)

موت العالم' موت العالم

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو مومن ایک عالم کی موت پر غمگین ہوتا

ہے تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے ہزار عالم اور ہزار شہیدوں کا ثواب لکھ دیتا ہے...... اور اسی طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ایک عالم کی موت جہان کی موت ہے۔

عجیب فقہی مسئلہ

اور کواشی میں ہے جو شخص ایک عالم آدمی کو جماع کے کلمے کے ساتھ گالی دیتا ہے تو امام محمد رحمتہ اللہ اور اہل فقہ کے نزدیک وہ کافر ہو جاتا ہے اور اس کی بیوی کو طلاق بائنہ ہو جاتی ہے اور صدر الشہید نے فتاویٰ بذیع الدین میں فرمایا جو شخص عالم دین کی اہانت کرے وہ کافر ہو جاتا ہے اور اس کی بیوی کو طلاق بائنہ ہو جاتی ہے۔

علماء کو چھوڑنے کی وجہ سے تین آفتیں

اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا میری امت پر عنقریب ایک زمانہ آئے گا کہ وہ علماء اور فقہاء سے بھاگیں گے۔ پس اللہ تعالیٰ ان کو تین مصیبتوں میں مبتلا فرما دے گا۔ ان میں سے پہلی یہ ہے کہ برکت اٹھ جائے گی اور دوسری یہ کہ اللہ تعالیٰ ان پر ظالم بادشاہ کو مسلط کر دے گا اور تیسری یہ کہ وہ دنیا سے بغیر ایمان کے نکلیں گے۔ (مکاشفۃ الاسرار)

چار خوش نصیب انسان

نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب قیامت کا دن ہو گا تو جنت کے پاس چار جماعتوں کو بغیر حساب و عذاب دیکھے لایا جائے گا۔

نمبر ۱: اس عالم کو جس نے اپنے علم پر عمل کیا۔

نمبر ۲: اس حاجی کو جس نے بغیر کسی عمل فاسد کے حج کیا۔

نمبر ۳: اس شہید کو جو میدان جنگ میں شہید کیا گیا۔

نمبر ۴: اس سخی کو جس نے حلال مال کمایا اور اس کو اللہ تعالیٰ کے راستے میں بغیر ریا کے خرچ کیا۔

روح الامین کا روح پرور فیصلہ

پس ان میں سے بعض بعض کے ساتھ جنت میں پہلے داخل ہونے کے بارے میں جھگڑا کریں گے تو اللہ تعالیٰ حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بھیجے گا تا کہ ان کے درمیان فیصلہ کرے سب سے پہلے وہ شہید سے سوال کریں گے پس فرمائیں گے کہ تو نے دنیا میں کونسا

اچھا عمل کیا؟ کہ تو جنت میں پہلے داخل ہونا چاہتا ہے پس شہید کہے گا کہ میں اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے میدان جنگ میں لڑا۔ پس حضرت جرائیل علیہ السلام فرمائیں گے کہ تو نے کس سے شہید کے ثواب کے بارے میں سنا تھا۔ پس وہ شہید کہے گا علماء سے تو حضرت جرائیل علیہ السلام فرمائیں گے کہ تو ادب کر اور اپنے معلم سے آگے نہ بڑھ۔

پھر حضرت جرائیل علیہ السلام حاجی کی طرف متوجہ ہوں گے اور اسی طرح اس سے فرمائیں گے پھر سخی کی طرف توجہ کریں گے پس اس سے بھی اسی طرح فرمائیں گے پھر عالم دین کہے گا کہ یا اللہ میں نے سخی کی سخاوت اور اس کے احسان کے سبب سے علم دین حاصل کیا پس اللہ عزوجل ارشاد فرمائیں گے کہ عالم دین نے سچ کہا اے رضوان! جنت کے دروازے کھول دے۔ یہاں تک کہ سخی جنت میں داخل ہو جائے اور اس طرح اس کے بعد۔ (مشکاۃ الانوار)

علم والے کی بزرگی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عالم کی فضیلت عابد پر اس طرح ہے جس طرح کہ میری فضیلت تم میں سے ایک ادنیٰ آدمی پر ...... اسی طرح رب ذوالجلال نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ میں علیم ہوں اور علم والے کو پسند کرتا ہوں۔

عالم دین کے قلم کی سیاہی

حضرت حسن رحمتہ اللہ نے ارشاد فرمایا علماء کے قلم کی سیاہی قیامت کے دن شہیدوں کے خون کے ساتھ وزن کی جائے گی۔ پس عالموں کی سیاہی کو شہداء کے خون پر ترجیح دی جائے گی۔

دنیا میں کرنے کا کام

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے انسان تو عالم متعلم سامع بن جا اور تو چوتھی چیز نہ بن پس تو ہلاک ہو جائے گا۔

افضل ترین عمل

عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعمال میں سے کونسا عمل افضل ہے؟ پس حضور نے ارشاد فرمایا العلم باللہ یعنی علم دین اس لئے کہ تھوڑا عمل علم کے ساتھ نفع دیتا ہے اور

زیادہ عمل جہالت کے ساتھ نفع نہیں دیتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ بے شک علم عبادت سے ایک اعلیٰ جوہر ہے۔ لیکن بندے کیلئے علم کے ساتھ عبادت کرنا لازمی ہے۔ ورنہ اس کا علم غبار پراگندہ ہوگا۔

عالم دین کی زیارت

''اور فرمایا کہ عالم کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے۔''

اور مخلوق کا دعا کرنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ اور فرشتے اور زمین و آسمان والے یہاں تک کہ چیونٹیاں اپنے بلوں میں اور مچھلیاں سمندر میں لوگوں کے معلم (عالم دین) کیلئے بہتری کی دعا کرتی ہیں۔ (زبدۃ الواعظین)

انسان اور آٹھ خصلتیں

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو آٹھ خصلتوں پر بنایا۔ ان میں سے چار اہل جنت کی خصلتیں ہیں۔ (۱) نمکین چہرہ (۲) فصیح زبان (۳) پرہیزگار دل (۴) سخی ہاتھ ...... اور ان میں سے چار اہل نار کی خصلتیں ہیں۔ (۱) ترش رو (۲) فاحش زبان (۳) سخت دل (۴) بخیل ہاتھ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا۔

ان سے بچو

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تین قسم کے لوگوں سے پرہیز کرو۔
(۱) غافل علماء (۲) بے دین فقراء (۳) جاہل اصفیاء۔

دنیا کی پائیداری

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا دنیا کی مضبوطی چار چیزوں سے ہے۔ (۱) علماء کا علم (۲) بادشاہوں کا عدل (۳) اغنیاء کی سخاوت (۴) اور فقراء کی دعا سے۔
اگر علماء کا علم نہ ہوتو جاہل ہلاک ہو جائیں۔ اگر اغنیاء کی سخاوت نہ ہوتو فقراء ہلاک ہو جائیں اگر فقیروں کی دعا نہ ہوتو اغنیاء ہلاک ہو جائیں اگر بادشاہوں کا عدل نہ ہوتو بعض

لوگ بعض لوگوں کو کھا جائیں جس طرح بھیڑیا بکریوں کو کھایا جاتا ہے۔

طالب علم پر خرچ کرنا

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص نے طالب علم پر ایک درہم خرچ کیا تو گویا اس نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں احد پہاڑ کی مثل سرخ سونا خرچ کیا۔

منافقت سے بری ہونے کا طریقہ

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص نے مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ چالیس دن تک با جماعت نماز ادا کی اور اس سے ایک رکعت بھی فوت نہ ہوئی تو اللہ تعالیٰ اسے منافقت سے بری لکھ دے گا۔

ذکر کی برکات

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس شخص نے صبح کی نماز پڑھی پھر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کیلئے بیٹھ گیا تو اللہ تعالیٰ سے جنت الفردوس میں سونے اور چاندی کے ستر محل عطا فرمائے گا۔

نیز نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نماز کی مثال اس نہر کی طرح ہے جو تمہارے دروازے پر جاری ہو اور اس میں ہر دن میں پانچ مرتبہ غسل کرے کیا اس پر کوئی میل کچیل باقی رہے گی؟ صحابہ کرام نے عرض کیا نہیں تو آقا نے ارشاد فرمایا اس طرح نماز گناہوں کو دھوڈالتی ہے۔ (دقائق الاخبار)

جلسہ نمبر ۴

رمضان المبارک کے مہینے کی فضیلت

آیت مبارکہ: واذا سالک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوة الداع اذا دعان فلیستجیبوا لی ولیؤمنوا بی لعلھم یرشدون○ (البقرة ۱۸۶)

ترجمہ: اے محبوب! جب تم سے میرے بندے مجھے پوچھیں تو میں نزدیک ہوں دعا قبول کرتا ہوں پکارنے والے کی جب مجھے پکارے۔ تو انہیں چاہیے میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں کہ کہیں راہ پائیں۔

جلسہ نمبر۴

رمضان المبارک کے مہینہ کی فضیلت کے بیان میں

آیت کی تفسیر

(واذ اسئالک عبادی عنی فانی قریب) ''اور جب میرے بندے میرے بارے میں آپ سے سوال کریں تو پس میں قریب ہوں۔''

یعنی آپ ان سے فرما دیں کہ میں قریب ہوں اور یہ اللہ تعالیٰ کے اپنے بندوں کے افعال واقوال کو مکمل طور پر جاننے کی مثال ہے اور ان کے احوال پر مطلع ہونے کی مثال ہے ایسے حال کے ساتھ کہ وہ مکان کے لحاظ سے ان کے قریب ہے۔

شانِ نزول

روایت کیا گیا ہے کہ ایک دیہاتی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہمارا رب قریب ہے۔ تو ہم اس سے مناجات کریں یا وہ بعید ہے۔ تو ہم اس کو ندا کریں اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

(اجیب دعوۃ الداعِ اذا دعان) ''میں دعا کرنے والے کی دعا کو دعا کو قبول کرتا ہوں۔ جب وہ مجھ سے دعا کرے۔'' یہ قرب اور دعا مانگنے والے کی دعا کو قبول کرنے کے وعدے کی تقریر ہے۔ (فلیستجیبوالی) ''پس وہ میرا حکم مانیں۔''

یعنی جب میں ان کو ایمان اور طاعت کی طرف بلاؤں جس طرح کہ میں قبول کرتا ہوں جب وہ مجھے مشکلات میں پکاریں۔

(ولیؤمنوا بی) ''اور وہ مجھ پر ایمان لائیں'' یہ اس پر ہمیشگی اور ثابت قدم رہنے کا حکم ہے۔
(لعلھم یرشدون) ''یقیناً وہ ہدایت پائیں گے۔'' وہ ہدایت تک پہنچنے کی امید کرنے والے ہیں اور حق تک پہنچنا ہے۔

قاضی بیضاوی کی تحقیق

اور جان تو! کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے جب ان کو ایک ماہ روزہ رکھنے، گنتی کی رعایت کرنے اور ان کو قیام پر تکبیر اور شکر کے وظائف کے ساتھ حکم دیا تو اس کے بعد اس آیت کریمہ کو ذکر فرمایا جو کہ اس بات پر دلالت کرنے والی ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ ان کے احوال کی خبر رکھنے والا۔ ان کی باتوں کو سننے والا انکی دعاؤں کو قبول کرنے والا۔ ان کے اعمال کا بدلہ دینے والا ہے یہ اس کیلئے تاکید اور مزید اس پر ابھارنا ہے۔ (قاضی بیضاوی)

درود شریف اور دعا کی قبولیت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ سے روایت کرتے ہیں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ہر دعا اور آسمان کے درمیان ایک حجاب (پردہ) ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر درود شریف پڑھا جائے پس جب آپ پر درود شریف پڑھا جاتا ہے تو وہ پردہ ہٹ جاتا ہے اور دعا داخل ہو جاتی ہے اور جب یہ نہ کیا جائے تو دعا لوٹا دی جاتی ہے۔

روح پرور حکایت

ایک نیک آدمی تشہد کیلئے بیٹھا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنا بھول گیا۔ اس نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی تو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کی طرف کھڑے ہوئے اور اس سے فرمایا! کہ تو مجھ پر درود پڑھنا کیوں بھول گیا؟ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اللہ تعالیٰ کی ثنا اور عبادت میں اس قدر مشغول ہوا کہ آپ پر درود شریف پڑھنا بھول گیا پس آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کیا تو نے میرا یہ فرمان نہیں سنا؟ کہ اعمال موقوف ہو جاتے ہیں دعائیں روک دی جاتی ہیں یہاں تک کہ مجھ پر درود پڑھا جائے اور اگر کوئی بندہ قیامت کے دن دنیا والوں کے برابر نیکیاں لے کر آیا اور اس میں میری ذات پر درود شریف پڑھنا نہ ہوا۔ تو اس کی نیکیاں رد کر دی

جائیں گی اور اس میں سے کوئی چیز قبول نہیں کی جائے گی۔ (زبدۃ الواعظین)

رمضان المبارک کا مہینہ اور قرب خداوندی

حضرت موسیٰ علیہ السلام سے روایت کیا گیا کہ انہوں نے اپنے رب کو پکارا اور عرض کیا یا اللہ جس طرح تو نے مجھے عزت بخشی ہے میری مثل کسی کو تو نے معزز کیا۔ اس طرح کہ تو نے مجھ کو اپنا کلام سنایا۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے موسیٰ میرے کچھ بندے ہیں۔ جن کو میں آخری زمانے میں نکالوں گا پس ان کو رمضان المبارک کے مہینے کے سبب معزز کروں گا اور میں تجھ سے زیادہ ان کے قریب ہوں گا پس بے شک میں نے تیرے ساتھ کلام کیا حالانکہ میرے اور تیرے درمیان ستر ہزار پردے ہیں پس جب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت روزے رکھے گی ان کے ہونٹ سفید ہوں گے' ان کے رنگ زرد ہوں گے تو میں روزہ افطار کرنے کے وقت ان پردوں کو اٹھالوں گا۔

اے موسیٰ علیہ السلام خوشخبری ہے۔ اس شخص کیلئے جس نے رمضان میں اپنے جگر کو پیاسا اور اپنے پیٹ کو بھوکا کیا ان کی جزا میری ملاقات ہوگی چنانچہ مناسب ہے عقلمند کیلئے کہ وہ اس مہینہ کی حرمت کو پہنچانے اور اپنے دل کو حسد اور مسلمانوں کی دشمنی سے محفوظ کرے اور اس کے ساتھ ساتھ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈر رکھنے والا ہو کہ اس کا روزہ قبول کیا جائے گا یا نہیں۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ صرف متقی لوگوں کا روزہ قبول کرتا ہے۔ روزہ دار کا قبر سے اٹھنے کے وقت اعزاز و اکرام روزے دار اپنی قبروں سے نکلیں گے اور اپنے روزوں کو پہنچانیں گے ان کو دسترخوان' تحائف اور پانی کے کوزے پیش کئے جائیں گے ان سے کہا جائے گا کہ تم کھاؤ حالانکہ تم بھوکے رہتے تھے جب لوگ پیٹ بھر کر کھاتے تھے اور تم پیؤ حالانکہ تم پیاسے رہتے تھے جب لوگ سیر ہو کر پیتے تھے تم آرام کرو۔ پس کھاؤ اور پیؤ جب کہ دوسرے لوگ حساب و کتاب میں ہوں گے۔ (تنبیہ الغافلین)

رمضان کی ہر رات میں انوار کی بارش

حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے رمضان شریف میں نماز تراویح کے فضائل کے بارے میں پوچھا

گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

مومن رمضان المبارک کی پہلی رات میں گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے۔ جس طرح وہ اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے کے وقت گناہوں سے پاک تھا۔

رمضان المبارک کی دوسری رات میں اس کے مومن والدین کو بخش دیا جاتا ہے۔

ماہ رمضان کی تیسری رات عرش کے نیچے سے ایک فرشتہ ندا دیتا ہے کہ تو اپنے عمل کو خالص کر لے اللہ تعالیٰ نے تیرے پہلے گناہوں کو بخش دیا۔

رمضان شریف کی چوتھی رات میں اس کیلئے توراۃ' انجیل' زبور اور قرآن مجید کے پڑھنے کے برابر ثواب دیا جاتا ہے۔

پانچویں رات میں اللہ تعالیٰ اس کو مسجد حرام' مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ میں نماز پڑھنے والے شخص کے برابر ثواب دیتا ہے۔

چھٹی رات میں رب ذوالجلال اس کو بیت المعمور کا طواف کرنے والے شخص کے برابر ثواب عطا فرماتا ہے اور اس کیلئے ہر پتھر اور ڈھیلا مغفرت طلب کرتا ہے۔

ساتوں رات میں اس قدر ثواب ہے گویا کہ اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پا لیا اور اس کی فرعون و ہامان کے خلاف مدد کی گئی۔

آٹھویں رات میں اللہ تعالیٰ اس کو اس قدر عطا فرماتا ہے جتنا اس نے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرمایا۔

نویں رات میں گویا کہ اس نے اس طرح اللہ تعالیٰ کی عبادت کی۔ جس طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبادت کی۔

دسویں رات میں اللہ تعالیٰ اس کو دنیا اور آخرت کی بہتری عطا فرماتا ہے۔

گیارھویں رات میں وہ دنیا سے اس طرح نکل جاتا ہے جس طرح کہ وہ آج ہی اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔

بارھویں رات میں وہ قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اس کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح چمک رہا ہوگا۔

تیرھویں رات کی فضیلت یہ ہے کہ وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ وہ ہر قسم کی برائی سے محفوظ ہوگا۔

چودھویں رات کی بزرگی یہ ہے کہ فرشتے آئیں گے اور اس کیلئے گواہی دیں گے کہ بے شک اس نے نماز تراویح پڑھی پس اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کے دن حساب نہیں لے گا۔

پندرھویں رات کا یہ مقام ہے اس کیلئے عرش اور کرسی اٹھانے والے فرشتے مغفرت طلب کرتے ہیں۔

سولھویں رات کی یہ عزت ہے کہ اس کیلئے دوزخ سے نجات اور جنت میں داخل ہونے کی خوشخبری مل جاتی ہے۔

رمضان المبارک کی سترھویں رات میں رب ذوالجلال اس کو انبیاء کے ثواب کے برابر ثواب عطا فرماتا ہے۔

اٹھارھویں رات میں ایک فرشتہ ندا کرتا ہے کہ اے اللہ کے بندے اللہ تعالیٰ تجھ سے اور تیرے والدین سے راضی ہو گیا۔

انیسویں رات میں خداوند قدوس جنت الفردوس میں اس کے درجات کو بلند کرتا ہے۔

رمضان المبارک کی بیسویں شب میں اسے شہداء اور صالحین کا ثواب عطا فرمایا جاتا ہے۔

اکیسویں رات میں اس کیلئے جنت کے اندر نور کا ایک گھر بنایا جاتا ہے۔

بائیسویں رات کی فضیلت یہ ہے کہ آدمی قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ وہ ہر قسم کی پریشانی اور غم سے محفوظ ہو گا۔

تیئسویں رات میں اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت میں ایک شہر بناتا ہے۔

چوبیسویں رات کا مرتبہ یہ ہے کہ اس کیلئے چوبیس مقبول دعائیں ہوں گی۔

پچیسویں رات میں اللہ تعالیٰ اس سے عذاب قبر کو اٹھا لے گا۔

چھبیسویں رات اللہ تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں چالیس سال کا ثواب بڑھا دیتا ہے۔

ستائیسویں رات کی فضیلت یہ ہے کہ پل صراط سے اس کا گزر تیز بجلی کی طرح ہو گا۔

اٹھائیسویں رات میں اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت میں ایک ہزار درجے بڑھا دے گا۔

انتیسویں رات میں خداوند قدوس اس کو ایک ہزار مقبول حج کا ثواب عطا فرماتا ہے۔

تیسویں شب میں رب ذوالجلال اس سے ارشاد فرماتا ہے اے میرے بندے جنت کے پھل تو کھا سلسبیل کے پانی سے تو غسل کر اور حوض کوثر سے تو پی میں تیرا رب ہوں اور تو میرا بندہ ہے۔ (مجالس الابرار)

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اعتکاف

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص نے ایمان کی حالت میں ثواب کی نیت سے اعتکاف کیا تو اس کے اگلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ (خ۔م)

(فائدہ: خ سے مراد بخاری شریف اور میم سے مسلم شریف)

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک کے آخری دس دنوں میں آخر عمر تک اعتکاف بیٹھتے تھے آپ کے بعد آپ کی ازواج مطہرات اپنے اپنے گھروں میں اعتکاف بیٹھتی رہیں۔ اس وجہ سے فقہاء نے کہا ہے کہ عورتوں کیلئے اپنے اپنے گھروں میں اعتکاف بیٹھنا مستحب ہے۔ (شرح المشارق)

جلسہ نمبر ۵

اللہ تعالیٰ کی قدرت کے مشاہدہ سے دل کے اطمینان پانے کا بیان

آیت مبارکہ: واذقال ابراھیم رب ارنی کیف تحی الموتی قال اولم تؤمن قال بلٰی ولکن لیطمئن قلبی قال فخذاربعۃً من الطیر فصرھن الیک ثم اجعل علیٰ کل جبل منھن جزءًا ثم ادعھن یاتینک سعیاً واعلم ان اللہ عزیز حکیم٥ (البقرۃ ۲۶۰)

ترجمہ: اور جب عرض کی ابراہیم نے' اے رب میرے مجھے دکھا دے تو کیونکر مردے جلائے گا۔ فرمایا کیا تجھے یقین نہیں۔ عرض کی یقین کیوں نہیں مگر یہ چاہتا ہوں کہ میرے دل کو قرار آ جائے فرمایا تو اچھا چار پرندے لے کر اپنے ساتھ ہلا لے۔ پھر ان کا ایک ایک ٹکڑا ہر پہاڑ پر رکھ دے پھر انہیں بلا۔ وہ تیرے پاس چلے آئیں گے پاؤں سے دوڑتے اور جان رکھ اللہ غالب حکمت والا ہے۔

جلسہ نمبر ۵

اللہ تعالیٰ کی قدرت کے مشاہدہ کیساتھ اطمینان قلب

آیت کی تفسیر

(واذقال ابراھیم رب ارنی کیف تحی الموتٰی) ''اور جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا۔ اے میرے رب تو مجھے دکھا کہ تو کیسے مردوں کو زندہ فرمائے گا۔'' بے شک حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے سوال اس لئے کیا تا کہ ان کو حقیقی علم حاصل ہو جائے۔

(قال اولم تؤمن) ''ربِ ذوالجلال نے ارشاد فرمایا کیا تو اس پر ایمان نہیں رکھتا۔'' یعنی کہ میں اجزاء اور زندگی کو واپس لوٹانے کے ساتھ زندہ کرنے پر قدرت رکھنے والا ہوں۔

(قال بلی ولکن لیطمئن قلبی) ''حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا کیوں نہیں؟ اور لیکن اپنے دل کے اطمینان کیلئے۔'' یعنی کیوں نہیں؟ میں ایمان لایا لیکن میں نے وحی اور استدلال کی طرف معائنہ کی نسبت کرنے کے ساتھ سکون قلب اور بصیرت میں اضافہ کرنے کیلئے سوال کیا۔

(قال فخذ اربعۃ من الطیر) ''خداوند قدوس نے ارشاد فرمایا کہ تم چار پرندوں کو پکڑ لو'' کہا گیا کہ ان میں مور، مرغ، کوا اور کبوتر شامل تھے۔

(فصرھن الیک) ''پھر ان کو اپنی طرف بلاؤ۔'' پس ان کو پالو اور ان کو اپنے ساتھ ملا لو۔ تا کہ تو ان کو جان لے اور ان کی حقیقت کو پہچان لے تا کہ زندہ کرنے کے بعد تجھ پر کوئی

ملتبس نہ ہو جائے۔

(ثم اجعل علی کل جبل منھن جزء ا) ''پھر ان کے اجزاء کر کے تمام پہاڑوں پر رکھ دو۔'' یعنی پھر ان کو ٹکڑے ٹکڑے بناؤ۔

(ثم ادعھن) پھر تم ان کو بلاؤ'' تم ان سے کہو کہ تم اللہ کے اذن کے ساتھ آؤ۔

(یا تینک سعیا)'' وہ تمہارے پاس دوڑتے ہوئے آئیں گے۔'' تیز تیز دوڑتے ہوئے جلدی سے اڑ کر یا چل کر۔

(واعلم ان اللہ عزیز) اور تو جان کہ بے شک اللہ تعالیٰ غالب ہے۔'' وہ جس چیز کا ارادہ کرے اس سے عاجز نہیں ہوتا۔

(حکیم) ''حکمت والا'' وہ مکمل حکمت والا ہے۔ ہر اس چیز کے بارے میں جسے وہ کرنا چاہے یا چھوڑنا چاہے۔ (قاضی بیضاوی)

(واذقال ابراھیم رب ارنی کیف تحی الموتی) اور جب ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا اے میرے رب تو مجھے دکھا کہ تو مردوں کو کیسے زندہ کرے گا۔''

سوال کرنے کی وجہ

حضرت حسن رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس سوال کرنے کا سبب یہ تھا۔ کہ آپ ایک مردہ جانور پر سے گزرے۔

ابن جریج رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ سمندر کے کنارے پر ایک مردار گدھا پڑا ہوا حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے دیکھا کہ جس کو خشکی اور تری کے جانور نوچ رہے تھے۔ پس جب دریا کا ریلا آتا تو مچھلیاں اور سمندری جانور آتے اور اس سے کھاتے جو کچھ ان سے بچ جاتا وہ سمندر کی نذر ہو جاتا۔

اور جب دریا کا پانی خشک ہو جاتا تو درندے آ جاتے پس اس سے کھاتے اور جو کچھ زمین پر بچ جاتا وہ مٹی کی نذر ہو جاتا۔ جب درندے چلے جاتے تو پرندے آ جاتے اور اس سے کھاتے جو کچھ ان سے رہ جاتا اس کو ہوا فضا میں اڑا کر لے جاتی پس جب حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے یہ دیکھا تو اس سے تعجب کیا اور عرض کیا کہ اے میرے رب اس بات کا مجھے یقیناً علم ہے کہ تو ان کو درندوں کے پیٹ سے پرندوں کی انتڑیوں سے اور سمندری جانوروں کے پیٹ سے جمع کرے گا پس تو مجھے دکھا کہ تو کیسے زندہ کرے گا تا کہ معائنہ

کرنے سے میرا یقین اور بڑھ جائے پس اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ خطاب فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

(قال اولم تؤمن قال بلٰی) ''رب ذوالجلال نے ارشاد فرمایا کہ کیا تو اس پر ایمان نہیں رکھتا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا کیوں نہیں؟'' اے میرے رب میں نے جانا اور ایمان لایا۔

(ولکن لیطمئن قلبی) ''لیکن اپنے دل کے اطمینان کیلئے۔''یعنی میرا دل مشاہدہ اور معائنہ سے سکون حاصل کر لے یعنی آپ نے علم الیقین اور عین الیقین کا ارادہ فرمایا۔

(قال فخذ اربعۃ من الطیر) ''رب ذوالجلال نے ارشاد فرمایا کہ آپ چار پرندے پکڑ لیں۔

مجاہد نے کہا کہ آپ نے مور' مرغ' کبوتر اور کوے کو پکڑا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ نے سبز رنگ کی بطخ' کالے رنگ کا کوا' سفید کبوتر اور سرخ مرغ کو پکڑا۔

(فصرھن الیک) پس ان کو اپنے پاس اکٹھا کرو یعنی ان کو کاٹو اور پیس ڈالو اور کہا گیا کہ ان کو اکٹھا کرو اور اپنی طرف سے ان کو ایک دوسرے میں ملا دو۔

(ثم اجعل علٰی کل جبل منھن جزء ا) پھر ان کے تمام اجزا کو تمام پہاڑوں پر رکھ دو۔''

چار پرندوں کو ذبح کرنے کی حکمت

مفسرین نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ان پرندوں کے ذبح کرنے ان کے پروں کو اکھاڑنے اور کاٹنے خون اور گوشت کو ایک دوسرے کے ساتھ ملانے کا حکم دیا۔ پس حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایسا ہی کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے اجزا کو پہاڑوں پر رکھنے کا حکم دیا۔

علماء نے پہاڑوں کی تعداد کے بارے میں اختلاف کیا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پرندوں کے چار اجزاء بنانے اور ان کو چار چار پہاڑوں پر رکھنے کا حکم دیا اور کہا گیا کہ ایک پہاڑ مشرق کی طرف ایک مغرب کی طرف' ایک شمال کی طرف جب کہ ایک جنوب کی طرف تھا۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان کے سات حصے کیئے گیے۔ اور ان کو سات پہاڑوں پر رکھا

اور ان کے سروں کو اپنے پاس رکھا پھر ان کو اپنے اس قول کے ساتھ بلایا۔ پس تم اللہ تعالیٰ کے اذن کے ساتھ آؤ۔ چنانچہ ہر پرندے کے خون کا قطرہ دوسرے قطرہ کی طرف ہر پرندے کے پر دوسرے پروں کی طرف اور ہر ایک کی ہڈی دوسری ہڈی کی طرف اور ہر ایک بعض اپنے دوسرے بعض کی طرف اڑنے لگا۔ جب کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام یہ سب کچھ دیکھ رہے ہیں یہاں تک ہر جسم کا بعض حصہ اپنے بعض حصہ کے ساتھ بغیر سروں کے آسمان میں مل گئے۔ پھر انہوں نے اپنے اپنے سروں کی طرف آنے کی کوشش کی پس جب پرندہ آتا تو سر اڑتا۔ اگر وہ پرندے اپنے سر کو پاتا تو اس کے قریب ہو جاتا اور اگر وہ پرندہ اپنے سر کو نہ پاتا تو پیچھے ہٹ جاتا یہاں تک کہ ہر پرندہ اپنے سر کے ساتھ مل گیا پس یہ اللہ تعالیٰ کا فرمان۔

(ثم ادعھن یاتینک سعیا) پھر آپ کو ان بلائیں تو وہ بھاگتے ہوئے آپ کے پاس آئیں گے۔"

اور یہ بھی کہا گیا کہ سعی سے مراد جلدی چلنا اور بھاگنا مراد ہے اور یہ بھی کہا گیا کہ اس سے چلنا مراد ہے جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا (فاسعوا الی ذکر اللہ) پس تم اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف آؤ۔

اور اڑنے کے علاوہ چلنے میں حکمت ہے کہ اس سے کسی قسم کا شبہ نہیں ہو سکتا یعنی شبہ سے دور ہے۔ اس لئے کہ وہ پرندے اگر اڑتے تو اس سے یہ وہم ہو سکتا تھا کہ یہ ان پرندوں کے علاوہ اور پرندے ہیں اور یہ کہ ان کے پاؤں صحیح سلامت نہیں ہیں۔

اور یہ بھی کہا گیا کہ سعی کا معنی اڑنا ہے۔

(واعلم ان اللہ عزیز حکیم) اور آپ جان لیں کہ بے شک اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا ہے۔ (تفسیر معالم التنزیل)

عجیب و غریب بیل اور مچھلی

روایت کیا گیا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے جب زمین اور آسمان کو پیدا کرنے کا ارادہ کیا تو زمین و آسمان کے برابر ایک سبز جوہر کو پیدا کیا پھر اس کی طرف نظر ہیبت کے ساتھ دیکھا تو وہ سارا پانی بن گیا پھر پانی کی طرف دیکھا تو وہ جوش مارنے لگا اور اس سے جھاگ بخارات اور دھواں اٹھنے لگا اور وہ اللہ تعالیٰ کے خوف سے کانپنے لگا اور اس وجہ سے یہ پانی

قیامت کے دن تک کانپتا رہے گا تو اللہ تعالیٰ نے اس دھواں سے آسمان اور اس جھاگ سے زمین پیدا فرمائی پھر اللہ تعالیٰ نے عرش کے نیچے سے ایک فرشتہ بھیجا۔ پس وہ زمین پر اترا یہاں تک کہ سات زمینوں کے نیچے داخل ہو گیا اور اس کو اپنے کندھوں پر اٹھا لیا۔ اس کا ایک ہاتھ مشرق میں اور دوسرا ہاتھ مغرب میں دونوں ہاتھوں کو پھیلا کر اس نے ساتوں زمینوں پر قبضہ کیا ہوا ہے۔ یہاں تک کہ ان کو مضبوطی سے پکڑ لیا لیکن اس کے قدموں کے لئے کوئی قرار کی جگہ نہ تھی۔ تو اللہ تعالیٰ نے جنت الفردوس سے ایک بیل اتارا کہ جس کیلئے ستر ہزار سینگھ اور چالیس ہزار پاؤں تھے تو اللہ تعالیٰ نے اس فرشتے کے قرار کی جگہ اس کی کوہان کو بنایا پس اس کے قدموں کو قرار حاصل نہ ہوا تو اللہ تعالیٰ نے جنت کے اعلیٰ درجے کے سبز یاقوت کو اتارا اور اس کو پانچ سو سال کی مسافت کے طے ہونے کے عرصے تک اسے سخت کیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس کو بیل کی کوہان اور اس کے دم کے درمیان رکھ دیا تو فرشتے کے دونوں قدم اس پر قرار پا گئے جب کہ اس بیل کے سینگھ زمین کے کناروں سے خارج ہیں لیکن وہ بیل سمندر میں ہے اور وہ ہر دن میں دو مرتبہ سانس لیتا ہے پس جب وہ سانس لیتا ہے تو وہ سمندر پھیل جاتا ہے اور جب وہ اپنے سانس کو روکتا ہے تو وہ سمندر سکڑ جاتا ہے۔ لیکن اس بیل کے پاؤں کیلئے کوئی قرار کی جگہ نہ تھی تو اللہ تعالیٰ نے ساتوں زمینوں اور آسمانوں کی تختی جیسا ایک سخت پتھر پیدا کیا تو اس پر بیل کے پاؤں نے قرار پکڑا پھر اس پتھر کیلئے کوئی جائے قرار نہ تھی تو اللہ تعالیٰ نے ایک مچھلی پیدا فرمائی اور اس بڑی مچھلی کا نام نون، اس کی کنیت یلھوب اور اس کا لقب یہموت ہے پس اللہ تعالیٰ نے اس سخت پتھر کو اس کی پشت پر رکھ دیا جب کہ اس کا باقی جسم خالی ہے پس وہ مچھلی سمندر پر ہے اور سمندر ہوا کی پیٹھ پر اور ہوا قبضہ قدرت میں ہے۔

مچھلی کو شیطان کا مشورہ

حضرت کعب احبار رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ شیطان ایک مرتبہ اس مچھلی کی طرف آیا جس کی پیٹھ پر ساری زمین، درخت چوپائے اور ان کے علاوہ چیزیں ہیں اور مچھلی سے کہا کہ تو ان تمام بوجھوں کو اپنی پشت سے پھینک دے تو وہ فرماتے ہیں کہ مچھلی نے سمجھا کہ وہ ایسا کرے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ایک چوپایہ بھیجا۔ جو اس کی ناک سے داخل ہو کر اس کے دماغ تک جا پہنچا تو مچھلی نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شکایت کی تو اللہ تعالیٰ نے اس چوپایہ کو

اجازت دی اور باہر نکل گیا۔

حضرت کعب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بے شک وہ اس کی طرف دیکھتا ہے اور وہ اس کی طرف دیکھتی ہے پس اگر وہ اس سے کسی چیز کا قصد کرے تو وہ اس حالت پر لوٹ جائے جس پر وہ تھی۔

اور یہ وہ مچھلی ہے جس کی اللہ تعالیٰ نے قسم بیان فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا (ن و القلم وما یسطرون) "نون (مچھلی) کی قسم اور قلم اور اس کے لکھنے کی قسم۔" اللہ عظیم نے سچ فرمایا۔ (تفسیر ثعلبی)

یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ بلند بالا کی قدرت کا کرشمہ ہے۔

دنیا اور آخرت کے احوال

حدیث شریف میں ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کسی شخص کے پاس اپنے بھائی کی ظلم سے حاصل کی ہوئی چیز عزت یا مال سے ہو تو وہ مظلوم سے طلب کرے کہ وہ اسے ہبہ کر دے۔ یا اس کیلئے (اجازت مل جانے کی وجہ) سے حلال ہو جائے۔ یا اس سے پہلے اس کے حق کو پورا کر دے کہ اس دن میں وہ اس کا دشمن بن جائے کہ جس دن درہم اور دینار موجود نہ ہوں گے۔

حکایت

ایک شکاری نے ایک مچھلی شکار کی تو اس سے ایک طاقتور زبردست آدمی نے وہ مچھلی لے لی اور اسے مارا تو اس شکاری نے عرض کیا کہ اے میرے رب تو نے مجھے کمزور اور اسے طاقتور پیدا کیا یہاں تک کہ اس نے مجھ پر ظلم کیا تو اپنی مخلوق میں سے کوئی مخلوق اس پر مسلط فرما اور اسے مسلمانوں کیلئے باعث عبرت بنا۔

پس جب وہ ظالم آدمی اپنے گھر گیا تو اس نے مچھلی کو بھونا جب اسے دسترخوان پر رکھا اور اسے کھانے کا ارادہ کیا تو اس مچھلی نے اللہ تعالیٰ کے اذن سے اسے ڈنگ مار دیا اس کے ہاتھ کو ایک کیڑے نے پکڑ لیا اسے صبر کرنے کی طاقت نہ رہی اس کیڑے نے اس کے ہاتھ کو کاٹ دیا پھر اس نے اس کی کہنی تک سرایت کی اور اسے بھی کاٹ دیا پھر وہ سو گیا تو اس نے خواب میں دیکھا کہ ایک کہنے والے نے اس سے کہا کہ تو حقدار کو اس کا حق لوٹا دے

تاکہ تو اس بیماری سے نجات پائے جب وہ بیدار ہوا تو اس نے جان لیا۔ چنانچہ وہ شکاری کے پاس آیا اور اسے دس ہزار درہم عطا کئے اور اس سے معذرت کی جب وہ معذرت کرنے لگا تو کیڑے نے وہاں سے نکلنا شروع کر دیا تو اس کا ہاتھ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے اس طرح ٹھیک ہو گیا جیسا کہ وہ پہلے تھا۔ (مکاشفۃ القلوب)

مظلوم کی مدد نہ کرنے کی سزا

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب ایک آدمی مر جائے اور اسے قبر میں رکھ دیا جائے تو اس کے پاس ایک فرشتہ آ کر اس کے سر کے پاس بیٹھ جاتا ہے اسے عذاب دیتا ہے اور ایک کوڑے کے ساتھ ایک ایسی ضرب لگاتا ہے کہ اس کے سارے اعضاء کٹ جاتے ہیں اور وہ قبر میں چیختا ہے پھر اسے کہا جاتا ہے اللہ کے اذن کے ساتھ تو اٹھ پس جب وہ سیدھا کھڑا ہوتا ہے تو وہ ایک ایسی چیخ نکالتا ہے کہ جس کو زمین و آسمان میں رہنے والی ہر مخلوق جنوں اور انسانوں کے علاوہ سنتی ہے۔ پھر وہ میت اس فرشتے سے کہتی ہے کہ تو نے میرے ساتھ ایسا کیوں کیا؟ اور مجھے عذاب کیوں دیا؟ حالانکہ میں نمازیں پڑھتا' زکوٰۃ دیتا اور رمضان المبارک کے روزے رکھتا تھا پس وہ فرشتہ فرمائے گا میں تجھے عذاب اس لئے دیتا ہوں کہ ایک دن تو مظلوم کے پاس سے گزرا اور اس نے تجھ سے مدد طلب کی پس تو نے اس کی مدد نہ کی اور ایک دن تو نے نماز پڑھی لیکن اپنے پیشاب کے قطروں سے نہیں بچا اور اسی وجہ سے کہا گیا کہ مظلوم کی مدد کرنا واجب ہے۔ جس طرح کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے مظلوم کو دیکھا اور اس نے اس سے مدد طلب کی لیکن اس نے مدد نہ کی تو اسے قبر میں آگ کے سو کوڑے مارے جائیں گے۔ (مکاشفۃ القلوب)

تین سو آگ کے دروازے

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے مسلمان عورت یا غیر مسلم عورت چاہے وہ آزاد ہو یا لونڈی اس کے ساتھ زنا کیا اور وہ بغیر توبہ کئے مر گیا تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے اس کی قبر میں تین سو آگ کے دروازے کھول دے گا جس سے قیامت کے دن تک اسے عذاب دیا جائے گا جب قیامت کا دن ہو گا تو اسے دوزخ میں داخل ہونے والوں کے

ساتھ جہنم میں داخل کر دیا جائے گا۔ (حیات القلوب)

سوال و جواب

حضرت حسن بصری' مالک ابن دنیا اور ثابت بنانی رحمہم اللہ تعالیٰ عنہم رابعۃ عدویہ پر داخل ہوئے پس حضرت حسن بصری نے فرمایا کہ اے رابعہ تو ہم میں سے کسی ایک کو چن لے کیونکہ نکاح کرنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے...... رابعہ نے کہا میرے کچھ سوال ہیں جو شخص مجھے ان کا جواب دے گا۔ میں اس سے نکاح کرلوں گی پس انہوں نے سب سے پہلے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سوال کیا۔ یثاق کے دن جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ لوگ جنتی ہیں اور مجھے کوئی پرواہ نہیں اور یہ لوگ جہنمی ہیں اور مجھے کوئی پرواہ نہیں تو آپ کیا فرماتے ہیں کہ میں کس گروہ سے ہوں گی؟ تو حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں نہیں جانتا۔

وہ کہنے لگی کہ جب فرشتے نے رحم میں میری صورت بنائی تو میں کیا نیک بخت تھی یا بدبخت؟ اس پر حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نہیں جانتا۔

وہ کہنے لگی کہ جب ایک جماعت سے کہا جائے گا کہ تم نہ خوف کرو اور نہ غمگین ہو اور ایک جماعت سے کہا جائے گا کہ تمہارے لئے کوئی خوشخبری نہیں تو میں کس گروہ سے ہوں گی اس پر حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نہیں جانتا۔

وہ کہنے لگی کہ قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہوگی یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہوگا۔ تو میری قبر کیسے ہوگی...... وہ فرمانے لگے میں نہیں جانتا۔

وہ کہنے لگی کہ جس دن چہرے سفید ہوں گے اور جس دن چہرے سیاہ ہوں گے تو میرا چہرہ کیسا ہوگا؟ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں نہیں جانتا۔

وہ کہنے لگی کہ جب قیامت کے دن ندا کرنے والا ندا دے گا خبردار فلاں ابن فلاں سعادت مند ہوگا اور فلاں ابن فلاں بدبخت ہوگا تو پس میں کس میں سے ہوں گی۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نہیں جانتا پس وہ سارے کے سارے حضرت رابعہ کے پاس سے چلے گئے۔ (بہجۃ الانوار)

چار سوال و جواب

جب حضرت رابعہ عدویہ کا خاوند فوت ہو گیا تو ان پر حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے ساتھیوں نے داخل ہونے کی اجازت طلب کی تو حضرت رابعہ نے ان کو داخل ہونے کی اجازت دے کر پردہ کو لٹکا دیا اور پردے کے پیچھے خود بیٹھ گئیں...... پس حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے ساتھیوں نے کہا کہ آپ کا شوہر فوت ہو گیا اور کوئی اسکا بدل نہیں ہو سکتا حضرت رابعہ نے فرمایا کہ ہاں! لیکن تم میں سے کون سب سے زیادہ عالم ہے یہاں تک کہ میں اس سے نکاح کر لوں ساتھیوں نے کہا حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت رابعہ عدویہ نے کہا کہ اگر آپ میرے چار سوالوں کا جواب دے دیں تو میں آپ کیلئے ہوں۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا پوچھو اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے توفیق دی تو میں آپ کو جواب دوں گا۔

تو وہ کہنے لگی آپ اس بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ اگر میں مر جاؤں اور دنیا سے چلی جاؤں تو کیا میرا خاتمہ ایمان پر ہو گا یا نہیں۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ غیب کی بات ہے اور غیب اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جان سکتا۔

وہ کہنے لگی کہ آپ اس بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ اگر مجھے قبر میں رکھ دیا اور مجھ سے منکر نکیر سوال کریں تو کیا مجھے ان دونوں کا جواب دینے کی طاقت ہو گی یا نہیں؟ آپ نے فرمایا یہ غیب ہے اور غیب اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا وہ کہنے لگی جب لوگوں کو قیامت کے دن اکٹھا کیا جائے گا اور نامہ اعمال ملیں گے تو کیا مجھے نامہ اعمال میرے دایاں ہاتھ میں ملے گا یا بایاں ہاتھ میں۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ بھی غیب ہے۔

پھر وہ کہنے لگی جب لوگوں کو ندا دی جائے گی کہ ایک گروہ جنت میں اور ایک گروہ جہنم میں تو میں ان دو گروہوں میں سے کس گروہ سے ہوں گی؟ آپ نے فرمایا کہ یہ بھی غیب ہے۔

تو وہ فرمانے لگیں جس کو یہ چار غم لگے ہوئے ہوں تو وہ نکاح کرنے میں کیسے مشغول ہو سکتی ہے۔

پھر وہ کہنے لگیں کہ اے حسن مجھے آپ بتائیں کہ اللہ تعالیٰ نے عقل کے کتنے حصے پیدا کئے۔ آپ نے فرمایا دس حصے نو حصے مردوں کیلئے اور ایک حصہ عورتوں کیلئے۔
پھر وہ کہنے لگیں کہ اے حسن اللہ تعالیٰ نے شہوت کے کتنے حصے پیدا کئے آپ نے فرمایا دس حصے' نو حصے شہوت عورتوں کیلئے اور ایک حصہ شہوت مردوں کیلئے۔
پھر وہ فرمانے لگیں کہ اے حسن میں شہوت کے نو حصوں پر عقل کے ایک حصے کی محافظت کر سکتی ہوں اور تو عقل کے نو حصوں کے ساتھ شہوت کے ایک حصے پر کنٹرول نہیں کر سکتا پس حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ رو پڑے اور حضرت رابعہ عدویہ کے پاس سے چلے گئے۔ (مشکوٰۃ الانوار)

جلسہ نمبر ۶

اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ دینے کی فضیلت کا بیان

آیت مبارکہ: مثل الذین ینفقون اموالھم فی سبیل اللہ کمثل حبۃ انبتت سبع سنابل فی کل سنبلۃ مائۃ حبۃ واللہ یضاعف لمن یشآء واللہ واسع علیم○ (البقرۃ: ۲۶۱)

ترجمہ: ان کی کہاوت جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اس دانہ کی طرح جس نے اگائیں سات بالیں، ہر بال میں سو دانے اور اللہ اس سے بھی زیادہ بڑھائے جس کیلئے چاہے اور اللہ وسعت والا علم والا ہے۔

جلسہ نمبر ۶

اللہ تعالیٰ کے راستے میں صدقہ دینے کی فضیلت

تفسیری نکات

(مثل الذین ینفقون اموالھم فی سبیل اللہ کمثل حبۃ) ''ان لوگوں کی مثال جو اللہ کے راستے میں اپنے مال خرچ کرتے ہیں دانے کی طرح ہے۔''یعنی ان کے خرچ کرنے کی مثال دانے کی طرح ہے۔ یا ان کی مثال دانہ اگانے والے کی طرح ہے۔

(انبتت سبع سنابل فی کل سنبلۃ مائۃ حبۃ) ''کہ اس نے سات سٹے اگائے اور ہر ایک سٹے میں سو دانے ہیں'' اگانے کی نسبت دانے کی طرف کرنا اس وقت ہے کہ جب اسباب میں سے ہو۔ یہ ایسے ہی ہے جس طرح اسکی نسبت زمین اور پانی کی طرف کردی جائے جب کہ حقیقی اگانے والا اللہ تعالیٰ ہے۔

اور معنی یہ ہے کہ اس سے ایک ساق نکلتی ہے پھر اس سے سات شاخیں نکلتی ہیں اور ہر شاخ پر ایک سٹہ ہے اور ہر سٹہ میں سو دانے ہیں اور وہ ایسی تمثیل جو اپنے وقوع کا تقاضہ نہیں کرتی اور کبھی وہ اگنے میں' باجرہ میں' گندم میں اور کبھی بعض زمینوں میں سے سخت قسم کی زمین میں ہوتا ہے۔

(واللہ یضاعف) ''اور اللہ تعالیٰ بڑھا دیتا ہے۔''

(لمن یشاء) ''جس شخص کیلئے وہ چاہتا ہے۔'' اپنے فضل کے ساتھ خرچ کرنے والے کے حال کے مطابق اس کے اخلاص کے ہونے اور نہ ہونے سے اور اس وجہ سے اعمال ثواب کی مقدار میں مختلف ہو جاتے ہیں۔

(واللہ واسع) اور اللہ تعالیٰ وسعت دینے والا ہے۔ جو اس کے فضل سے زیادہ ہو جاتا

ہے اس پر تنگی نہیں فرماتا۔

(علیم) ''وہ جاننے والا ہے'' خرچ کرنے والے کی نیت اور اس کے خرچ کرنے کی مقدار کو جاننے والا ہے۔ (قاضی بیضاوی)

شانِ نزول

یہ آیت کریمہ حضرت عثمان بن عفان اور حضرت عبدالرحمٰن ابن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بارے میں نازل ہوئی اور یہ اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لوگوں کو صدقہ کرنے پر ابھارا۔ جب آپ نے غزوۂ تبوک کی طرف نکلنے کا ارادہ فرمایا تو حضرت عبدالرحمٰن ابنِ عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ چار ہزار درہم لے کر حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آٹھ ہزار درہم تھے۔ میں نے اپنے خاندان اور اپنی ذات کے لئے چار ہزار درہم رکھے اور چار ہزار درہم میں نے اپنے رب کو قرض کے طور پر دیئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا اللہ تعالیٰ جو کچھ تو نے رکھا اور جو کچھ آ کر پیش کیا اس میں برکت عطا فرمائے۔

حضرت عثمانِ ابن عفان رضی اللہ تعالیٰ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ اس شخص کو زادِ راہ میں دوں گا۔ جس کے پاس خرچ نہ ہو تو اس پر یہ آیت کریمہ مثل الذین ینفقون (آلایۃ) نازل ہوئی۔ (ابو اللیث)

کلبی اور مقاتل نے کہا کہ یہ آیت کریمہ حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں نازل ہوئی ان کے پاس چار درہم تھے۔ جن کا ان کے علاوہ اور کوئی مالک نہ تھا۔ جب صدقہ پر ابھارنے کے بارے میں حکم نازل ہوا تو آپ نے ایک درہم رات کو ایک درہم دن کو ایک درہم پوشیدہ طور پر اور ایک درہم علانیہ طور پر خرچ تو اس پر یہ آیت کریمہ (مثل الذین ینفقون) نازل ہوئی۔ (ابو اللیث)

درود شریف و دعا

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قیامت کے دن میرے نزدیک لوگوں میں سے مجھ پر زیادہ درود شریف پڑھنے والا ہو گا۔

حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہر دعا اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ایک پردہ حائل ہو جاتا ہے یہاں تک کہ صاحب دعا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتا ہے پس جب وہ یہ کام کرتا ہے تو وہ پردہ پھٹ جاتا ہے اور اس کی دعا قبول ومنظور ہو جاتی ہے۔

صدقہ کی فضیلت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے زمین کو پیدا فرمایا اور اس نے حرکت کی تو اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کو پیدا فرما کر اس پر رکھ دیا تو وہ قرار پکڑ گئی تو فرشتوں نے تعجب کیا اور وہ عرض کرنے لگے کہ اے رب کیا تو نے پہاڑوں سے زیادہ سخت کوئی چیز پیدا فرمائی ہے؟ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہاں ! لوہا پس انہوں نے عرض کیا کہ اے ہمارے رب کیا تو نے لوہے سے زیادہ سخت کوئی چیز پیدا فرمائی ہے۔تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہاں ! آگ تو انہوں نے عرض کیا کہ اے رب کیا تو نے آگ سے زیادہ سخت کوئی چیز پیدا فرمائی ہے تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہاں ! پانی ...... انہوں نے عرض کیا اے رب کیا تو نے پانی سے زیادہ سخت کوئی چیز پیدا فرمائی ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہاں ! ہوا (پھر انہوں نے عرض کیا اے رب کیا تو نے ہوا سے زیادہ سخت کوئی چیز پیدا فرمائی ہے تو رب ذوالجلال نے ارشاد فرمایا ہاں ! انسان جب وہ دائیں ہاتھ سے صدقہ کرے جو بائیں ہاتھ سے پوشیدہ ہو تو وہ اس (ہوا) سے زیادہ سخت ہے لیکن کچھ امور کی رعایت رکھنے کے بعد۔

صدقہ دینے والے کیلئے شرائط

۱۔ صدقہ کو پوشیدہ رکھا جائے جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا (**وان تخفوھا وتؤتوھا الفقراء فھو خیر لکم**(البقرۃ:۲۷۱) ''اور اگر تم صدقہ کو پوشیدہ رکھو اور فقراء کو دو تو پس یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ اسی سبب سے بزرگان دین نے اپنے صدقوں کو لوگوں کی نگاہوں سے چھپانے کی کوشش کی یہاں تک کہ انہوں نے بعض اوقات اندھے فقیر کو صدقہ دیا تا کہ وہ صدقہ دینے والے کو نہ پہنچان سکے اور بعض بزرگان دین نے فقیر کے کپڑے میں باندھ دیا جب وہ سویا ہوا ہوتا تھا اور بعض بزرگوں نے اپنے صدقہ کو فقراء کے راستے میں ڈال دیا تا کہ وہ اسے لے لیں۔

۲- صدقہ کرنے والا احسان جتلانے اور اذیت دینے سے بچے۔ جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا (یایھا الذین آمنوا لا تبطلوا صدقاتکم بالمن والاذی کالذی ینفق ماله رئاء الناس) "اے ایمان والو! اپنے صدقات کو احسان جتلا کر اور اذیت دے کر باطل نہ کرو اس شخص کی طرح کہ جو اپنا مال لوگوں کو دکھانے کیلئے خرچ کرتا ہے۔"

۳- صدقہ اپنے پاکیزہ مال میں سے دے۔ جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون) "تم ہرگز نیکی کو نہیں پا سکتے یہاں تک کہ تم اپنا پسندیدہ مال خرچ کرو" تاکہ تو اس شخص کی طرح نہ ہو جائے جس کے بارے میں رب ذوالجلال نے ارشاد فرمایا (ویجعلون للہ مایکرھون) "اور اللہ تعالیٰ کیلئے وہ مال خرچ کرتے ہیں جو ان کو پسندیدہ نہ ہو۔" "آلایۃ" اور اسی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ پاک ہے اور وہ پاک یعنی حلال مال کو قبول فرماتا ہے۔ اور اسی طرح سفیان ثوری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا! جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں حرام مال خرچ کیا تو وہ اس شخص کی طرح ہے۔ جس نے پیشاب کے ساتھ اپنے کپڑوں کو پاک کیا جب کہ کپڑا صرف پاک پانی سے پاک ہوتا ہے اور گناہ حلال مال خرچ کرنے سے پاک ہوتا ہے۔

۴- اللہ تعالیٰ کے راستے میں جو مال خرچ کیا جائے وہ ہشاش بشاش اور کھلے چہرے سے دینا چاہیے۔ اس میں ناپسندیدگی کا اظہار نہ ہو جیسا کہ خداوند قدوس نے ارشاد فرمایا۔

(الذین ینفقون اموالھم فی سبیل اللہ ثم لایتبعون ما انفقوا منا ولا اذی لھم اجرھم عندربھم ولا خوف علیھم ولاھم یحزنون) "جو لوگ اللہ تعالیٰ کے راستے میں اپنے مالوں کو خرچ کرتے ہیں پھر جو کچھ خرچ کیا اس پر احسان نہیں جتلاتے اور نہ اذیت دیتے ہیں تو ایسے لوگوں کیلئے ان کے رب کے پاس اجر ہے اور ان پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے...... اسی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک درہم ہزار درہموں پر سبقت لے جاتا ہے۔ یعنی وہ حلال رزق کا ایک درہم جو بخوشی خرچ کیا جائے ان ہزار درہموں سے بہتر ہے جو ناپسندیدگی کے ساتھ خرچ کیے جائیں۔

۵- تو اپنا صدقہ خرچ کرنے میں محل (جگہ) کے بارے میں کوشش کر یہ کہ تو

پرہیزگار عالم دین کو دے جو اسکے ذریعے اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں مدد اور طاقت حاصل کرے یا کسی نیک بزرگ کو تو صدقہ دے جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

(انما الصدقات للفقراء والمساکین) ''بے شک صدقات مسکینوں اور فقیروں کیلئے ہیں۔''

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا گیا۔ آپ نے فرمایا صدقہ جب اپنے مالک کے شہر سے باہر نکلتا ہے تو وہ پانچ کلمات کے ساتھ کلام کرتا ہے۔ (۱) میں چھوٹا تھا پس تو نے مجھے بڑا کر دیا (۲) تو میرا نگہبان تھا اب میں تیرا نگہبان ہو گیا۔ (۳) میں دشمن تھا پس تو نے مجھے دوست بنا لیا۔ (۴) میں فنا ہونے والا تھا پس تو نے مجھے باقی رہنے والا بنا دیا۔ (۵) میں تھوڑا تھا پس تو نے مجھے زیادہ کر دیا...... جس طرح کہ رب ذوالجلال نے ارشاد فرمایا۔

صدقہ دینے والا جہنم سے دور

(من جاء بالحسنة فلهٔ عشر امثالها) ''جو شخص ایک نیکی لایا۔ پس اس کیلئے دس گنا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص اپنے مسلمان بھائی کو پیٹ بھر کر کھانا کھلائے اسے پانی پلائے یہاں تک کہ اسے سیر کر دے تو اللہ تعالیٰ اس کو آگ سے دور فرمائے گا اس کے اور جہنم کے درمیان سات خندقیں بنا دے گا۔ دو خندقوں کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت کے برابر فاصلہ ہو گا اور جہنم ندا کرے گی اے میرے رب تو مجھے اپنے لئے سجدہ شکر ادا کرنے کی اجازت دے۔ پس تحقیق تو نے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص کو میرے عذاب سے بچانے کا ارادہ فرمایا اس لئے کہ مجھے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے شرم آتی تھی کہ میں حضور کی امت کے صدقے کرنے والے کو عذاب دوں جب کہ میرے لئے تیری اطاعت کرنا ضروری ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ حکم فرمائے گا کہ حضور کی امت کا صدقہ کرنے والا شخص جنت میں داخل ہو جائے۔ پس میرے لئے تیری فرمانبرداری کرنا ضروری ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ حکم فرمائے گا کہ ایک روٹی کا لقمہ یا کھجور کی مٹھی صدقہ کرنے والا شخص جنت میں داخل ہو جائے۔

حکایت

بنی اسرائیل میں کئی سال تک شدید قحط رہا۔ ایک عورت کے پاس روٹی کا ایک لقمہ تھا۔ اس نے اسے کھانے کیلئے منہ میں رکھا کہ اچانک دروازے پر ایک سائل نے آکر صدا دی کہ مجھے اللہ کے راستے پر ایک لقمہ عطا کیا جائے اس عورت نے اپنے منہ سے وہ نوالہ نکالا اور اس سائل کو دے دیا پھر وہ عورت جنگل کی طرف لکڑیاں کاٹنے کیلئے گئی اور اس کے ساتھ اس عورت کا ایک چھوٹا بچہ بھی تھا۔ پس اچانک ایک بھیڑیا آیا اس نے بچے کو اٹھایا اور وہ چلا گیا پس وہ عورت چلائی اور اس بھیڑیے کے پیچھے چلنے لگی اللہ تعالیٰ حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بھیجا انہوں نے اس ننھے بچے کو بھیڑیے کے منہ سے نکال کر اس کی ماں کو دے دیا اور کہا کہ اے اللہ کی بندی کیا تو اس لقمہ پر راضی ہے یہ اس لقمہ کے بدلے جو تو نے اللہ کے راستے میں خرچ کیا۔ (تفسیر حنفی)

عورت کا دردناک واقعہ

اسی طرح ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ ایک عورت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اور اس کا دایاں ہاتھ خشک ہو چکا تھا پس اس عورت نے عرض کیا اے اللہ کے نبی آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ میرے ہاتھ کو درست فرما دے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تیرا ہاتھ خشک ہو چکا ہے؟ اس عورت نے کہا کہ میں نے خواب دیکھا قیامت قائم ہو چکی ہے جہنم کو سلگایا گیا اور جنت کو سنوارا گیا میں نے دوزخ کی آگ میں اپنی والدہ کو دیکھا کہ اس کے ایک ہاتھ میں چربی اور دوسرے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا کپڑا ہے ان دونوں سے وہ اپنے آپ کو جہنم سے بچا رہی ہے۔ میں نے اس سے کہا آپ کو کیا ہوا کہ میں تجھے اس گڑھے میں دیکھتی ہوں حالانکہ تو اپنے رب کی عبادت کرنے والی اور اپنے خاوند کو راضی رکھنے والی تھی۔ اس عورت نے کہا اے میری بیٹی میں دنیا میں بخل کرتی تھی اور یہ بخیلوں کی جگہ ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ تیرے ہاتھ میں چربی اور چھوٹا سا کپڑا کیا ہے؟ اس نے کہا ان دونوں چیزوں کا دنیا میں میں نے صدقہ کیا تھا۔ اس کے علاوہ میں نے اپنی زندگی میں کوئی صدقہ نہ دیا۔

میں نے کہا کہ میرا باپ کہاں ہے تو وہ کہنے لگی کہ وہ سخی تھا اور سخی لوگوں کی جگہ میں ہو گا پھر میں جنت کی طرف آئی میرا والد یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے حوض پر کھڑا لوگوں کو پانی پلا رہا تھا میں نے کہا اے میرے ابا جان میری والدہ اپنے رب کی فرمانبردار تھی

اور آپ بھی اس سے راضی تھے وہ دوزخ کی آگ میں جل رہی ہے اور آپ لوگوں کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوض سے پانی پلا رہے ہیں پس آپ مجھے حوض سے ایک چلو عطا کریں میرے باپ نے کہا اے میری بیٹی اللہ تعالیٰ نے بخیلوں اور گنہگاروں پر نبی پاک کے حوض کا پانی حرام فرما دیا ہے پھر میں نے اپنے باپ کی اجازت کے بغیر ایک پیالہ اٹھایا اور میں نے اپنی پیاسی ماں کو وہ پلا دیا پھر میں نے کہنے والے کی یہ آواز سنی کہ اللہ تعالیٰ تیرے ہاتھ کو خشک کر دے تو نے گنہگار بخیل عورت کو نبی پاک کے حوض کا پانی پلا دیا بس میں بیدار ہوئی تو میرا ہاتھ خشک ہو چکا تھا۔ پھر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا جب حضور نے اس عورت کی بات سنی تو اپنے عصا مبارک کو اس کے ہاتھ پر رکھ دیا پھر فرمایا یا اللہ اس خواب کے طفیل جو اس نے بیان کیا تو اس کے ہاتھ کو درست فرما دے۔ چنانچہ اس کا ہاتھ اسی طرح ٹھیک ہو گیا جس طرح کہ وہ پہلے تھا۔

سخاوت کا عظیم درخت

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سخاوت جنت کے درختوں میں سے ایک درخت ہے جس کی ٹہنیاں دنیا میں لٹکی ہوئی ہیں پس جس شخص نے اس کی ٹہنی کو پکڑ لیا تو وہ اسے جنت کی طرف لے جاتی ہے۔

اور بخل دوزخ کا ایک درخت ہے جس کی شاخیں دنیا میں لٹکی ہوئی ہیں جس شخص نے اس کی شاخ کو پکڑا تو وہ اسے دوزخ کی طرف لے جاتی ہے۔

اور اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سخی آدمی اللہ تعالیٰ اور مخلوق کے قریب ہے اور بخیل رب ذوالجلال اور مخلوق سے دور ہے جس طرح کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بخیل جنت میں داخل نہیں ہوگا اگرچہ وہ زاہد ہی کیوں نہ ہو۔

بخیل اربود زاہد بحر و بر بہشتی نباشد بحکم خبر

حکایت

ایک چیل حضرت سلیمان ابن داؤد علیہما السلام کے پاس آئی اس نے کہا کہ ایک آدمی کا درخت ہے اور میں اس درخت پر بچے دیتی ہوں وہ شخص میرے بچوں کو اٹھا لیتا ہے حضرت سلیمان علیہ السلام نے درخت کے مالک کو بلایا اور اسے ایسا کرنے سے منع فرمایا اور

آپ نے دو شیطانوں سے فرمایا کہ میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ جب دوسرا سال آئے اور یہ آدمی چیل کے بچوں کو اٹھا لے تم اس کو پکڑ کر اس کے دو ٹکڑے کر کے ایک مشرق میں اور ایک مغرب میں پھینک دینا۔ جب آئندہ سال آیا درخت کا مالک حضرت سلیمان علیہ السلام کا فرمان بھول گیا اور اس نے درخت پر چڑھنے کا ارادہ کیا جب کہ وہ ایک لقمہ صدقہ کر چکا تھا اس نے پرندے (چیل) کے بچے اٹھا لئے پس وہ پرندہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی بارگاہ میں اس درخت کے مالک کی شکایت کرنے کیلئے آیا حضرت سلیمان علیہ السلام نے ان دونوں شیطانوں کو بلا کر سزا دینے کا ارادہ کیا اور آپ نے ان دونوں سے فرمایا کہ جس چیز کا میں نے تمہیں حکم دیا تھا وہ تم نے کیوں نہیں کیا ان دونوں شیطانوں نے کہا اے اللہ تعالیٰ کے خلیفہ اس درخت کے مالک نے جب درخت پر چڑھنے کا ارادہ کیا ہم نے اسے پکڑنے کا ارادہ کیا لیکن وہ ایک مسلمان آدمی کو روٹی کا ایک ٹکڑا بطور صدقہ دے چکا تھا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف آسمان سے دو فرشتے بھیجے۔ یہاں تک کہ ان دونوں نے ہم میں سے ہر ایک کو پکڑا اور اس کے بدلے ہمیں پھینک دیا ہم میں سے ایک کو مشرق کی طرف اور دوسرے کو مغرب کی طرف اور اللہ تعالیٰ نے صدقہ کی برکت سے اس کو ہمارے شر سے محفوظ کر لیا۔

حکایت

بنی اسرائیل میں ایک مرتبہ سخت قحط پڑا ایک فقیر مالدار آدمی کے گھر آیا اور اس سے کہا کہ تم روٹی کے ٹکڑے کا اللہ تعالیٰ کے نام پر صدقہ کرو۔ اس کی طرف غنی آدمی کی لڑکی نکلی اور اسے ایک گرم گرم روٹی دی تھوڑی دیر کے بعد گھر کا بخیل مالک آیا اور اس نے اپنی بیٹی کا ہاتھ کاٹ دیا اللہ تعالیٰ نے اس کے حالات تبدیل کر دیئے اس کا مال ختم ہو گیا۔ وہ فقیر بن گیا اور اس ذلت کی حالت میں مر گیا اور اس کی لڑکی سائل بن کر ہر دروازے پر پھرنے لگی وہ بہت خوبصورت تھی ایک دن وہ ایک مالدار آدمی کے دروازے پر آئی امیر آدمی کی والدہ باہر نکلی اس نے اس لڑکی اور اس کے حسن و جمال کو دیکھا اسے وہ اپنے گھر لے گئی اور اس نے اپنے بیٹے کے ساتھ نکاح کرنے کا ارادہ کیا جب اس کے ساتھ نکاح ہو گیا رات کے کھانے کیلئے دسترخوان بچھایا گیا پس اس لڑکی نے کھانا کھانے کیلئے اپنا بایاں ہاتھ باہر نکالا تا کہ وہ اپنے شوہر کے ساتھ کھانا کھائے تو اس کے خاوند نے کہا کہ میں نے سنا ہوا تھا

کہ فقیر بے ادب ہوتے ہیں تو اپنا دایاں ہاتھ باہر نکال اس نے دوبارہ وہی بایاں ہاتھ باہر نکالا اس کے شوہر نے کئی مرتبہ اسے واپس کر دیا دروازے کے ایک کونے سے ہاتف غیبی نے آواز دی اے اللہ کی بندی تو اپنا دایاں ہاتھ نکال تو نے ہمارے راستے پر روٹی دی تھی اور یقیناً ہم تمہیں ہاتھ عطا کریں گے پس اس نے اللہ کی قدرت سے اپنا مکمل دایاں ہاتھ باہر نکالا اوراپنے خاوند کے ساتھ کھانا کھایا...... اے اہل بصیرت اس سے عبرت حاصل کرو اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرو تاکہ تم دنیااور آخرت کی سعادتیں حاصل کرسکو۔

(زبدۃ الواعظین)

مہمان کی تعظیم کرنے کے فوائد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے مہمان کی عزت کی اس نے میری عزت کی اور جس نے میری تعظیم کی اس نے اللہ تعالیٰ کی تعظیم کی۔

جس شخص نے مہمان کے ساتھ بغض رکھا اس نے میرے ہاتھ بغض کیا جس نے میرے ساتھ بغض کیا پس تحقیق اس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ بغض کیا۔

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک مہمان جب مومن کے گھر میں داخل ہوتا ہے تو اس کے ساتھ ہزار برکتیں اور ہزار رحمتیں داخل ہوتی ہیں۔

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کے پاس مہمان آتا ہے پس وہ اسکی عزت کرے اس کھانے کے ساتھ جو اس کے پاس ہے۔تو اللہ تعالیٰ جنت میں اس کیلئے دروازہ کھول دے گااور جس نے خراب کو آباد کیا یعنی بھوکے کو پیٹ بھر کر کھانا کھلایا تو اس کیلئے جنت واجب ہو گئی۔

اور جس شخص نے بھوکے آدمی سے کھانے کو روک لیا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس سے اپنا فضل روک لے گا اور اسے دوزخ میں عذاب دے گا اور جس شخص نے اللہ کی رضا کیلئے بھوکے کو کھانا کھلایا تو اس کیلئے جنت واجب ہوگئی۔

تین بہترین کام

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روئے زمین پر افضل ترین تین عمل ہیں۔ (۱) علم کا طلب کرنا (۲) جہاد کرنا (۳) حلال رزق تلاش کرنا۔علم کو طلب کرنے والا اللہ تعالیٰ

کا دوست ہے مجاہد اللہ تعالیٰ کا ولی ہے۔ حلال روزی کمانے والا کریم علی اللہ ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا۔

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم آگ سے بچو! یعنی اس کے اور اپنے درمیان وقایہ بناؤ یعنی صدقہ کرنے کا پردہ اگرچہ کھجور کے ایک ٹکڑے کے ساتھ ہی کیوں نہ ہو یعنی اس کھجور کا ایک کنارہ یا اس کا نصف کیونکہ وہ جان کو باقی رکھتی ہے۔ بالخصوص بچے کیلئے پس صدقہ کرنے والا اس کو حقیر نہ جانے...... عدی ابن حاتم کی روایت پر امام بخاری اور مسلم نے اتفاق کیا۔ (کذا فی الجامع الصغیر)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنا بہت بڑے اجر تک پہنچنے کا سبب ہے اور دنیا اور آخرت کی مصیبتوں، سختیوں اور ڈر سے نجات کا ذریعہ ہے۔ جس طرح کہ خطیب نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا صدقہ مصیبت کی ستر اقسام کو روکتا ہے اور ان میں سے ہلکی ترین برص اور کوڑھ کی بیماری ہے۔

جلسہ نمبر ۷

سود کھانے کی مذمت کا بیان

آیت مبارکہ: الذین یاکلون الربا لا یقومون الا کمایقوم الذی یتخبطه الشیطن من المس ذلک بانهم قالوا انما البیع مثل الربا واحل اللہ البیع وحرم الرباo (البقرۃ ۲۷۵)

ترجمہ: وہ جو سود کھاتے ہیں قیامت کے دن نہ کھڑے ہوں گے مگر کھڑا ہوتا ہے وہ جیسے آسیب نے چھو کر مخبوط بنا دیا ہو۔ یہ اس لئے کہ انہوں نے کہا بیع بھی سود کی مانند ہے اور اللہ تعالیٰ نے حلال کیا بیع کو اور حرام کیا سود۔

جلسہ نمبر ۷

سود کھانے کی مذمت کے بیان میں

تفسیری نکات

(الذین یاکلون الربوٰا) "جو سود کھاتے ہیں" یعنی اس کو لیتے ہیں اکل (کھانا) کو ذکر کیا کیونکہ وہ مال کے بڑے منافع میں سے ہے اور اس لئے بھی کہ ربا (سود) کھانا مشہور ہے اور وہ مدت میں زیادتی کرنا بایں طور کہ ایک کھانے کو دوسرے کھانے کے بدلے یا ایک نقدی کو دوسری نقدی کے بدلے ایک مدت تک بیچا جائے۔ یا وہ سامان میں زیادتی ہو بایں طور کہ ایک آدمی ایک چیز کو اسکی جنس کے بدلے زیادتی کے ساتھ بیچے۔

(لایقومون) "وہ کھڑے نہیں ہوں گے" جب ان کو ان کی قبروں سے اٹھایا جائے گا۔

(الاکما یقوم الذی یتخبطہ الشیطان) "مگر اس شخص کی طرح جس کو شیطان نے دیوانہ کر دیا ہو۔" مگر ان کا قیام بچھاڑے ہوئے کے قیام کی طرح اور وہ وارد ہے اس چیز پر جس کے بارے میں وہ گمان کرتے ہیں۔ شیطان نے انسان کو زور سے گرایا پس وہ بچھاڑا گیا...... خبط ٹیڑھا پن کی ایک قسم ہے جس طرح کہ عشواء اونٹنی کا ٹیڑھا پن ہوتا ہے۔

(من المس) "مس سے" یعنی جنون سے اور یہ بھی ان کے گمانوں میں سے ہے کہ بے شک جن نے اسے چھوا پس اس کی عقل خلط ملط ہو گئی اور اسی وجہ سے کہا جاتا ہے جن الرجل آدمی مجنون ہو گیا۔

نحوی تحقیق

من المس جار مجرور کس کے متعلق ہیں۔ اس بارے میں تین احتمال ہیں۔

۱۔ یہ لایقومون کے متعلق ہو معنی یہ ہوگا کہ وہ مس کی وجہ سے کھڑے نہیں ہوتے جو ان کے ساتھ ہے سود کے کھانے کے سبب سے۔

۲۔ یہ متعلق ہے یقوم کے۔

۳۔ اس کا متعلق یتخبطه ہو۔ پس ان کا کھڑا ہونا اور گرنا بچھاڑے ہوئے لوگوں کی طرح ہوگا۔ نا کہ ان کی عقلوں کے خلط ملط ہونے کی وجہ...... لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے پیٹ میں جو چیز سود کی وجہ سے انہوں نے کھائی اس کو بڑھایا اور اسے بوجھل کر دیا۔

(ذلک بانھم قالوا انما البیع مثل الربا) ''یہ اس لئے ہے کہ انہوں بیع کو سود کی طرح کہا۔''

یعنی یہ سزا اس سبب سے ہے کہ انہوں نے سود اور بیع کو ایک لڑی میں پرو دیا ان دونوں کے نفع کی طرف ابھارنے کی وجہ سے پس انہوں نے اس کو حلال کر لیا اصل میں انما الربا مثل البیع (سود بیع کی طرح ہے) تھا۔ لیکن اس کا برعکس مبالغہ کی وجہ سے ہے۔ گویا کہ انہوں نے سود کو اصل قرار دے کر بیع کو اس پر قیاس کیا اور فرق واضح ہے۔

جس شخص نے دو درہم ایک درہم کے بدلے دیئے اس نے ایک درہم کو ضائع کر دیا اور جس شخص نے ایک سامان جو کہ ایک درہم کے برابر ہے اس کو دو درہموں کے بدلے خریدا......

پس اس سامان کی حاجت کی وجہ سے ایسا ہوا یا اس غبن کے مجبوراً لینے کا رواج عام ہو۔

(واحل اللہ البیع و حرم الربا) ''اور اللہ تعالیٰ نے بیع کو حلال اور سود کو حرام کیا۔'' یہ انکار ان کے برابر جاننے کی وجہ سے ہے اور نص کے مقابلے میں ان کے قیاس کو باطل کرنا ہے۔ (قاضی بیضاوی)

بہترین بدلہ

حضرت زید ابن حباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا جس شخص نے کہا اللھم صلی علی محمد وانزله المنزل المقرب عندک یا اللہ تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت کاملہ نازل فرما اور اپنے پاس سے ان کو ایک مقرب منزل (جگہ) پر اتار۔ تو قیامت کے دن اس کیلئے میری شفاعت واجب ہے۔ (شفا شریف)

چار بدنصیب لوگ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر واجب ہے کہ وہ چار آدمیوں کو جنت میں داخل نہ کرے اور نہ ان کو جنت کی نعمتیں چکھائے۔(۱) شراب کا عادی (۲) سود کھانیوالا (۳) ناحق طور پر یتیم کا مال کھانے والا (۴) والدین کا نافرمان۔ (رواہ الحاکم)

اس میں دو تاویلیں ہیں۔

۱- جس شخص نے یہ کام کیا پھر اسکو حلال سمجھا۔

۲- سلامتی والے اور کامیابی حاصل کرنے والے لوگوں کے ساتھ پہلے ان لوگوں کو جنت میں داخل نہیں کرے گا پہلے جنت میں داخل نہ ہونے کا بدلہ لیا جائے گا پھر اس کے بعد وہ جنت میں داخل کر دے گا اور کبھی بدلہ نہیں لے گا بلکہ اللہ تعالیٰ معاف فرما دے گا۔

ہلاک کرنے والی سات باتیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا سات ہلاک کر دینے والی چیزوں سے اجتناب کرو۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا۔ (۱) اللہ کے ساتھ شرک کرنا (۲) جادو کرنا (۳) ناحق کسی جان کو قتل کرنا (۴) سود کھانا (۵) یتیم کا مال کھانا (۶) جہاد والے دن بھاگ جانا یا پیٹھ پھیر جانا (۷) پاکیزہ مومن عورتوں پر زنا کی تہمت لگانا۔ (الحدیث)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سود کا گناہ تینتیس بار زنا کرنے سے بڑا ہے۔ ایسا زنا کہ جو انسان اسلام کی حالت میں کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے آدمی سود کا ایک درہم کھاتا ہے حالانکہ وہ جانتا ہے کہ یہ چھتیس بار زنا کرنے سے زیادہ سخت ہے۔ (حیاۃ القلوب)

سود کے کاروبار میں شامل لوگ لعنتی ہیں

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب آدمی ایک درہم کو دو درہم کے بدلے ایک دینار کو دو دیناروں کے بدلے بیچے۔ پس تحقیق اس نے سود لیا پس جب وہ کسی چیز کے بارے میں

حیلہ کا عمل کرے تو اس نے سود لیا اللہ تعالیٰ کو دھوکہ دیا اور اللہ تعالیٰ کی آیات کے ساتھ مذاق کیا۔ (فردوس اکبر)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کھانے والے اس کے وکیل، اسکے لکھنے والے اور اسکی گواہی دینے والے پر لعنت فرمائی۔ (رواہ مسلم)

سود والے کیلئے دردناک عذاب

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسراء کے قصے کے بارے میں فرمایا...... حضرت جبرائیل علیہ السلام میرے ساتھ بہت سے لوگوں کی طرف چلے۔ ان میں سے ہر ایک آدمی کا پیٹ موٹے اونٹ کے پیٹ کی طرح ہے۔ آل فرعون کے راستے پر ان میں سے بعض بعض پر گرنے والے ہیں۔ آل فرعون ان کو روندرہے ہیں۔ وہ آگ پر صبح اور شام پیش کئے جاتے ہیں بھاگنے والے اونٹوں کی طرف وہ آگے بڑھتے ہیں یعنی اس اونٹ کی طرح کہ جو آواز نکالتا ہے تاکہ وہ چلنے کا راستہ پائے یا اس حریص کی طرح جو بھوک کی وجہ سے کھانے کیلئے شہوت میں آکر بہت زیادہ حرکت کرے وہ پتھروں اور درختوں کو روند ڈالتے ہیں نہ تو وہ کچھ سنتے ہیں اور نہ انہیں عقل ہے۔ جب ان پیٹ والوں کو معلوم ہوتا ہے تو کھڑے ہو جاتے ہیں پس ان کے پیٹ لوٹ آتے ہیں پس وہ پچھاڑ کھا کر گرتے ہیں۔ پھر ان میں سے ایک کھڑا ہوتا ہے تو اس کا پیٹ لوٹ آتا ہے پس وہ پچھاڑ کھا کر گرتا ہے پس وہ لوٹنے کی طاقت نہیں رکھتے یعنی وہ اپنی جگہوں کو نہیں چھوڑ سکتے کہ آل فرعون ان کو ڈھانپ لیتے ہیں۔ یعنی ان کو روند ڈالتے ہیں۔ وہ آگے بڑھتے ہیں اور پیچھے ہٹتے ہیں یہ ان کا عذاب برزخ یعنی دنیا اور آخرت کے درمیان ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور آل فرعون کہتے ہیں یا اللہ قیامت ہمیشہ قائم نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

(ادخلوا آل فرعون اشد العذاب) ''تم آل فرعون کو سخت عذاب میں داخل کرو۔''
میں نے کہا اے جبرائیل علیہ السلام یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ یہ آپ کی امت کے سودخور ہیں۔ (لایقومون الا کما یقوم الذی یتخبطہ الشیطان من المس) ''وہ نہیں کھڑے ہوتے مگر اس شخص کی طرح کھڑے ہوتے ہیں جس کو شیطان نے

جنون سے ٹیڑھا کر دیا ہو۔"

سود کھانے والا خونی نہر میں

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب صبح کی نماز پڑھالی تو ہماری طرف متوجہ ہوئے۔ پس اپنے صحابہ سے فرمایا کیا تم میں سے کسی شخص نے خواب دیکھا ہے۔ (تو جس نے دیکھا ہوتا) وہ آپ پر اللہ تعالیٰ کی مشیت کے مطابق بیان کرتا...... پس ایک دن آپ نے ارشاد فرمایا کیا تم میں سے کسی شخص نے رات کو خواب دیکھا (صحابہ فرماتے ہیں) ہم نے عرض کیا نہیں۔ حضور نے فرمایا میں نے دو شخصوں کو خواب میں دیکھا۔ وہ دونوں میرے پاس آئے اور مجھے پاکیزہ زمین کی طرف لے گئے پس ہم چلے یہاں تک کہ ہم خون کی نہر کے کنارے پر پہنچ گئے اس میں ایک کھڑا ہوا تھا اور نہر کے کنارے پر ایک دوسرا آدمی کھڑا ہوا تھا کہ جس کے سامنے پتھر رکھے ہوئے تھے جو شخص نہر میں کھڑا تھا وہ سامنے کی طرف آیا۔ پس جب اس نے نکلنے کا ارادہ کیا کنارے پر کھڑے ہوئے آدمی نے اس کے منہ پر پتھر پھینکا۔ پس اسے وہیں لوٹا دیا جہاں پر وہ تھا۔ پس جب کبھی وہ باہر نکلنے کیلئے آتا تو کنارے والا آدمی پتھر مار کر اسے پیچھے ہٹا دیتا۔ پس میں نے کہا یہ کون شخص ہے۔ جس کو میں نے نہر میں دیکھا۔ تو اس نے کہا سود کھانے والا۔ (رواہ البخاری)

جانشین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نیک عمل

حضرت ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں میں نے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس چاندی کی ایک پازیب فروخت کی۔ آپ نے ایک ہتھیلی میں پازیب اور دوسری ہتھیلی میں درہم رکھا تو وہ پازیب درہم سے تھوڑی سی بھاری تھی۔ پس آپ نے قینچی لی تاکہ اسکو کاٹ دیں حضرت ابورافع فرماتے ہیں میں نے عرض کیا اے رسول اللہ کے جانشین زیادتی آپ کیلئے ہے۔ پس حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا زیادتی دینے والا اور زیادتی طلب کرنے والا دوزخ میں ہے۔ (موعظہ)

سود اور بیع میں فرق

بعض علماء نے بیع اور سود میں فرق کا ذکر کیا جب ایک آدمی نے ایک کپڑا دس درہم کی مالیت کا بیس درہم کے بدلے بیچا پس اس نے اس کپڑے کو بیس درہم کے مقابلے میں حاصل کیا جب اس تقابل پر رضامندی حاصل ہوگئی دونوں کے نزدیک ان میں سے ہر ایک مالیت میں ایک دوسرے کے مقابل ہوگیا پس کسی ساتھی نے کوئی چیز بغیر عوض کے نہ لی۔

بہر حال جب ایک آدمی نے دس درہم کو بیس درہم کے بدلے فروخت کیا تو اس نے دس زائد درہم بغیر عوض کے لئے اور یہ کہنا ممکن نہیں کہ بے شک عوض مقررہ مدت میں مہلت دینا ہے کیونکہ مہلت دینا نہ تو مال ہے اور نہ ہی ایسی چیز ہے کہ جس کی طرف اشارہ کیا جائے تا کہ وہ دس زائد درہم کا عوض بن جائے پس دونوں صورتوں میں فرق ظاہر ہو گیا۔ (حیات القلوب)

سود کی حرمت کے اسباب

سود کی حرمت کے درج ذیل اسباب ہیں۔

۱- ربا (سود) دوسرے کا مال بغیر عوض کے لینے کا تقاضہ کرتا ہے کیونکہ جو شخص ایک درہم کو دو درہموں کے بدلے نقدی یا ادھار بیچتا ہے تو اسے درہم کی زیادتی بغیر عوض کے حاصل ہوگئی اور یہ حرام ہے۔

۲- ربا کے عقد کو حرام کر دیا گیا۔ کیونکہ یہ لوگوں کو تجارت میں مشغول ہونے سے روکتا ہے اس لئے جب ایک صاحب درہم ربا کے عقد پر قدرت رکھتا ہے۔ تو اسے زیادتی کا حاصل کرنا بغیر تھکاوٹ اور مشقت کے آسان ہے۔ پس یہ چیز تجارت کے ساتھ لوگوں کے منافع اور زیادتی کے طلب کرنے کو منقطع کرنے کی طرف ابھارتی ہے۔

۳- بے شک سود لوگوں کے درمیان قرض دینے کی نیکی کے انقطاع کا سبب ہے۔ جب سود کو حرام کیا گیا۔ تو لوگ اللہ تعالیٰ سے اجر طلب کرنے کے باعث محتاجوں کو قرض دینے اور اس کی مثل واپس لینے کے باعث خوش ہوں گے۔

۴- ربا کی حرمت نص قطعی سے ثابت ہو چکی اور یہ کوئی ضروری نہیں کہ تمام اوامر و نواہی کی حکمت مخلوق کو معلوم ہو۔ پس سود کی حرمت قطعی ہے۔ اگرچہ ہمیں اس کی حرمت کے سبب کی حکمت معلوم نہ ہو۔ یہ اس بات پر تصریح ہے کہ نص قیاس کو باطل کرتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا حرام کرنا اور حلال کرنا ان کے قیاس کے بطلان پر دلیل ہے۔

چھ چیزوں کا بیان

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سونے کو سونے کے بدلے۔ چاندی کو چاندی کے بدلے، گندم کو گندم کے بدلے، جوء کو جوء کے بدلے، کھجور کو کھجور کے بدلے اور نمک کو نمک کے بدلے نہ بیچو۔ مگر برابر برابر، معین کے بدلے معین، ہاتھوں ہاتھ، لیکن تم سونے کو چاندی کے بدلے، چاندی کو سونے کے بدلے، گندم کو جوء کے بدلے اور کھجور کو نمک کے بدلے ہاتھوں ہاتھ جیسے تم چاہو زیادتی کے ساتھ بیچ سکتے ہو۔ یہ زیادتی ربا نہیں ہے۔ کیونکہ جنس معدوم ہو چکی۔

سود کی حرمت کے بارے میں منصوص چیزیں

ربا کی حرمت پر جن چیزوں کے بارے میں نص آ چکی ہے اگر وہ کیلی ہیں تو ہمیشہ کیلی رہیں گی جیسے گندم جوء اور کھجور یا وہ چیزیں کہ جن کی حرمت کے بارے میں نص آ چکی اگر وہ وزنی ہیں تو ہمیشہ وزنی رہیں گی جیسے سونا اور چاندی اگرچہ عرف عام اس کے خلاف ہو۔ اس لئے کہ نص قطعی ہے اور وہ عرف عام سے اقویٰ ہے اور اقویٰ کو ادنیٰ کے مقابلہ میں ترک نہیں کیا جائے گا اور وہ چیزیں کہ جن کے بارے میں نص نہ ہو انہیں عرف عام پر محمول کیا جائے گا۔ سوائے ان چھ مذکورہ چیزوں کے اور وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان میں مذکور ہیں کہ تم سونے کو سونے کے بدلے وغیرہ کو نہ بیچو۔ آخر تک

آیا حیلہ جائز ہے

سود سے بچنے کیلئے شرعی حیلے اگرچہ بعض فقہاء کے نزدیک جائز ہیں مگر وہ بعض کے نزدیک مکروہ ہیں اور یہی قول راجح ہے۔

شرعی حیلے کی صورت

ایک آدمی نے دس درہم قرض لینے کا دوسرے شخص سے ساڑھے دس درہم کے بدلے ایک ماہ کی مدت تک لینے کا ارادہ کیا۔ مثلاً ایک آدمی دوسرے کے پاس ایک کپڑہ فروخت

کرے جو دس درہم کے برابر ہو۔ اس کو سپرد کرنے کے بعد اس سے دس درہم لے لے۔ پھر دوسرا اس مجلس میں اس سے کہے میں اس کپڑے کو ساڑھے دس درہم کے بدلے بیچتا ہوں۔ قرض لینے والا اتنی قیمت اور ایک ماہ کی مہلت کے بدلے خریدے اس صورت میں ربا نہیں ہے۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ ایسا حیلہ نہ کیا جائے کیونکہ تقویٰ بہر حال فتویٰ سے بہتر ہے۔

ایک سامان بیچنے والا سامان لینے والے کو بارہ درہم کی قیمت کے برابر کا کپڑا ایک معین مدت کیلئے دے دے پھر قرض خواہ اسے ایک اجنبی کے پاس دس درہم کے بدلے فروخت کر دے پھر وہ اجنبی بائع اول یعنی مقروض کو دس درہم کے بدلے دیدے اور اسے کہے کہ تو فلاں شخص کو دس درہم دے دے جس سے میں نے یہ کپڑا خریدا۔ پس جب بائع اول جو کہ اجنبی سے خریدنے والا ہے یہ سامان دس درہم کے بدلے قرض خواہ کو دیدے تو اس قرض خواہ کو یہ قرض بارہ درہم کے بدلے حاصل ہو گا۔ اس صورت بھی زیادتی سود نہیں ہے۔ لیکن مومن کیلئے مناسب یہی ہے کہ وہ غیر شرعی معاملے سے احتراز کرے تا کہ دار آخرت میں اس کا مواخذہ نہ ہو۔

اس مسئلہ کی تفصیل فقہ کی کتابوں میں موجود ہے تجھ پر ان اصل کتابوں کا مطالعہ کرنا ضروری ہے۔ جن سے یہ عربی زبان میں ترجمہ نقل کیا گیا اور تو اس کے ناقل کیلئے دعا خیر کر تا کہ تو معروف طریقے پر عمل کرنے کے بعد شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل کر سکے اور اللہ تعالیٰ اپنے گناہ گار بندوں پر جن عظیم نعمتوں کا فیضان کرتا ہے تو ان کے بارے میں شک نہ کرتا کہ تو سرمدی سعادتوں سے محروم نہ ہو اور تو دیکھ کہ میں نے ان چیزوں کو جس دقت نظری اور گہرائی کے ساتھ تیرے سامان پیش کیا۔

جلسہ نمبر ۸

باجماعت نماز ادا کرنیکی فضیلت

آیت مبارکہ: ان الذین امنوا وعملوالصلحات واقاموا الصلوٰة واتواالزکوٰة لهم اجرهم عند ربهم ولا خوف علیهم ولا هم یحزنون ○ (البقره: ۲۷۷)

ترجمہ: بیشک وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے اور نماز قائم کی اور زکوٰۃ دی ان کا اجر ان کے رب کے پاس ہے اور نہ انہیں کچھ اندیشہ ہو نہ کچھ غم۔

جلسہ نمبر ۸

با جماعت نماز کی فضیلت

آیت کی تفسیر

(ان الذین امنوا) ''بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے'' اللہ اور اس کے رسول اور جو کچھ وہ لے کر آئے ان پر۔

(وعملوا الصالحات و اقاموا الصلوٰۃ واتوا الزکاۃ) ''اور انہوں نے نیک عمل کئے نماز قائم کی اور زکوٰۃ دی'' ان دونوں کا عطف ہر اس چیز پر ہے جو ان دونوں کو شامل ہو کیونکہ ان دونوں کی تمام اعمال صالحہ کی طرف نسبت ہے۔

(لھم اجرھم عند ربھم ولا خوف علیھم) ''ان کیلئے ان کے رب کے پاس اجر ہے اور نہ ان پر کوئی خوف ہے'' آنے والی چیز کا۔

(ولا ھم یحزنون) ''وہ نہ غمگین ہوں گے'' فوت ہونے والی چیزوں کے بارے میں۔ (قاضی بیضاوی)

درود شریف اور بلندیٔ درجات

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے؟ آپ ایک دن مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے اس دوران ایک نوجوان آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ آپ نے اس کی تعظیم کی اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اوپر اپنی ایک طرف اسے بٹھا دیا پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے معذرت کی اور فرمایا اے ابوبکر میں نے اسے تجھ سے اعلیٰ جگہ پر بٹھا دیا اس لئے کہ دنیا میں اس سے زیادہ مجھ پر کوئی درود پڑھنے والا نہیں۔ کیونکہ وہ صبح و شام کہتا ہے۔ یا اللہ تو رحمت کاملہ نازل فرما محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ان

لوگوں کی تعداد کے برابر جنہوں نے آپ پر درود شریف پڑھا اور تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت کاملہ نازل فرما ان لوگوں کی تعداد کے مطابق جنہوں نے آپ پر درود نہیں پڑھا اور تو رحمت کاملہ نازل فرما محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جتنا تو پسند کرتا ہے کہ ان پر درود پڑھا جائے اور تو رحمت کاملہ نازل فرما محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جتنا تو نے ہمیں آپ پر درود شریف پڑھنے کا حکم دیا ہے اور تو رحمت کاملہ نازل فرما حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جتنا کہ ان پر درود شریف پڑھا جانا مناسب ہے اس وجہ اے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں نے اسے تجھ سے اوپر والے درجے پر بٹھایا۔

پانچ نمازوں کے بدلے پانچ چیزیں

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا گیا آپ نے فرمایا کہ جس شخص نے پانچ نمازیں جماعت کے ساتھ پڑھیں تو اس کیلئے پانچ چیزیں ہیں۔(۱) دنیا میں وہ کبھی فقیر نہیں ہو گا۔ (۲) اللہ تعالیٰ اس سے عذاب قبر اٹھا لے گا۔ (۳) اسے نامہ اعمال دایاں ہاتھ میں ملے گا۔ (۴) پل صراط سے وہ اچکنے والی بجلی کی طرح گزرے گا۔ (۵) اللہ تعالیٰ اسے بغیر عذاب اور حساب کے جنت میں داخل فرمائے گا۔ (مصابیح)

نماز با جماعت پڑھنے کی فضیلت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی کا جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنا گھر میں اکیلے چالیس سال کی نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔

اور روایت کیا گیا جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنا اکیلے پڑھنے سے ستائیس درجے زیادہ ثواب کا باعث ہے۔

نماز کیلئے تیاری کرنا

حدیث شریف میں ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب قیامت کا دن ہو گا تو اللہ تعالیٰ ایسی قوم کو جمع فرمائے گا جن کے چہرے ستاروں کی طرح چمکتے ہوں گے فرشتے ان سے کہیں گے تمہارے کیا اعمال ہیں؟ پس وہ کہیں گے کہ جب ہم اذان سنتے تھے تو ہم طہارت اور وضو کرنے کے لئے کھڑے ہو جاتے۔ اس کے علاوہ ہم کسی کام میں مشغول نہیں ہوتے تھے۔ (اور اللہ تعالیٰ ایک اور قوم کو جمع فرمائے گا) جن کے چہرے چاند کی طرح ہوں

گے۔ پس وہ سوال کے بعد کہیں گے کہ ہم مسجد میں جا کر اذان سنتے تھے۔ (درۃ الواعظین)

نماز شروع کرتے ہی گناہوں کا ختم ہونا

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب بندہ نماز کیلئے تکبیر کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے کہ تم میرے بندے کی گردن سے گناہ اٹھا لو تا کہ وہ پاکیزہ ہو کر میری عبادت کرے۔ پس فرشتے اس کے سارے گناہ اٹھا لیتے ہیں۔ جب بندہ نماز سے فارغ ہوتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں کہ ہمارے رب کیا ہم (گناہوں) کو اس پر لوٹا دیں۔ پس اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اے میرے فرشتو میرے کرم کے لائق معاف کرنا ہے تحقیق میں نے اس کے گناہ بخش دیئے۔

قیامت کے دن مساجد کی حالت

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن دنیا کی تمام مساجد کو اکٹھا کرے گا گویا کہ وہ سفید اونٹ ہیں ان کے پائے عنبر کے ان کی گردنیں زعفران کی ان کے سر کستوری کے ان کے کان سبز زبرجد کے موذن ان کو کھینچے گے آئمہ ان کو ہانکیں گے پس وہ میدان قیامت سے اچکنے والی بجلی کی طرح گزریں گے، پس اہل قیامت کہیں گے کیا یہ مقرب فرشتے ہیں یا انبیاء ومرسلین ہیں پس ندا دی جائے گی نہیں بلکہ یہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ امتی ہیں جو اپنی نمازیں با جماعت ادا کرتے تھے۔ اس وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے جاری پانی کے ساتھ وضو کیا قاری امام کے پیچھے نماز پڑھی پس وہ رحمت باری تعالیٰ کا مستحق ٹھہرا۔ (زبدۃ واعظین)

حضرت جبرائیل علیہ السلام، اور غلامانِ مصطفیٰ ﷺ کی نماز

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا گیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو اچھی صورت پر پیدا کیا اور اس کیلئے چھ سو پر بنائے ہر پر کی لمبائی مشرق و مغرب کے درمیانی فاصلے کے برابر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اپنی طرف دیکھا۔ پس عرض کیا یا اللہ کیا تو نے مجھ سے زیادہ بھی کوئی حسین صورت پیدا کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا نہیں حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شکرانے کے دو نفل پڑھے پس آپ نے ہر رکعت میں بیس ہزار

سال کے عرصے کے برابر قیام فرمایا۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اے جبرائیل علیہ السلام جس طرح میری عبادت کا حق تھا تو نے اس طرح عبادت کی تیری عبادت کی طرح کسی ایک نے میری عبادت نہ کی۔ لیکن آخری زمانے میں ایک نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم جو میرے محبوب ہیں تشریف لائیں گے جنہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہا جائے گا۔ آپ کی گنہگار کمزور امت دو رکعتیں سہو اور نقصان کے ساتھ ایک مختصر گھڑی میں افکار کثیرہ اور کبیرہ گناہوں کے ساتھ پڑھے گی۔ پس مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم ان کی نمازیں تیری نماز سے مجھے زیادہ محبوب ہے۔ کیونکہ ان کی نماز میرے حکم کے مطابق ہوگی جب کہ تو نے میرے حکم کے بغیر نماز پڑھی۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام عرض کریں گے اے میرے رب تو نے ان کو ان کی عبادت کے مقابلے میں کیا عطا فرمایا۔ پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے ان کو جنت عطا کی۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے بہشت کو دیکھنے کی اجازت طلب کریں گے پس ان کو اذن مل جائے گا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اپنے تمام پر کھولے پھر اڑے۔ جب وہ اپنے دو پروں کو کھولتے تو تین ہزار سال کی مسافت طے کرتے اور جب ان پروں کو ملاتے تو اس قدر طے کرتے تو اس طریقے سے وہ تین سو سال تک چلتے رہے پھر وہ عاجز آ کر ایک درخت کے نیچے اترے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ کیا آپ نے اپنے سجدہ میں عرض کیا یااللہ کیا میں بہشت کے آدھے فاصلے یا تہائی یا چوتھے حصے تک پہنچ گیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے جبرائیل علیہ السلام اگر تو تین سو ہزار سال تک اڑے اور میں تجھے تیری طاقت کے مطابق اور طاقت دے دوں تیرے پروں کے مثل اور پر دیدوں۔ پس تو اتنی مقدار اڑے جتنا کہ تو اڑ چکا تو تو جو کچھ میں نے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نمازوں میں سے دو رکعتوں کے بدلے میں دیا اس کے دسویں حصے تک نہیں پہنچ سکتا۔

(مشکوٰۃ الانوار)

درود شریف پڑھنے کے بدلے طلب مغفرت کیلئے فرشتہ کی تخلیق

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے میری تعظیم کے پیش نظر مجھ پر درود شریف پڑھا اللہ تعالیٰ اس درود پڑھنے کے بدلے اس کیلئے ایک فرشتہ پیدا فرمائے گا جس کے دو پر ہوں گے۔ ایک پر مشرق میں اور ایک پر مغرب میں اور اس کے قدم ساتوں

زمینوں کے نیچے اس کی گردن عرش کے ساتھ متصل اور اللہ تعالیٰ اس فرشتہ سے ارشاد فرمائے گا تو مغفرت طلب کر میرے بندے کیلئے جس طرح کہ اس نے میرے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا۔ پس وہ فرشتہ اس بندے کیلئے قیامت کے دن تک مغفرت طلب کرتا رہے گا۔ (زبدۃ الواعظین)

حدیث قدسی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہوئے فرمایا تین چیزیں ایسی ہیں جس شخص نے ان کی حفاظت کی وہ میرا دوست ہے اور جس شخص نے ان کو ضائع کیا وہ میرا دشمن ہے صحابہ اکرام نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کیا چیزیں آپ نے فرمایا۔

(۱) نماز پڑھنا (۲) روزہ رکھنا (۳) اور جنابت کا غسل کرنا۔

آپ نے فرمایا کہ یہ تینوں چیزیں اللہ تعالیٰ اور اس کے بندے کے درمیان امانت ہیں۔ اس نے ان کی حفاظت کرنے کا حکم دیا اور مراد اس سے یہ ہے کہ فرائض، واجبات اور سنتوں کے مکمل کرنے کے ساتھ ان کے اوقات میں ان کو ادا کرنا۔

نماز کو ضائع کرنا

اگر ایک آدمی نے غیر وقت میں نماز پڑھی تو گویا اس نے اس کو ضائع کر دیا اس بنا پر کہ جس طرح حدیث شریف میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس رات مجھے آسمانوں کی سیر کرائی گئی تو میں نے مردوں اور عورتوں کو دیکھا جو اپنے سروں پر مارتے ہیں ان کے دماغ ایک بڑی نہر کی طرح بہہ جاتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں ہائے افسوس ہائے ہلاکت۔ میں نے کہا اے جبرائیل علیہ السلام یہ کون لوگ ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو غیر وقت میں اپنی نماز پڑھتے تھے اور اس پر دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان (فخلف من بعدھم خلف اضاعوا الصلوٰۃ واتبعوا الشھوات) ''پس پیچھے آئے ان کے بعد جنھوں نے نمازوں کو ضائع کیا اور شہوات کی اتباع کی۔'' (الآیۃ)

نماز با جماعت کو ترک کرنے پر وعید

جس شخص نے جماعت کے ساتھ نماز ادا نہ کی جس طرح کہ روایت کیا گیا کہ ایک آدمی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اس نے کہا میں نے خواب میں دیکھا

کہ میرے ایک ہاتھ میں اکیس دینار ہیں اور دوسرے ہاتھ میں چار ہیں۔ پس بیس دینار میرے ہاتھ سے گر پڑے اور چار سرخ ہو گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا تو نے عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ فرمایا تیرے ہاتھ سے جماعت کی فضیلت ساقط ہوئی جو کہ تجھ سے فوت ہو گئی۔ بہر حال چار وہ تو نے اپنے گھر میں پڑھیں لیکن وہ تجھ سے قبول نہیں کی گئیں۔ (زہرۃ الریاض)

نجات اور عدم نجات کا دارومدار نماز پر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے نمازوں کی حفاظت کی تو اس کیلئے قیامت کے دن وہ نور، برہان اور نجات کا ذریعہ بن گئیں اور جس شخص نے نمازوں کی حفاظت نہ کی تو اس کیلئے نور، برہان اور نجات نہیں ہو گی۔ (تبیین المحارم)

بدنصیب لوگ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دس آدمیوں کی نماز قبول نہیں کی جائے گی۔ (۱) جس آدمی نے بغیر قرات کے اکیلے نماز پڑھی (۲) جو آدمی نماز پڑھے لیکن زکوۃ ادا نہ کرے (۳) ایک آدمی قوم کی امامت کرائے جب کہ وہ اسے ناپسند جانیں (۴) وہ آدمی جو بھاگا ہوا غلام ہو (۵) ہمیشہ شراب کا عادی انسان (۶) وہ عورت جس پر اس کا خاوند ناراض ہو (۷) وہ عورت جو بغیر دوپٹے کے نماز پڑھے (۸) امام جابر ظالم (۹) سود خور آدمی (۱۰) وہ آدمی کہ جس کی نماز اس کو بے حیائی اور برے کاموں سے نہ روکے۔

نماز پڑھنے کے باوجود محرومی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے جس شخص کو نماز بے حیائی اور برے کاموں سے نہ روکے تو اس کی نماز اس کیلئے اللہ تعالیٰ کے نزدیک عذاب اور دوری کا سبب ہے۔

حضرت حسن رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جب نماز تجھے بے حیائی سے نہ روکے تو تو حقیقت میں نماز پڑھنے والا ہی نہیں ہے اور قیامت کے دن تیری نماز تیرے منہ پر ماری جائے گی۔ سخت اور غلیظ ٹاکی کی طرح۔ (مکاشفۃ القلوب)

سات آسمان اور ملائکہ کی عبادت

حضرت معاذ بن جبل اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ دونوں فرماتے ہیں جب معراج کی رات حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمان کی طرف بلند کیا گیا آپ نے پہلے آسمان پر فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے دیکھے جب سے اللہ تعالیٰ نے ان کو پیدا کیا دوسرے آسمان پر آپ نے فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کیلئے رکوع کرتے دیکھا جب سے اللہ تعالیٰ نے ان کو پیدا فرمایا وہ اپنے سروں کو بھی نہیں اٹھاتے تیسرے آسمان پر آپ نے فرشتوں کو سجدہ کرتے دیکھا۔ جب سے اللہ تعالیٰ نے ان کو پیدا فرمایا وہ اپنے سروں کو نہیں اٹھاتے مگر جس وقت ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سلام کیا انہوں نے اپنوں سروں کو اٹھایا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سلام کا جواب دیا پھر انہوں نے دوبارہ سجدہ کیا اور یہ قیامت کے دن تک ہوگا۔ چوتھے آسمان پر آپ نے فرشتوں کو تشہد کی حالت میں دیکھا پانچویں آسمان پر فرشتوں کو تسبیح کرتے ہوئے دیکھا۔ چھٹے آسمان پر فرشتوں کو تکبیر کہتے ہوئے اور کلمہ پڑھتے ہوئے دیکھا۔ ساتویں آسمان پر آپ نے فرشتوں کو سلام پڑھتے ہوئے دیکھا جب سے اللہ تعالیٰ نے ان کو پیدا فرمایا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں ارادہ ہوا اور آپ نے خواہش فرمائی کہ آپ کیلئے اور آپ کی امت کیلئے یہ ساری عبادات ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے قصد اور اشتیاق کو جان لیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے ساتوں آسمانوں کے فرشتوں کی عبادات کو جمع فرمایا اور اس کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو معزز فرمایا اور فرمایا کہ جس شخص نے پانچ نمازیں ادا کیں اس نے ساتوں آسمانوں کے فرشتوں کی عبادت کا ثواب حاصل کرلیا۔

(روضۃ العلماء)

نماز اور انیس چیزوں کا حصول

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز رب کی رضا' انبیاء کی سنت' فرشتوں کی محبت' معرفت کا نور' ایمان کی اصل' دعا کے واجبات' اعمال کی قبولیت' مال میں برکت' دشمنوں کے خلاف اسلحہ' شیطان کی ناپسندیدگی' اپنے صاحب اور ملک الموت کے درمیان سفارشی' قیامت کے دن تک اپنے صاحب کی قبر کا چراغ' قیامت کے دن اس کے سر پر سایہ' اس کے سر پر تاج اس کے جسم پر لباس' جہنم اور اس کے درمیان پردہ۔ رب کے سامنے حجت' میزان میں بھاری' پل صراط سے گزرنے والی اور جنت کے لئے چابی ہے۔

پانچ شخصوں کیلئے وعید

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے جب قیامت کا دن ہو گا جہنم سے حریش نامی ایک چیز نکلے گی۔ وہ بچھو کی اولاد میں سے ہے۔ اس کی لمبائی زمین و آسمان کے درمیانی فاصلے کے برابر اس کی چوڑائی مشرق سے لے کر مغرب تک۔ پس حضرت جبرائیل علیہ السلام فرمائیں گے اے حریش! تو کہاں جاتا ہے اور کس کو طلب کرتا ہے؟ پس وہ کہے گا پانچ شخصوں کو۔ (۱) نماز کو چھوڑنے والا (۲) زکوٰۃ نہ دینے والا (۳) والدین کا نافرمان (۴) شراب پینے والا (۵) مسجد میں دنیاوی باتیں کرنے والا۔ پس اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

(وان المساجد للہ فلاتدعوا مع اللہ احداً) ''مسجدیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں پس تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی ایک کو نہ پکارو۔'' اے اہل بصیرت عبرت حاصل کرو اور تم غافل لوگوں میں سے نہ ہو۔ (زبدۃ الواعظین)

جلسہ نمبر۹

توحید کی فضیلت کا بیان

آیت مبارکہ: شهد الله انه لا اله الا هو والملائكة واولوا العلم قائماً باالقسط لا اله الا هو العزيز الحكيمo ان الدين عند الله الاسلام وما اختلف الذين اوتوا الكتاب الا من بعد ماجآء هم العلم بغياً م بينهم ومن يكفر بايات الله فان الله سريع الحسابo (آل عمران ۱۹-۱۸)

ترجمہ: اللہ نے گواہی دی کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور فرشتوں نے اور عالموں نے انصاف سے قائم ہو کر اس کے سوا کسی کی عبادت نہیں عزت والا حکمت والا۔ بے شک اللہ کے یہاں اسلام ہی دین ہے اور پھوٹ میں نہ پڑے کتابی مگر بعد اس کے کہ انہیں علم آچکا اپنے دلوں کی جلن سے اور جو اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا منکر ہو تو بیشک اللہ تعالیٰ جلد حساب لینے والا ہے۔

جلسہ نمبر ۹

توحید کی فضیلت

توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے
یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لئے ہے
(مولانا محمد علی جوہر رحمۃ اللہ علیہ)

آیت کی تفسیر

(شهد الله انه لا اله الا هو) ''اللہ تعالیٰ نے گواہی دی کہ بے شک اس کے سوا کوئی معبود نہیں'' اللہ تعالیٰ نے توحید پر دلالت کرنے والے دلائل ذکر کر کے اپنی واحدانیت کو بیان فرمایا نیز اس بارے آیات ناطقہ نازل فرمائیں۔

(والملائكة) ''اور فرشتے'' اقرار کرنے کے ساتھ۔

(واولوا العلم) ''اور علم والے'' ان پر ایمان لا کر اور اس پر دلائل قائم کر کے۔

(قائماً بالقسط) ''انصاف کو قائم کرنیوالے'' اس کی قسم اور اس کے حکم میں عدل کو قائم کرنے والے۔

نحوی تحقیق

قائماً بالقسط لفظ اللہ سے حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے اور اس کے سبب اس کو مفرد لانا جائز ہے اور جاء زید وعمرو راکبا کا ضابطہ جاری نہیں ہوگا۔ التباس نہ ہونے کی وجہ سے جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ووهبنا له اسحق و يعقوب نافلة اور ہم نے اسے اسحاق اور یعقوب عطا فرمائے بطور نافلہ۔

یا قائماً ...... الا هو میں هو سے حال ہونے کی وجہ سے منصوب اور اس میں جملہ کا

معنی عامل ہے۔ یعنی قائما کو مفرد ذکر کیا یا وہ زیادہ حق دار ہے۔ کیونکہ وہ حال موکد ہے یا مدح کی بنا پر یا منفی کی صفت ہونے کی وجہ سے اور اس میں کیلئے ضعف ہے اور وہ مشہود بہ میں درج ہے۔ جب تو اسے ضمیر سے حال یا صفت بنائے۔

القائم بالقسط میں القائم کو مرفوع بھی پڑھا گیا ہے۔ ھو ضمیر سے بدل ہونے کی وجہ سے یا خبر محذوف ہونے کی بنا پر۔

(لا الٰہ الا ھو) ''نہیں کوئی معبود مگر وہ ہی'' ان کلمات کا تکرار تاکید کی بنا پر ہے اور اس سے توحید کے دلائل کی معرفت میں زیادہ مشقت اٹھانے کیلئے ہے۔ حجت کے قائم ہو جانے کے بعد اس کا حکم دیا اور اس پر اللہ تعالیٰ کے فرمان (العزیز الحکیم) غالب حکمت والا کی بنیاد ہو۔

پس معلوم ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ ان دونوں صفتوں کے ساتھ موصوف ہے اس میں عزیز کو مقدم کیا گیا۔ کیونکہ اس کی قدرت کا علم اس حکمت کے علم پر مقدم ہے۔

العزیز الحکیم ضمیر سے بدل ہونے کی وجہ سے یا شھد کے فاعل کی صفت ہونے کی وجہ سے مرفوع ہیں۔

اللہ کی وحدانیت کی گواہی

اس کی فضیلت میں روایت کیا گیا کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس بات کی گواہی دینے والے کو قیامت کے دن لایا جائے گا۔ پس اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا بے شک میرے اس بندے کیلئے میرے پاس ایک عہد ہے اور میں عہد کو سب سے زیادہ پورا کرنے والا ہوں میرے بندے کو جنت میں داخل کر دو۔ یہ بات علم اصول دین اور ان کے اہل کی فضیلت پر دلیل ہے۔

(ان الدین عند اللہ الاسلام) ''بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ دین اسلام ہے یہ ایک نیا جملہ ہے جو پہلے کیلئے تاکید ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ دین صرف اسلام ہے۔ اسلام توحید اور جو شریعت حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم لے کر آئے اس کا نام ہے۔

(وما اختلف الذین اوتوا الکتاب) ''اور نہیں اختلاف کیا ان لوگوں نے جن کو کتاب دی گئی'' یہود و نصاریٰ میں سے یا دین اسلام میں پہلی کتابوں والے لوگوں میں سے۔

پس ایک قوم نے کہا کہ بے شک وہ حق ہے اور ایک قوم نے یہ کہا کہ یہ صرف عرب کے ساتھ خاص ہے اور دوسروں نے اس کی مطلقاً نفی کی۔

توحید کے بارے میں انہوں نے اختلاف کیا نصاریٰ تین خداؤں کا کہنے لگے۔ جب کہ یہود نے کہا کہ حضرت عزیر اللہ تعالیٰ کا بیٹا ہے اور یہ بھی کہا گیا کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم تھی جنہوں نے اس کے بعد اختلاف کیا اور یہ بھی کہا گیا کہ وہ نصاریٰ تھے جنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معاملے میں اختلاف کیا۔

(الامن بعد ماجاء ھم العلم) مگر یہ کہ ان کے پاس علم آ جانے کے بعد" یعنی جب انہوں نے معاملے کی حقیقت کو جان لیا یا انہوں نے دلائل اور آیات کے ذریعے علم حاصل کیا۔

(بغیا م بینھم) "ان کے درمیان سرکشی کرتے ہوئے" ان کے درمیان حد کی وجہ سے اور ریاست کو طلب کرنے کیلئے تا کہ معاملے میں ان کو شبہ تھا یا کوئی معاملہ پوشیدہ تھا۔

(ومن یکفر بآیات اللہ فان اللہ سریع الحساب) اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کرے پس بے شک اللہ تعالیٰ جلد حساب لینے والا ہے۔ یہ ان لوگوں کیلئے وعید ہے۔ جنہوں نے کفر کیا۔ (قاضی بیضاوی)

درود شریف اور چار فرشتے

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے حضور نے ارشاد فرمایا کہ میرے پاس حضرت جرائیل، اسرافیل، عزرائیل اور میکائیل علیہم الصلوٰۃ والسلام آئے۔ پس حضرت جرائیل علیہ السلام نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو شخص آپ کی ذات پر دس مرتبہ درود شریف پڑھے۔ میں اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے پل صراط سے گزار دوں گا اور حضرت میکائیل نے عرض کیا میں اسے آپ کے حوض سے پانی پلاؤں گا اور حضرت اسرافیل نے عرض کیا میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ کروں گا۔ میں اس وقت تک اپنا سر نہیں اٹھاؤں گا۔ جب تک کہ اللہ تعالیٰ اسے بخش نہ دے اور حضرت عزرائیل علیہ السلام نے عرض کیا میں اس کی روح اس طرح قبض کروں گا جس طرح کہ میں نے انبیاء کرام علیہم السلام کی ارواح مقدسہ کو قبض کیا۔

ایک اور تفسیر

شھد کا معنی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا اور فیصلہ فرمایا اور کہا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے خبردار کیا کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ دلائل کے بیان کے ساتھ اس حیثیت سے کہ وحدانیت کی معرفت تک پہنچنا ممکن ہے پس اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی اپنی وحدانیت کی معرفت کی طرف رہنمائی فرمائی۔ (تنویر اللباب)

اللہ تعالیٰ کی شہادت کا معنی ہے خبردار کرنا اور آگاہ کرنا۔ ملائکہ اور مومنین کی شہادت کا معنی ہے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اعتراف اور اقرار کرنا۔

اولوالعلم کون؟

اولوالعلم کے بارے میں اختلاف ہے۔ (۱) اس سے مراد انبیاء کرام ہیں۔ کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں خوب جانتے ہیں۔ (۲) اس سے مراد رسول اللہ کے صحابہ کرام ہیں جو انصار و مہاجرین میں سے تھے۔ (۳) اس سے مراد تمام مومنین علماء مراد ہیں۔ (تفسیر الخازن)

بعض نے کہا کہ یہ آیت کریمہ علم کی فضیلت اور علماء کی شرافت پر دلیل ہے اس لئے کہ اگر کوئی اللہ تعالیٰ کے نزدیک علماء کرام سے زیادہ شرافت والا ہوتا تو علماء کے سوا اللہ تعالیٰ اس کے نام کو فرشتوں کے نام کے ساتھ ذکر فرماتا۔

شانِ نزول

اور بزازی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا آپ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان (ان الدین عنداللہ الاسلام) اس وقت نازل ہوا جب مشرکین نے اپنے ادیان پر فخر کیا اور ان میں سے ہر ایک فریق نے یہی کہا کہ ہمارا دین ہی اللہ تعالیٰ کا دین ہے۔ جب سے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو معبوث فرمایا پس اللہ تعالیٰ نے اپنے اس فرمان ان الدین عند اللہ الاسلام کے ساتھ ان کو جھٹلا دیا جو دین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے وہی دین حق ہے۔ (شیخ زادہ)

آیات قرآنیہ پڑھنے کی فضیلت

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا جب الحمد للہ رب العالمین۔ آیۃ الکرسی شھد اللہ انہ لا الہ الا ھو اور قل اللھم مالک الملک...... الی قولہ بغیر حساب آیات نازل

ہوئیں۔ تو عرش کے ساتھ لٹک گئیں اور انہوں نے کہا اے ہمارے رب کیا تو نے ہمیں ایسی قوم پر نازل کیا جو برے اعمال کریں گے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم جو میرا بندہ ہر فرضی نماز کے بعد تمہاری تلاوت کرے گا میں اسے بخش دوں گا اسے جنت الفردوس میں ٹھہراؤں گا اور ہر دن میں اس کی طرف ستر دفعہ دیکھوں گا اور ان کی ستر حاجات پوری کروں گا۔ ان میں ادنیٰ حاجت مغفرت ہے اور آپ نے یہ آیات پڑھی شھد اللہ انہ لا الہ الا ھو والملئکۃ و اولوالعلم قائماً بالقسط لا الہ الا ھو العزیز الحکیم۔ پس فرمایا کہ میں اس پر گواہی دینے والوں میں سے ہوں۔ طبرانی کے لفظ اور میں گواہی دیتا ہوں بے شک تو ہی غالب حکمت والا معبود ہے۔

آگ کا حرام ہونا

حضرت عبادہ ابن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے معبود ہونے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے کی گواہی دی اللہ تعالیٰ نے اس پر آگ کو حرام کر دیا۔

(الدر منشور للامام السیوطی)

درود شریف اور عجیب فرشتہ

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے روایت ہے آقا نے ارشاد فرمایا جب مومن بندہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہتا ہے تو اس کے منہ سے ایک سبز پرندے جیسا فرشتہ نکلتا ہے اس کے دو خوبصورت سفید پر ہیں جو موتی اور یاقوت سے جڑے ہوئے ہیں ان میں سے ایک پر مشرق میں اور دوسرا مغرب میں جب وہ ان دونوں کو پھیلائے تو وہ مشرق و مغرب سے آگے چلے جاتے ہیں پس وہ آسمان کی طرف بلند ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ عرش تک پہنچ جاتا ہے اور اس کی آواز شہد کی مکھی کی آواز کی طرح ہے۔ اسے عرش کو اٹھانے والے فرشتے کہتے ہیں کہ تو اللہ تعالیٰ کی عظمت اور عزت کے سامنے ٹھہر جا پس وہ کہے گا کہ میں اس وقت نہیں ٹھہروں گا جب تک اللہ تعالیٰ اس درود کے پڑھنے والے کو بخش نہ دے پس اللہ تعالیٰ اسے ستر ہزار زبانیں عطا فرمائے گا پس وہ تمام زبانیں اپنے صاحب کے لئے قیامت کے دن تک مغفرت طلب کریں گی۔ جب قیامت کا دن ہو گا تو وہ فرشتہ آئے گا اور اپنے

صاحب کا ہاتھ پکڑے گا۔ اس کو پل صراط سے گزار کر وہ جنت میں داخل کرے گا۔
(روضۃ العلماء)

ذکر کی فضیلت

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مجھے آسمان کی طرف بلند کیا گیا تو میں نے ایک نور کا شہر عرش کے نیچے نور کی زنجیروں کے ساتھ ہزار دنیا کے برابر لٹکا ہوا دیکھا اور اس کے ایک لاکھ مستقل دروازے ہیں ہر دروازے کے سامنے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے آراستہ ایک باغ ہے اور ہر باغ میں ایک نور کا محل ہے۔ ہر محل میں نور کا گھر ہے اور ہر گھر میں ستر نور کے حجرے ہیں اور ہر مکان میں ایک نور کا گھر ہے اور ہر باغیچے کیلئے چار سو دروازے ہیں ہر دروازے کے دو پاٹ ہیں ایک پاٹ سونے کا اور ایک پاٹ چاندی کا اور ہر دروازے کے سامنے نور کا ایک تخت ہے اور ہر تخت پر نور کے بچھونے ہیں اور ہر بچھونے پر حورعین میں سے ایک لونڈی ہے اگر ان میں سے ایک اپنی چھوٹی انگلی کو دنیا کی طرف ظاہر کرے تو اس کی چھوٹی انگلی کا نور سورج اور چاند کے نور پر غالب آ جائے پس میں نے کہا اے میرے رب کیا یہ کسی نبی کیلئے ہے یا صدیق کیلئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اس قدر انعام ان لوگوں کیلئے ہے جو رات کے وقت اور دن کے اطراف میں ذکر کرنے والے ہیں اور ان کیلئے میرے نزدیک اس سے زیادہ ہے اور میں زیادہ وسعت والا ہوں۔ (تنبیہ الغافلین)

پانچ انعام

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن غمگین بیٹھے ہوئے تھے اس دوران آپ کی بارگاہ میں حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کیا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ کیا غم ہے؟ اللہ تعالیٰ نے آپ کی امت کو ایسی پانچ چیزیں عطا فرمائی ہیں جو آپ سے پہلے کسی کو نہیں دی۔

اول: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا میں اپنے بندے کے مطابق ہوں اور اس کے گمان کے خلاف نہیں کرتا۔

دوم: جو شخص دنیا میں ایک دن کسی کی پردہ پوشی کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے

دن رسوانہیں کرے گا۔

سوم: آپ کی امت پر توبہ کا دروازہ بند نہیں کیا جائے گا۔ جب تک کہ وہ غرور نہ کرے۔

چہارم: جو شخص زمین کے بھرنے کے برابر گناہ لائے تو اس کے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے کے بعد ان خطاؤں کو بخش دے گا۔

پنجم: زندہ لوگوں کی دعا کرنے کے سبب سے مردوں سے عذاب کو دور کر دیا جاتا ہے۔ (زہرۃ الریاض)

ایک اور تفسیر

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ارواح کو اجسام کے پیدا کرنے سے چار ہزار سو سال پہلے پیدا کیا اور اللہ تعالیٰ نے رزقوں کو ارواح کے پیدا کرنے سے چار ہزار سال پہلے پیدا کیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنے سے پہلے اپنی ذات کیلئے گواہی دی۔ جس وقت کہ وہ تھا اس وقت نہ آسمان تھے نہ زمین تھی اور نہ خشکی وتری تھی۔ پس اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا شھد اللہ انہ لا الٰہ الا ھو والملئکۃ واولوالعلم قائماً بالقسط لا الٰہ الا ھو العزیز الحکیم۔ (تفسیر الخازن)

حضرت سعید ابن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں بیت اللہ شریف کے اردگرد تین سو ساٹھ بت تھے۔ پس جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو وہ تمام بت سجدہ میں گر گئے اور اس بارے میں یہ بھی کہا گیا کہ یہ نجران کے عیسائیوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ جب انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں دعویٰ کیا۔ (ابو السعود)

بڑی شہادت

قلبی نے کہا شام کے علماء میں سے دو عالم مدینہ طیبہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ جب انہوں نے مدینہ طیبہ کو دیکھا تو ان دونوں نے کہا کہ یہ شہر نبی آخرالزماں کے شہر کے مشابہ ہے۔ پس جب وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو ان دونوں نے حضور کو صفت نبوت سے پہچان لیا اور ان دونوں نے آپ سے کہا

کیا آپ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں اور ان دونوں نے عرض کیا کیا آپ احمد ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں محمد اور احمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں ان دونوں نے کہا کہ ہم آپ سے ایک چیز کے بارے میں سوال کرتے ہیں پس اگر آپ نے ہمیں اس کے بارے میں خبر دے دی تو ہم آپ پر ایمان لائیں گے اور آپ کی تصدیق کریں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم دونوں سوال کرو پس ان دونوں نے کہا کہ آپ ہمیں کتاب اللہ کی بڑی شہادت کے بارے میں خبر دیں پس اللہ تعالیٰ نے شھد اللہ الخ یہ آیت کریمہ نازل فرمائی پس انہوں نے کہا کہ ہم ایمان لائے اور ہم نے اسلام قبول کیا۔ (ابو السعود)

قیامت کے دن تمام عبادات کا آنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں آقا نے فرمایا قیامت کے دن اعمال آئیں گے۔ تاکہ وہ اپنے صاحب کیلئے حجت بنیں اور اس کیلئے سفارش کریں پس نماز آئے گی اور کہے گی اے میرے رب میں نماز ہوں اللہ تعالیٰ فرمائے گا بے شک تو خیر پر ہے صدقہ آئے گا وہ کہے گا اے میرے رب میں صدقہ ہوں اللہ تعالیٰ فرمائے گا بے شک تو خیر پر ہے روزہ آئے گا وہ عرض کرے گا۔ اے میرے رب میں روزہ ہوں اللہ تعالیٰ فرمائے گا تم خیر پر آئے پھر اسلام آئے گا۔ اسلام کہے گا کہ یااللہ میں اسلام اور سلام ہوں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا کہ تو خیر پر ہے۔ میں تیرے سبب سے مواخذہ کروں گا اور تیرے سبب سے عطا کروں گا اور اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا یہ اس لئے ہے کہ اسلام تمام عادات کو جمع کرنے والا ہے۔ (سنانیہ)

صدقہ اور دھوبی کی حفاظت

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک بستی کے پاس سے گزرے اور اس بستی میں ایک دھوبی تھا۔ بستی والوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا کہ یہ دھوبی پانی کو روک لیتا ہے اس پانی میں کتا ہے اور اسے خراب کر دیتا ہے۔ پس آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ اس کو وہیں لوٹا دے جہاں پر یہ تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے عرض کی یا اللہ ایک سانپ کو بھیج جو اس کو زندہ نہ چھوڑے۔ دھوبی پانی کی طرف کپڑوں کے دھونے

کیلئے گیا اور اس کے پاس تین روٹیاں تھیں۔ جب وہ دھوبی پانی کی جگہ میں ٹھہر گیا تو اس کے پاس ایک عابد آیا جو جبل میں عبادت کرتا تھا۔ اس نے سلام کیا اور کہا کیا تیرے پاس کوئی چیز ہے جو آپ مجھ کو کھلائیں یا پیش کریں تا کہ میں اس کی طرف دیکھوں اور اس کی خوشبو کو سونگھوں۔ میں نے فلاں فلاں وقت سے کوئی چیز نہیں کھائی۔ دھوبی نے اس عابد کو ایک روٹی دے دی عابد نے کہا اے دھوبی اللہ تعالیٰ تیرے گناہوں کو بخش کر تیرے دل کو پاک کرے۔ دھوبی نے عابد کو دوسری روٹی دے دی۔ عابد نے کہا اے دھوبی اللہ تعالیٰ تیرے اگلے اور پچھلے سب گناہ معاف فرمادے۔ دھوبی نے عابد کو تیسری روٹی دے دی اس عابد نے کہا اے دھوبی اللہ تعالیٰ تیرے لئے جنت میں ایک محل تیار فرمائے۔

دھوبی بستی کی طرف واپس لوٹ گیا بستی والوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے عرض کی۔ دھوبی تو واپس آ گیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اسے میرے طرف بلاؤ۔ لوگوں نے اسے بلایا وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے دھوبی تم مجھے بتاؤ آج تم نے کیا نیکی کی ہے تو دھوبی نے اپنے پانی' روٹیاں اور ان دعاؤں کا قصہ بیان کیا جو عابد نے دھوبی کیلئے کی تھیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دھوبی سے فرمایا اپنے کپڑوں کی گٹھری لاؤ جب وہ لے کر آیا تو آپ نے اسے کھولا تو اس میں ایک بہت بڑا سیاہ سانپ موجود تھا جسے لوہے کی لگام لگی ہوئی تھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے سیاہ سانپ اس نے عرض کیا اے اللہ کے نبی میں حاضر ہوں آپ نے فرمایا کیا میں نے تجھے اس کے پاس نہیں بھیجا تھا؟ اس نے عرض کیا کیوں نہیں؟ لیکن ایک سائل پہاڑ کی جانب سے آیا اور اس نے کھانا طلب کیا اس دھوبی نے اسے کھانا کھلایا اس عابد نے اس کیلئے تین دعائیں کیں۔ جب کہ ایک فرشتے نے آمین کہا اللہ تعالیٰ نے میری طرف ایک فرشتہ بھیجا جس نے مجھے لوہے کی لگام پہنا دی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ اے دھوبی نئے سرے سے عمل کرو پس تحقیق اللہ تعالیٰ نے تجھے بخش دیا۔ (تنبیہ الغافلین)

حکایت

حضرت ابراہیم واسطی رحمتہ اللہ تعالیٰ مقام عرفات میں بیٹھے ہوئے تھے آپ کے ہاتھ میں سات کنکر تھے۔ آپ نے فرمایا اے کنکرو تم اس بات کی گواہی دینا جو میں کہتا ہوں۔ آپ نے کہا لا الٰہ الا اللہ وان محمداً عبدہ ورسولہ۔ یہ فرمانے کے بعد اس رات آپ سو گئے

آپ نے خواب میں دیکھا قیامت برپا ہو چکی۔ ان کا حساب کتاب ہوا اور ان کو دوزخ کی طرف جانے کا حکم ہوا۔ تو وہ پتھر بھی جہنم کے دروازے کی طرف ان کے ساتھ چلے گئے ان کنکروں میں سے ایک کنکر نے اپنے آپ کو جہنم کے دروازے پر ڈال دیا عذاب کے فرشتے اسے اٹھانے کیلئے جمع ہوئے۔ لیکن اسے نہ اٹھا سکے پھر وہ ان کو جہنم کے دوسرے دروازے کی طرف لے گئے۔ تو ان سات کنکروں میں سے ایک کنکر اس دروازے پر گر پڑا فرشتے اسے اٹھانے پر بھی قادر نہ ہو سکے یہاں تک کہ فرشتے ان کو دوزخ کے ساتوں دروازوں پر لے گئے تو ہر ایک دروازے پر ان ساتوں کنکروں میں سے کوئی نہ کوئی کنکر ہوتا اور وہ سارے کنکر کہتے ہم گواہی دیتے ہیں کہ بے شک اس نے لا الٰہ الا اللہ ان محمداً رسول اللہ کی گواہی دی ہے۔ پھر وہ فرشتے ان کو عرش کی طرف لے گئے پس رب ذوالجلال نے ارشاد فرمایا تو نے کنکروں کو گواہ بنایا تو انہوں تیرے حق کو ضائع نہ کیا۔ پس میں تیرے حق کو کیسے ضائع کروں گا اور میں تیری شہادت پر گواہ ہوں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ انہیں جنت میں داخل کر دو۔ پس جب وہ جنت کے قریب پہنچے تو انہوں نے جنت کے دروازوں کو بند پایا۔ پس لا الٰہ الا اللہ کی شہادت آئی اور سارے دروازے کھل گئے پس وہ آدمی داخل ہو گیا۔ (کذافی المواعظ)

جلسہ نمبر ۱۰

توبہ کی فضیلت کا بیان

آیت مبارکہ: والذین اذا فعلوا فاحشۃ اوظلموا انفسھم ذکروا اللہ فاستغفروا لذنوبھم ومن یغفر الذنوب الا اللہ ولم یصروا علی مافعلوا وھم یعلمون، اولئک جزاء ھم مغفرۃ من ربھم وجنات تجری من تحتھا الانھر خلدین فیھا ونعم اجر العاملین○ (آل عمران ۱۳۶:۱۳۵)

ترجمہ: اور وہ کہ جب کوئی بے حیائی یا اپنی جانوں پر ظلم کریں۔ اللہ تعالیٰ کو یاد کر کے اپنے گناہوں کی معافی چاہیں اور گناہ کون بخشے سوا اللہ کے اور اپنے کیے پر جان بوجھ کر اڑ نہ جائیں۔ ایسوں کو بدلہ ان کے رب کی بخشش اور جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں رواں۔ ہمیشہ ان میں رہیں اور کامیوں کا کیا اچھا اجر ہے۔

جلسہ نمبر ۱۰

توبہ کی فضیلت کے بیان میں

تفسیری نکات

(والذین اذا فعلوا فاحشة) ''اور وہ لوگ کہ جب انہوں نے کھلا گناہ کیا'' یعنی انتہائی قبیح فعل جس طرح کہ زنا ہے۔

(اوظلموا انفسھم) ''یا انہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا'' بایں طور کہ انہوں نے گناہ کیا۔ جو بھی گناہ ہو اور کہا گیا کہ فاحشہ سے مراد کبیرہ گناہ ہے اور ظلم النفس سے صغیرہ گناہ مراد ہے اور شاید کہ الفاحشہ وہ برائی ہے کہ جو متعدی ہوتی ہے اور ظلم النفس وہ اس طرح کی برائی نہیں ہے۔

(ذکروا اللہ) ''انہوں نے اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا'' یعنی اس کی وعیدوں یا اس کے حکم یا اس کے حق عظیم کو یاد کیا۔

(فاستغفروا لذنوبھم) '' پس انہوں نے اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کی'' ندامت اور توبہ کے ساتھ۔

(ومن یغفر الذنوب الا اللہ) اور گناہوں کو تو صرف اللہ تعالیٰ ہی بخشے گا۔ یہ استفہام نفی کے معنیٰ میں ہے۔ جو کہ دو معطوفوں کے درمیان عارض ہے اور اس سے مقصود اس کی رحمت کی وسعت' عام مغفرت' مغفرت طلب کرنے پر ابھارنا اور توبہ کے قبول کرنے کا وعدہ ہے۔

(ولم یصرواعلی مافعلوا) ''اور انہوں نے اپنے کیے پر اصرار نہیں کیا'' یعنی وہ اپنے گناہوں پر مغفرت طلب کرنے کے علاوہ قائم نہیں رہے۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا جس نے مغفرت طلب کی اس نے اصرار نہیں

کیا اگرچہ وہ ایک دن میں ستر مرتبہ لوٹے۔

(وهم يعلمون) اور وہ جانتے ہیں یہ لم یصروا سے حال ہے یعنی وہ اپنے افعال کی قباحت کو جانتے ہوئے اس پر مصر نہیں۔

(اولئك جزاء هم مغفرة من ربهم و جنات تجرى من تحتها الانهار خالدين فيها) ''ان لوگوں کی جزا ان کے رب کی طرف سے مغفرت اور ایسی جنتیں ہیں کہ جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔ الذین کو اگر مبتدا مانا جائے تو یہ اس کی خبر ہے اگر اس کا عطف متقین الذین ینفقون پر ہو تو اپنے ماقبل کے لحاظ سے ایک نیا جملہ ہو گا...... اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ جنت صرف پرہیزگاروں اور توبہ کرنے والوں کیلئے ہے۔ یہ ان کے کیلئے جزا ہے اور اس میں مصر لوگ داخل نہیں ہوں گے۔ جس طرح دوزخ کے تیار کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ صرف کافروں کیلئے ہے۔ یہ انہی کی جزا ہے اور ان کے علاوہ دوزخ میں اور کوئی داخل نہیں ہو گا۔

اور بہشت۔ (ونعم اجر العاملين) اور عمل کرنے والوں کا اچھا اجر ہے اس لئے کہ اپنی کوتاہیوں کا تدارک کرنے والا عمل کرنے والے کی طرح ہے۔ ان بعض چیزوں کے حاصل ہونے کی وجہ سے جو اس سے فوت ہوئیں اور کتنے ہی تدارک کرنے والے احسان کرنے والے۔ محبوب اور اجر پانے والے ہیں اور شاید جزا کے لفظ کو اجر کے ساتھ اس نکتہ کی وجہ سے تبدیل کیا گیا ہو مخصوص بامحذوف ہے۔ مقدر عبارت یوں ہے ونعم اجر العاملين ذلك يعنى المغفرة و الجنات اور عمل کرنے والوں کا اچھا اجر ہے یہ یعنی مغفرت (قاضی بیضاوی)

درود کی برکات

حضرت سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی قوم کسی مجلس میں نہیں بیٹھتی کہ جس میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر درود شریف نہ پڑھا جائے۔ مگر یہ کہ ان پر حسرت ہوتی ہے اس بات پر کہ وہ ثواب حاصل کرنے کی وجہ سے جنت میں داخل ہو گئے۔

حضرت امام ابوعیسیٰ ترمذی نے بعض اہل علم سے روایت کیا وہ فرماتے ہیں جب کوئی شخص کسی مجلس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتا ہے تو اس کی بدولت اس کو اس مجلس میں آنے والوں کے برابر ثواب دیا جاتا ہے۔ (شفا شریف)

صاحب کشاف کا موقف

یہ آیت کریمہ ایک کھجور بیچنے والے آدمی کے بارے میں نازل ہوئی کہ ایک عورت اس سے کھجوریں خریدنے کیلئے آئی تو وہ اس عورت کو دکان کے اندر لے گیا اور اس کا بوسہ لیا پھر اس سے جو گناہ سرزد ہوا اس کے بارے میں وہ پریشان ہوا اور زنا وغیرہ کی وجہ سے اس سے جو کبیرہ گناہ سرزد ہوا اس کی توبہ طلب کی۔

والذین کا عطف لفظ متقین پر ہے۔ یعنی وہ (جنت) متقین اور توبہ کرنے والوں کیلئے تیار کی گئی ہے اور اولئک سے ان دونوں فریقوں کی طرف اشارہ ہے نیز والذین کو مبتداء اور اولئک کو خبر بنانا بھی جائز ہے۔ (تفسیر کشاف)

فاستغفروا...... اس میں بندوں کے نفوس کو خوش کرنا نیز توبہ کرنے کی رغبت دینا اور چست کرنا ہے توبہ پر ابھارنا اور مایوسی سے بچانا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کی امید دلانا ہے اور گناہ اگرچہ بڑھ جائیں لیکن اس کا معاف کرنا اجل اور اس کا کرم عظیم ہے۔ (تفسیر کشاف)

لذنوبھم...... یعنی ان کے گناہوں کی وجہ سے پس انہوں نے ان (گناہوں) سے توبہ کی اور گناہوں ک اکھیڑ ڈالا۔ ساتھ ہی وہ یہ عزم کرنے والے ہیں کہ وہ آئندہ اس کی طرف نہیں لوٹیں گے اور یہ توبہ کے مقبول ہونے کی شرائط ہیں۔ (تفسیر الخازن)

وھم یعلمون...... حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا وہ جانتے ہیں کہ گنا معصیت ہے اور کہا گیا کہ وہ اس بات کو جانتے ہیں گناہ پر اصرار کرنا نقصان دہ ہے...... اور کہا گیا وہ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ گناہوں کے بخشنے کا مالک ہے کہ بے شک ان کا رب گناہوں کو بخش دے گا نیز یہ بھی کہا گیا وہ جانتے ہیں گناہ اگرچہ زیادہ ہوں لیکن اللہ تعالیٰ کا معاف فرما دینا اس سے عظیم ہے اور کہا گیا وہ جانتے ہیں کہ اگر انہوں نے مغفرت طلب کی تو انہیں بخش دیا جائے گا۔ (تفسیر اللباب)

توبہ کا وقت

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ قبول فرماتا ہے جب تک کہ اس کی روح حلق میں نہ رک جائے۔ (من المصابیح)

توبہ قبول نہ ہونے کا وقت

الغرغرة کا معنی ہے روح کا حلق میں متردد ہونا مطلب یہ ہے کہ گنہگار کی توبہ قبول ہے جب تک کہ روح حلق تک نہ پہنچ جائے اس لئے کہ غرغرہ کے وقت یہ بات معین ہو جاتی ہے کہ رحمت کی طرف متوجہ نہیں ہوا یا وہ بختی کی وجہ سے محروم رہا تو اس وقت کی توبہ قابل قبول نہیں ہے۔ لہٰذا اسے وہ توبہ نفع بھی نہیں دے گی اور نہ ہی اس کا ایمان ہے اس لئے کہ توبہ کی شرائط میں سے یہ ہے کہ گناہ کے چھوڑنے پر مکمل عزم کرنا اور دوبارہ اس کی طرف لوٹنا نہیں یہ تب متحقق ہو سکتا ہے کہ جب توبہ کرنیوالے کیلئے ممکن ہو اور یہ اس سے متحقق نہیں ہو سکتا اس لئے کہ وہ اس پر قادر نہیں۔ (مجالس الرومی)

توبہ اور بخشش

حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے چار ہزار سال پہلے عرش کے اردگرد لکھا ہوا تھا جس شخص نے توبہ کی ایمان لایا اور نیک عمل کیا تو میں ان کو بخشنے والا ہوں۔ (تنبیہ الغافلین)

آپ کی رحمت کے کیا کہنے

حضرت جبرائیل علیہ السلام سے روایت کیا گیا وہ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے پس عرض کیا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم بے شک اللہ تعالیٰ آپ کو سلام دیتا ہے اور فرماتا ہے کہ آپ کی امت میں سے جس شخص نے اپنے مرنے سے ایک سال پہلے توبہ کی تو اس کی توبہ قبول ہوئی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے جبرائیل لمبی امید اور غفلت کی کثرت کی وجہ سے میری امت کیلئے ایک سال زیادہ ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لے گئے پھر دوبارہ لوٹے آکر عرض کیا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا رب ارشاد فرماتا ہے کہ جس شخص نے اپنے مرنے سے ایک مہینہ پہلے توبہ کر لی۔ تو اس کی توبہ قبول ہوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے جبرائیل علیہ السلام میری امت کیلئے ایک مہینہ زیادہ ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لے جا کر پھر حاضر ہوئے عرض کیا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا رب فرماتا ہے جس شخص نے اپنے مرنے سے ایک دن پہلے توبہ

کی اس کی توبہ قبول کی جائے گی۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے جرائیل علیہ السلام میری امت کیلئے ایک دن زیادہ ہے۔ حضرت جرائیل علیہ السلام چلے گئے اور پھر حاضر ہوئے آ کر عرض کیا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا رب ارشاد فرماتا ہے جس شخص نے اپنے مرنے سے ایک گھڑی پہلے توبہ کی۔ اس کی توبہ قبول ہو گی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے جرائیل میری امت کیلئے ایک گھڑی بھی زیادہ ہے۔ حضرت جرائیل علیہ السلام تشریف لے گئے پھر حاضر ہوئے آ کر عرض کیا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سلام فرما رہا ہے اور فرماتا ہے کہ جس شخص نے اپنی تمام زندگی گناہوں میں گزار دی اور وہ ان گناہوں سے اپنے مرنے سے پہلے ایک سال' ماہ' دن اور ساعت تک واپس نہیں لوٹا یہاں تک کہ اس کی روح حلقوم تک پہنچ گئی اس کیلئے زبان سے بولنا اور معذرت کرنا ممکن نہ ہوا اور وہ اپنے دل میں نادم ہوا۔ تو تحقیق میں نے اسے بخش دیا۔ (زبدۃ الواعظین)

دل میں توبہ اور بخشش

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک انصاری مرد کے پاس گیا اس پر نزع کی حالت طاری تھی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرو اس نے اپنی زبان سے کوئی عمل نہ کیا اور اس نے آسمان کی طرف اپنی دونوں آنکھوں کو گھمایا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کس وجہ سے مسکرائے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس مریض نے اپنی زبان سے توبہ نہ کی۔ اپنی آنکھوں کے ساتھ آسمان کی طرف اشارہ کیا اور دل سے شرمندہ ہوا اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اے میرے فرشتو! بے شک میرا بندہ زبان سے توبہ کرنے سے عاجز ہوا اور وہ اپنے دل میں نادم ہوا تو میں اس کی توبہ اور دلی ندامت کو ضائع نہیں کروں گا۔ تم گواہ ہو جاؤ بے شک میں نے اسے بخش دیا۔ درۃ المجالس)

اللہ تعالیٰ نے سورہ نور میں ارشاد فرمایا (وتوبوا الی اللہ جمیعاً ایھا المومنون لعلکم تفلحون) ''اے مومنو! تم سارے اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔''

توبہ کی چار نشانیاں

بعض حکماء نے ارشاد فرمایا کہ آدمی کی توبہ چار چیزوں سے پہچانی جاتی ہے۔

اول: وہ اپنی زبان کو فضول باتوں، غیبت، چغل خوری اور جھوٹ سے روکتا ہے۔
ثانی: وہ لوگوں میں سے کسی ایک کیلئے بھی اپنے دل میں حسد اور دشمنی نہیں رکھتا۔
ثالث: وہ برے ساتھیوں کو چھوڑ کر ان میں سے کسی کو دوست نہیں بناتا۔
رابع: وہ موت کیلئے تیار، گناہ پر نادم، سابقہ گناہوں سے مغفرت طلب کرنیوالا اور اپنے رب کی عبادت کرنے میں کوشش کرنے والا ہوتا ہے۔

قرآنی حکم

اللہ تعالیٰ نے ایک دوسری آیت میں ارشاد فرمایا (یا ایھا الذین امنوا توبوا الی اللہ توبة نصوحاً) ''اے ایمان والو! تم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں خالص توبہ کرو'، یعنی توبہ میں سچے ہو اور کہا گیا توبہ میں تم خالص اللہ تعالیٰ کیلئے ہو۔

توبۃ النصوح

حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے توبۃ النصوح کے بارے میں پوچھا گیا آپ نے فرمایا کہ توبۃ النصوح یہ ہے کہ آدمی برے عمل سے توبہ کرے اور اس میں ہمیشہ کیلئے نہ لوٹے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان توبوا الی اللہ توبة نصوحاً کے بارے روایت کیا گیا آپ نے فرمایا توبۃ نصوح دل سے۔ مغفرت طلب کرنا زبان سے اور دل اس کی طرف ہمیشہ کیلئے نہ لوٹے۔ جس طرح کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا گیا آپ نے فرمایا زبان سے مغفرت طلب کرنے والا اور گناہ پر اصرار کرنیوالا ایسے ہے جیسے کوئی اپنے رب سے استہزاء کر رہا ہو۔ (روضۃ العلماء)

شیطان کا رونا

حضرت ثابت بنانی سے روایت ہے انہوں نے فرمایا مجھے یہ بات پہنچی کہ شیطان اللہ تعالیٰ کی اس پر لعنت ہو۔ جب یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی تو وہ رویا۔ (تفسیر اللباب)

شیطان کی ہلاکت

حضرت ابوبکر سے روایت ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم پر لا الٰہ الا اللہ اور استغفار لازم ہے ان دونوں کا تم کثرت سے ذکر کرو کیونکہ ابلیس لعنتی نے کہا میں

نے لوگوں کو گناہ اور معاصی سے ہلاک کیا اور انہوں نے مجھے لا الہ الا اللہ اور استغفار سے ہلاک کیا جب میں نے ان میں یہ بات دیکھی۔ تو میں نے ان کو خواہشات کے ساتھ ہلاک کیا اور وہ اس گمان میں ہیں کہ وہ ہدایت پانے والے ہیں۔ (درمنثور)

طلب مغفرت اور نجات

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے روایت ہے آپ نے فرمایا شیطان نے کہا کہ اے میرے رب تیری عزت کی قسم میں ہمیشہ اولاد آدم کو گمراہ کروں گا جب تک ان کی روحیں ان کے جسموں میں رہیں گی اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا مجھے اپنی عزت اور بزرگی کی قسم اے لعنتی۔ جب تک وہ مغفرت طلب کرتے رہیں گے میں ہمیشہ انہیں بخشتا رہوں گا۔

شیطان اور اس کا لشکر

حضرت عطا بن خالد سے روایت ہے انہوں نے فرمایا مجھے یہ بات پہنچی کہ جب اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان **(ومن یغفر الذنوب الا اللہ ولم یصروا علی مافعلوا وھم یعلمون)** ''اللہ تعالیٰ ہی گناہوں کو بخشتا ہے اور وہ لوگ جنہوں نے اس چیز پر اصرار نہیں کیا حالانکہ وہ جانتے ہیں'' نازل ہوا تو لعنتی شیطان اپنے لشکروں سمیت چلایا۔ اپنے سر پر مٹی ڈال لی اور ہلاکت کی دعا کی یہاں تک کہ بحر و بر کے لشکری اس کے پاس آ گئے۔ انہوں نے کہا اے ہمارے سردار آپ کو کیا ہوا۔ اس نے کہا کتاب اللہ میں ایک ایسی آیت نازل ہو چکی جس کے بعد اولاد آدم گناہوں پر اصرار نہیں کرے گی۔ انہوں نے کہا وہ کونسی آیت ہے تو شیطان نے ان کو اس آیت کے بارے میں خبر دی تو ان لشکریوں نے کہا کہ ہم ان کیلئے خواہشات کے دروازے کھول دیں گے نہ تو وہ توبہ کریں گے نہ ہی مغفرت طلب کریں گے اور ساتھ وہ یہ بھی سمجھیں گے کہ وہ حق پر ہیں اس بات سے شیطان راضی ہو گیا۔ (درمنثور)

زمین و آسمان کے برابر گناہ اور بخشش

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا حضور نے فرمایا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اے انسان تو نے مجھ سے دعا کی اور مجھ سے امید رکھی تو میں نے تیرے وہ سب گناہ بخش دیئے جو تجھ سے ہو چکے تھے اور مجھے پرواہ نہیں اے انسان اگر تیرے گناہ آسمان کی

بلندی کے برابر ہو جائیں پھر تو مجھ سے مغفرت طلب کرے تو میں تجھے بخش دوں گا اور مجھے کسی کی پرواہ نہیں۔ اے انسان اگر تو زمین کے برابر گناہ لائے پھر تو میری بارگاہ میں اس طرح حاضر ہو کہ تو نے میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا ہو تو میں تجھے زمین کے برابر مغفرت عطا کروں گا۔ (اخرجہ الترمذی)

غموں سے نجات

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مغفرت طلب کرنے کو لازم کر لے تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے ہر تنگی کی جگہ سے ایک نکلنے کی جگہ بنائے گا اور ہر غم سے چھٹکارا اور رزق اسے اس جگہ سے ملے گا جہاں سے اس کا گمان بھی نہیں ہو گا۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ستر دفعہ توبہ کرنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی قسم میں ایک دن میں ستر مرتبہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتا اور توبہ کرتا ہوں۔

نیز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو! اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرو کیونکہ میں ایک دن میں اس کی بارگاہ میں سو مرتبہ توبہ کرتا ہوں۔

بہترین خطا کار

ایک اور حدیث شریف میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر انسان خطا کار ہے بہترین خطا کار توبہ کرنیوالے ہیں۔

جلدی توبہ کرنے کا حکم

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب توبہ کرنے والے ہلاک ہوں گے اور مسوف اس شخص کو کہتے ہیں جو کہے کہ میں عنقریب توبہ کرلوں گا۔ حالانکہ وہ ہلاک ہونے والا ہے۔ اس لئے کہ وہ اپنے معاملے کی بنا بقا پر رکھتا ہے جو کہ اس کے سپرد نہیں ہے۔ شاید کہ وہ باقی نہ رہے اگر وہ باقی بھی رہے تو جس طرح وہ آج گناہوں کے ترک کرنے پر قادر نہیں۔ تو کل بھی وہ گناہ کے چھوڑنے پر قادر نہیں ہو گا کیونکہ فی الحال اس کا گناہ کے کام کو ترک نہ کرنا غلبہ شہوت کی وجہ سے ہے۔ تو یہ شہوت کل بھی اس سے جدا نہیں ہو گی' بلکہ دوگنی ہو گی اور اعادہ

کرنے سے مزید پختہ ہوگی، پس جو شہوت انسان اعادہ کرنے کے ساتھ پختہ کرے تو وہ ایسے ہی ہے جیسے اسے موکد نہیں کیا گیا۔

امتی زیادہ توبہ کرنے کے لائق ہے

اے اہل مجلس اور اے اہل انصاف تم اس بات پر غور کرو جب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مغفرت طلب کرتے اور توبہ کرتے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے سبب سے آپ کے اگلوں اور پچھلوں تمام کے گناہ بخش دیئے۔ پس جس شخص کا حال ظاہر نہ ہو کہ اس کی بخشش ہوگی یا نہیں تو وہ کیسے ہر وقت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ نہ کرے اور ہمیشہ اپنی زبان کو مغفرت طلب کرنے میں نہ رکھے اور وہ کیسے اپنے بخشنے والے مالک کا ذکر نہ کرے حالانکہ وہی ذات اس کو دوزخ کے عذاب سے نجات دینے والی ہے۔

(یہ مجالس الابرار کا خلاصہ ہے)

سزا میں جلدی اور تاخیر

نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے ساتھ خیر کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے جلدی دنیا میں سزا دیتا ہے اگر وہ ذات کسی بندے کے ساتھ شر کا ارادہ فرمائے تو وہ اسے گناہ پر ٹھہراؤ دیتا ہے۔ تاکہ وہ قیامت کے دن اس سے پورا بدلہ لے۔

جلسہ نمبر ۱۱

رجب المرجب کی فضیلت کا بیان

آیت مبارکہ: وسارعوا الی مغفرۃ من ربکم وجنۃ عرضها السموا ت والارض اعدت للمتقین۵ (آل عمران ۱۳۳)

ترجمہ: اور دوڑو اپنے رب کی بخشش اور ایسی جنت کی طرف جس کی چوڑان میں سب آسمان و زمین آ جائیں پرہیز گاروں کیلئے تیار کر رکھی ہے۔

جلسہ نمبر ۱۱

رجب المرجب کی فضیلت کے بیان میں

آیت کی تفسیر

(وسارعوا) ''اور تم جلدی کرو'' یعنی تم دوڑو اور آؤ۔

(الی مغفرة من ربکم) ''اپنے رب کی مغفرت کی طرف'' یعنی ایسی چیز کی طرف جس کے سبب سے تم جنت کے مستحق بن جاؤ۔ جس طرح کہ اسلام' توبہ اور اخلاص ہے۔

(وجنة عرضها السموات والارض) ''اور جنت کہ اس کا عرض آسمان اور زمین کے برابر ہے۔'' یعنی جنت کی چوڑائی زمین و آسمان کی چوڑائی کے برابر ہے اور اللہ تعالیٰ نے زمین کا ذکر فرمایا مثال کے طور پر کشادگی میں اس کا وصف بیان کرتے ہوئے اس لئے کہ وہ لمبائی کے علاوہ ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ساتوں زمینوں اور ساتوں آسمانوں کی طرح اگرچہ ان میں سے بعض بعض تک پہنچتے ہیں۔

(اعدت للمتقین) ''جو پرہیزگار لوگوں کیلئے تیار کی گئی'' یعنی اس کو ان کے لئے بنایا گیا اس فرمان میں یہ دلیل ہے کہ جنت مخلوق ہے جو کہ اس جہان سے خارج ہے۔ (قاضی بیضاوی)

(وسارعوا الی مغفرة من ربکم) ''یعنی تم ایسے اعمال کی طرف بڑھو اور سبقت کرو جو کہ بخشش کو واجب کر دیں۔''

کون سے امور پیش قدمی کے لائق ہیں

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ اس سے اسلام کی طرف پیش قدمی کرنا مراد ہے اور انہی سے ایک قول توبہ کا بھی روایت کیا گیا ہے۔ جب کہ حضرت

علی اور حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ادائے فرائض کی طرف آنا مراد سمجھتے ہیں اور حضرت ابو العالیہ نے فرمایا کہ اس سے ہجرت کی طرف سبقت کرنا مراد ہے حضرت ضحاک نے جہاد کی طرف اور حضرت مقاتل نے نیک اعمال کی طرف آنے کا قول کیا اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تکبیر اولیٰ کا قول روایت کیا گیا۔

(وجنة) یعنی جنت کی طرف۔

(عرضها السموات والارض) یعنی جنت کا عرض زمین و آسمان کے عرض کے برابر ہے۔ جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ حدید میں ارشاد فرمایا (وجنة عرضها کعرض اسماء والارض) یعنی اس کی کشادگی اور عرض (چوڑائی) کو بطور مبالغہ خاص کیا گیا کیونکہ ہر ایک چیز کا طول اس کے عرض سے اکثر طور پر زیادہ ہوتا ہے۔ نیز کہتے ہیں کہ یہ تو اس کے عرض کی صفت ہے تو اس کا طول کیسا ہوگا۔

زہری نے کہا کہ اس کے عرض کی صفت تو یہ ہے جب کہ اسکے طول کو صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے یہ مثال سمجھانے کیلئے ہے نہ کہ حقیقتاً اس کا عرض زمین و آسمان کے برابر ہے نہ اس کے علاوہ کوئی معنی ہے کہ تمہارے گمان کے مطابق ساتوں زمین و آسمان کے برابر اس کا عرض ہے۔ جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

(خالدین فیها مادامت السموات والارض) کہ وہ جنت میں ہمیشہ رہیں گے جب تک کہ زمین و آسمان ہیں۔ یعنی تمہارے گمان کے مطابق ورنہ وہ تو دونوں فنا ہونے والے ہیں۔

جنت کہاں؟

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جنت کے بارے میں سوال کیا گیا کہ وہ آسمان میں ہے یا زمین میں تو آپ نے فرمایا کہ کونسا آسمان اور زمین وسعت میں جنت کے برابر ہو سکتے ہیں۔ تو عرض کیا گیا وہ ہے کہاں؟ تو آپ نے فرمایا کہ جنت عرش کے نیچے ساتوں آسمانوں کے اوپر ہے جب کہ دوزخ ساتوں زمینوں کے نیچے ہے۔

(معالم التنزیل)

درود پڑھنے والا جنتی ہے

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور آ کرعرض کیا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو شخص آپ کی ذات پر درود وسلام پڑھے تو ستر ہزار فرشتے اس کیلئے مغفرت طلب کرتے ہیں اور جس کیلئے فرشتے دعائے مغفرت کریں وہ اہل جنت میں سے ہوگا۔

تکبیر اولیٰ کا ثواب

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا گیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص امام کے ساتھ تکبیر اولیٰ پالے تو وہ اس کیلئے ہزار حج اور عمرے سے بہتر ہے اور اس کیلئے احد پہاڑ کے برابر مساکین پر صدقہ کرنے کا اجر ہے اور اس شخص کیلئے ہر رکعت کے بدلے ایک سال کی عبادت کا ثواب لکھا جائے گا اور اللہ تعالیٰ اسے دوزخ اور منافقت سے بری لکھ دیتا ہے وہ دنیا سے نکلنے سے پہلے جنت میں اپنا مقام دیکھ لے گا اور وہ جنت میں بغیر حساب کے داخل ہوگا۔ تکبیر اولیٰ کی حد کے بارے میں علماء نے اختلاف کیا بعض نے کہا اس سے یہ مراد ہے کہ امام فاتحہ سے فارغ ہو جائے۔ بعض نے کہا کہ امام قرات کی ابتداء کرے اکثر مفسرین کا پہلا قول ہے۔ (مجالس الانوار)

رجب کی پہلی رات میں عبادت کا ثواب

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا گیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے رجب شریف کی پہلی رات کو زندہ کیا (یعنی اس میں عبادت کی) تو جب سارے دل مردہ ہو جائیں گے۔ اس کا دل نہیں مرے گا اور اللہ تعالیٰ اس کے سر پر خیر و برکت کو نازل فرمائے گا اور وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہو جائے گا جس طرح آج ہی اس کی ماں نے اسے جنا ہو اور وہ ایسے ستر ہزار گنہگاروں کی سفارش کرے گا جن کیلئے دوزخ لازم ہو چکی تھی۔ مولانا تاج العارفین کی کتاب لب الالباب میں اسی طرح ہے۔

(اعرجیہ)

بیس رکعتوں کا ثواب

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں حضور نے فرمایا جس شخص نے رجب اصرجب کی کسی رات نماز

مغرب کے بعد اس طرح بیس رکعتیں پڑھی کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ شریف اور سورۂ اخلاص پڑھی اور دس سلام پھیرے تو اللہ تعالیٰ اس کو اس کے گھر والوں کو اور اس کے عیال کو دنیا کی مصیبتوں اور آخرت کے عذاب سے محفوظ فرمائے گا۔ (زبدۃ الواعظین)

رجب میں روزہ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا گیا ہے۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا خبردار! رجب شریف اللہ تعالیٰ کا شہر اصم ہے جس شخص نے اس میں ایک دن ثواب سمجھتے ہوئے اور ایمان کی حالت میں روزہ رکھا بڑائی والے اللہ تعالیٰ کی رضا اس کیلئے واجب ہو جائے گی۔

جس شخص نے اس بابرکت مہینہ میں دو دن روزے رکھے تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس بندہ کی جتنی عزت و کرامت ہے اس کا وصف زمین و آسمان کے تعریف کرنیوالے بیان نہیں کر سکتے۔

جس شخص نے اس مہینہ میں تین دن روزے رکھے تو وہ دجال کے فتنے برص، کوڑھ، پاگل پن، آخرت کے عذاب اور دنیا کی مصیبتوں سے امن میں رہے گا۔

جس شخص نے اس ماہ کے سات روزے رکھے تو اس پر دوزخ کے ساتوں دروازے بند کر دیئے جائیں گے۔

جس شخص نے اس مہینہ میں آٹھ دن روزے رکھے تو اس کیلئے بہشت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جائیں گے۔

جس شخص نے دس دن روزے رکھ لئے تو وہ اللہ تعالیٰ سے جو چیز مانگے گا خداوند کریم اسے عطا فرما دے گا۔

جس شخص نے پندرہ دن روزے رکھے تو اللہ تعالیٰ اس کے سابقہ سارے گناہ معاف فرما دے گا اور اس کی برائیوں کو نیکیوں سے بدل دے گا نیز اللہ تعالیٰ جس کیلئے چاہے اجر بڑھا دے۔ (زبدۃ الواعظین)

عجیب نہر

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا گیا۔ آپ نے فرمایا میں نے معراج کی رات ایک ایسی نہر دیکھی جس کا پانی شہد سے زیادہ میٹھا، برف سے زیادہ ٹھنڈا اور

کستوری سے زیادہ خوشبودار ہیں نے جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا کہ یہ نہر کس شخص کیلئے ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ اس آدمی کیلئے جو رجب شریف میں آپ کی ذات پر درود و سلام پڑھے۔

حضور کی امت کیلئے فرشتوں کی آہ وزاری

حضرت مقاتل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ پہاڑ قاف کے پیچھے ایک سفید زمین ہے۔ اس کی مٹی چاندی کی طرح اس کی کشادگی سات دنیا کی مثل جو کہ فرشتوں سے بھری ہوئی ہے۔ اگر ایک سوئی بھی گر جائے تو وہ بھی انہی پر گرے اور ان میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں ایسا جھنڈا ہے جس پر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا ہے تو وہ سارے فرشتے رجب شریف کے ہر جمعہ والے دن قاف پہاڑ کے ارد گرد جمع ہوتے ہیں اور وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی سلامتی کیلئے آہ وزاری کرتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر رحم فرما اور ان کو عذاب نہ دے۔ وہ صبح تک مغفرت طلب کرتے اور آہ وزاری کرتے رہتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اے میرے فرشتو! مجھے اپنی عزت اور بزرگی کی قسم میں نے ان کو بخش دیا۔ (مجالس الابرار)

لفظ رجب کے فیوض و برکات

کہا گیا کہ رجب میں تین حرف ہیں اس کی راء اللہ تعالیٰ کی رحمت پر اس کی جیم بندے کے جرم پر اور اس کی باء اللہ تعالیٰ کے بر یعنی احسان پر دلالت کرتی ہے گویا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ اے میرے بندے میں نے تیرے جرم اور تیری جنایت کو اپنے احسان اور رحمت کے درمیان کر دیا اور اب رجب شریف کی حرمت کے پیش نظر کوئی جنایت نہیں رہی۔ (مجالس الانوار)

ماہ رجب ماہ اصم ہے

اور کہا گیا کہ جب رجب کا مہینہ گزر جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اے میرے مہینے کیا لوگوں نے تیرے ساتھ محبت کی اور تیری تعظیم کی؟ تو وہ خاموش ہو جاتا ہے اور کوئی کلام نہیں کرتا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ دوسری اور تیسری مرتبہ سوال کرتا ہے پھر رجب عرض کرتا ہے اے میرے رب تو عیوب کو چھپانے والا

ہے اور تو نے اپنی مخلوق کو حکم دیا ہے کہ وہ دوسروں کے عیب کو چھپائیں اور تو نے میرا نام اصم (بہرہ) قاصد رکھا ہے۔ میں نے لوگوں کی فرمانبرداری کو سنا۔ لیکن ان کے گناہوں کو نہ سنا اس وجہ سے میرا نام اصم (بہرہ) رکھا گیا پھر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ تو میرا معیوب مہینہ ہے اور میرے بندے معیوب ہیں تو میں نے تیری حرمت کے پیش نظر ان معیوب لوگوں کو قبول کیا جس طرح کہ میں نے تجھے قبول کیا حالانکہ تو معیوب ہے تیرے اندر میں ایک ندامت کے ساتھ انکو بخش دوں گا اور تیرے اندر ہونے والے ہم ان کے گناہ نہیں لکھیں گے۔ (اعرجیہ)

اور کہا گیا کہ اسے اصم اس وجہ سے کہا گیا کیونکہ کراماً کاتبین تمام مہینوں میں نیکیاں اور برائیاں لکھتے ہیں جب کہ اس ماہ مقدس میں وہ صرف نیکیاں لکھتے ہیں اور اس میں برائیاں نہیں لکھتے وہ اس میں کوئی برائی سنتے ہی نہیں کہ جس کو لکھا جائے۔ (مشکوٰۃ الانوار)

رجب اللہ کا مہینہ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ رجب اللہ کا شعبان میرا اور رمضان میری امت کا مہینہ ہے۔

روزے کم، ثواب زیادہ

ابو محمد خلال نے رجب شریف کے فضائل کے بارے میں ایک روایت حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کی آپ نے فرمایا رجب کے پہلے دن کا روزہ تین سالوں کا کفارہ ہے دوسرے دن کا روزہ دو سالوں کا کفارہ جب کہ تیسرے دن کا روزہ ایک سال کا کفارہ ہے پھر ہر دن کا روزہ ایک مہینہ کا کفارہ ہے جس طرح کہ جامع صغیر میں ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے رمضان کے بعد صرف رجب اور شعبان کے روزے رکھے۔

امام بخاری اور امام مسلم نے حدیث نقل کی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جنت میں ایک نہر ہے جسے رجب کہا جاتا ہے جو دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھی ہے تو جو شخص رجب شریف میں ایک دن کا روزہ رکھے تو اللہ تعالیٰ اس کو اس نہر سے سیراب فرمائے گا۔ (اعرجیہ)

رجب کی وجہ تسمیہ

اور اس مہینہ کا نام رجب اس لئے رکھا گیا کہ عرب لوگ اس میں رجبی کرتے یعنی اس کی تعظیم کرتے تھے تو رجبت الیشی اس وقت کہے گا جب تو اس کی تعظیم کرے۔

اور عرب لوگوں کے تعظیم کرنے سے ایک یہ ہے کہ کعبۃ اللہ کے خادم اس پورے مہینہ میں خانہ کعبہ کا دروازہ کھلا رکھتے ہیں جب کہ باقی تمام مہینوں میں وہ صرف سوموار، جمعرات کو دروازہ کھولتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ رجب اللہ کا مہینہ خانہ کعبہ اللہ تعالیٰ کا گھر اور بندے اللہ تعالیٰ کے بندے۔ تو اللہ تعالیٰ کے مہینے میں اللہ کے گھر سے اللہ تعالیٰ کے بندوں کو منع نہیں کیا جائے گا۔ (اعرجیہ)

حکایت

بیت المقدس میں ایک عبادت گزار عورت رہتی تھی۔ جب رجب شریف کا مہینہ آتا تو وہ ہر روز اس مہینہ کی تعظیم کے لئے بارہ مرتبہ قل ھو اللہ احد پڑھتی۔ ریشم کے لباس کو اتار دیتی اور ٹاٹ کا لباس پہن لیتی۔ وہ رجب کے مہینہ میں بیمار ہوگئی اس نے اپنے بیٹے کو وصیت کی کہ وہ اسے ٹاٹ کے لباس کے ساتھ دفن کر دے اس کے بیٹے نے لوگوں کو دکھانے کیلئے اپنی ماں کو اعلیٰ کپڑوں میں کفن دیا اس نے اپنی ماں کو خواب میں دیکھا تو اس نے کہا اے میرے بیٹے تو نے میری وصیت پر کیوں عمل نہ کیا میں تجھ سے خوش نہیں ہوں وہ پریشان ہو کر اپنی نیند سے بیدار ہوا اور اپنی والدہ کی قبر کو کھولا اس نے قبر میں اپنی ماں کو نہ پایا وہ حیران ہوا اور سخت رویا اس دوران اس نے ایک آواز سنی ندا دینے والا کہنے لگا کیا تو نہیں جانتا کہ جو شخص ہمارے مہینہ رجب المرجب کی تعظیم کرے تو ہم قبر میں اس کو اکیلے نہیں چھوڑتے۔ (زبدۃ الواعظین)

رجب کا روزہ اور بخشش

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا گیا آپ نے فرمایا جب رجب شریف کی پہلی جمعرات کا تیسرا حصہ گزر جاتا ہے تو زمین و آسمان کے سارے فرشتے کعبۃ اللہ میں جمع ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی طرف نظر رحمت فرماتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے اے میرے فرشتو! مانگو جو کچھ مانگنا چاہتے ہو۔ پس وہ عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے

رب ہماری حاجت یہ ہے کہ تو ہر اس شخص کی بخشش فرما جو رجب شریف میں روزہ رکھے
رب ذوالجلال ارشاد فرماتا ہے کہ میں نے ان کو بخش دیا۔

قیامت کے دن کی سیرابی

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے۔ وہ فرماتی ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔قیامت کے دن انبیاء کرام اور ان کے اہل اور رجب' شعبان اور رمضان میں روزے رکھنے والوں کے علاوہ سارے لوگ بھوکے ہوں گے۔ وہ سیر ہوں گے نہ تو ان کو بھوک ہوگی اور نہ ہی پیاس ہوگی۔ (زبدۃ الواعظین)

رجبی کرنیوالوں کی فضیلت

خبر میں روایت کیا گیا جب قیامت کا دن ہوگا تو ندا دینے والا ندا دے گا رجبی کرنے والے لوگ کہاں ہیں؟ پس ایک نور نکلے گا یہ نور حضرت جبرائیل اور میکائیل علیہما السلام کے پیچھے ہوگا اور رجبی کرنے والے ان کے پیچھے ہوں گے پھر وہ پل صراط سے بجلی کے چھکنے کی طرح گزریں گے پھر وہ پل صراط سے صحیح سلامت گزر جانے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا اے رجبی کرنے والو تم آج اپنے سروں کو اٹھا لو تم نے میرے مہینے میں دنیا کے اندر سجدوں کو پورا کر لیا اب تم اپنے ٹھکانے کی طرف چلے جاؤ۔ (رونق المجالس)

حکایت

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ہم نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے ساتھ تھے ہم ایک قبر کے پاس سے گزرے تو حضور وہاں ٹھہر گئے اور بہت روئے پھر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کیوں روئے؟ آپ نے فرمایا اے ثوبان ان لوگوں کو اپنی اپنی قبروں میں عذاب ہو رہا تھا میں نے ان کے لئے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کا عذاب ہلکا کر دیا۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا اے ثوبان اگر یہ لوگ رجب میں ایک دن روزہ رکھتے اور ایک رات میں نہ سوتے تو ان کے قبروں میں عذاب نہ دیا جاتا۔ پس حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر میں رجب میں ایک دن روزہ رکھو اور ایک رات میں قیام

کروں تو قبر کا عذاب روک دیا جائے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ثوبان! مجھے اس ذات کی قسم جس نے مجھے حق کا نبی بنا کر بھیجا جس مسلمان مرد اور عورت نے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کیلئے رجب المرجب کا روزہ رکھا اور ایک رات میں قیام کیا تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے ایک ایسے سال کی عبادت کا ثواب لکھ دے گا جس میں اس نے دن کو روزہ رکھا اور رات کو قیام کیا۔ (زبدۃ الواعظین)

رجب میں روزہ کا استحباب اور مخصوص نماز کا نہ ہونا

ماوردی نے اقناع میں فرمایا رجبِ المرجب اور شعبان المعظم کا روزہ رکھنا مستحب ہے اس میں کوئی مخصوص نماز ثابت نہیں جو اس کے ساتھ ہی خاص ہو۔ تو اس بنا پر مناسب ہے کہ جس شخص کو دیانت اور عقل حاصل ہو تو وہ اس زمانے میں جو کچھ لوگ کرتے ہیں اس کی طرف توجہ نہ کرے دارالاسلام میں اس کی شہرت کی وجہ سے دھوکہ نہ کھائے رجب شریف کے پہلے جمعہ کی رات میں صلوٰۃ الرغائب کے بارے میں بڑے شہروں میں اس کے کثرت سے وقوع کی وجہ سے فریب میں نہ آئے اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنے آپ کو نئے امور سے بچاؤ۔ کیونکہ ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بری بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی کا کام دوزخ میں جانے کا سبب ہے۔

اور دوسری حدیث میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمام برے کام محدثات (نئی بات) ہیں۔ یہ دونوں حدیثیں اس کے بدعت اور گمراہی ہونے پر دلالت کرتی ہیں کیونکہ یہ محدثات میں سے ہے کیونکہ یہ امور صحابہ کرام' تابعین اور آئمہ مجتہدین کے زمانے میں نہیں تھے۔ بلکہ یہ ہجرت نبویہ کے چار سو سال بعد پیدا ہوئے اسی وجہ سے متقدمین انہیں نہیں پہچانتے تھے اور نہ ہی انہوں نے اس بارے میں کلام کیا۔ جب کہ متاخرین علماء نے اس کی مذمت کی اور انہوں نے اس بات کی تصریح کی کہ یہ بدعت قبیحہ ہے جو کہ منکرات (بری باتوں) پر مشتمل ہے پس اے مخاطب! تو اس کو چھوڑ دے اور فرمانبرداری کو مضبوطی سے تھام لے تا کہ تو بلند بہشت اور بلند و بالا درجات اور مراتب حاصل کر سکے۔ (مجلس رومی)

رسول اللہ کی مخالفت عذاب کا باعث ہے

جس طرح کہ صاحب مجمع البحرین نے اپنی شرح میں فرمایا کہ ایک آدمی نے میدان

میں عید سے پہلے نماز عید پڑھنے کا ارادہ کیا۔ تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اس کو منع فرمایا تو آدمی نے عرض کیا۔ اے امیر المومنین میں جانتا ہو کہ اللہ تعالیٰ نماز پڑھنے پر عذاب نہیں دیتا۔ پس حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ بے شک میں جانتا ہوں اللہ تعالیٰ اس فعل پر ثواب نہیں دیتا۔ جب تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے نہ کریں اور اس کی رغبت نہ دلائیں تو تیری نماز عبث (بیکار) ہو گی اور عبث حرام ہے۔ شاید اللہ تعالیٰ تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرنے کی وجہ سے عذاب دے جو کچھ میں نے تحریر کیا تو اس کو لے لے اور مشتبھین میں سے نہ ہو۔ (مجالس رومی ملحقاً)

حوروں کے جسم کی بناوٹ

حدیث شریف میں ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے حوروں کے چہروں کے چار رنگ بنائے۔ (۱) سفید (۲) سبز (۳) پیلا (۴) سرخ اور ان کے بدن (جسم) کو زعفران مشک (کستوری) عنبر کافور سے پیدا فرمایا اور ان کے بال قرنفل سے پیدا کئے...... ان کی پاؤں کی انگلیوں سے لے کر گھٹنے تک پاکیزہ زعفران سے ان کے گھٹنے سے لکر ناف تک مسک (کستوری) ہے ناف سے لے کر گردن تک عنبر سے اور گردن سے لے کر سر تک کافور سے پیدا کیا۔ اگر ایک حور دنیا میں اپنی تھوک پھینک دے تو ہر طرف کستوری کی خوشبو پھیل جائے...... ہر حور کے سینے میں اس کے خاوند کا نام اور اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ایک نام لکھا ہوا ہے۔ اس کے دونوں کندھوں کے درمیان ایک فرسخ کا فاصلہ ہے اس کے دونوں ہاتھوں میں سے ہر ایک ہاتھ دس سونے کے کنگن ہیں اور اس کی انگلیوں میں دس انگوٹھیاں ہیں اور اس کے پاؤں میں جواہر اور موتیوں کی پازیبیں ہیں۔ (دقائق الاخبار)

عورتوں پر مردوں کی فضیلت کا بیان

آیت مبارکہ: الرجال قوامون علی النساء بما فضل اللہ بعضھم علیٰ بعض وبما انفقوا من اموالھم فالصلحت قانتات حافظات للغیب بما حفظ اللہ ٥ (النساء ۳۴)

ترجمہ: مرد افسر ہیں عورتوں پر اس لئے کہ اللہ نے ان میں ایک کو دوسرے پر فضیلت دی اور اس لئے کہ مردوں نے ان پر اپنے مال خرچ کئے تو نیک بخت عورتیں ادب والیاں ہیں۔ خاوند کے پیچھے حفاظت رکھتی ہیں جس طرح اللہ نے حفاظت کا حکم دیا۔

جلسہ نمبر۱۲

عورتوں پر مردوں کی فضیلت کے بیان میں

آیت کی تفسیر

(الرجال قوامون علی النساء) ''مرد عورتوں پر قوی ہیں'' مردوں کو عورتوں پر اسی طرح برتری حاصل ہے۔ جس طرح کہ حاکم کو اپنی رعایا پر اور اس کا سبب دو امر ہیں ایک وھبی اور دوسرا کسبی اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

(بما فضل اللہ بعضھم علی بعض) ''اس چیز کے سبب سے کہ اللہ تعالیٰ نے بعض کو بعض پر فضیلت عطا فرمائی۔'' مردوں کی عورتوں پر فضیلت کا سبب کمال عقل، حسن معاملہ شعائر کو قائم کرنا۔ فیصلہ کے مجمع میں گواہی دینا، جہاد اور جمعہ کا واجب ہونا اور ان دونوں چیزوں کی مثل عصبہ ہونے کی وجہ سے میراث میں زیادہ حصہ ملنے کی وجہ سے اور طلاق کا حق مرد کے پاس ہونے کی وجہ سے ہے۔

(وبما انفقوا من اموالھم) ''اور اس چیز کی وجہ سے جو وہ اپنے مال میں سے خرچ کرتے ہیں۔'' ان کے نکاح کے بارے میں جس طرح حق مہر اور نان ونفقہ ہے۔

شانِ نزول

روایت کیا گیا کہ حضرت سعد بن ربیع جو کہ اشراف انصار میں سے ایک تھے۔ ان کے ساتھ ان کی بیوی حبیبہ بنت زید بن زھیر نے جھگڑا کیا تو حضرت سعید نے اسے ایک تھپڑ مار دیا تو حبیبہ کا باپ ان کو لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور شکایت کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس سے قصاص لے لو تو اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم نے ایک امر کا ارادہ کیا اور اللہ تعالیٰ نے

بھی ایک امر کا ارادہ فرمایا اور جس امر کا اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا وہ خیر ہے۔

(فالصالحات قانتات) ''پس نیک عورتیں جو کہ اللہ تعالیٰ کی فرمانبردار ہیں۔'' یعنی اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے والی اور اپنے خاوندوں کے حقوق کو پورا کرنے والی ہیں۔

(حافظات للغیب) ''جو غیب میں نگہبانی کرنے والی ہیں'' غیب میں جن کی حفاظت واجب ہے یعنی وہ خاوند کی عدم موجودگی میں اس چیز کی حفاظت کرتی ہیں۔ جن کی حفاظت کرنا ان کیلئے واجب ہے۔ یعنی وہ اپنے نفس اور خاوند کے مال کی حفاظت کرتی ہیں۔

(بما حفظ اللہ) ''اس چیز کے ساتھ کہ جس کے سبب سے اللہ تعالیٰ نے ان کو محفوظ رکھا۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کی حفاظت فرمائی ایسے امر کے ساتھ غیب کی حفاظت پر وعدہ اور وعید پر ابھارنے کے ساتھ اور اس کی توفیق کے ساتھ یا اس چیز کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ نے مردوں پر جو مہر اور نفقہ اور قیام واجب کر کے ان کی حفاظت فرمائی اور گناہ سے ان کو محفوظ فرمایا۔

بما حفظ اللہ میں لفظ اللہ کو منصوب پڑھا گیا ہے اس بنا پر کہ شروع موصولہ ہے۔ پس اگر وہ ما مصدریہ ہوتو یہ حفظ کا فاعل نہیں ہوگا اور معنی یہ ہوگا کہ اس امر کے ساتھ کہ جس کے سبب سے اللہ تعالیٰ کا حق یا اس کی اطاعت محفوظ ہوئی اور وہ مردوں پر مہربانی اور شفقت ہے۔ (قاضی بیضاوی)

دوسری روایت

یہ آیت کریمہ حضرت سعد بن ربیع انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے اپنی بیوی محمد بن مسلمہ کی بیٹی کو طمانچہ مارا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئی حضور نے بدلہ لینے کا حکم فرمایا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام اسی وقت یہ آیت لے کر حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ (الرجال قوامون علی النساء) یعنی مرد عورتوں کے معاملات اور ان کو ادب سکھانے میں تسلط رکھنے والے ہیں۔ (ابو اللیث)

دعا سے پہلے اور بعد میں درود

فضیل ابن عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ ایک آدمی داخل ہوا اور اس نے نماز پڑھی اس نے کہا یا اللہ تو مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے نماز پڑھنے والے تو نے جلدی کی۔ جب

تو نماز پڑھ لے تو بیٹھ جا اللہ تعالیٰ کی حمد کر جس کا وہ اہل ہے اور میری ذات پر درود پڑھ پھر تو دعا کر۔ پھر دوسرے آدمی نے اس کے بعد نماز پڑھی اس نے اللہ تعالیٰ کی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فرمایا اے نمازی دعا مانگ قبول کی جائے گی۔ تو دعا کر منظور کی جائے گی۔ اسی طرح شخص نے میرا نام سنا اور مجھ پر درود شریف پڑھا تو اللہ تعالیٰ اس کی ہر دعا کو قبول فر گا۔

بہترین بیوی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے فرمایا عورتوں میں سے بہترین عورت وہ ہے اگر تو اس کی طرف دیکھے تو وہ خوش کر دے اور اگر تو اس کو کوئی حکم دے تو وہ تیری اطاعت کرے اور اگر تو اس سے غا رہے تو وہ تیرے مال اور اپنی عزت کی حفاظت کرے اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت (الرجال قوامون علی النساء) تلاوت فرمائی یعنی مرد عورتوں کو ادب سکھانے ان کے معاملات میں برتری رکھنے والے ہیں۔

عورت کیلئے چار کام کرنے پر جنت کی بشارت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا عورت جب پانچ نمازیں پڑھے رمضان المبارک روزے رکھے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرے اور اپنے شوہر کی فرمانبرداری کرے۔ (تو ا اجازت ہوگی) وہ جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔ (رواہ ابو نعیم

شوہر کی خدمت کا اجر

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں ر اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ایک نیک عورت ہزار غیر صالح مردوں سے بہتر جس عورت نے سات دن اپنے شوہر کی خدمت کی تو اس پر دوزخ کے سات دروازے کر دیئے جائیں گے اور اس کیلئے جنت کے آٹھ دروازے کھول دیئے جائیں گے ج دروازے سے وہ چاہے گی بغیر حساب کے داخل ہو جائے گی۔

حیض کے خون کیوجہ سے گزشتہ گناہوں کا کفارہ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس عورت کو حیض کا خون آتا ہے تو وہ اس کے گزشتہ گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے۔ اگر وہ پہلے دن میں کہے ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی تعریف ہے اور کہے کہ میں ہر گناہ کی اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتی ہوں تو اللہ تعالیٰ اس عورت کو دوزخ سے بری' پل صراط پر سے آسانی سے گزرنے والی اور عذاب سے محفوظ لکھ دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر دن اور رات میں اس عورت کیلئے چالیس شہیدوں کے درجات کے برابر درجے بلند فرماتا ہے جب کہ وہ حیض کے دوران اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والی ہو اور حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ ان نیک عورتوں کیلئے ہے جو امور شرعیہ میں اپنے شوہروں کی فرمانبرداری کرنے والی ہوتی ہے۔

شوہر کی اطاعت اور بیوی کی بخشش

ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اپنے گھر سے جہاد کرنے کیلئے نکلا۔ اس آدمی نے اپنی بیوی سے کہا کہ جب تک میں تیری طرف واپس نہ آؤں تو نے اس گھر سے باہر نہیں نکلنا۔ اس عورت کا والد بیمار ہو گیا اس عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ایک قاصد بھیجا۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو اپنے خاوند کی اطاعت کر اور اسی طرح دوسری اور تیسری مرتبہ اس عورت نے پیغام بھیجا۔ جب کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح فرمایا تو اس عورت نے اپنے شوہر کی اطاعت کی اور وہ اپنے گھر سے باہر نہ نکلی اس کا باپ مر گیا۔ لیکن اس عورت نے اس کا منہ نہ دیکھا بلکہ صبر کیا۔ یہاں تک کہ اس عورت کا خاوند اس کی طرف واپس لوٹ آیا۔ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف وحی بھیجی کہ اللہ تعالیٰ نے اس عورت کو اپنے خاوند کی اطاعت کرنے کی وجہ سے بخش دیا۔

شوہر کی خدمت کرنے پر بے شمار اجر

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب عورت اپنے خاوند کے کپڑے دھوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس

کیلئے ہزار نیکیاں لکھ دیتا ہے اور اس عورت کے ہزار گناہ بخش دیتا ہے اور اس عورت کیلئے ہر وہ چیز بخشش طلب کرتی ہے جس پر سورج طلوع ہوا اور اللہ تعالیٰ اس کے ہزار درجے بلند فرما دیتا ہے۔ (ابو منصور نے اسے مسند الفردوس میں روایت کیا)

مختلف گناہوں کی وجہ سے عورتوں کا عذاب میں مبتلا ہونا

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے کہ ایک مرتبہ میں اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو ہم نے آپ کو رونے کی حالت میں پایا۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس چیز کی وجہ سے آپ رو رہے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس رات مجھے آسمان کی طرف سیر کرائی گئی تو میں نے عورتوں کو سخت عذاب میں دیکھا۔ مجھے ان کی حالت یاد آ گئی اور میں رو پڑا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے کیا چیز دیکھی۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے ایک عورت دیکھی جو اپنے بالوں کے ساتھ لٹکی ہوئی تھی اور اس کا دماغ کھول رہا تھا...... اور میں نے ایک عورت دیکھی جو اپنی زبان کے ساتھ لٹکی ہوئی تھی اور اس کا ہاتھ اس کی پشت سے بندھا ہوا تھا اور اس کے حلق میں قطران گر رہا تھا...... اور میں نے ایک عورت دیکھی جو اپنی پیٹھ کے پیچھے اپنے پستانوں کے ساتھ معلق تھی اور زقوم اس کے حلق میں ٹپکایا جا رہا تھا۔ (زقوم دوزخ کے درختوں میں سے ایک درخت ہے) اور میں نے ایک عورت کو لٹکا ہوا دیکھا اس کے دونوں پاؤں دونوں ہاتھوں کے ساتھ پیشانی کی طرف بندھے ہوئے تھے اور اس پر سانپ اور بچھو مسلط تھے...... اور میں نے ایک عورت کو اپنا جسم کھاتے ہوئے دیکھا۔ جب کہ آگ کو اس کے نیچے سے جلایا جا رہا تھا...... اور میں نے ایک عورت کو اپنا جسم کاٹتے ہوئے دیکھا اور آگ اس کے نیچے جل رہی تھی...... اور میں نے ایک عورت دیکھی جس کے جسم کو دوزخ کی آگ سے کاٹا جا رہا تھا...... اور میں نے ایک سیاہ چہرے والی عورت دیکھی جو کہ اپنی انتڑیوں کو کھا رہی تھی...... اور میں نے ایک گونگی، اندھی اور بہری عورت دوزخ کے تابوت میں دیکھی اس کا دماغ مغز سے نکل رہا تھا اور اس کا جسم برص اور کوڑھ کی بیماری کی وجہ سے بدبودار تھا...... اور میں نے ایک ایسی عورت دیکھی کہ جس کا سر خنزیر کے سر کی طرح اور اس کا جسم گدھے کے جسم کی طرح اس کیلئے لاکھوں قسم کے عذاب تھے...... اور میں نے ایک عورت کتے کی شکل کی طرح دیکھی۔ اس کی فرج اور

اس کے منہ سے بچھو اور سانپ داخل ہوتے اور اس کے پیچھے سے نکل رہے تھے اور فرشتے اس عورت کے سر پر آگ کے گرز مار رہے تھے...... حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا کھڑی ہو گئیں اور عرض کرنے لگیں کہ اے میرے باپ اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک مجھے آپ ان عورتوں کے اعمال کے بارے میں خبر دیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ جو عورت اپنے بالوں کے ساتھ معلق تھی وہ اپنے بالوں کو مردوں سے نہ چھپاتی تھی۔

زبان دراز عورت کی سزا

اور جو عورت اپنی زبان کے ساتھ لٹکی ہوئی تھی تو وہ اپنی زبان سے اپنے خاوند کو اذیت دیتی تھی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو عورت زبان سے اپنے خاوند کو تکلیف پہنچاتی ہے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی زبان کو ستر گز لمبا کر دے گا پھر اس کو اس کی گردن کے پیچھے باندھ دے گا...... اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو عورت اپنے خاوند کو اپنی زبان سے تکلیف دیتی ہے تو اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت اور ناراضگی ہے اور اس پر فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو عورت اپنے خاوند سے کہے کہ میں نے تیرے ہاں کوئی خیر (بھلائی) نہیں دیکھی تو اللہ تعالیٰ اس عورت کے ستر سال کے اعمال کو تباہ کر دیتا ہے۔ اگرچہ وہ عورت دن کو روزہ اور رات کو قیام کرتی رہی ہو۔

اور جو عورت اپنے پستانوں سے لٹکی ہوئی تھی تو وہ دوسرے کے بچوں کو اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر اپنا دودھ پلاتی تھی اور جو عورت اپنے پاؤں سے لٹکی ہوئی تھی وہ اپنے گھر سے اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر نکلتی تھی اور حیض و نفاس سے بھی وہ غسل نہ کرتی تھی۔

بہر حال وہ عورت جو اپنے جسم کو کھا رہی تھی تو وہ اپنے آپ کو لوگوں کیلئے مزین کرتی اور لوگوں کی غیبت کرتی تھی۔

اور جو عورت دوزخ کی آگ کی قینچی سے اپنے جسم کو کاٹ رہی تھی تو وہ لوگوں کیلئے اپنی ذات کی شہرت کرتی تھی۔ تاکہ لوگ اس کی زینت کو دیکھیں اور مردوں میں سے جو بھی

اس کی زینت کو دیکھے وہ اسے پسند کرے۔

اور جس عورت کے پاؤں اس کے ہاتھوں کے ساتھ پیشانی کی طرف بندھے ہوئے تھے سانپ اور بچھو اس پر مسلط تھے وہ نماز پڑھنے اور روزہ رکھنے پر قدرت رکھتی تھی نہ وہ وضو کرتی اور نہ ہی نماز پڑھتی اور وہ جنابت سے غسل بھی نہیں کرتی تھی۔

اور جس عورت کا سر خنزیر کے سر کی طرح اور جسم گدھے کے جسم کی طرح تھا تو وہ عورت چغل خور اور جھوٹ بولنے والی تھی۔

اور جس عورت کی شکل کتے کی طرح تھی وہ فتنہ باز تھی اور اپنے خاوند سے بغض رکھتی تھی۔

خاوند کو برا کہنے والی کی سزا

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس عورت نے اپنے خاوند سے کہا کہ تجھ پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو وہ عورت ظالم ہے اللہ تعالیٰ ساتوں آسمانوں سے اس پر ناراض ہوتا ہے ثقلین (یعنی جنوں اور انسانوں) کے علاوہ ہر چیز اس پر لعنت کرتی ہے۔

عورت شوہر کو غمگین نہ کرے

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو عورت اپنے خاوند کو نان و نفقہ جیسے معاملات کیلئے غمگین کرتی ہے جس کی اس کا شوہر طاقت نہیں رکھتا تو اللہ تعالیٰ نہ تو اس عورت کی فرض عبادت قبول فرمائے گا اور نہ ہی نفلی عبادت قبول فرمائے گا۔

عورت کے اعمال کا ضائع ہونا

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا جو کچھ زمین و آسمان میں ہے اگر وہ سونا اور چاندی بن جائے اور عورت اس کو اٹھا کر اپنے خاوند کے گھر لے آئے پھر دنوں میں سے کسی دن اس بات کے ساتھ فخر کرے تو کون ہے؟ یہ مال تو میرا ہے۔ تیرا کوئی مال نہیں تو اللہ تعالیٰ اس کے اعمال کو ضائع فرمادے گا۔ اگرچہ وہ زیادہ ہی کیوں نہ ہوں؟

بغیر اجازت گھر سے نکلنے کی مذمت

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر اپنے گھر سے باہر نکلتی ہے تو ہر وہ چیز اس پر لعنت کرتی ہے جس پر سورج اور چاند طلوع ہوتے ہیں یہاں تک کہ وہ اپنے گھر کی طرف لوٹ آئے۔

شوہر کا بیوی کی بری عادت پر خوش ہونے کیوجہ سے وعید

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو عورت اپنے گھر کے دروازے سے مزین ہو کر اور خوشبو کے ساتھ معطر ہو کر نکلی ایسا کرنے پر اس کا خاوند خوش ہوا تو اس عورت کے شوہر کیلئے ہر قدم کے بدلے دوزخ میں ایک گھر بنایا جائے گا ہم اللہ مالک جبار سے پناہ مانگتے ہیں۔

شوہر سے بدتمیزی کی سزا

حضرت طلحہ بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا جو عورت اپنے شوہر سے ترش رو ہو اور وہ اس وجہ سے غمگین ہو تو وہ عورت اس وقت تک اللہ تعالیٰ کی ناراضگی میں ہے جب تک وہ اپنے شوہر کو نہ ہنسائے کہ جس سے وہ خوش ہو جائے۔

مرد بلائے اور عورت نہ آئے تو اس پر وعید

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مرد اپنی بیوی کو اپنے بستر کی طرف بلائے وہ نہ آئے اور خاوند نے ناراضگی میں رات گزار دی تو صبح تک فرشتے اس عورت پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔(امام بخاری امام مسلم اور انکے علاوہ نے اسے روایت کیا)

خاتون جنت رضی اللہ عنہا کی تعلیم

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں جب وہ رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھتی تو ان کی آنکھوں میں آنسو آ جاتے اور ان کا رنگ متغیر ہو جاتا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے میری لخت جگر تمہیں کیا ہوا؟ تو انہوں نے عرض کیا کہ گزشتہ رات میرے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان مزاح کی کوئی بات ہوئی تو گفتگو کے دوران میرے منہ سے ایک ایسا کلمہ نکل گیا جس سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ناراض ہوئے۔ جب میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رنجیدہ دیکھا تو میں نادم اور غمگین ہوئی میں نے ان سے کہا کہ اے میرے حبیب آپ مجھ سے راضی ہو جائیں میں نے ان کے اردگرد بہتر چکر لگائے یہاں تک کہ وہ مجھ سے خوش ہو گئے اور وہ خوشی کے ساتھ میرے سامنے مسکرا دیئے۔ حالانکہ میں اپنے رب سے خائف تھی۔

شوہر کی رضا اللہ تعالیٰ کی رضا

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے میری لخت جگر مجھے قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کا نبی بنا کر بھیجا۔ اگر تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو راضی کرنے سے پہلے مر جاتی تو میں تیری نماز جنازہ نہ پڑھتا۔ پھر حضور نے فرمایا اے میری بیٹی! کیا تو نہیں جانتی کہ شوہر کی رضا اللہ تعالیٰ کی رضا اور خاوند کی ناراضگی اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ہے۔

اے میری بیٹی! جو عورت مریم بنت عمران کی عبادت کی طرح عبادت کرے پھر اس سے اس کا خاوند خوش نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی عبادت کو قبول نہیں فرمائے گا۔ اے میری نور نظر، عورتوں کے اعمال میں سے افضل ترین عمل خاوند کی فرمانبرداری ہے اور اس کے بعد چرخہ کاتنے سے افضل کوئی عمل نہیں۔ اے میری لخت جگر ایک گھڑی کیلئے چرخہ کاتنے کیلئے بیٹھنا ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے اور ان کیلئے ہر کپڑے کے بدلے شہید کا ثواب لکھا جاتا ہے یعنی ان کے چرخہ کاتنے سے جو کپڑا بنا جائے گا۔

اے میری بیٹی! جب عورت چرخہ کاتے یہاں تک کہ اس سے اس کا خاوند اور اس کے بچے کپڑے پہنے تو اس عورت کیلئے جنت واجب ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کپڑوں کی ہر گانٹھ کے بدلے جنت میں ایک شہر عطا فرمائے گا۔

دو بیویوں کے درمیان عدل نہ کرنیکی سزا

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس مرد کی دو بیویاں ہوں اور ان کے درمیان، نان و نفقہ میں انصاف نہ کرے لیٹنے میں کھانے میں اور پینے میں ان کے ساتھ برابر سلوک

نہ کرے تو وہ مجھ سے بری ہے اور میں اس سے بیزار ہوں جب تک وہ توبہ نہ کرے میری شفاعت اس کو نصیب نہ ہوگی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس مرد کی دو بیویاں ہوں اور اس کی رغبت ایک کے ساتھ ہو سوائے دوسری کے اور ایک روایت میں ہے کہ وہ عدل نہ کرے تو وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کا ایک حصہ مارا ہوا ہوگا۔

(مرشد المتاھلین)

جلسہ نمبر ۱۳

والدین کے ساتھ نیکی کی فضیلت کا بیان

آیت مبارکہ: واعبدوا اللہ ولا تشرکوا بہ شیئاً وبالوالدین احسانا وبذی القربیٰ والیتامی والمساکین والجار ذی القربیٰ والجار الجنب والصاحب بالجنب وابن السبیل وما ملکت ایمانکم ان اللہ لا یحب من کان مختالاً فخوراً ٥.(النساء ۳۶)

ترجمہ: اور اللہ کی بندگی کرو اور اس کا شریک کسی کو نہ ٹھہراؤ اور ماں باپ سے بھلائی کرو اور رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور پاس کے ہمسائے اور دور کے ہمسائے اور کروٹ کے ساتھی اور راہ گیر اور اپنے باندی غلام سے' بے شک اللہ کو خوش نہیں آتا کوئی اترانے والا بڑائی مارنے والا۔

جلسہ نمبر ۱۳

والدین کے ساتھ حسن سلوک کی فضیلت

تفسیری نکات

(واعبدوا اللہ ولا تشرکوا بہ شیئاً) ''اور تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور تم اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔'' یعنی بت یا اس کے غیر کو یا شرک جلی اور خفی میں سے کوئی چیز کرنا۔

(وبالوالدین احسانا) ''اور تم والدین کے ساتھ احسان کرو۔'' یعنی ان دونوں (ماں اور باپ) کے ساتھ احسان کرو۔

(وبذی القربیٰ) ''اور اپنے قریبیوں کے ساتھ'' یعنی جو صاحب قرابت ہو۔

(والیتامی والمساکین والجار ذی القربیٰ) ''اور یتیموں اور مسکینوں اور قریبی ہمسائیوں کے ساتھ'' یعنی وہ ہمسایہ جو پڑوس میں قریب رہتا ہو اور کہا گیا کہ جس کو جوار کے ساتھ قرب حاصل ہو اور اس کو اختصاص کے طور پر ان کی عظمت کی حفاظت کیلئے منصوب پڑھا گیا۔

(والجار الجنب) ''اور دور کا پڑوسی'' یعنی دور رہنے والا یا جس کیلئے قرابت نہ ہو۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا پڑوسی تین ہیں اور ایک پڑوسی کیلئے تین حق ہیں۔ (۱) پڑوس کا حق (۲) اسلام کا حق (۳) اور قرابت کا حق۔

اور ایک پڑوسی کیلئے دو حق ہیں۔ (۱) پڑوس کا حق (۲) اسلام کا حق اور ایک پڑوسی کیلئے صرف ایک حق ہے۔ (۱) پڑوس کا حق اور وہ اہل کتاب میں سے شرک کرنے والا ہے۔

(والصاحب بالجنب) ''اور پہلو کا ساتھی'' یعنی جو اچھے معاملے میں ساتھی ہو جس

طرح کہ ایک ساتھ تعلیم حاصل کرنا، اکٹھا معاملہ کرنا اکٹھا کام کرنا یا اکٹھا سفر کرنا۔ وہ تیرا ساتھی ہے اور تجھے پہلو میں حاصل ہوا اور کہا گیا کہ ساتھی سے مراد بیوی ہے۔

(وابن السبیل) "اور راستے کا بیٹا" یعنی مسافر یا مہمان۔

(وما ملکت ایمانکم) "اور جن کی گردنوں کے تم مالک ہو۔" یعنی غلام یا لونڈیاں

(ان اللہ لایحب من کان مختالا) "بے شک اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔" یعنی جو رشتہ داروں، پڑوسیوں اور ساتھیوں کو تنگ کرتا ہے اور ان کی طرف توجہ نہیں کرتا۔

(فخورا) "فخر کرتے ہوئے" یعنی ان پر فخر کرتا ہے۔ (قاضی بیضاوی)

زیادہ درود بخشش کا ورود

حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا جس شخص نے درود شریف پڑھا تو فرشتے اس کیلئے مغفرت طلب کرتے ہیں جس طرح کہ اس نے میری ذات پر درود شریف پڑھا چاہے تو بندہ اسے قلیل کرلے چاہے تو کثیر کرلے۔ (شفا شریف)

والدین اور حسن سلوک

اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وقضی ربک) "اور تیرے رب نے فیصلہ فرمایا" یعنی اس نے اپنے بارے میں قطعی حکم دیا۔

(ان لا تعبدوا الا ایاہ وبالوالدین احسانا) "یہ کہ تم خاص اسی کی عبادت کرو اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو، بایں طور کہ تم والدین کے ساتھ احسان کرو کیونکہ وہ دونوں (والدین) وجود اور عیش کا ظاہری سبب ہیں۔

(اما یبلغن عندک الکبر احدھما او کلاھما فلا تقل لھما اف) "تیرے پاس ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کو اف نہ کر" جو ان دونوں سے تمہیں ناپسندیدہ چیز لگے اور ان کی مشقت کی وجہ سے بوجھ محسوس ہو تو اس کی وجہ سے تو ان کو نہ جھڑک جھڑکنے سے مراد وہ آواز ہے جو جھڑک پر دلالت کرتی ہے۔

(ولا تنھرھما) "اور تو ان دونوں کو نہ جھڑک" یعنی ان کی سختی کی وجہ سے جو چیز تمہیں پسند نہ آئے تو اس کے سبب سے ان کو نہ جھڑک۔

(وقل لھما قولا کریما) اور تو ان سے اچھی بات کہہ یعنی خوبصورت۔

(واخفض لھما جناح الزل) اور تو ان کیلئے عاجزی کے پر بچھا دے۔ یعنی ان کے لئے عاجزی کر اور ان دونوں سے انکساری کر۔

(من الرحمۃ) ''رحمت سے'' یعنی ان دونوں کیلئے تیری زیادہ مہربانی ہو ان دونوں کی فقیری کی وجہ سے تیری ان پر کرم نوازی ہو۔ کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے ان کی طرف تیری زیادہ محتاجی تھی۔

(وقل رب ارحمھما) اور تو کہہ اے میرے رب ان دونوں پر رحم فرما یعنی تو اللہ تعالیٰ سے دعا کر کہ وہ اپنی باقی رہنے والی رحمت کے ساتھ ان پر رحم فرمائے۔

(کما ربیانی صغیرا) جس طرح کہ ان دونوں نے بچپنے میں میری تربیت کی۔ یعنی مہربانی ان کی اس مہربانی کی مثل جو مجھ پر تھی اور بچپنے کی حالت میں ان کیلئے جو میری رہنمائی اور تربیت تھی۔ (قاضی بیضاوی)

عبادت کا مستحق وحدہ لاشریک ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم رحمٰن کی عبادت کرو۔ یعنی عبادت میں اس کو یکتا مانو۔ کیونکہ عبادت کا مستحق صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ جس شخص نے اپنے رب کی عبادت میں کسی دوسرے کو شریک کر لیا تو اس کا عمل قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

(لئن اشرکت لیحبطن عملک ولتکونن من الخاسرین) ''اگر تو نے شرک کیا تو تیرے اعمال ضائع ہو جائیں گے اور تو خاسرین میں سے ہوگا'' پس عقل مند آدمی کیلئے ضروری ہے کہ وہ خالص اپنے رب کی عبادت کرے جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

(فمن کان یرجو لقاء ربہ فلیعمل عملا صالحاً ولا یشرک بعبادۃ ربہ احدا) ''جو شخص اپنے رب کی ملاقات کی امید رکھتا ہو پس چاہیے کہ وہ نیک عمل کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی ایک کو شریک نہ کرے۔ (زبدۃ الواعظین)

باپ کے حقوق

والد کیلئے اس کے بیٹے پر دس حقوق ہیں۔

(۱) کھانا کھلانا اگر وہ محتاج ہو (۲) اگر ضرورتمند ہو تو اس کی خدمت کرنا (۳) اگر بلائے تو اس کو جواب دینا (۴) اگر گناہ کے علاوہ کوئی حکم دے تو فرمانبرداری کرنا (۵) سختی کے علاوہ نرمی کے ساتھ اس سے گفتگو کرنا (۶) اگر اسے کپڑوں کی ضرورت ہو تو اسے طاقت کے مطابق کپڑے پہنائے (۷) اور والد کے پیچھے چلنا (۸) اور اس کیلئے وہی چیز پسند کرنا جو وہ اپنی ذات کیلئے پسند کرتا ہے (۹) اور اس کیلئے اس چیز کو ناپسند کرنا جسے وہ خود نہ پسند کرتا ہو (۱۰) جس وقت وہ اپنے لئے دعا کرے تو اپنے والد کیلئے مغفرت کی دعا کرے۔ (تنبیہ الغافلین)

بعد از وصال والدین کو راضی کرنا

حضرت فقیہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ان والدین کے بارے میں سوال کیا گیا جب وہ لڑکے پر ناراض ہو کر فوت ہو گئے تو کیا ان کے فوت ہو جانے کے بعد ان کو راضی کرنا ممکن ہے؟ تو کہا گیا کہ تین طرح ممکن ہے؟۔ (۱) ان میں سے ایک یہ ہے کہ وہ لڑکا نیک ہو جائے (۲) والدین کے رشتہ داروں اور دوستوں سے صلہ رحمی کرے (۳) اپنے والدین کیلئے مغفرت طلب کرے۔ ان کیلئے دعا کرے اور ان کی طرف سے صدقہ کرے۔ (تنبیہ الغافلین)

ایمان کا پختہ ہونا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندے کا ایمان پختہ نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کا دل اور زبان پختہ نہ ہو اور مومن اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہو گا' جب تک کہ اس کی زبان سے اس کا پڑوس محفوظ نہ ہو۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے پڑوسی کی عزت کی اس کیلئے جنت واجب ہو گئی اور جس شخص نے اپنے پڑوسی کو اذیت دی اس پر اللہ تعالیٰ فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔ (حیاۃ القلوب)

مہمان کے آنے پر رحمتوں کا نزول

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے مہمان پر ایک درہم خرچ کیا تو

اس نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں ہزار درہم خرچ کیا۔

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص آئے ہوئے مہمان کی عزت کرے تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت کا ایک دروازہ کھول دیتا ہے۔

حکایت

حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا طریق کار یہ تھا۔ کہ جب ان کے پاس کوئی مہمان آتا تو آپ بذات خود اس کی خدمت سرانجام دیتے۔ ان سے جب اس بارے میں عرض کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا جس گھر میں مہمان ہو اس گھر میں فرشتے کھڑے رہتے ہیں تو مجھے حیا آتی ہے کہ میں بیٹھا رہوں اور فرشتے کھڑے ہوتے ہوں۔ (اعراجیہ) (عراجیہ)

مہمان کی آمد پر گناہوں کی بخشش

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے حضور نے فرمایا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے مجھے خبر دی اور عرض کیا جب ایک مہمان اپنے مسلمان بھائی کے گھر داخل ہوتا ہے تو اس کے ساتھ ہزار برکتیں اور ہزار رحمتیں داخل ہوتی ہیں اور اللہ تعالیٰ اس گھر والوں کے گناہ بخش دیتا ہے اگرچہ ان کے گناہ سمندر کی جھاگ اور درختوں کے پتوں سے زیادہ کیوں نہ ہوں اور اللہ تعالیٰ میزبان کو ہزار شہیدوں کا ثواب عطا فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر اس لقمہ کے بدلے جو کہ مہمان نے کھایا ایک مقبول حج اور ایک مقبول عمرہ کا ثواب اس کے نامہ اعمال میں لکھ دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت میں ایک شہر بناتا ہے اور جس شخص نے مہمان کی عزت کی اس نے گویا ستر نبیوں کی عزت کی۔ (کنز الاخبار)

مرنے کے بعد ثواب کا ملنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب انسان مر جاتا ہے تو اس کے تین اعمال کے سوا سب اعمال کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے۔ (۱) صدقہ جاریہ (۲) نیک اولاد کو جو اس کیلئے مغفرت کی دعا کرے (۳) اور ایسا علم کہ جس سے اس کے مرنے کے بعد بھی اس سے نفع حاصل کیا جاتا ہو۔ (تنبیہ الغافلین)

صدقہ کی بزرگی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم صدقہ کرو کیونکہ صدقہ جہنم سے چھٹکارا دلانے والا ہے۔ اور بعض اہل علم سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ بھرے ہوئے پیٹ کو روزے سے بھوکا رکھنا تمام اعمال سے افضل عمل ہے۔ (اخلص الخالصہ)

صحابہ کا صدقہ کرنا

روایت کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو صدقہ کرنے پر اس وقت ابھارا جب آپ نے غزوہ تبوک کی طرف خروج کا ارادہ فرمایا حضرت عبدالرحمٰن بن عوف چار ہزار درہم لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور آ کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آٹھ ہزار درہم تھے میں نے اپنی ذات اور اپنے گھر والوں کیلئے چار ہزار درہم رکھے اور میں نے ان میں سے چار ہزار درہم اپنے رب کو بطور قرض دیئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کچھ تو نے گھر رکھا اور جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں دیا خداوند قدوس اس میں برکت عطا فرمائے اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر لازم ہے ہر اس شخص کو جنگی سامان دینا جس کے پاس سامان نہ ہو تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (مثل الذین ینفقون اموالهم فی سبیل الله کمثل حبة انبتت سبع سنابل فی کل سنبلة مائة حبة والله یضاعف لمن یشاء والله واسع علیم) ''اور ہر سٹے میں سو دانے ہوں اور اللہ تعالیٰ جس کیلئے چاہتا بڑھا دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ وسعت والا اور جاننے والا ہے۔''

صدقہ کا زیادہ ثواب

فقیہ نے فرمایا صدقہ کرنے والا کھیتی بونے والے کی مثل ہے اگر کھیتی بونے والے اپنے کام میں ماہر ہو بیج عمدہ ہو اور زمین اچھی ہو تو کھیتی بہت ہی زیادہ پاکیزہ ہوگی پس اس طرح جب صدقہ کرنے والا نیک ہو۔ مال طیب و حلال ہو اور اس کو خرچ کرنے کی جگہ پر خرچ کرے تو اس کیلئے زیادہ ثواب ہوگا۔ (شفا لما ندوعی)

والدین راضی تو اللہ راضی

اور فقیہ ابو اللیث نے فرمایا تحقیق اللہ تعالیٰ نے توراۃ، انجیل، زبور، قرآن مجید اور تمام

اپنی کتابوں میں ذکر فرمایا اور ان تمام کتابوں میں حکم دیا اور اپنے تمام رسل کی طرف وحی فرمائی کہ اللہ تعالیٰ کی رضا والدین کی رضا میں ہے اور اس کی ناراضگی والدین کی ناراضگی میں ہے۔

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ کونسا عمل افضل ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز اپنے وقت پر پڑھنا پھر والدین کے ساتھ نیک سلوک کرنا پھر اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنا۔ (تنبیہ الغافلین)

تین آیتوں کا نزول

تین آیتیں دوسری تین آیتوں کے ساتھ مل کر نازل ہوئیں تو ان میں سے ایک دوسری کے بغیر قبول نہیں کی جائے گی۔

الاولی: اللہ تعالیٰ کا فرمان (اقیموا الصلوٰۃ واتوا الزکاۃ) "تم نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو۔" جس شخص نے نماز پڑھی اور زکوٰۃ ادا نہ کی تو اس کی نماز قبول نہ ہو گی۔

الثانی: رب ذوالجلال کا فرمان (اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول) "تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو۔" جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت نہ کی تو اس کی اطاعت قبول نہ کی جائے گی۔

الثالث: خداوند قدوس کا فرمان (ان اشکرلی ولوا لدیک) "تم میرا اور اپنے والدین کا شکریہ ادا کرو۔" جس شخص نے اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا اور اپنے والدین کا شکریہ ادا نہ کیا تو اللہ تعالیٰ اس سے اپنا شکر قبول نہ فرمائے گا اس بات پر دلیل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے۔ "کہ جس شخص نے اپنے والدین کو راضی کیا تو اس نے اپنے خالق کو راضی کیا اور جس شخص نے اپنے والدین کو ناراض کیا تو تحقیق اس نے اپنے خالق کو ناراض کیا۔ (تنبیہ الغافلین)

ماں کی دعا سے اعلیٰ منازل کا حصول

حضرت سلیمان علیہ السلام سے روایت ہے۔ کہ آپ نے ایک مرتبہ زمین و آسمان کے درمیان سفر کیا یہاں تک کہ آپ بحر عمیق میں پہنچ گئے آپ نے اس بحر میں ایک ہائل موج کو دیکھا آپ نے ہوا کو ٹھہرنے کا حکم فرمایا تو ہوا رک گئی آپ نے عفریت جن کو اس بحر میں غوطہ لگانے کا حکم فرمایا۔ عفریت نے غوطہ لگایا جب وہ اس کی گہرائی میں پہنچا تو اس

نے ایک سفید موتیوں کا قبہ دیکھا کہ جسے کوئی سوراخ نہ تھا۔ عفریت نے اسے باہر نکالا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے رکھ دیا آپ اسے دیکھ کر بڑے حیران ہوئے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو اس قبہ کا دروازہ کھل گیا اچانک آپ کیا دیکھتے ہیں کہ اس میں ایک نوجوان سجدہ کر رہا ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ تو کون ہے؟ فرشتہ ہے جن ہے یا انسان ہے؟ اس نے کہا میں انسان ہوں تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس سے فرمایا کہ تو نے یہ عزت کس طرح حاصل کی اس نے عرض کیا اپنے والدین کی خدمت کرنے کے سبب سے۔

جب میری والدہ ماجدہ بوڑھی تھی تو میں اس کو اپنی پیٹھ پر اٹھاتا تھا تو وہ میرے لئے یہ دعا کرتی تھی یا اللہ تو اسے قناعت عطا فرما۔ میرے مرنے کے بعد اس کا ٹھکانہ ایسی جگہ بنا جو نہ زمین میں ہو اور نہ آسمان میں جب وہ فوت ہوگئیں تو میں سمندر کے کنارے پر گھومتا رہتا تھا۔ میں نے اس میں موتیوں کا ایک قبہ دیکھا میں اس کے قریب ہوا تو وہ قبہ میرے لئے کھل گیا میں اس میں داخل ہوا تو وہ قبہ اللہ تعالیٰ کے اذن سے بند ہوگیا تو مجھے کوئی علم نہیں کہ میں فضا میں ہوں یا زمین پر ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھے اس میں رزق دیتا ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس کے اندر تجھے کس طرح رزق دیتا ہے۔ اس نے عرض کیا کہ جب میں بھوکا ہوتا ہوں تو اللہ تعالیٰ اس میں ایک پھل دار درخت کو پیدا فرما دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ مجھے اس سے روزی دیتا ہے اور جب میں پیاسا ہوتا ہوں تو اس سے پانی ابلتا ہے جو دودھ سے زیادہ سفید، شہد سے زیادہ میٹھا اور برف سے زیادہ ٹھنڈا ہوتا ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس سے فرمایا کہ تجھے رات اور دن کا جس طرح علم ہوتا ہے تو اس نے عرض کیا جب صبح ہوئی تو یہ قبہ سفید ہو جاتا ہے تو میں سمجھ لیتا ہوں کہ اب دن ہے اور جب سورج غروب ہو جائے تو اس قبہ میں اندھیرا ہو جاتا ہے تو میں سمجھ جاتا ہوں کہ رات آگئی اس نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو وہ قبہ پہلے کی طرح ہوگیا۔

(مجمع اللطائف)

ایمان افروز حکایت حضرت موسیٰ علیہ السلام کا جنتی ساتھی

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے رب ذوالجلال سے عرض کیا کہ یا اللہ مجھے میرا جنت کا ساتھی دکھا تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ تو فلاں شہر کے فلاں بازار کی طرف جا وہاں ایک

قصاب آدمی ہے جس کا چہرہ اس طرح ہے تو وہ جنت میں تیرا ساتھی ہوگا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام اس قصاب کی دکان پر گئے اور وہاں غروب کے وقت تک ٹھہرے رہے اس قصاب نے کچھ گوشت لیا اور اسے زنبیل میں ڈالا۔ تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے توجہ کی اور فرمایا کیا تو مہمان نوازی کرسکتا ہے؟ اس نے عرض کیا ہاں! تو حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام اس کے ساتھ چل پڑے یہاں تک کہ اس کے گھر میں داخل ہوئے تو وہ آدمی کھڑا ہوا اور اسی گوشت سے بہترین شوربہ تیار کیا پھر اپنے گھر سے وہ ایک زنبیل نکال لایا جس میں ایک بوڑھی عورت تھی۔ گویا کہ وہ کبوتری کا گھونسلا ہے تو قصاب نے زنبیل سے اس بوڑھی عورت کو نکالا وہ کھانا کھلانے لگا۔ وہ کھانا اس کے منہ میں رکھتا رہا یہاں تک کہ اس کا پیٹ بھر گیا اور اس قصاب نے اس کے کپڑے دھوئے اور ان کو خشک کیا اور اسکو وہ کپڑے پہنائے پھر اسکو زنبیل میں رکھ دیا تو اس بوڑھی عورت نے اپنے ہونٹوں کو حرکت دی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے اس کے ہونٹوں کو یہ کہتے ہوئے دیکھا ''یااللہ تو میرے بیٹے کو جنت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ساتھی بنا۔'' پھر آدمی نے اسے اٹھایا اور ایک کہل پر لٹکا دیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تو جس کے ساتھ تو نے یہ کیا یہ کون ہے؟ تو اس قصاب نے عرض کیا کہ یہ میری والدہ ہے جو کہ اس قدر ضعیف ہو چکی ہے کہ بیٹھنے پر قدرت نہیں رکھتی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تجھے بشارت ہو۔ میں موسیٰ ہوں اور تو جنت میں میرا ساتھی ہے اللہ تعالیٰ اس کو اپنے پاکیزہ اسماء کی حرمت کے پیش نظر مسرور کرے اور اس ذات کے طفیل کہ جو تمام مخلوق سے افضل ہیں۔

روح پرور حکایت: (حضرت ابراہیم علیہ السلام اور مجوسی)

ایک مجوسی حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور ان سے کھانا طلب کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس سے فرمایا کہ جب تک تو اپنے دین سے نہ نکل جائے اور مجوسیت کو نہ چھوڑے اور اس سے نہ پھرے اس وقت تک میں تجھے کھانا نہ کھلاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ اے ابراہیم علیہ السلام آپ نے اس وقت تک اس کی مہمان نوازی کیوں نہ کی جب تک کہ وہ اپنے دین کو نہ چھوڑے۔ اگر آپ اس رات میں اس کو کھانا کھلا دیتے تو آپ کیلئے کوئی ضرر نہ تھا۔ ہم اسے ستر سال سے کھلا اور پلا رہے ہیں حالانکہ وہ ہمارا انکار کرتا ہے جب صبح ہوئی تو حضرت

سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اس مجوسی کو تلاش کیا آپ نے جب اس کو پا لیا تو اس سے حلف لیا (یعنی اس کی دعوت کی) اس مجوسی نے حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے عرض کیا کہ معاملہ کیا کہ کل آپ نے مجھے دھتکار دیا اور آج مجھے تلاش کیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسے خبر دی کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے تیرے معاملے میں میری طرف اس طرح وحی فرمائی ہے اس مجوسی نے عرض کیا کہ کیا رب ارباب میرے ساتھ یہ معاملہ فرماتا ہے؟ اور میں اس کا انکار کرتا ہوں؟ آپ اپنا ہاتھ بڑھائیں میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور بے شک آپ (حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام) اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں۔

''اسی طرح وعظ کی بعض کتابوں میں ہے۔ نیز آپ کو حضرت شیخ سعدی نے اپنی کتاب بوستاں میں ذکر فرمایا ہے۔''

صدقہ کرنے میں پانچ خوبیاں

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ صدقہ کرنے میں پانچ خوبیاں ہیں۔

الاولی: صدقہ کرنے والوں) کے مال میں اضافہ کرتا ہے۔

الثانی: مرض کیلئے دوا ہے۔

الثالث: اللہ تعالیٰ صدقہ کرنے سے اپنے بندوں سے مصیبتوں کو اٹھا لیتا ہے۔

الرابع: صدقہ کرنے والے پل صراط سے بجلی کے جھپکنے کی طرح گزر جائیں گے۔

الخامس: صدقہ کرنے والے جنت میں بغیر حساب اور عذاب کے داخل ہوں گے۔

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمام اعمال میں سے افضل پانچ نمازیں ہیں اور تمام اخلاق میں سے افضل خلق عاجزی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا۔

(دقائق الاخبار)

جلسہ نمبر ۱۴

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی فضیلت کا بیان

آیت مبارکہ: ومن یطع اللہ والرسول فاؤلئک مع الذین انعم اللہ علیهم من النبیین والصدیقین والشهداء والصالحین. وحسن اولئک رفیقاً ٥ (النساء ۶۹)

ترجمہ: اور جو اللہ اور اسکے رسول کا حکم مانے تو اسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ تعالیٰ نے فضل کیا یعنی انبیاء، صدیق اور شہید اور نیک لوگ یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔

جلسہ نمبر ۱۴

اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول ﷺ کی محبت

آیت کی تفسیر

(ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیھم) ''اور جو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتا ہے تو یہ لوگ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا' اطاعت کے بارے میں زیادہ رغبت دلانا تمام مخلوق میں سے معزز لوگوں کی موافقت کا وعدہ کرنا۔ جو مرتبہ کے اعتبار سے بہت عظیم ہیں۔

(من النبیینَ وَالصدیقین والشھداء والصالحین) ''وہ انبیاء' اصدقا' شہداء اور صلحاء کی جماعت ہے'' یہ الذین کا بیان ہے الذین سے حال ہے۔ یا اس کی ضمیر سے' اللہ تعالیٰ نے ان کو علم اور عمل میں مراتب کے اعتبار سے چار حصوں میں تقسیم فرمایا اور تمام لوگوں کو اس بات پر ابھارا تاکہ وہ ان سے پیچھے نہ رہ جائیں وہ انبیاء کرام ہیں جو اپنے علم اور عمل کے کمال کی وجہ سے کامیاب ہونے والے ہیں۔ تکمیل کے درجے تک وہ کمال کی حدود سے تجاوز کرنے والے ہیں۔

پھر اصدقاء لوگ ہیں کہ جن کے نفوس نے کبھی تو آیات اور دلائل میں نظر کر کے سعادت حاصل کی اور کبھی وہ عرفان کی بلندی تک مشقت اور صفائے قلب کی سیڑھیوں کے ذریعے سعادت مند ہوئے۔ یہاں تک کہ انہوں نے اشیاء پر اطلاع حاصل کی اور جس ماہیت پر وہ تھیں ان کی حقیقت کے بارے میں خبر دی۔

پھر شہداء وہ لوگ ہیں جنہوں نے فرمانبرداری پر حرص کیا حق کے ظاہر کرنے میں کوشش کی یہاں تک کہ انہوں نے اپنی جانوں کو اللہ تعالیٰ کے کلمہ کی بلندی کیلئے قربان کر دیا۔

پھر صلحاء امت وہ لوگ ہیں کہ جنہوں نے اپنی زندگیاں اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں

گزاریں اور اپنے اموال کو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کیلئے خرچ کیا۔

(وحسن اولٓئک رفیقا) ''اور کیا یہ اچھے ساتھی ہیں۔'' یہ تعجب کے معنی میں ہے رفیقاء حال یا تمیز ہونے کی وجہ سے اور اس کو جمع نہیں لایا گیا اس لئے کہ یہ واحد اور جمع میں سے ہر ایک کے لئے صدیق کی طرح آتا ہے۔ یا اس لئے کہ اس سے مراد لیا گیا کہ ان میں سے ہر ایک اچھا رفیق ہے۔ (قاضی بیضاوی)

صبح شام درود پڑھنے کا فیضان

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے آپ نے فرمایا جس شخص نے مجھ پر صبح کو دس مرتبہ اور شام کو دس مرتبہ درود شریف پڑھا۔ تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو بہت بڑے رنج سے محفوظ رکھے گا اور وہ اللہ تعالیٰ کے انعام یافتہ لوگ انبیاء اور اصدقاء کے ساتھ ہوگا۔ (زبدۃ الواعظین)

اہم بات کی وضاحت

(من النبیین) ''انبیاء میں سے'' جن لوگوں پر انعام کیا گیا ان کا بیان ہے۔ اس سے تمام انبیاء کرام کی معیت سمجھ آتی ہے جب کہ کلام صرف ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنے کے بارے میں ہے۔ نزول کے اسباب میں ان کا ذکر جاری ہونے کی وجہ سے باوجود اس کے اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت تمام انبیاء کی اطاعت کو متضمن ہے۔ کیونکہ آپ کی شریعت تمام انبیاء کرام کی شریعتوں کو شامل ہے کہ جن میں زمانے کے بدلنے کے ساتھ کوئی تبدیلی نہیں آئی۔

(ابوالسعود)

(والصالحین) ''اور صلحاء میں سے'' یعنی جو لوگ اپنی زندگیوں کو اللہ تعالیٰ رب ذوالجلال کی اطاعت میں اور اپنے اموال کو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے خرچ کرنے والے ہیں معیت سے مراد نہ تو درجہ میں متحدہ ہونا ہے اور نہ جنت کے داخل ہونے میں مطلقاً شریک ہونا ہے بلکہ اس میں ان کا اس حیثیت سے ہونا۔ (ابوالسعود)

آیت کا شان نزول

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ یہ آیہ

کریمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازل ہوئی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شدید ترین محبت رکھنے والے اور آپ کی جدائی پر قلیل صبر کرنے والے تھے وہ ایک دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ ان کے چہرے کا رنگ متغیر، جسم کمزور اور ان کے چہرے پر حزن و ملال کے آثار دکھائی دیتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اس حال کے بارے میں دریافت فرمایا؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے نہ تو کوئی درد ہے اور نہ ہی میں بیمار ہوں لیکن جب میں آپ کو نہیں دیکھتا تو مجھ پر ایک سخت وحشت طاری ہو جاتی ہے۔ یہاں تک کہ میں آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو جاتا ہوں۔ پس مجھے آخرت یاد آ گئی مجھے ڈر یہ لاحق ہوا کہ میں وہاں آپ کو نہ دیکھ سکوں گا اس لئے کہ میں جانتا ہوں کہ آپ انبیاء کرام کی جماعت کے ساتھ ارفع و اعلیٰ مقام پر ہوں گے اگر میں جنت میں داخل ہو گیا تو میرا ٹھکانہ بہت نچلے درجے پر ہو گا اور اگر میں جنت میں داخل نہ ہو سکا تو میں ہمیشہ کیلئے آپ کو نہ دیکھ سکوں گا تو آخرت میں میرا کیسے حال ہو گا؟ تو اس پر آیت نازل ہوئی۔ (ومن یطع اللہ والرسول) الآیہ (تفسیر)

محبت کی بنا پر کثرت سے یاد کرنا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے زیادہ محبت کرتا ہے وہ اس کا اکثر ذکر کرتا ہے اور اسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بندے کو اپنی رحمت اور اپنی بخشش سے یاد کرتا ہے اور اسے جنت میں اپنے انبیاء اور اولیاء کے ساتھ جگہ عطا فرماتا ہے اور اپنے جمال کے دیدار کرانے کے ساتھ ان کو معزز کرتا ہے، اور جو شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت کرتا ہے تو آپ پر زیادہ سے زیادہ درود شریف پڑھتا ہے اور اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ اس بندے کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اور جنت میں آپ کی صحبت نصیب ہو گی۔ (کذا فی الجامع الصغیر)

معیت رسول کے حصول کا طریقہ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے میری سنت سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس شخص نے میرے ساتھ محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہو گا۔ جو شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار پانا چاہتا ہے تو وہ آپ سے شدید ترین محبت رکھے اور محبت کی علامت یہ ہے کہ وہ آپ کی

سنتوں کی پیروی کرے اور آپ پر زیادہ سے زیادہ درود و سلام پڑھے اس لئے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جس چیز سے زیادہ محبت کرتا ہے وہ اس کا ذکر خیر کثرت سے کرتا ہے۔ (رواہ فی الفردوس)

انبیاء کی معیت

حضرت عمر بن مرہ جہنی سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ قضاء سے ایک آدمی حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ مجھے خبر دیں کہ اگر میں اللہ تعالیٰ کے معبود برحق ہونے اور آپ کے رسول حق ہونے کی گواہی دوں اور میں پانچ نمازیں پڑھوں اور رمضان المبارک کے مہینے میں دن کو روزہ رکھوں اور رات کو قیام کروں اور زکوٰۃ ادا کروں تو میں کن لوگوں میں سے ہوں گا؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا جو شخص ایسی حالت پر مر گیا تو وہ قیامت کے دن انبیاء صدیقین اور شہیدوں کے ساتھ اس طرح ہو گا اور آپ نے اپنی انگلیوں کو ملا لیا جب کہ اس شخص نے اپنے والدین کی نافرمانی نہ کی ہو اس لئے کہ والدین کا نافرمان رحمان کی رحمت سے دور ہے۔

(مشکوٰۃ الانوار)

دخول جنت اور دس انگوٹھیاں

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ مومنین کو جنت میں داخل کرنے کا ارادہ فرماتا ہے تو ان کی طرف ایک فرشتہ کو بھیجتا ہے جن کے ساتھ ہدیہ اور جنتی لباس ہوتا ہے جب وہ جنت میں داخل ہونے کا ارادہ کرتے ہیں تو فرشتہ ان سے کہتا ہے کہ رک جاؤ کیونکہ میرے ساتھ رب العالمین کی طرف سے ہدیہ ہے تو وہ عرض کرتے ہیں کہ وہ ہدیہ کیا ہے؟ تو وہ فرشتہ کہتا ہے کہ یہ دس انگوٹھیاں ہیں۔

۱- جن میں سے ایک پر لکھا ہے۔ (سلام علیکم طبتم فادخلوھا خالدین) ''تم پر سلام ہو تمہیں مبارک ہو جنت میں تم داخل ہو جاؤ اور اس میں ہمیشہ رہو۔

۲- دوسری پر لکھا ہے۔ ''تم سلامتی کے ساتھ محفوظ ہو کر اس میں داخل ہو جاؤ۔''

۳- تیسری میں لکھا ہے۔ ''میں نے تم سے غم اور پریشانیوں کو دور کر دیا۔''

۴- چوتھی میں تحریر ہے۔ ''ہم نے تم کو جنتی حلے پہنا دیئے۔''

۵- پانچویں میں مکتوب ہے۔ ''ہم نے تمہارا نکاح حورعین کے ساتھ کر دیا۔''
۶- چھٹی میں لکھا ہوا ہے ''بے شک میں نے آج ان کے صبر کی جزا دی بیشک وہ کامیاب ہونے والے ہیں۔''
۷- ساتویں میں یہ موجود ہے تم نوجوان ہو گئے اب ہمیشہ کیلئے تم بوڑھے نہیں ہوں گے۔''
۸- آٹھویں میں یہ بات لکھی ہوئی ہے۔ ''تم محفوظ ہو گئے اب تمہیں ہمیشہ خوف نہیں ہوگا۔''
۹- نویں میں لکھا ہے ''تمہارے ساتھی انبیاء' صدیقین شہداء اور صالحین ہیں۔
۱۰- دسوین میں تحریر ہے۔ ''تم کریم وعظیم عرش والے رحمان کے جوار میں ہو۔''

پس وہ جنت میں داخل ہو جائیں گے اور کہیں گے تمام تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں جو ہم سے غم کو لے گیا بے شک ہمارا رب بخشنے والا شکور ہے۔ (سفینۃ الا برار)

سنت پر عمل کرنے کا ثواب

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے میری امت کے فساد میں مبتلا ہونے کے وقت میری ایک سنت پر عمل کیا اس کیلئے سو شہیدوں کا ثواب ہے۔ (ترمذی)

حضرت زید بن طلحہ اپنے باپ اور دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دین کا آغاز غرباء سے ہوا اور عنقریب غرباء کی طرف لوٹے گا پس ان غرباء کیلئے خوش خبری ہے جو اس وقت اصلاح کریں گے جب کہ میرے بعد لوگ میری سنت میں فساد ڈالیں گے۔ (الطریقۃ المحمدیہ)

جنت میں داخل ہونے والے دس جانور

مقاتل نے کہا دس جانور جنت میں داخل ہوں گے۔ (۱) ابراہیم علیہ السلام کا بچھڑا (۲) اسماعیل علیہ السلام کا دنبہ (۳) صالح علیہ السلام کی اونٹنی (۴) یونس علیہ السلام کی مچھلی (۵) موسیٰ علیہ السلام کی گائے (۶) عزیر علیہ السلام کا گدھا (۷) سلیمان علیہ السلام کی چیونٹی (۸) بلقیس علیہ السلام کا ہدہد (۹) اصحاب کہف کا کتا (۱۰) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا براق وہ سارے کے سارے ایک دنبہ کی شکل پر ہو جائیں گے پھر بندوں کے بعد فیصلہ فرمائے گا۔ اس دن نہ کوئی ملک مقرب باقی رہے گا نہ نبی مرسل اور نہ شہید مگر یہ گمان ہوگا کہ شاید وہ نجات نہ پائے اس دن کی حولنا کی' عذاب وحساب کی شدت دیکھنے کی وجہ

سے مگر جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔ (مشکوٰۃ الانوار)

کامیاب انسان

حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے بہرام عجمی کو ایک دن قبروں کو اکھاڑتے ہوئے بردوں کو سروں کو لیتے ہوئے کان کے سوراخ میں عصا چھوتے ہوئے دیکھا۔ اگر ان کا عصا کان کے ایک سوراخ سے دوسرے سوراخ سے آگے نکل جاتا تو وہ اس سر کو مارتے۔ اگر سوراخ کے اندر بالکل نہ جاتا تب بھی وہ مارتے تھے اور اگر دماغ تک پہنچ کر وہ عصا رک جاتا تو آپ اس سر کو بوسہ دیتے اور اسے دفن کر دیتے میں نے ان سے اس بارے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ جس شخص کے ایک کان کے سوراخ سے ہو کر دوسرے سوراخ سے عصا نکل گیا۔ وہ' وہ شخص ہے جس نے نصیحت اور قول حق کو سنا پس وہ دونوں ایک کان سے داخل ہوئے اور دوسرے کان سے نکل گئے اور اس کے دماغ میں اس نے قرار نہ پکڑا اور اس نے ان دونوں کو نہ لیا تو اس میں کوئی خیر نہیں ہے اور وہ شخص جس کے اندر عصا بالکل ہی نہ گیا تو وہ' وہ شخص ہے کہ جس نے اپنے نفس کی مراد کو پورا کیا اور شہوات میں مشغول رہا اس میں بھی خیر نہیں ہے بہر حال وہ شخص کہ جس کے دماغ میں عصا نے قرار پکڑا تو پس وہ وہ شخص ہے کہ جس نے نصیحت پر عمل کیا اور قول حق کو اپنایا اور وہ دونوں اس کے دماغ میں موجود رہے تو وہ شخص اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول ہے تو میں ایسے شخص کو بوسہ بھی دیتا ہوں اور دفن بھی کرتا ہوں۔ (حیاۃ القلوب)

رب کی مخلوق

امام احمد' امام بخاری' امام مسلم' امام ترمذی اور امام ابن ماجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا جس طرح کہ جامع الصغیر میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا میں نے بنایا یعنی میں نے تیار کیا۔ اس میں اس بات پر دلیل ہے کہ جنت رب کی مخلوق ہے جس طرح کہ منادی نے فرمایا ''اپنے نیک بندوں کیلئے'' یعنی اس چیز کو قائم کرنے والے جوان پر اللہ تعالیٰ اور مخلوق کے حقوق میں سے واجب ہوئی۔ ''جس کو کسی آنکھ نے نہیں دیکھا۔'' یعنی ایسی چیز کو جس کو تمام آنکھوں نے نہیں دیکھا کیونکہ آنکھ نفی کی بندش میں ہے جو کہ استغراق کا فائدہ دیتی ہے اور اس کی مثل اس کا قول ''اور نہ کسی کان نے سنا'' عین اور اذن کی تنوین کے ساتھ اور ان دونوں کو مفتوح بھی

روایت کیا گیا ''اور نہ کسی انسان کے دل پر اس کا خیال گزرا'' اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جنت میں نعمتیں، نیکیاں اور لذتیں اس قدر اکٹھی کر رکھی ہیں کہ مخلوق میں سے کوئی بھی طریقوں میں سے کسی طریقے کے ساتھ بھی ان پر مطلع نہیں ہوسکتا۔ (کذا ذکرہ المناوی)

تین اہم امور

جان لو کہ بندے کیلئے تین امور ہیں وہ اسکی نیکی کی صنفیں ہیں اور وہ اس کے دل کا عمل ہے اور وہ تصدیق ہے وہ نہ تو اس کو دیکھتا ہے اور نہ ہی سنتا ہے بلکہ جانتا ہے اور اس کی زبان نے عمل کیا حالانکہ وہ سنتا ہے اور اس کے اعضاء نے عمل کیا حالانکہ وہ دیکھتا ہے جب کوئی بندہ ان اشیاء کے ساتھ نیک عمل کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے مسموع کو وہ چیز بنا دیتا ہے جسے کسی کان نے نہیں سنا اور اس کی مرئی کو وہ چیز بنا دیتا ہے جسے کسی آنکھ نے نہیں دیکھا اور اس کے دل کے عمل کو وہ چیز بنادیتا ہے جس کا کسی انسان کے دل پر خیال نہیں گزرا۔ پس بندے کیلئے ضروری ہے کہ وہ طاعات پر ہیشگی اختیار کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ نیکیوں کے اجر میں سے کوئی چیز کم نہیں کرتا بلکہ وہ جنت اور درجات عطا فرماتا ہے۔ (سنانیہ)

جھوٹا شخص

حضرت حاتم زاہد سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ جس شخص نے تقویٰ کے بغیر مولا کریم کی محبت کا دعویٰ کیا تو وہ جھوٹا ہے اور جس شخص نے اللہ کے راستے میں مال خرچ کرنے کے بغیر جنت کا دعویٰ کیا وہ جھوٹا ہے اور جس شخص نے سنت نبوی کی اتباع کے بغیر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا دعویٰ کیا وہ جھوٹا ہے اور جس شخص نے فقراء اور مسکینوں کے ساتھ مجلس کے بغیر محبت کے درجات کا دعویٰ کیا وہ بھی جھوٹا ہے۔ (تنبیہ الغافلین)

ایک بزرگ اور لفظ اللہ

حضرت سعدون مجنون سے روایت ہے (ان کا طریق کار یہ تھا) کہ وہ اپنی ہتھیلی میں لفظ ''اللہ'' لکھتے تھے۔ ان سے حضرت سری سقطی رحمتہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے سعدون تم کیا کرتے ہو؟ تو انہوں نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہوں اور میں نے اپنے دل میں اپنے رب کا نام لکھ لیا تا کہ اس میں کوئی غیر نہ ٹھہرے اور اب میں نے اسے اپنی ہتھیلی پر لکھ لیا تا کہ میں اس کی طرف اپنی آنکھوں سے دیکھوں اور میری نگاہ اس میں مشغول رہے۔ (مشکوٰۃ الانوار)

حکایت

حضرت سمنون نے اپنی آخری عمر میں ایک عورت کے ساتھ شادی کر لی اس کے ہاں ایک بیٹی پیدا ہوئی جب وہ لڑکی تین سال کی ہوئی تو آپ نے اپنے دل میں اس کے ساتھ تعلق پایا اور انہوں نے خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہو چکی ہر نبی اور ولی کے جھنڈے نصب ہو چکے ان تمام کے اوپر ایک بلند جھنڈا ہے کہ جس کا نور سارے افق پر چھایا ہوا ہے تو انہوں نے اس کے بارے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ یہ خالص محبین کا جھنڈا ہے حضرت سمنون رحمتہ اللہ نے اپنے آپ کو بھی انہی لوگوں میں دیکھا تو فرشتوں میں سے ایک فرشتہ آیا اور اس نے ان کو ان کے درمیان سے باہر نکال دیا تو حضرت سمنون نے کہا کہ میں اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والا ہوں اور یہ جھنڈا محبین کا ہے تو مجھے کیوں نکالتا ہے؟ تو اس فرشتے نے کہا کہ ہاں تو اللہ تعالیٰ کے محبین میں سے ہے۔ جب تیری محبت تیری بچی کیلئے تقسیم ہو گئی تو ہم نے تیرا نام اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والوں میں سے مٹا دیا۔ پس حضرت سمنون رحمتہ اللہ علیہ روئے اور نیند میں آہ و زاری کرنے لگے اور عرض کیا یا اللہ اولاد میرے لئے تجھ سے مانع ہے تو تو اس کو مجھ سے اٹھا لے تا کہ میں تیری مہربانی اور کرم کے صدقے تیرے قریب ہو جاؤں تو آپ نے چیخنے والے کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا ہائے افسوس! آپ بیدار ہوئے تو آپ نے کہا یہ چیخ و پکار کیا ہے؟ تو لوگوں نے بتایا کہ آپ کی بیٹی سطح سے گر کر مر گئی تو انہوں نے فرمایا کہ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں جو مجھ سے مانع (رکاوٹ) کو لے گیا۔ (مشکوٰۃ الانوار)

اطاعت الٰہی کا ثمرہ

حضرت ذی النون مصری سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے ایک آدمی کو فضا میں چارزانو کی حالت میں بیٹھا ہوا دیکھا جو کہ اللہ کہہ رہا تھا تو میں نے کہا تو کون ہے؟ تو اس نے کہا کہ میں اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے ایک بندہ ہوں میں نے کہا کہ آپ نے یہ عزت کس طرح حاصل کی؟ تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے اپنی خواہشات کو اس کے فرمان کیلئے چھوڑ دیا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے فضا پر بیٹھا دیا۔

مسجد کی قندیلوں کو وعظ

اور اسی طرح حضرت سمنون مجنون سے روایت ہے کہ وہ اپنے مولا کی محبت میں مشہور

تھے تو لوگوں نے آپ کا نام سمنون مجنون رکھ دیا حضرت خواص نے ان کا نام سمنون محب رکھا جب کہ وہ (سمنون) اپنا نام سمنون کذاب رکھتے تھے ایک دن وہ لوگوں کو وعظ کرنے کیلئے منبر پر تشریف فرما ہوئے لوگوں نے آپ کی بات کی طرف توجہ نہ کی تو انہوں نے لوگوں کو چھوڑ دیا اور مسجد کی قندیلوں کی طرف متوجہ ہوئے اور انہوں نے کہا کہ اے قندیلوں تم سمنون کی زبان سے ایک عجیب خبر سنو تو لوگوں نے دیکھا کہ وہ قندیلیں رقص کرنے لگیں اور ٹوٹ پھوٹ گئیں اور حضرت سمنون رحمتہ اللہ علیہ کے کلام کی تاثیر کی وجہ سے گر پڑیں۔ (زبدۃ الواعظین میں اس طرح ہے) خلاصہ کلام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری انبیاء اولیاء اور صلحاء کی دوستی کا سبب ہے۔

انسان کس کے ساتھ ہوگا؟

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ایک دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور آ کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ جو ایک قوم سے محبت کرتا ہے کیا وہ ان کے ساتھ لاحق ہوگا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ انسان اسی کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ وہ محبت کرتا ہے۔ (کذا فی المصابیح)

اللہ اور اسکے رسول سے محبت کا پھل

جو شخص اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہے وہ اس کا اکثر ذکر کرتا ہے تو اس کا ثمرہ یہ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو اپنی رحمت اور بخشش سے یاد فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ اسے انبیاء اور اولیاء کے ساتھ جنت میں داخل فرمائے گا اور اسے اپنے جمال کے دیدار کے ساتھ معزز کرے گا۔

اور جو شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہے تو وہ آپ پر کثرت سے درود و سلام پڑھتا ہے تو اس کا ثمرہ یہ ہے کہ وہ آپ کی شفاعت اور جنت میں آپ کی صحبت تک پہنچے گا۔ (سنائیہ)

حضرت سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو قوم ایک مجلس میں بیٹھتی ہے اور مجھ پر درود و سلام پڑھتی ہے تو ان کو حسرت ہی رہے گی کہ وہ جنت میں جا کر جو ثواب دیکھیں گے۔ (شفا شریف)

جلسہ نمبر ۱۵

سلام کرنے کی فضیلت کا بیان

آیت مبارکہ: واذا حییتم بتحیة فحیوا باحسن منها او ردوها ان الله علی کل شئی حسیباO (النساء ۸۶)

ترجمہ: اور جب تمہیں کوئی کسی لفظ سے سلام کرے تو تم اس سے بہتر لفظ جواب میں کہو یا وہی کہہ دو بیشک اللہ ہر چیز پر حساب لینے والا ہے۔

جلسہ نمبر ۱۵

سلام کرنے کی فضیلت

آیت کی تفسیر

(واذا حييتم بتحية فحيوا باحسن منها اوردوها)'' اور جب تمہیں کسی کلمہ کے ساتھ سلام کیا جائے تو اس سے اچھے کلمات کے ساتھ جواب دو یا اسی کلمہ کو لوٹا دو۔'' جمہور مفسرین کرام اس آیت کے بارے متفق ہیں کہ یہ سلام کرنے کے بارے میں ہے اور سلام کا جواب دینے کے وجوب پر دلالت کرتی ہے۔ بہرحال اس سے اچھا وہ یہ کہ جواب دینے میں ورحمتہ اللہ کا اضافہ کرے۔ اگر سلام کرنیوالے نے السلام علیکم و رحمتہ اللہ کہا تو جواب دینے والا و برکاتہ کا اضافہ کرے اور یہی اس کی انتہا ہے...... اور بہر حال اس کی مثل جواب دینا جس طرح کہ روایت کیا گیا کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا السلام علیک تو اس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواباً ارشاد فرمایا السلام علیک ورحمتہ اللہ اور دوسرے شخص نے آ کر کہا السلام علیک ورحمتہ اللہ تو حضور نے فرمایا وعلیک السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ' اور ایک تیسرے شخص نے آ کر کہا السلام علیک ورحمتہ اللہ و برکاتہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواباً ارشاد فرمایا وعلیک اس آدمی نے عرض کیا آپ نے میرے لئے کم کر دیا پس کہا اللہ تعالی نے ارشاد نہیں فرمایا اور اس نے آیت تلاوت کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو نے میرے لئے کوئی فضیلت نہ چھوڑی تو میں نے تجھ پر اس کی مثل لوٹا دیا اور یہ مطالب کی اقسام کو جمع کرنے کیلئے نقصان دینے والے سے سلامتی۔ منافع کا حصول اور اس کا ثبوت...... اور اسی سے ہے جو کہا گیا فحيوا باحسن منها او ردوها میں جو او ہے یہ تردید کیلئے ہے یعنی ایک مسلمان بعض لفظ سلام کے ساتھ سلام کرنے اور دوسرا تمام کے ساتھ سلام کرے ان کے درمیان کیلئے اور یہ وجوب علی الکفایہ ہے اور سلام کی حیثیت شروع ہے سلام کا جواب خطبہ کے دوران قرآن مجید کی تلاوت کے دوران' حمام میں اور قضائے

حاجت کے وقت اور اس کی مثل جگہوں پر نہیں دیا جائے گا۔

(ان اللہ علی کل شئی حسیباً) ''بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز کا ثواب دینے والا ہے''

یعنی وہ تمہیں سلام کرنے پر اور اس کے علاوہ پر ثواب عطا فرمائے گا۔ (قاضی بیضاوی)

اللہ کے نام کو پھیلانے کا حکم

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''السلام' اللہ تعالیٰ کے اسما میں سے ایک اسم ہے۔ پس تم اس کو اپنے درمیان پھیلاؤ۔''

سلام کا جواب نہ دینے پر وعید

اور ایک روایت میں ہے جب ایک مسلمان دوسرے مسلمان پر سلام کرے اور وہ اس کا جواب دے تو اس کیلئے فرشتے ستر مرتبہ مغفرت طلب کرتے ہیں اگر وہ اس کے سلام کا جواب نہ دے تو وہ شخص سلام کا جواب دے جو اس کے ساتھ ہے پھر وہ فرشتے اس پر ستر مرتبہ لعنت کرتے ہیں۔

حضرت ابو مسلم خولانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ جب ایک قوم پر گزرتے تو وہ ان پر سلام نہ کرتے اور فرماتے کہ مجھے سلام کرنے سے کوئی چیز منع نہیں کرتی۔ مگر مجھے ڈر اس بات کا ہوتا ہے کہ وہ مجھے سلام کا جواب نہ دیں اور فرشتے ان پر لعنت کریں۔ (بحر العلوم)

کون سلام کرے؟

اور ''بستان العارفین'' میں ذکر کیا گیا جب تم ایک قوم پر گزرو پس ان پر سلام کرو۔ جب تم نے ان کو سلام کیا تو ان پر جواب دینا واجب ہے...... اور فرمایا کہ چلنے والا بیٹھنے والے پر' چھوٹا بڑے پر' سوار پیدل چلنے والے پر گھوڑے پر سوار ہونے والا گدھے پر سوار ہونے والے کو سلام کرے اور وہ شخص سلام کرے جو تیرے پیچھے سے آتا ہے اور لوٹانے والا اس کے سلام کو سنے۔ اس لئے کہ جب اس نے سنا نہیں تو اس پر جواب دینا بھی لازم نہیں اور اپنے گھر والوں پر سلام کرے جب گھر میں داخل ہو اگر وہ گھر میں داخل ہو اور اس میں کوئی بھی نہ ہو تو پس وہ کہے۔ السلام علینا وعلی عباداللہ الصالحین ''ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر سلامتی ہو۔ کیونکہ فرشتے اس کے سلام کا جواب دیتے ہیں اس سے زیادہ اور

مکمل برکت حاصل ہوتی ہے۔

کیا بچوں کو سلام کیا جائے؟

علماء کرام نے بچوں پر سلام کرنے کے بارے میں اختلاف کیا بعض نے کہا کہ ان پر سلام کیا جائے اور بعض نے کہا کہ ان پر سلام نہ کیا جائے اور بعض نے کہا سلام کرنا اس کے چھوڑنے سے افضل ہے اور مصنف کا یہی مختار ہے۔

اور زبدۃ المسائل ہے اگر ایک شخص نے کہا کہ اے زید تم پر سلام ہو اس کا جواب عمرو نے دے دیا تو وہ زید سے ساقط نہیں ہوگا۔

اور روضۃ العلماء میں ہے جب ایک آدمی ایک سے ملے تو اس بارے میں فقہاء نے اختلاف کیا۔

شہر والے کا دیہاتی کو سلام کرنا

بعض نے کہا کہ جو شخص شہر سے آیا وہ اس شخص پر سلام کرے جو دیہات سے آیا اس لئے کہ شہر والا امن سے آیا پس وہ اس شخص پر سلام کرے جو بستی سے آیا تاکہ یہ شہر کے حالات کی سلامتی کی خبر ہو۔

اور بعض نے کہا کہ جو بستی سے آیا وہ اس شخص پر سلام کرے جو شہر سے آیا اس لئے کہ وہ شہر سے آیا نیز افضل جگہ سے آیا اور یہ بات ہدایت کیلئے کافی ہے اگر تو قناعت کرنے والا ہو۔ اور تو طلوع کرنے والے کی روشنی کو لوگوں کے درمیان پھیلا اور تو چمکنے والی تلوار کے ساتھ علماء کرام سے ڈرنے والا ہو۔ (شرح)

کتاب میں حضور کا نام دیکھ کر درود پڑھنا

اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جس شخص نے کتاب میں مجھ پر درود شریف پڑھا تو جب تک کتاب میں میرا نام رہے گا تو فرشتے اس کیلئے ہمیشہ مغفرت طلب کرتے رہیں گے۔

جواب دینے کی شرعی حیثیت

کہا گیا کہ سلام کی ابتداء کلام یا حاجت سے پہلے کرنا واجب نہیں بلکہ سنت مستحبہ ہے اور اس کا سننا مستحب بلکہ صحیح قول کے مطابق واجب ہے اور سلام کرنا سنت علی الکفایہ ہے

اور اس کا جواب دینا فرض کفایہ ہے اگر پوری جماعت میں سے ایک آدمی نے سلام کیا تو وہ تمام کی طرف سے کفایت کر جائے گا اگر وہ سارے سلام کریں تو یہ افضل و اکمل ہے اور اس طرح اس کا جواب دینا واجب ہے اگر سلام کرنے والے نے جواب نہ سنا تو اس سے فرض ساقط نہیں ہوگا...... یہاں تک کہا گیا وہ شخص کہ جس کو سلام کیا گیا اگر بہرہ ہو تو سلام کرنے والے کیلئے ضروری ہے کہ وہ ہونٹوں کو حرکت دے اور اس کو دکھائے اس حیثیت سے کہ اگر وہ بہرہ نہ ہوتا تو اس کو سن لیتا۔ (انتہی)

سلام کا جواب دینے کا طریقہ

اور کہا گیا کہ جب ایک آدمی نے اکیلے السلام علیک کہا تو کہہ وعلیکم السلام جمع کے ساتھ۔ کیونکہ جب اس شخص نے یہ کہا تو اس نے فرشتوں کو محروم کردیا اور اپنے آپ کو فرشتوں کے جواب سے محروم کر دیا اگرچہ فرشتے ہمارے سلام سے بے نیاز ہیں لیکن تو رحمت کے ساتھ ان کے جواب سے بے نیاز نہیں ہے۔

اور بہر حال جواب دینے کا طریقہ افضل یہ ہے کہ وعلیکم السلام واؤ کے ساتھ کہے۔ حذف کرنا جائز ہے لیکن وہ فضیلت کو چھوڑنے والا ہے اور جو شخص سلام کرنا چاہے اگر چاہے تو معرفہ یعنی السلام اور اگر چاہے تو نکرہ بھی سلام کہہ کر سلام کر سکتا ہے اور نماز کے سلام میں معرفہ یعنی السلام پڑھا جائے۔

جواب دینے میں جلدی کرنا

سلام میں شرط یہ ہے کہ اس کا جواب فوراً دیا جائے اگر اس نے جواب تاخیر کر کے دیا تو وہ جواب شمار نہیں ہوگا اور وہ جواب ترک کرنے کی وجہ سے گنہگار ہوگا اس لئے کہ سلام کا جواب نہ دینے میں مسلمان کی اہانت ہے اگر غائب کی طرف سے قاصد نے سلام دیا یا خط میں سلام تحریر کر کے بھیجا گیا تو اس کا جواب فوراً دینا واجب ہے۔ بدعتیوں، کافروں اور کھیل کود میں مصروف ہونیوالوں کو سلام نہ کیا جائے۔

کافر کو جواب نہ دیا جائے

کافروں کو سلام کرنے اور ان کیلئے آغاز کرنے کے بارے میں علماء کرام نے اختلاف کیا پس ہمارا مذہب ہے کہ ان کیلئے ابتداء کرنا حرام اور اس کے رد کا وجوب ان پر۔

اس طرح کہنا علیک بغیر واؤ کے اور وعلیک مثلہ...... ابتداء نہ کرنے کے بارے میں بطور دلیل آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فرمان "یہود اور نصاریٰ کو سلام کرنے کیلئے تم ابتداء نہ کرو اور جب تم ان میں سے کسی ایک کو راستے میں ملو تو اس کو منع کی طرف مجبور کر دو اس لئے کہ سلام کے ساتھ آغاز کرنا یہ ان کیلئے اعزاز ہے اور کفار کو عزت دینا جائز نہیں۔

سلام کو رواج دینے کا حکم

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تک تم کامل مومن نہ بنو جنت میں داخل نہ ہو سکو گے اور جب تک تم محبت نہ کرو ایمان دار نہیں بن سکتے خبردار! کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں جب تم اسے کرو تو تمہارے درمیان محبت پیدا ہو جائے۔ اپنے درمیان سلام کو پھیلاؤ۔ (رواہ امام مسلم و ابوداؤد)

اس حدیث شریف میں سلام کے پھیلانے کی عظیم رغبت ہے اور تمام مسلمانوں کو سلام کرنے کا حکم ہے چاہے تو اس کو پہچانتا ہو یا نہ۔ (انتہی)

سلام کرنا کب مکروہ ہے

تاتارخانیہ میں ہے۔ بلند آواز سے قرآن پڑھنے والے کو سلام کرنا مکروہ تحریمی ہے لیکن وہ تلاوت کرنے والا سلام کا جواب دے کیونکہ وہ دو فضیلتوں کو حاصل کرنے پر قادر ہے۔ قرآن پڑھنے کی اور سلام کا جواب دینے کی فضیلت اور اسی طرح قرآن کو سننے والے پر اور اسی طرح علم کے مذاکرے کے وقت سلام کرنا مکروہ ہے جو لوگ علم کا مذاکرہ کر رہے ہو ان میں سے کسی ایک پر بھی سلام نہ کیا جائے اور اگر کسی نے سلام کیا تو وہ گنہگار ہو گا اور اسی طرح اذان اور تکبیر کے وقت سلام کرنا مکروہ ہے اور صحیح یہ ہے کہ ان اوقات میں سلام کا جواب نہ دیا جائے اگرچہ وہ آہستہ ہی کیوں نہ ہو۔ (انتہی)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور کی وصیت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے دس سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی تو آپ نے مجھے کسی چیز کے بارے میں نہیں فرمایا جو میں نے کر لی۔ کہ تو نے یہ کام کیوں کیا اور نہ کسی چیز کے بارے میں کہ تو نے کیوں نہیں کیا؟ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے انس میں تمہیں ایک وصیت

کرتا ہوں تو اس کو یاد کر لے رات کو کثرت سے نماز پڑھو محافظ فرشتے تجھ سے محبت کریں گے اور جب تو اپنے گھر والوں کے پاس جائے تو ان کو سلام کر اللہ تعالیٰ تیری برکات میں اضافہ کر دے گا اور اگر تو طاقت رکھتا ہو اپنے بستر پر پاک و صاف ہو کر سو تو یہ کر پس بے شک تو اسی حالت میں فوت ہو گیا تو 'تو شہید ہو کر مرا اور جب تو اپنے گھر والوں سے رخصت لے کر آئے تو ہر ملنے والے کو سلام کر اللہ تعالیٰ تیری نیکیوں کو بڑھا دے گا اور تو بڑے مسلمانوں کی تعظیم کر اور چھوٹے مسلمانوں پر رحم کر میں اور تم جنت میں ان دو (انگلیوں) کی طرح ہوں گے اور آپ نے سبابہ اور درمیانی انگلی میں تشبیک کی۔

اور تو جان لے اے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے شک اللہ تعالیٰ بندے سے ایک لقمہ کی وجہ سے خوش ہو جاتا ہے جس کو بندہ کھائے اور اللہ تعالیٰ کی حمد کرے اور اس پانی کے گھونٹ پینے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ بندے سے خوش ہو جاتا ہے جس کو پی کر وہ اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہے۔ (حدیث)

حضرت عبداللہ ابن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا آقا نے فرمایا اے لوگو! سلام کو پھیلاؤ کھانا کھلاؤ اور رات کو جب لوگ سوئے ہوئے ہوں تو اس وقت نماز پڑھو تو تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

خوبصورت کمرہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا گیا آپ نے فرمایا کہ جنت میں تمام رنگوں سے بنا ہوا ایک کمرہ ہے اس میں ایسی نعمتیں ہیں کہ جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی انسان کے دل پر ان کا خیال گزرا صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ نعمتیں کس کیلئے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر اس شخص کیلئے جو سلام پھیلائے کھانا کھلائے ہمیشہ روزے رکھے اور رات کو جب لوگ سوئے ہوئے ہوں تو اس وقت نماز پڑھے ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں سے کون اس کی طاقت رکھتا ہے۔ حضور نے ارشاد فرمایا عنقریب میں تمہیں اس کے بارے میں خبر دوں گا۔ جو شخص اپنے مسلمان بھائی سے ملا اور اس کو سلام کیا تو تحقیق اس نے سلام کو پھیلایا اور جس شخص نے اپنے اہل و عیال کو پیٹ بھر کر کھانا کھلایا تو تحقیق اس نے کھانا کھلایا اور جس شخص

نے رمضان اور شوال کے چھ روزے رکھے تو تحقیق اس نے ہمیشہ روزہ رکھا اور جس شخص نے رات کی آخری نماز یعنی عشا اور فجر کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کی تو تحقیق اس نے اس حالت میں نماز پڑھی کہ سارے لوگ سوئے ہوئے تھے اور وہ یہودی' عیسائی اور مجوسی ہیں جس طرح کہ امام اندلسی نے اس کی تصریح فرمائی۔

سلام کرنا مکروہ ہے

حدیث کی روایت کے وقت اذان اور اقامت کے وقت بھی جب قوم اذان اور تکبیر سننے میں مشغول ہو سلام کرنا مکروہ ہے سلام کرنے والا گناہ گار ہوگا لیکن سننے والے اس کا جواب دیں اور جو شخص بیت الخلاء میں ہو تو امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک وہ شخص زبان کے علاوہ دل کے ساتھ سلام کا جواب دے۔

حضرت امام ابو یوسف رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ وہ بالکل جواب نہ دے جب کہ حضرت امام محمد رحمتہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ قضائے حاجت سے فارغ ہونے کے بعد سلام کا جواب دے۔

اور نماز پڑھنے والے پر سلام کرنا مکروہ ہے اس حالت میں بھی سلام کرنے والا گناہ گار ہوگا اس سلام کا جواب نہ دیا جائے۔

سائل پر سلام کرنا مکروہ ہے اگر سائل سلام کرے تو اس کا جواب دینا واجب نہیں اور قاضی جب عدالت میں ہو اس کو سلام کرنا مکروہ ہے اس پر بھی سلام کا جواب دینا واجب نہیں اور استاد کو سبق پڑھاتے وقت سلام کرنا مکروہ ہے اگر سلام کیا گیا تو ان کو جواب دینا ضروری نہیں اور شطرنج کے کھیلنے والے کو سلام کرنا مکروہ ہے نزد وغیرہ کے کھیلنے والے کو سلام کرنا مکروہ ہے اور بدعتی' ملحد' بے دین' استہزاء کرنے والے' جھوٹے قصہ کو پڑھنے والے پر' کھیل کود والے' گالیاں بکنے والے' ہجو کرنے والے' راستے پر اس لئے بیٹھنے والے کہ وہ خوبصورت عورتوں کو اور خوبصورت لڑکوں کو دیکھیں ان کو سلام کرنا مکروہ ہے۔

ننگے لوگوں پر برابر ہے کہ وہ حمام میں ہوں یا کسی اور مقام پر ہوں اور مزاح کرنے والے پر' جھوٹے پر' لوگوں کو گالیاں دینے والے پر' بازار میں مشغول ہونے والے پر' بازار میں یا دکان پر کھانا کھانے والے کو اس حال میں کہ لوگ اسے دیکھ رہے ہوں گانا گانے والے پر' کبوتر اڑانے والے پر اور کافر پر سلام کرنا مکروہ ہے۔

السلام قبل الکلام

(ابن کمال پاشا اللہ تعالیٰ اسے خوش کرے السلام قبل الکلام والی حدیث میں جو کچھ چاہا کہا)
اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص سلام کرنے سے پہلے کلام کرے اس کو جواب نہ دو۔

شیطان لعین کی پریشانی

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ بے شک لعنی شیطان مومن کے سلام کرنے کے وقت روتا ہے اور کہتا ہے ہائے افسوس! یہ دو مومن جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ ان دونوں کو بخش دیا جائے گا۔ (الحدیث)

سلام کا صحیح طریقہ

علماء نے فرمایا کہ منہ پر ہاتھ رکھنا عیسائیوں کا سلام ہے۔ انگلی کے ساتھ اشارہ کرنا یہودیوں کا سلام ہے۔ جھکنا مجوسیوں کا سلام ہے۔ حیاک اللہ (اللہ تعالیٰ تجھے زندہ کرے) کہنا عربوں کا سلام ہے اور السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ کہنا مسلمانوں کا سلام ہے اور یہ تمام سلام کے طریقوں سے افضل ہے۔ (من المنقولات)

سلام کا جواب اور چالیس نیکیاں

حضرت عمران ابن حصین رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ ایک آدمی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور اس نے کہا السلام علیکم آپ نے اس کو سلام کا جواب دیا اور فرمایا تیرے لئے دس نیکیاں ہیں۔ ایک دوسرے آدمی نے حضور کی بارگاہ میں حاضر ہو کر السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ آپ نے سلام کا جواب دیا اور ارشاد فرمایا تیرے لئے تیس نیکیاں ہیں۔ پھر ایک اور شخص آپ کی بارگاہ میں ہوا اس نے کہا السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہٗ مغفرتہٗ آپ نے اس کے سلام کا جواب دیا اور فرمایا تیرے لئے چالیس نیکیاں ہیں۔ (کذافی مشکوٰۃ المصابیح)

جلسہ نمبر ۱۶

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وصال کا بیان

آیت مبارکہ: الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دیناً (المائدہ ۳)

ترجمہ: آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا۔

جلسہ نمبر ۱۶

نبی اکرم ﷺ کی اس دارفانی سے رحلت

آیت کی تفسیر

(الیوم اکملت لکم دینکم) ''آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل کر دیا'' یعنی مدد کے ساتھ اور تمام ادیان پر غلبہ کے ساتھ یا عقائد کے قوائد اور شریعت کے اصولوں پر واقفیت اور قوانین اجتہاد پر نص کی وجہ سے۔

(واتممت علیکم نعمتی) ''اور میں نے تم پر اپنی نیکی کو مکمل کیا'' ہدایت اور توفیق کے ساتھ یا دین کو مکمل کرنے کے ساتھ یا مکۃ المکرمہ کو فتح اور جاہلیت کے منار کو گرانے کے ساتھ۔

(ورضیت لکم الاسلام دینا) ''اور میں نے تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کیا۔'' یعنی میں نے اسے اختیار کیا تمام ادیان میں سے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں صرف اسلام ہی دین ہے نا کوئی اس کے علاوہ۔ (تفسیر بیضاوی)

درود پڑھنے والی مچھلی

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا گیا بے شک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تبارک وتعالیٰ نے کوہ قاف کے پیچھے ایک سمندر کو پیدا کیا ہے اور اس سمندر میں ایک مچھلی ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر درود شریف پڑھتی ہے پس جو شخص اس سمندر سے مچھلی کو پکڑے اس کے ہاتھ خشک ہو جاتے ہیں اور وہ مچھلی پتھروں میں سے ایک پتھر بن جاتی ہے۔

اس سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جب کوئی بندہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر درود شریف پڑھتا ہے اور پانچ نمازیں با جماعت ادا کرتا ہے تو وہ دوزخ کے عذاب اور برائی چاہنے والوں کے ہاتھوں سے نجات حاصل کرتا ہے۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رونا

ایک روایت میں ہے کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ رو پڑے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ارشاد فرمایا ''اے عمر تجھے کس چیز نے رلا دیا'' حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا۔ مجھے اس بات نے رلا دیا کہ ہم دین کے معاملے میں ترقی میں تھے۔ یہاں تک کہ وہ مکمل ہو گیا (تو یہ قانون ہے) کہ جب کوئی چیز کمال کو پہنچتی ہے تو اس میں کمی ضرور آتی ہے۔
''ہر کمال لا زوال'' پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تو نے سچ کہا۔ (ابو سعود)

شانِ نزول

ایک روایت میں ہے کہ یہ آیت حجۃ الوداع کے موقع پر میدان عرفات میں جمعہ کے دن عصر کے بعد نازل ہوئی اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس میدان میں ایک اونٹ پر سوار تھے اور اس کے بعد فرائض میں سے کوئی چیز نازل نہ ہوئی۔ پس جس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اس کے مفہوم و معانی کو اٹھانے کی طاقت نہیں رکھتے تھے۔ پس آپ نے اپنی اونٹنی کے ساتھ سہارا لیا تو وہ بیٹھ گئی۔ پس حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے پس انہوں نے عرض کیا اے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم آج آپ کے دین کا معاملہ مکمل ہو گیا ہے۔ جو آپ کے رب نے حکم دینا تھا یا جس چیز سے منع کرنا تھا وہ سلسلہ منقطع ہو چکا پس آپ اپنے صحابہ کرام کو جمع کریں اور ان کو خبر دیں کہ بے شک میں (حضرت جبرائیل علیہ السلام) آج کے بعد آپ کے پاس حاضر نہیں ہوں گا۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مغموم ہونا

پس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے واپس مدینہ منورہ کی طرف تشریف لائے آپ

نے اپنے تمام صحابہ کرام کو جمع کیا اور ان کو یہ آیت بتائی اور جو کچھ آپ سے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا تھا صحابہ کرام کو اس کی خبر دی۔ پس صحابہ کرام خوش ہو کر کہنے لگے کہ ہمارا دین مکمل ہو گیا۔ جب کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دین کے مکمل ہونے کی خبر سن کر مغموم ہو گئے۔ اپنے گھر تشریف لائے دروازے کو بند کیا اور دن رات رونے میں مصروف ہو گئے۔

صحابہ کرام نے جب آپ کے رونے کی آواز سنی تو وہ اکٹھے ہو کر حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر حاضر ہوئے اور انہوں نے کہا کہ آپ اس خوشی اور مسرت کے موقع پر کیوں رو رہے ہیں؟ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے دین کو مکمل کر دیا ہے۔

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم نہیں جانتے کہ تمہیں کتنے مصائب پہنچنے والے ہیں۔

کیا تم نے نہیں سنا کہ جب کوئی معاملہ تمام ہو جاتا ہے تو پھر اس کا زوال شروع ہو جاتا ہے اور یہ آیت ہمیں جدائی اور حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے یتیم ہونے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے بیوہ ہونے کی خبر دیتی ہے۔

پس صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے درمیان چیخ و پکار شروع ہو گئی اور سب کے سب رونے لگ گئے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان سے دوسرے لوگوں نے رونے کی آواز سنی لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم نہیں جانتے کہ صحابہ کرام کا کیا حال ہے؟ ہم نے تو صرف ان کے رونے اور آہ و زاری کی آواز سنی ہے۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا رنگ مبارک تبدیل ہو گیا جلدی سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے یہاں تک کہ حضور صحابہ کرام تک آ گئے پس نبی کریم صلی اللہ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ان کو اس حال میں دیکھا پس حضور نے فرمایا کہ تمہیں کس چیز نے رلا دیا؟

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ بے شک حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس آیت سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی بو سنی ہے اور کہا وہ اس آیت سے آپ کی وفات پر استدلال کرتے ہیں؟ نبی پاک صاحب

لولاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا اور تحقیق میرا رحلت فرمانا قریب ہے اور میرے تم سے جدا ہونے کا وقت ہے اس سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام صحابہ کرام سے زیادہ علم والے تھے۔

جب حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بات سنی آپ نے چیخ ماری اور غش کھا کر گر پڑے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مضطرب ہو گئے سب صحابہ کرام پریشان ہو گئے اور سب پر خوف طاری ہو گیا اور سارے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ زور زور سے رونے لگے۔ یہاں تک کہ بڑے بڑے پہاڑ ان کے ساتھ رونے لگے۔ آسمان کے فرشتے رونے لگے خشکی اور تری کے چھوٹے چھوٹے کیڑے اور حیوانات رونے لگے پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کے ساتھ مصافحہ کیا اور ان کو الوداع کہا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم روئے اور آپ نے تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو وصیت فرمائی پھر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کے نازل ہونے کے صرف دو ماہ اکیس دن زندگی کے گزارے۔

وصال کا وقت قریب

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ جب یہ آیت (یستفتونک قل اللہ یفتیکم فی الکلالہ) ''آپ سے فتویٰ پوچھتے ہیں آپ فرمائیں کہ کلالہ کے بارے اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے۔'' نازل ہوئی تو اس کے بعد حضورؐ نے ایک ماہ بیس دن ظاہری زندگی کے گزارے۔

اور جب یہ آیت (لقد جاء کم رسول من انفسکم) ''تحقیق تمہارے پاس تمہارے نفسوں سے رسول آئے۔'' نازل ہوئی تو اس کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ایک ماہ پانچ دن گزارے۔

قرآن مجید کی آخری آیت

جب یہ آیت (واتقوا یوما ترجعون فیه الی اللہ) ''اور تم ڈرو اس دن سے جس میں تم اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹائے جاؤ گے'' نازل ہوئی تو اس کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صرف اکیس دن رہے۔ قرآن مجید کی یہ آیت سب سے آخر میں نازل ہوئی اس آیت کے نازل ہونے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن منبر پر تشریف فرما ہوئے اور حضور نے ایسا خطبہ ارشاد فرمایا کہ جس سے آنکھیں رو پڑیں دل کانپ اٹھے جسم تھرتھرا گئے نیز

آپ نے خوش خبری سنائی اور ڈرایا۔

حضرت عکاشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایمان افروز واقعہ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کا وقت قریب ہوا تو آپ نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا کہ نماز کیلئے اذان پڑھیں ۔ پس حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اذان پڑھی۔ مہاجرین و انصار صحابہ کرام مسجد میں جمع ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو دو مختصر رکعتیں پڑھائیں۔

بعد ازاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر جلوہ گر ہوئے آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی اور فصیح و بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا۔ ایسا خطبہ کہ جس کو سن کر دل خوف زدہ ہو گئے۔ آنکھیں اشک بار ہو گئیں پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا اے مسلمانوں کے گروہ بے شک میں تمہارے لئے نبی اور ناصح تھا اور رب ذوالجلال کے اذن کے ساتھ اسی طرف بلانے والا اور میں تمہارے لئے ایک مشفق بھائی اور مہربان باپ کی طرح تھا۔

میں نے تم میں سے کسی ایک ساتھ زیادتی کی ہو تو وہ پوری جماعت میں سے اٹھ کھڑا ہو اور قیامت کے دن قصاص لینے سے آج ہی وہ مجھ سے قصاص لے حاضرین میں سے کوئی بھی کھڑا نہ ہو۔ یہاں تک کہ آپ نے یہی بات دوسری اور تیسری مرتبہ ارشاد فرمائی۔

پس ایک آدمی نے کہا جس کو عکاشہ بن محصن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہا جاتا ہے وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑا ہو گیا اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر میرے ماں باپ قربان ہو اگر آپ بار بار ارشاد نہ فرماتے تو میں بھی اس حوالے سے آپ سے کوئی گزارش نہ کرتا۔ غزوۂ بدر کے موقع پر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ میری اونٹنی آپ کی اونٹنی کے برابر ہوئی پس میں اپنی اونٹنی سے نیچے اترا اور آپ کے قریب ہوا۔ تا کہ میں آپ کی ران مبارک کو بوسہ دے سکوں۔ پس آپ نے اپنی چھڑی مبارک اٹھائی جو آپ اونٹنی کو تیز چلانے کیلئے اسے مارتے تھے۔ تو آپ نے وہی چھڑی میرے پہلو پر ماری لیکن یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اس بات کا علم نہیں کہ آپ نے وہ چھڑی مجھے قصداً ماری ہے یا آپ کا ارادہ اونٹنی کو مارنے کا تھا۔

پس حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے عکاشہ بخدا رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھے مارنے کا ارادہ بالکل نہیں کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا کہ اے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ تم حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر جاؤ اور وہ چھڑی لے کر آؤ۔

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنا ہاتھ سر پر رکھے ہوئے مسجد سے باہر نکلے۔ پس کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو بنفس نفیس قصاص دینے کیلئے تیار ہو گئے ہیں انہوں نے حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ انہوں نے فرمایا کہ دروازے پر کون ہے؟ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں ہوں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چھڑی لینے کیلئے آیا ہوں۔ حضرت خاتون جنت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا اے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے والد گرامی چھڑی سے کیا کرتے ہیں۔ انہوں نے عرض کیا اے حضرت فاطمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپکے والد گرامی حضور مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم بذات خود قصاص دینے کیلئے آمادہ ہیں تو حضرت خاتون جنت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ کس کا دل چاہتا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قصاص لے؟ چنانچہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ چھڑی لے کر مسجد میں داخل ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ چھڑی لے کر حضرت عکاشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیدی۔

جب حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اور حضرت سیدنا فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اس کو دیکھا تو یہ دونوں حضرات کھڑے ہو کر کہنے گے اے عکاشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہم دونوں تیرے سامنے ہیں اور تو ہم سے قصاص لے اور تو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے قصاص نہ لے۔

(یہ منظر دیکھ کر) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم دونوں بیٹھ جاؤ تحقیق اللہ تعالیٰ تمہارے مرتبے کو جانتا ہے۔

شیر خدا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور ارشاد فرمایا اے حضرت عکاشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے زندہ ہوں تو میرا دل نہیں چاہتا کہ تو (میری موجودگی میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قصاص لے یہ میری پیٹھ اور میرا پیٹ حاضر ہیں تو اپنے ہاتھ سے مجھ سے قصاص لے اور اپنے ہاتھ کے ساتھ مجھے چھڑی

مار۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقیناً رب ذوالجلال تیری نیت اور تیرے مقام کو جانتا ہے۔

چنانچہ حسنین کریمین یعنی حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کھڑے ہوئے اور ارشاد فرمایا اے عکاشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیا تو ہمیں نہیں جانتا؟ کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے ہیں۔ ہم سے قصاص لینا گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قصاص لینا ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں سے ارشاد فرمایا کہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک تم بیٹھ جاؤ۔

پھر نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے عکاشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو مار۔ اگر تو مارنا چاہتا ہے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب آپ نے مجھے مارا تو مجھ پر کپڑا نہیں تھا (یعنی میرا پیٹ ننگا تھا) پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جسم مبارک سے کپڑا ہٹالیا۔ تو مسلمان یہ منظر دیکھ کر چیخ چیخ کر رونے لگے۔ جب حضرت عکاشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک کی سفیدی کو دیکھا تو وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جھک گئے اور آپ کی پشت مبارک کو چوم لیا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری روح آپ پر قربان ہو۔ کس کا دل چاہتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسے کریم سے قصاص لے؟

یہ سب کچھ میں نے اس امید پر کیا کہ میرا جسم آپ کے جسم شریف سے مس ہو جائے اور آپ کی حرمت کی وجہ سے میرا رب مجھے آگ سے محفوظ رکھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کو یہ پسند ہو کہ وہ کسی جنتی کو دیکھے تو وہ اس شخص (یعنی عکاشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو دیکھ لے۔ پس مسلمان فرط جذبات کی وجہ سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ وہ حضرت عکاشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھوں کو بوسہ دیتے اور کہتے اے عکاشہ تیرے لئے خوش بختی ہے تو اعلیٰ درجات حاصل کر لئے اور جنت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ حاصل کر لیا۔

تجھ سے تجھی کو مانگ کر مانگ لی ساری کائنات
مجھ سا کوئی گدا نہیں، تجھ سا کوئی سخی نہیں

جھولی ہی میری تنگ ہے در پہ تیرے کمی نہیں
تیرے کرم سے بے نیازؔ کیا کیا شے ملی نہیں

یااللہ ہمارے لئے اپنی عزت اور جلال کے صدقے نبی پاک کی شفاعت کو آسان فرما۔ (اچھے وعظ و نصیحت سے)

خوف خدا کا حکم

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا وقت قریب ہوا تو ہم ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر اکٹھے ہوئے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری طرف دیکھا تو آپ کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے اور آپ نے فرمایا تمہارے لئے مرحبا! اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے میں تم کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور اس کی اطاعت کرنے کا حکم دیتا ہوں۔ تحقیق جدائی اور اللہ تعالیٰ کی طرف نیز جنۃ الماویٰ کی طرف پلٹنے کا وقت قریب ہے۔

تجہیز و تکفین کے متعلق وصیت

مجھے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ غسل دیں۔ مجھ پر حضرت فضل ابن عباس اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہم پانی گرائیں۔ اگر تم چاہو تو مجھے اپنے ان کپڑوں یا سفید یمنی حلہ میں کفن دینا۔ جب تم مجھے غسل دے لو تو مجھے میرے اس گھر میں میرے لحد کے کنارے چارپائی پر رکھ دینا پھر کچھ وقت کیلئے تم سارے اس کمرے سے باہر چلے جانا۔

سب سے پہلے مجھ پر اللہ تعالیٰ کی ذات رحمت نازل فرمائے گی۔ پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام مجھ پر درود شریف پڑھیں گے پھر حضرت عزرائیل علیہ السلام اپنے لشکر کے ساتھ پھر تمام فرشتے مجھ پر درود پڑھیں گے۔ پھر تم گروہ در گروہ مجھ پر داخل ہو کر درود و سلام پڑھنا۔

صحابہ کرام کی حالت زار

جب صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فراق کے بارے سنا تو وہ چیخ اٹھے اور زار و قطار روئے اور انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہمارے رسول ہیں۔ ہمارے معاملات آپ کے سامنے ہیں۔ آپ ہمارے معاملات کے شہنشاہ ہیں۔ جب آپ ہم سے تشریف لے جائیں گے تو پھر ہم کس کی طرف رجوع کریں گے؟

رسول خدا کی طرف سے دو ناصح

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ میں نے تمہیں واضح راستے اور دلیل پر چھوڑا ہے میں نے تمہارے لئے دو نصیحت کرنے والے چھوڑے ہیں جن میں سے ایک ناطق اور دوسرا صامت (خاموش) ہے۔ پس واعظ ناطق قرآن مجید اور واعظ صامت موت ہے۔ جب تم پر کوئی معاملہ مشکل ہو جائے تو قرآن و سنت کی طرف رجوع کرو اور جب تمہارے دل سخت ہو جائیں تو موت کے احوال کے اعتبار کرنے کا قصد کرو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سفر آخرت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ماہ صفر کے آخر میں بیمار ہوئے اور حضور تقریباً اٹھارہ دن علیل رہے۔ اس دوران لوگ آپ کی عیادت کرتے ابتدائی مرض جس کی وجہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا۔ وہ ''دردسر'' تھا جو حضور کو لاحق ہوا۔

نبی پاک صاحب لولاک سوموار کے دن مبعوث ہوئے اور اسی دن اپنے خالق حقیقی سے جا ملے جب سوموار کا دن آیا تو آپ کا مرض شدت اختیار کر گیا۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صبح کی اذان دی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر حاضر ہو کر کہا السلام علیک یا رسول اللہ ''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر سلام ہو۔'' حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ارشاد فرمایا کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے آپ میں مشغول ہیں۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں داخل ہوئے اور انہوں نے حضرت خاتون جنت کے کلام کا مفہوم نہ سمجھا جب صبح روشن ہو گئی تو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ دوبارہ حاضر ہوئے اور دروازے پر کھڑے ہو کر سلام پیش کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز کو سن لیا تو حضور نے فرمایا کہ اے بلال اندر آ جاؤ۔ میں اپنے آپ میں مشغول تھا اور میری بیماری نے شدت اختیار کر لی ہے۔

اے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں!

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ہاتھ کو سر پر رکھ کر روتے ہوئے باہر نکلے اور وہ آواز دے رہے تھے ہائے مصیبت ہائے امیدوں کا منقطع ہونا ہائے کمر کا ٹوٹنا' اے کاش میری ماں نے مجھے نہ جنا ہوتا (یہ کہتے ہوئے) وہ مسجد میں داخل ہوئے اور آ کر کہا کہ اے

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور آپ سے فرما رہے ہیں کہ تم لوگوں کو نماز پڑھاؤ اور وہ اپنے آپ میں مصروف ہیں۔ (یعنی ان کا آخری وقت ہے)

جب حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے محراب کو آپ سے خالی دیکھا تو وہ اپنے آپ پر قابو نہ رکھ سکے ایک سخت قسم کی چیخ ماری اور غش کھا کر گر پڑے۔ مسلمانون نے بھی ان کے ساتھ مل کر آہ و زاری شروع کر دی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کی آہ و زاری کو سن لیا۔ آپ نے فرمایا اے فاطمہ یہ کیا چیخ و پکار اور آہ و زاری ہے؟

حضرت خاتون جنت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا۔ کہ مسلمان اپنے آپ سے آپ کے جدا ہونے کی وجہ سے فریاد کر رہے ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی اور حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بلایا اور ان دونوں کے ساتھ سہارا لے کر باہر مسجد کی طرف تشریف فرما ہوئے اور صحابہ کرام کو سوموار کے دن کی فجر کی نماز پڑھائی پھر اپنے چہرۂ اقدس کو لوگوں کی طرف کیا اور ارشاد فرمایا اے صحابہ کرام کی جماعت۔ تم اللہ تعالیٰ کی حفظ و امان میں ہو۔ تم پر رب ذوالجلال کا ڈر اور اس کی اطاعت لازم ہے میں دنیا کو چھوڑنے والا ہوں۔ میرا یہ آخرت کی زندگی پہلا اور دنیا کی زندگی کا آخری دن ہے۔ (سوموار) آپ اٹھے اور اپنے کاشانہ اقدس کی طرف تشریف لے گئے۔

ملک الموت کا حاضر خدمت ہونا

اللہ تعالیٰ نے ملک الموت حضرت جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا کہ تو اچھی صورت میں میرے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو اور آپ کی روح قبض کرنے میں نرمی اختیار کر۔ اگر وہ آپ کو اندر داخل ہونے کی اجازت دیں تو داخل ہو جانا اور اگر اندر آنے کی اجازت نہ دیں تو اندر مت داخل ہونا اور واپس لوٹ آنا۔

حضرت عزرائیل علیہ السلام ایک اعرابی کی شکل میں نیچے اترے اور آ کر کہا اے اہل بیت نبوت اور رسالت کا مخزن السلام علیکم کیا میں اندر آ سکتا ہوں؟ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ اے اللہ کے بندے بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے آپ میں مشغول ہیں۔ (یعنی آپ کا آخری وقت ہے) پھر

حضرت ملک الموت نے دوبارہ آواز دیا ور کہا اے اہل بیت نبوت اے اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا میں داخل ہو سکتا ہوں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عزرائیل علیہ السلام کی آواز کو سن لیا اور فرمایا اے فاطمۃ دروازے پر کون ہے؟ حضرت خاتون جنت نے عرض کیا ایک دیہاتی آدمی ہے جس نے آکر آواز دی ہے چنانچہ میں نے کہا کہ حضور پاک اپنے آپ مشغول ہیں۔ پھر اس نے تیسری مرتبہ آواز دی تو میں نے پہلے کی طرح اسے جواب دیا اس نے میری طرف اس طرح دیکھا میرے جسم پر ایک کپکپی طاری ہو گئی میرا دل خوفزدہ ہو گیا میرے ہوش و حواس اڑ گئے میرا رنگ تبدیل ہو گیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے فاطمۃ رضی اللہ عنہا کیا تو جانتی ہے کہ وہ کون ہے؟ انہوں نے عرض کیا نہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ لذتوں کو ختم کرنے والے۔ شہوات کو منقطع کرنے والے گروہوں میں جدائی ڈالنے والے۔ گھروں کو ویران کرنے والے قبروں کو آباد کرنے والے۔ (یعنی حضرت سیدنا عزرائیل علیہ السلام)

(یہ سن کر) حضرت خاتون جنت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سخت روئیں اور کہا ہائے افسوس خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی موت۔ ہائے مصیبت خیر الاتقیا کا وصال اور سید الاصفیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے جدا ہونے کی وجہ سے۔ ہائے حسرت آسمان سے وحی کے منقطع ہونے کی وجہ سے پس تحقیق میں آج کے دن سے آپ کے کلام سے محروم ہو گئی اور آج کے بعد میں آپ کا سلام نہیں سن سکوں گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے فاطمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تو نہ رو تو سب سے پہلے میرے وصال کے بعد مجھے ملنے والی ہے۔

حضرت عزرائیل علیہ السلام کو اندر آنے کی اجازت دینا

پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ملک الموت سے ارشاد فرمایا کہ تو اندر داخل ہو چنانچہ وہ اندر آئے اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر سلام ہو اور حضور نے فرمایا اے ملک الموت تجھ پر بھی سلام ہو۔ کیا تو زیارت کرنے کیلئے آیا ہے یا روح قبض کرنے کیلئے؟ حضرت ملک الموت نے عرض کیا زیارت اور روح قبض کرنے کے ارادے سے آیا ہوں۔ اگر آپ مجھے اجازت عنایت فرمائیں ورنہ میں واپس چلا جاؤں گا۔

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا کہ تو نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو کہاں چھوڑا ہے؟ حضرت عزرائیل علیہ السلام نے عرض کیا میں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو آسمان دنیا پر چھوڑا ہے اور فرشتے ان کا قصد کئے ہوئے ہیں پس وہ ایک لمحے کیلئے بھی نہ ٹھہرے۔ یہاں تک کہ حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام نیچے تشریف لائے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کے پاس آ کر بیٹھ گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے جبرائیل کیا آپ نہیں جانتے کہ معاملہ قریب ہو گیا ہے۔ انہوں نے عرض کیا کیوں نہیں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؟

جبرائیل علیہ السلام کا خوش خبری سنانا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو مجھے خوش خبری سناؤ کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے ہاں میرا کس قدر مرتبہ و مقام ہے حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تحقیق آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے اور فرشتے آسمان میں صفیں بنا کر آپ کی روح اقدس کی انتظار کر رہے ہیں یقیناً جنت کے دروازے کھول دیئے گئے اور تمام حوریں بن سنور کر آپ کی پاکیزہ روح کیلئے سراپا انتظار ہیں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا الحمد للہ۔

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے غم کا زائل ہونا

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے جبرائیل علیہ السلام تو مجھے خوشخبری سناؤ کہ قیامت کے دن میری امت کیسے ہو گی؟ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کو خوشخبری سناتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء پر جنت کو حرام کر دیا ہے۔ جب تک آپ جنت میں داخل نہ ہو۔ اس طرح تمام امتوں پر جنت کو حرام کر دیا ہے۔ جب تک آپ کی امت جنت میں داخل نہ ہو گی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اب میرا دل خوش ہو گیا اور میرا غم زائل ہو گیا ہے۔

حضور کی روح کا پرواز کرنا

پھر آپ نے حضرت عزرائیل علیہ السلام سے فرمایا اے ملک الموت میرے قریب ہو۔ پس وہ قریب ہوئے تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کو قبض کریں جب آپ

روح مبارک نکلتے نکلتے حلق پر پہنچی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے جبرائیل علیہ السلام کا موت کا ذائقہ کتنا کڑوا ہے؟۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اپنا چہرہ حضور سے ایک طرف کرلیا آپ نے فرمایا کہ اے جبرائیل کیا تو میرے چہرہ کو دیکھنا (نعوذ باللہ) ناپسند کرتا ہے؟ انہوں نے عرض کیا اے اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کون طاقت رکھتا ہے کہ وہ آپ کے چہرے کی طرف دیکھے جب کہ آپ پر سکرات موت لگی ہوئی ہو۔

دم آخر نماز کا حکم

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روح مبارک آپ کے سینے میں تھی اور وہ یہ ارشاد فرما رہے تھے کہ میں تمہیں وصیت کرتا ہوں نماز کی اور جن کے تمہارے دائیں ہاتھ مالک ہیں تھوڑی دیر ہی گزری کہ آپ نے ان دونوں چیزوں کے بارے وصیت فرمائی اور آپ کی روح مبارک پرواز کر گئی۔ یہاں تک کہ آپ کا کلام منقطع ہو گیا۔

امت کی یاد

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری سانس مبارک تھے تو آپ نے اپنے ہونٹ مبارک کو دو مرتبہ حرکت دی۔ میں نے اپنے کان حضور کے منہ کے قریب کیے تو میں نے سنا۔ حضور آہستہ آہستہ فرما رہے تھے۔

''میری امت میری امت''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال مبارک ربیع الاول شریف کے مہینے میں سوموار کے دن ہوا۔

فلو کانت الانبیاء تدوم لواحد
لکان رسول اللہ ﷺ فیھا مخلداً

اگر دنیا کسی ایک کیلئے بھی ہمیشہ رہتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں ہمیشہ رہتے۔

آخری غسل حضرت علی نے دیا

بے شک حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اقدس کو

تختہ پر رکھا تا کہ وہ آپ کو غسل دیں۔ اچانک ایک آواز دینے والے نے آواز دی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل نہ دو کیونکہ آپ طاہر اور مطہر ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ بات سن کر میرے دل میں خیال آیا (کہ حضور نے تو ہمیں غسل دینے کے بارے حکم دیا ہے) چنانچہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آواز دینے والے تو کون ہے؟ بے شک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں غسل دینے کے بارے حکم دیا ہے۔

اچانک ایک اور آواز دینے والے نے آواز دی اے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دیں۔ پہلا آواز دینے والا شیطان لعین تھا۔ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر حسد کرتے ہوئے اور اس بات کا ارادہ کرتے ہوئے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس حال میں قبر میں داخل ہوں کہ آپ کو غسل نہ دیا ہوا ہو۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ آپ نے مجھے خبر دی کہ وہ پہلا آواز دینے والا لعنتی شیطان تھا۔ لیکن آپ کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ میں خضر علیہ السلام ہوں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے وقت حاضر ہوا ہوں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غسل دیا حضرت فضل بن عباس اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے پانی گرایا اور حضرت جبرائیل علیہ السلام جنت سے خوشبو لے کر حاضر ہوئے۔

چنانچہ صحابہ کرام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کفن دیا اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ مبارک میں بدھ کی رات نصف شب کے وقت دفن کیا اور ایک روایت میں یہ ہے کہ منگل کی رات تدفین ہوئی۔

قبر انور پر کھڑے ہو کر ام المومنین کا ارشاد فرمانا

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور کی قبر انور پر کھڑی تھیں اور یہ ارشاد فرما رہی تھیں۔ اے وہ ذات کہ جس نے ریشم نہیں پہنا اور نرم بستر پر نیند نہیں فرمائی اے وہ ذات کہ جو اس دنیا سے تشریف لے گئے اور کبھی بھی جو کی روٹی کے ساتھ اپنے پیٹ کو نہیں بھرا اے وہ ذات کہ جس نے تخت کی بجائے چٹائی کو اختیار کیا اے وہ ذات کہ جو جہنم کے خوف کی وجہ سے رات کو زیادہ دیر تک سوتے نہ تھے۔

جلسہ نمبر ۱۷

شراب پینے والے کی مذمت کا بیان

آیت مبارکہ: یاایھا الذین امنوا انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطن فاجتنبوہ لعلکم تفلحون٥ (المائدہ ۹۰)

ترجمہ: اے ایمان والو! شراب اور جوا اور بت اور پانسے ناپاک ہی ہیں شیطانی کام تو ان سے بچتے رہنا کہ تم فلاح پاؤ۔

جلسہ نمبر ۱۷

شراب پینے والے کی برائی

آیت کی تفسیر

(یا ایھا الذین امنوا انما الخمر والمیسر و الانصاب) (سورۃ المائدہ) "اے ایمان والو! بے شک شراب' جوا اور بت" (انصاب) سے مراد وہ بت ہیں۔ جن کو عبادت کیلئے گاڑھا جاتا ہے۔ (والازلام) اس کی تفسیر سورۃ کے شروع میں گزر گئی (رجس "ناپاک" رجس سے مراد وہ چیز ہے۔ جو عقل ماؤوف کر دے لفظ رجس کو مفرد لایا گیا ہے۔ کیونکہ یہ الخمر کی خبر ہے اور باقی معطوفات کی خبر محذوف ہے یا یہ محذوف مضاف کی خبر ہے گویا کہ اس نے کہا کہ اس کو خمر اور میسر کی موافقت میں لایا گیا ہے۔

(من عمل الشیطان) "شیطان کے کام" اس لئے کہ شیطان ان کے ذریعے گمراہ کرتا ہے اور ان کو مزین کر کے پیش کرتا ہے۔

(فاجتنبوہ) "پس تم اس سے بچو" "ہ" ضمیر کا مرجع رجس ہے یا شیطان ہے یا دیگر معطوفات ہیں۔

(لعلکم تفلحون) تا کہ تم اجتناب کر کے فلاح حاصل کرو۔

فائدہ

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں شراب اور جوا کی حرمت کو تاکید کے ساتھ ذکر کیا۔

۱- جملہ کے شروع میں انما کو ذکر فرمایا۔

۲- شراب اور جوا کے ساتھ بتوں اور تیروں کا ذکر کیا اور ان دونوں کو رجس یعنی ناپاک فرمایا۔

۳- ان دونوں (شراب اور جوا) کو شیطان کا عمل قرار دیا اس بات پر خبردار کرنے کیلئے کہ ان دونوں میں مصروف ہونا۔ محض برائی' اور اکثر برائی ہے۔

۴- خاص طور پر ان دونوں سے بچنے کا حکم دیا اور اجتناب کو فلاح کا سبب قرار دیا۔

۵- پھر اس بات کو پختہ کیا کہ بے شک ان دونوں میں دین اور دنیا کی برائیاں ہیں ایسی خرابیاں کہ جو ان کی حرمت کا تقاضہ کرتی ہیں۔ (تفسیر بیضاوی)

درود شریف اور کثرت رحمت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جبکوئی مومن مجھ پر درود شریف پڑھتا ہے تو ملک الموت اسے قبضہ میں لے کر اللہ تعالٰی کے اذن کے ساتھ میری قبر انور تک اس کو پہنچاتا ہے پھر وہ فرشتہ مجھ سے کہتا ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم بے شک آپ کی امت میں سے فلاں شخص نے آپ کی ذات پر درود پڑھا ہے تو میں اس فرشتے سے فرماتا ہوں۔ میری طرف سے اس تک دس رحمتیں پہنچا دو اور اسے جا کر کہو کہ تیرے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت حلال ہو گئی ہے۔

پھر فرشتہ اوپر کی طرف چڑھنا شروع کرتا ہے یہاں تک کہ وہ عرش تک جا پہنچتا ہے پس وہ عرض کرتا ہے اے میرے رب! بے شک فلاں بن فلاں نے تیرے پیارے حبیب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر ایک مرتبہ درود شریف پڑھا ہے اللہ تعالٰی ارشاد فرماتا ہے کہ میری طرف سے اس تک دس رحمتیں پہنچا دو۔

پھر اللہ تعالٰی اس درود شریف کے ہر حرف سے ایک فرشتہ پیدا فرماتا ہے۔ اس فرشتہ کے تین سو ساٹھ سر ہیں اور ہر ایک سر میں تین سو ساٹھ چہرے ہیں اور ہر ایک چہرے میں تین سو ساٹھ منہ ہیں اور ہر ایک منہ میں تین سو ساٹھ زبانیں ہیں۔

وہ فرشتہ ہر ایک زبان کے ساتھ کلام کرتا ہے اور تین سو ساٹھ طرح کی اللہ تعالٰی کی حمد و ثنا کرتا ہے اور قیامت تک اس کا ثواب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر درود شریف پڑھنے کے نامہ اعمال میں لکھ دیتا ہے۔

شراب کی سات تاثیریں

ایک روایت میں ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے انگور کی بیل کاشت کی لیکن وہ

سرسبز نہ ہوئی شیطان لعین آپ کے پاس آیا اور آ کر کہا کہ اے اللہ تعالیٰ کے نبی اگر آپ چاہتے ہیں کہ انگور کی بیل سرسبز ہو تو آپ مجھے اجازت دیں کہ میں سات چیزوں کو ذبح کروں۔ آپ نے فرمایا کہ تو ایسا ہی کر چنانچہ شیطان نے (۱) شیر' (۲) ریچھ' (۳) چیتا' (۴) گیدڑ' (۵) کتا' (۶) مرغ اور (۷) لومڑ کو ذبح کیا اور ان تمام کا خون انگور کی بیل کی جڑوں میں گرا دیا تو وہ انگور کی بیل اسی وقت سرسبز و شاداب ہو گئی اور اس انگور کی بیل پر ستر رنگ کے انگور لگ گئے جب کہ اس سے پہلے اس بیل پر ایک ہی رنگ کے انگور لگتے تھے۔

یہی وجہ ہے کہ شراب کو پینے والا شیر کیطرح بہادر ریچھ کی طرح طاقتور' چیتے کی طرح غضبناک' گیدڑ کی طرح باتیں کرنے والا۔ کتے کی طرح لڑنے والا' لومڑ کی طرح بدلا لینے والا اور مرغ کی طرح اپنے آپ کو بچانے والا۔ (حیات القلوب)

مومن شراب نہیں پیتا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کوئی زانی ایمان کی حالت میں زنا نہیں کرتا' کوئی چور ایمان کی حالت میں چوری نہیں کرتا اور کوئی شرابی ایمان کی حالت میں شراب نہیں پیتا۔ (رواہ البخاری)

''وھو مومن'' میں واو حال کیلئے ہے۔ اس کا معنی یہ ہے کہ وہ شراب پینے کی حالت میں مومن نہیں ہوتا۔

عمل صالح ایمان کی جز؟

عمل صالح ایمان کی جز ہے یا نہیں۔ اس بارے دو مذہب ہیں۔

۱- امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کے نزدیک عمل ایمان کامل کی جز ہے۔

۲- امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ کے نزدیک عمل ایمان کامل کی جز نہیں ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ تارک عمل امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کے نزدیک مومن نہیں ہے جب کہ امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ کے نزدیک عمل کو ترک کرنے والا مومن ہے۔

حضرت امام شافعی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی دلیل یہ ہے کہ ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قول لایشرب شارب الخمر حین یشربھا فھو مومن ''شراب پینے والا ایمان کی حالت میں شراب نہیں پیتا۔'' کے بارے سوال کیا تو آپ نے زمین پر ایک وسیع دائرہ کھینچا پھر اس کے اندر ایک اور دائرہ کھینچا اور ارشاد فرمایا کہ پہلا دائرہ اسلام اور دوسرا

دائرہ ایمان ہے۔ اگر کوئی بندہ شراب پئے یا زنا کرے یا چوری کرے تو وہ ایمان کے دائرے سے نکل کر اسلام کے دائرے کی طرف آ جاتا ہے مگر یہ کہ شرک کے ساتھ نعوذ باللہ۔

احناف کے نزدیک ایمان اور اسلام ایک ہی چیز ہیں۔ اس پر دلیل رب ذوالجلال کا یہ فرمان ہے۔ (ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منه وھو فی الآخرۃ من الخاسرین) ''اور جو کوئی اسلام کے علاوہ کسی اور چیز کو بطور دین پسند کرے تو اس کو اس کی طرف سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہے'' خاسرین کا معنی ہے مغبونین یعنی جن سے دھوکا کیا گیا اس لئے کہ اس نے جنت کے گھر کے بدلے دوزخ کے گھر کو پسند کیا۔

میکدہ میں جانا ممنوع ہے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے۔ تو وہ ایسے دسترخوان پر نہ بیٹھے کہ جس پر شراب پی جاتی ہو۔ (رواہ الطبرانی)

ایمان کا نکل جانا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی بندہ زنا کرتا ہے یا شراب پیتا ہے تو اللہ تبارک و تعالیٰ اس بندہ سے ایمان کو اس طرح کھینچ لیتا ہے۔ جس طرح ایک انسان اپنے سر سے قمیص کو اتار لیتا ہے۔ (رواہ الحاکم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب بندہ زنا کرے یا شراب پئے تو اس سے اس کا ایمان نکل جاتا ہے اور وہ سائے کی طرح اس کے سر کے اوپر رہتا ہے۔ جب وہ آدمی اس عمل بد سے فارغ ہو جاتا ہے تو اس کا ایمان اس کی طرف واپس لوٹ آتا ہے۔ (رواہ البخاری)

دس بری خصلتیں

حضرت فقیہ ابولیث رحمتہ اللہ نے فرمایا کہ اپنے آپ کو شراب سے بچاؤ کیونکہ شراب

کے پینے میں دس بہت ہی بری خصلتیں ہیں۔

۱- جب کوئی آدمی شراب پیتا ہے تو وہ مجنون آدمی کی طرح بن جاتا ہے۔ بچے اس کے ساتھ ہنسی اور مذاق کرتے ہیں اور یہ بات عقلاء کے نزدیک بہت ہی بری ہے۔

۲- شراب عقل کو زائل کرنے اور مال کو برباد کرنے کا سبب ہے۔

۳- بے شک شراب کا پینا دوستوں اور بھائیوں کے درمیان دشمنی کا سبب ہے۔

۴- شرب خمر نماز اور اللہ تعالیٰ کے ذکر سے منع کرتا ہے۔

۵- شراب کا پینا شرابی کو زنا پر برانگیختہ کرتا ہے۔ اس لئے کہ جب وہ شراب پی لے تو ہو سکتا ہے کہ وہ نشے کی حالت میں اپنی بیوی کو طلاق دے دے اور اسے شعور تک نہ ہو۔ (خدانخواستہ اس کے بعد وہ اس عورت کے ساتھ وطی کرے تو یہ زنا شمار ہوگا۔)

۶- شراب کا پینا ہر برائی کی چابی ہے اس لئے کہ جب کوئی آدمی شراب پی لے تو پھر سارے گناہ اس کیلئے آسان ہو جاتے ہیں۔

۷- بے شک شراب کا پینا کراماً کاتبین کو برائی کی مجلس میں داخل کر کے اذیت کا سبب بنتا ہے۔

۸- شرابی پر حد جاری ہوتی ہے یعنی اس کو اسی کوڑے مارے جاتے ہیں۔ اگر یہ کوڑے شرابی کو دنیا میں نہ مارے جائیں تو پھر اسے آخرت میں آگ سے بنے ہوئے کوڑے کے ساتھ تمام لوگوں کے سامنے مارے جائیں گے۔ اس کے دوست اور اس کے والدین اس کو دیکھ رہے ہوں گے۔

۹- شراب پینے والا اپنے اوپر آسمان کے دروازے بند کر دیتا ہے اس لئے کہ چالیس دن تک اس کی نیکیاں اور اس کی دعا بلندی کی طرف نہیں اٹھائی جاتی۔

۱۰- شراب پینے والے پر ڈر یہ ہے کہ موت کے وقت اس سے ایمان نہ سلب کر لیا جائے۔

یہ سزا شراب پینے والے کے لئے پہلے پہل دنیا میں ہے اور آخرت کا عذاب اس سے کہیں سخت ہے۔

پس عقلمند آدمی کیلئے یہ بات مناسب نہیں ہے کہ وہ (جنت) کی طویل لذت کے بدلے دنیا کی قلیل لذت کو اختیار کرے۔

شرابی اور جنت میں داخلہ

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ بے شک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تین آدمی جنت میں داخل نہیں ہوں گے۔

(۱) شراب پینے پر ہمیشگی اختیار کرنے والا۔

(۲) قطع رحمی کرنے والا (یعنی رشتے کو توڑنے والا)

(۳) جادوگروں کی تصدیق کرنے والا۔

جو شخص شراب پینے پر ہمیشگی اختیار کرتے ہوئے مر گیا۔ اللہ تعالیٰ اس کو نہر غوطہ سے سیراب کرے گا۔ یہ وہ نہر ہے جو زانیاں عورتوں کی شرم گاہ سے جاری ہوگی اور اس کی بدبو سے دوزخ والوں کو تکلیف ہوگی۔ (رواہ احمد وابن عدی)

شرابی کا بائیکاٹ

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے وہ فرماتی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص شراب پئے (اپنی لڑکیاں) اس کے نکاح میں نہ دو اور اگر وہ بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت نہ کرو اور اگر مر جائے تو اس کی نماز جنازہ نہ پڑھو۔

پس مجھے قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے برحق نبی بنایا۔ شراب پینے والے پر توراۃ، انجیل، زبور اور قرآن مجید میں لعنت کی گئی ہے۔

جو شخص شرابی کو ایک لقمہ کھلائے گا اللہ تعالیٰ اس کے جسم پر سانپ اور بچھوں کو مسلط کر دے گا۔

اور جس شخص نے شرابی کی حاجت کو پورا کیا تو اس نے اسلام کے گرانے پر مدد کی اور جس نے شراب پینے والے کو قرض دیا تو اس نے ایک مومن کے قتل کرنے پر مدد دی اور جس شخص نے شرابی آدمی کی ہم نشینی اختیار کی اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن اندھا کرکے اٹھائے گا کہ اس کے پاس کوئی دلیل بھی نہ ہوگی۔ (آخر حدیث تک)

کبیرہ گناہ

کبیرہ گناہ مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا (یعنی شرک کرنا)' (۲) ناحق کسی کو قتل کرنا' (۳) شراب پینا' (۴) زنا کرنا' (۵) لواطت کرنا' (۶) پاک دامن مردوں اور عورتوں پر زنا کی تہمت لگانا' (۷) مسلمان والدین کی قول و عمل کے ساتھ نافرمانی کرنا' (۸) میدان جنگ میں ایک آدمی یا دو آدمیوں سے بھاگ جانا' (۹) ناجائز طور پر یتیم کے مال کو کھانا' (۱۰) جھوٹی گواہی دینا' (۱۱) سود کھانا' (۱۲) رمضان کے مہینہ میں بغیر کسی عذر کے دن کو جان بوجھ کر کھانا' (۱۳) قطع رحمی کرنا (۱۴) جھوٹی قسم اٹھانا (۱۵) مسلمان کا مال ناحق کھانا' (۱۶) تولنے اور وزن کرنے میں کمی کرنا (۱۷) وقت پر نماز کو مقدم کرنا' (۱۸) مسلمان کو ناحق طور پر مارنا' (۱۹) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ گالی دینا' (۲۰) جان بوجھ کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھنا' (۲۱) بغیر عذر کے گواہی کو چھپانا' (۲۲) رشوت لینا' (۲۳) خودکشی کرنا' (۲۴) اپنے اعضاء میں سے کسی ایک عضو کو کاٹنا' (۲۵) بے غیرتی (۲۶) بیوی اور شوہر کے درمیان لڑائی کیلئے کوشش کرنا' (۲۷) ظالم کے پاس کسی کی ناجائز شکایت لے کر جانا' (۲۸) جادو کرنا' (۲۹) زکوٰۃ دینے سے منع کرنا' (۳۰) برائی کا حکم دینا' (۳۱) نیکی سے منع کرنا' (۳۲) اہل علم کی غیبت کرنا' (۳۳) آگ کے ساتھ جانوروں کو جلانا' (۳۴) عورت کا بغیر کسی عذر کے اپنے پاس آنے سے شوہر کو منع کرنا یہ اوپر ذکر کردہ سارے کے سارے کبیرہ گناہ ہیں۔

شراب تمام برائیوں کی جڑ

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔ آقا نے ارشاد فرمایا کہ شراب سے بچو کیونکہ یہ تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ تم سے پہلے ایک آدمی تھا جو عبادت کرتا اور لوگوں سے الگ تھلگ رہتا تھا۔ ایک بدکار عورت اس کے پیچھے پڑ گئی۔

اس عورت نے اس عبادت گزار کے پاس نوکر کو بھیجا اس نے آ کر کہا کہ ہم آپ کو گواہی دینے کیلئے بلا رہے ہیں۔ وہ شخص کمرہ میں داخل ہوا تو اس عورت نے ایک کام

شروع کر دیا جب بھی وہ آدمی دروازے سے اندر داخل ہوتا تو وہ پیچھے سے دروازہ کو بند کر دیتی یہاں تک کہ وہ ایسی جگہ تک پہنچ گیا جہاں ایک عورت بیٹھی ہوئی تھی اس کے پاس ایک لڑکا تھا اور ایک بوتل کہ جس میں شراب تھی۔

اس عورت نے کہا کہ ہم نے تمہیں گواہی دینے کیلئے نہیں بلایا بلکہ ہم نے آپ کو اس لئے بلایا کہ آپ ان تین کاموں میں سے کوئی کام ضرور کریں۔

۱- اس لڑکے کو قتل کریں۔

۲- اس عورت نے کہا کہ میرے ساتھ زنا کریں۔

۳- شراب کا ایک پیالہ پئیں۔

اگر آپ نے انکار کیا تو یہ آپ کیلئے درست نہیں ہوگا بلکہ ہم تمہیں رسوا کریں گے۔

حضور فرماتے ہیں کہ جب اس آدمی نے سوچا کہ ان تین کاموں میں سے ایک کام میں نے لازمی طور پر کرنا ہے تو اس نے عورت سے کہا کہ مجھے شراب کا پیالہ پلا دیں۔ اس نے عبادت گزار کو شراب کا ایک پیالہ پلا دیا جس سے اس کی عقل جاتی رہی چنانچہ اس نے اس عورت کے ساتھ جماع کیا اور اس لڑکے کو بھی قتل کر دیا۔

تم شراب سے اجتناب کرو کیونکہ انسان کے سینے میں ایمان اور شراب کا ہمیشہ پینا اکٹھے نہیں ہو سکتے مگر یہ ان میں سے ایک دوسرے اپنے ساتھی کو نکال دیتا ہے۔

(رواہ ابن حبان فی صحیحہ)

عبرتناک واقعہ برصیصا عبادت گزار کا

کیا تم نے برصیصا کا قصہ سنا ہے کہ جو شراب پینے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہوا قصہ کچھ اس طرح ہے۔

برصیصا نے دو سو بیس سال تک اللہ تعالیٰ کی بے ریا عبادت کی اس دوران اس نے لمحہ بھر کیلئے بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کی اس کے ساٹھ ہزار شاگرد تھے جو اس کی عبادت کی برکت کی وجہ سے فضا میں اڑتے تھے۔ یہاں تک کہ اس کی عبادت پر فرشتوں نے تعجب کیا اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اے فرشتوں تعجب نہ کرو بلکہ "انی اعلم مالا تعلمون" جو کچھ میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔ بے شک برصیصا میرے علم میں کفر کرے گا اور شراب پینے کی وجہ سے ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔

شیطان لعین دشمن انسان نے اس بات کو سن لیا اور جان لیا کہ اس کی ہلاکت میرے ہاتھ پر ہے۔

ایک دن شیطان برصیصا کی عبادت کی طرف ایک عابد کی شکل وصورت اختیار کر کے آیا اس وقت اس نے ٹاٹ کا لباس پہنا ہوا تھا اور آ کر آواز دی برصیصا نے کہا کہ تو کون ہے؟ اور تو کیا چاہتا ہے؟ شیطان نے کہا کہ میں عبادت گزار ہوں میں تیرے پاس اس لئے آیا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے حوالے سے تیرا معاون بن سکوں۔ برصیصا نے کہا جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کا ارادہ رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ ہی اس کیلئے کافی ہے پس شیطان نے کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کی عبادت شروع کر دی اور وہ تین دن تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا رہا اس دوران وہ نہ سویا' نہ کچھ کھایا اور نہ ہی کچھ پیا۔ برصیصا نے کہا کہ میں افطار کرتا ہوں سوتا ہوں کھاتا ہوں پیتا ہوں اور اے شیطان تو نہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے۔ حالانکہ میں نے اللہ تعالیٰ کی دوسو بیس سال تک عبادت کی ہے میں اکل وشرب کے ترک کرنے پر قدرت نہیں رکھتا۔

شیطان نے کہا کہ میں نے اس قدر گناہ کئے ہیں جب وہ گناہ مجھے یاد آتے ہیں تو مجھ سے نیند اڑ جاتی ہے اور کھانے کا خیال نہیں رہتا۔ برصیصا نے کہا کہ میرے لئے کیا حیلہ ہو سکتا ہے کہ میں بھی تمہاری طرح ہو جاؤں؟ شیطان نے کہا کہ تو جا اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر پھر اللہ کی بارگاہ میں توبہ کر رب ذوالجلال رحیم وکریم ہے یہاں تک کہ تو عبادت کی حلاوت پائے گا۔ برصیصا نے کہا کہ میں کیا کروں؟

شیطان نے کہا کہ تو زنا کر' برصیصا نے کہا کہ میں زنا تو نہیں کروں گا۔

شیطان نے کہا کہ تو مومن کو قتل کرنا' اس نے کہا کہ میں یہ بھی نہیں کروں گا۔

شیطان نے کہا کہ تو نشے کیلئے شراب پی کیونکہ یہ ادنیٰ گناہ ہے اور اللہ تعالیٰ تجھ پر ناراض ہوگا۔

برصیصا نے کہا کہ میں شراب کو کہاں پاؤں گا؟ شیطان نے کہا کہ اس بستی کی طرف چلے جاؤ۔ وہ چلا گیا وہاں جا کر اس نے ایک حسین وجمیل عورت دیکھی برصیصا نے اس سے شراب خریدی اور اسے پی لیا جس کی وجہ سے اسے نشہ ہو گیا اور اس نے اسی عورت کے ساتھ زنا کیا اس دوران اس عورت کا شوہر آ گیا اس نے اسے مارا قریب تھا کہ اسے قتل کر

دیتا۔

پھر شیطان نے ایک آدمی کی شکل وصورت اختیار کی اور اسے حاکم وقت کے پاس لے کر آیا حکومتی کارندوں نے برصیصا کو پکڑ لیا۔ شراب کی وجہ سے اسے اسی کوڑے مارے اور زنا کے جرم کی وجہ سے اسے سو کوڑے مارے اور خون کی وجہ سے اسے پھانسی دینے کا حکم جاری کیا۔ جب برصیصا کو سولی پر لٹکایا گیا تو شیطان اسی شکل میں اس کے پاس آ گیا اور آ کر کہا تیرا کیسا حال؟ برصیصا نے کہا کہ جو برے ساتھی کی فرمانبرداری کرتا ہے اس کا انجام اسی طرح ہوتا ہے۔

شیطان نے کہا کہ میں دو سو بیس سال سے تیری وجہ سے مصیبت میں تھا اور آج میں نے تجھے پھانسی پر چڑھایا ہے۔

اگر تو چاہتا ہے تو میں اب بھی تجھ کو بچا سکتا ہوں۔ برصیصا نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ میں کسی طریقہ سے بچ جاؤں۔ شیطان نے کہا کہ مجھے ایک سجدہ کرو برصیصا نے کہا میں لکڑی پر سجدہ کرنے کی طاقت نہیں رکھتا شیطان نے کہا کہ اشارہ کے ساتھ مجھے سجدہ کرو۔ برصیصا نے اشارہ سے اسے سجدہ کیا اور اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ کفر کیا اور وہ دنیا سے بے ایمان ہو کر رخصت ہوا۔ نعوذ باللہ تعالیٰ (حیاۃ القلوب)

آیت کا شانِ نزول

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صحابہ کرام کی دعوت کی۔ اس میں ان کو کھانا اور شراب پیش کی یہ اس زمانے کی بات ہے جب شراب کا پینا جائز تھا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کھانا کھایا اور شراب کو پیا جب ان پر نشہ کی کیفیت طاری ہو گئی تو اسی دوران مغرب کی نماز کا وقت ہو گیا صحابہ کرام نے ایک آدمی کو آگے کر دیا تا کہ وہ ان کو نماز پڑھائے تو اس نے قرات کرتے ہوئے پڑھا قل یایھا الکافرون اعبد ما تعبدون وانتم عابدون ما اعبد یعنی ان کلمات کو بغیر ''لا'' کے پڑھا تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ (لا تقربوا الصلوٰۃ وانتم سکاری) ''تم نشے کی حالت میں نماز کے قریب نہ جاؤ۔''

پھر صحابہ کرام نماز کے اوقات کے دوران شراب نہیں پیتے تھے۔ جب وہ عشاء کی نماز پڑھ لیتے تو شراب پیتے اور وہ صبح نہیں کرتے تھے۔ مگر ان کا نشہ ختم ہو چکا ہوتا تھا اور وہ

جانتے جو کچھ کہتے تو پھر شراب کی حرمت میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

(انما الخمر والمیسر)......الخ

(لا تقربوا الصلوٰۃ) "نماز کے قریب نہ جاؤ" کا معنی یہ ہے کہ تم نماز کیلئے نہ اکٹھے ہو اور نہ کھڑے ہو اور نشے کی حالت میں نماز سے کنارہ کشی اختیار کرو جیسے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "اپنی مساجد اپنے بچوں اور اپنے پاگلوں سے بچاؤ۔"

(تفسیر کشاف)

تفسیر کشاف کی تصریح

جب شراب کی حرمت نازل ہوئی تو صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ان بھائیوں کا کیا حال ہوگا جو فوت ہو گئے اور مرنے سے پہلے وہ شراب پیتے تھے اور جوا کا مال کھاتے تھے۔ چنانچہ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ (اذا ماتقوا وامنوا وعملو الصالحات ثم اتقوا وامنوا ثم اتقوا واحسنوا) "الآیۃ"

"جب وہ ڈرے اور وہ ایمان لائے اور نیک عمل کئے پھر وہ ڈرے اور ایمان لائے پھر وہ ڈرے اور نیکی کی۔"

یعنی ان ایمان داروں پر کوئی گناہ نہیں۔ کسی چیز کے بارے میں بھی جو مباح چیزوں میں سے انہوں نے کھایا جب کہ وہ حرام کردہ اشیاء سے بچتے رہے پھر وہ ڈرے اور ایمان لائے پھر انہوں نے پرہیزگاری اختیار کی اور نیکی کا کام کیا معنی یہ ہے کہ وہ اسی صفت پر تھے ان کی تعریف کرتے ہوئے احسان، ایمان اور تقویٰ کے بارے میں ان کے احوال کی توصیف بیان کرتے ہوئے اس کی مثال یہ ہے کہ اگر کہا جائے کہ زید نے جو کچھ کیا اس پر گناہ ہے اور تو جانتا ہے کہ یہ امر مباح ہے پس تو کہے کہ امر مباح کے بارے میں کسی پر گناہ نہیں ہے۔ جبکہ وہ محارم سے بچے تو وہ نیکی کرنے والا مومن ہے تو یہ چاہتا ہے کہ زید پرہیزگار مومن احسان کرنے والا ہے تو جو کچھ اس نے کیا اس پر اسکا کوئی مواخذہ نہیں۔

(تفسیر کشاف ملخصا)

جلسہ نمبر ۱۸

حسد کی مذمت کا بیان

آیت مبارکہ: واتل علیھم نبا ابنی ادم بالحق اذ قربا قرباناً فتقبل من احدھما ولم یتقبل من الاخر قال لاقتلنک قال انما یتقبل اللہ من المتقین ٥ (المائدہ ۲۷)

ترجمہ: اور انہیں پڑھ کر سناؤ آدم کے دو بیٹوں کی سچی خبر۔ جب دونوں نے ایک ایک نیاز پیش کی تو ایک کی قبول ہوئی اور دوسرے کی نہ قبول ہوئی بولا قسم ہے میں تجھے قتل کر دوں گا کہا اللہ اسی سے قبول کرتا ہے جسے ڈر ہے۔

جلسہ نمبر ۱۸

حسد کی برائی کا بیان

آیت کی تفسیر

(واتل علیھم نبا ابنی آدم) ''اور آپ ان پر حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں کی خبر پڑھیں۔'' یعنی قابیل اور ھابیل۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی طرف وحی نازل فرمائی کہ ان دونوں سگے بہن بھائیوں کا دوسرے جڑواں بہن بھائیوں کے ساتھ نکاح کرے۔ ان میں سے قابیل ناراض ہو گیا کیونکہ اس کے ساتھ پیدا ہونے والی بہن خوبصورت تھی۔

حضرت آدم علیہ السلام نے قابیل اور ھابیل دونوں سے کہا کہ تم قربانی کرو۔ تم میں سے جس کی قربانی قبول ہو گی وہ اس کے ساتھ نکاح کرے گا چنانچہ ہابیل کی قربانی منظور ہوئی بایں طور کہ آسمان سے آگ اتری اور اسکی قربانی کو کھا گئی اس سے قابیل کی ناراضگی اور زیادہ ہو گئی اور اس نے جو کچھ کرنا تھا کیا۔

(بالحق) ''حق کے ساتھ''

اس کلمہ کی نحوی تحقیق

۱۔ یہ مصدر محذوف کی صفت ہے یعنی تلاوۃ متلبسۃ بالحق۔

۲۔ یہ اتل کی ضمیر سے حال ہے یا نبا ابنی آدم سے حال ہے۔

معنی یہ ہے کہ ملتبساً بالصدق ''سچ کے ساتھ ملنے والا۔''

موافقاً لما فی کتب الاولین ''جو کچھ پہلی کتابوں میں ہے اس کے موافق۔

(اذ قربا قرباناً) ''جب ان دونوں نے قربانی کی۔

نحوی تحقیق: (۱) یہ مفعول فیہ ہے نباء کیلئے۔

(۲) یا اس سے حال ہے۔

(۳) یا مضاف محذوف سے بدل ہے۔

معنی یہ ہے کہ آپ ان پر ان دونوں (قابیل وھابیل) کی خبر اس وقت کی نبر پڑھیں۔

نوٹ

قابیل کاشت کاری کرتا تھا اور اس نے اپنی طرف سے گندم کا ڈھیر قربانی کیلئے رکھا جب کہ ہابیل مال مویشی والا تھا اس نے ایک موٹی بکری قربان کی۔

(فتقبل من احدھما ولم یتقبل من الآخر) ''پس ان دو میں سے ایک کی قربانی قبول کی گئی اور دوسرے کی طرف سے قبول نہیں کی گئی۔''

اس لئے کہ اس (قابیل) نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اور قربانی کرنے کیلئے نیت کو خالص نہ کیا۔ جبکہ ھابیل نے جو کچھ بھی اس کے پاس تھا۔ اس کو حسن نیت کے ساتھ کیا۔

(قال لاقتلنک) ''(قابیل) نے (ھابیل) سے کہا کہ میں تجھے ضرور ضرور قتل کروں گا۔

یعنی قابیل نے ھابیل کی قربانی کے قبول ہونے پر حسد کی وجہ سے اس کو قتل کی دھمکی دی۔ اس وجہ سے ھابیل نے قابیل کے جواب میں کہا۔

(قال انما یتقبل اللہ المتقین) (ھابیل) نے کہا کہ بے شک اللہ تعالیٰ پرہیزگاری (قربانی) قبول فرماتا ہے۔

ھابیل نے قابیل سے کہا کہ تو نے پرہیزگاری کو ترک کرتے ہوئے اپنی وجہ سے یہ قربانی کی ہے نا کہ میری وجہ سے لہٰذا تو مجھے قتل کیوں کرے گا؟

فائدہ

اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ حسد کرنے والا اپنی محرومی کو اپنی کوتاہی کی وجہ سے سمجھے اور اس چیز کے حاصل کرنے میں کوشش کرے جس سے محسو (یعنی جس کے ساتھ حسد کیا گیا) محفوظ رہے۔ تاکہ اپنے حصہ کو زائل کرنے میں کوشش کرے کیونکہ یہ بات اس کیلئے نقصان دہ ہے تاکہ نفع مند اور عبادت صرف اور صرف مومن پرہیزگار سے قبول کی

جاتی ہے۔ (تفسیر بیضاوی از قاضی بیضاوی)

درود اور مقربین کا ساتھ

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں جبرائیل علیہ السلام سے ملا۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ میں آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک خوش خبری سناتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم جو آپ پر سلام پڑھے میں اس پر سلامتی بھیجتا ہوں اور جو آپ پر درود شریف پڑھے میں اس پر رحمت کرتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے اللّٰھم صل علی محمد (اے اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت بھیج) کہا۔ اے اللہ قیامت کے دن میں اس شخص کو مقربین کے مرتبہ میں جگہ دوں گا اور قیامت کے دن اس کیلئے میری شفاعت لازم ہو چکی ہے۔ (شفا شریف از قاضی بیضاوی)

قولہ (ابنی آدم) ''آدم علیہ السلام کے دو بیٹے''

اس بارے میں بھی کہا گیا کہ ان دو سے حضرت آدم علیہ السلام کے صلبی بیٹے مراد نہیں بلکہ اس سے مراد بنی اسرائیل کے دو آدمی ہیں۔ اسی وجہ سے ان کے حق میں کہا گیا (من اجل ذلک کتبنا علی بنی اسرائیل انه من قتل نفسا) ۵/۲۳

''اس سبب سے ہم نے بنی اسرائیل پر لکھ دیا کہ جس نے کوئی جان قتل کی۔''

(کنز الایمان ص۱۶۲)

لیکن صحیح وہی ہے جو جمہور مفسرین کا موقف ہے کہ ان دو سے مراد حضرت آدم علیہ السلام کے صلبی بیٹے ہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان دلالت کرتا ہے۔ (فبعث اللہ غراباً) ''اللہ تعالیٰ نے کوا بھیجا۔'' اس لئے کہ قاتل کو علم نہیں تھا کہ وہ مقتول کے ساتھ کیا کرے یہاں تک اس نے کوے کے فعل سے جان لیا۔ (تفسیر خازن)

''دونوں بھائیوں کی قربانی''

ھابیل نے اپنی بکریوں میں سے ایک خوبصورت بکری کو قربان کرنے کا ارادہ کیا اور اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی رضا تھی۔ جب کہ قابیل نے گندم کا ایک گٹھا قربان کیا۔ دونوں نے پہاڑ پر اپنی اپنی قربانی رکھ دی پھر حضرت سیدنا آدم علیہ السلام نے بیت اللہ

شریف کی زیارت کیلئے مکہ مکرمہ کی طرف متوجہ ہو کر دعا کی اور اسی دوران وہ ان سے غائب ہو گئے۔ چنانچہ قابیل نے ھابیل کا قصد کیااور وہ اپنی بکریوں میں موجود تھا قابیل نے وہاں پہنچ کر ھابیل سے کہا کہ میں تجھے قتل کروں گا ہابیل نے کہا کہ تو مجھے کیوں قتل کرے گا؟ قابیل نے کہا (اس لئے کہ) اللہ تعالیٰ نے تیری قربانی کو قبول فرمالیا ہے اور میری قربانی کو رد کر دیا ہے اور تو چاہتا ہے کہ میری خوبصورت بہن کے ساتھ نکاح کرے اور میں تیری بدصورت بہن کے ساتھ نکاح کروں اور لوگ کہیں گے کہ تو (ھابیل) مجھ (قابیل) سے بہتر ہے اور تیری اولاد میری اولاد پر فخر کرے گی۔ (تفسیر خازن)

تاریخی پس منظر

محمد ابن اسحاق نے بعض اہل علم سے پہلی کتابوں میں سے نقل کیا کہ بے شک حضرت آدم علیہ السلام نے جنت میں لغزش تک پہنچنے سے پہلے حضرت حوا علیہا السلام کے ساتھ جماع کیا چنانچہ وہ قابیل اور اسکی بہن (اقلیما) کے ساتھ حاملہ ہوئیں اس دوران حضرت حوا علیہا السلام کو نہ حاملہ عورتوں کی طرح خواہش ہوئی نہ کوئی درد ہوا' نہ ہی دردزہ کی تکلیف ہوئی اور نہ ہی آپ نے بیٹے بیٹی کو جنم دیتے وقت کوئی خون دیکھا۔

جب حضرت آدم اور حضرت حوا علیہا السلام کو زمین پر اتار دیا گیا تو حضرت ابو البشر نے حضرت حوا کے ساتھ جماع کیا اس وقت آپ ھابیل اوراس کی جڑواں بہن (لیوذا) کے ساتھ حاملہ ہوئیں اس دوران آپ کو حاملہ عورتوں کی طرح خواہش ہوئی درد بھی محسوس کیا' دردزہ کی تکلیف ہوئی اور ان دونوں کو جنم دیتے وقت خون دیکھا۔

اس دوران ہر مرد اپنی اس بہن کے ساتھ نکاح کر سکتا تھا۔ جو اسکی جڑواں بہن نہ ہو۔ جب قابیل اور ھابیل جوان ہوئے ان دونوں کے درمیان دو سال کا وقفہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو حکم دیا کہ آپ قابیل کا لیوذا کے ساتھ اور ھابیل کا اقلیم اخت قابیل کے ساتھ نکاح کر دیں اقلیما حسن و جمال میں لیوذا سے زیادہ تھی۔ جب آدم علیہ السلام تک یہ حکم پہنچا تو ھابیل نے آپ کی بات پر رضامندی کا اظہار کیا۔ جب کہ قابیل ناراض ہو گیا اور کہا کہ اقلیما میری بہن ہے۔ میں اس کا زیادہ حقدار ہوں اور ہم دونوں اس زمانے کی اولاد ہیں۔ جب ہمارے والدین جنت میں تھے جب کہ ھابیل اور لیوذا کی پیدائش زمین پر ہوئی۔ (آخر قصہ تک) (تفسیر خازن)

چالیس بیٹے بیٹیاں

بعض روایات میں ذکر کیا گیا حضرت حوا علیہا السلام نے حضرت آدم علیہ السلام کیلئے ہر پیٹ سے جڑواں بیٹا اور بیٹی جنم دی تو انہوں نے بیس دفعہ حاملہ ہو کر چالیس بیٹے بیٹیاں جنم دیں ان میں سے سب سے پہلے قابیل اور ان کی جڑواں بہن اقلیما پیدا ہوئے اور سب سے آخر میں عبدالمغیث اور امۃ المغیث پیدا ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں برکت عطا فرمائی۔ چنانچہ

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کے اس دار فانی سے پردہ فرمانے سے پہلے تک آپ کے بیٹوں اور پوتوں کی تعداد چالیس ہزار (۴۰،۰۰۰) تک پہنچ چکی تھی۔

تفسیر خازن کی وضاحت

مورخین نے قابیل اور ھابیل کی ولادت کے بارے اختلاف کیا ہے۔ بعض نے کہا کہ حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت حواء کے ساتھ زمین کی طرف اترنے کے سو سال بعد جماع کیا تو حضرت حوا نے ایک ہی پیٹ سے قابیل اور اسکی جڑواں بہن اقلیما کو جنم دیا۔ پھر دوسری بار حاملہ ہونے کے بعد ھابیل اور اس کی جڑواں بہن لیوذا کو جنم دیا۔ (تفسیر خازن)

قتل کرنے کا طریقہ

ابن جریج نے کہا کہ جب قابیل نے ھابیل کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تو وہ قتل کرنے کا طریقہ نہیں جانتا تھا۔ شیطان لعنتی نے انسانی صورت اختیار کی اور اس نے ایک پرندہ کو پکڑ کر اس کا سر ایک پتھر کے اوپر رکھا اور ایک دوسرا پتھر اوپر سے اس کے سر پر مارا۔ قابیل یہ سارا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔ چنانچہ اس نے شیطان سے قتل کرنے کا طریقہ سیکھ لیا اور اس نے اسی طرح کیا جس طرح اس نے شیطان کو کرتے دیکھا تھا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ جب قابیل نے ھابیل کو قتل کیا تو وہ سویا ہوا تھا۔

ھابیل کہاں قتل ہوا؟

ھابیل کو کس جگہ قتل کیا گیا اس بارے تین مختلف روایتیں ہیں۔

۱۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ھابیل کو جبل ثور پر قتل کیا گیا۔

۲۔ جبل حراء کے پیچھے قتل کیا گیا۔

۳۔ بصرہ میں بڑی مسجد کے مقام پر ھابیل کو قتل کیا گیا۔ (تفسیر خازن)

جسم کا سیاہ ہو جانا

جب قابیل نے ھابیل کو قتل کیا تو اپنے اس برے فعل پر شرمندہ ہوا اس لئے کہ اسے اس معاملہ میں بڑی حیرانگی تھی اور قابیل نے ھابیل کی لاش کو ایک سال یا اس سے زیادہ اپنے کندھے پر اٹھائے رکھا اور اس کے قتل کا طریقہ کوے سے سیکھنے کی وجہ سے قابیل کا رنگ سیاہ ہو گیا اور اسکے والد (حضرت آدم علیہ السلام) اس سے بیزار ہو گئے کیونکہ روایت میں ہے کہ جب قابیل نے ھابیل کو قتل کیا تو اس کا رنگ سیاہ ہو گیا۔ جب آدم علیہ السلام نے قابیل سے اس کے بھائی ھابیل کے بارے پوچھا تو اس نے کہا کہ مجھے کوئی علم نہیں۔ اس پر حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا بلکہ تو نے اس کو قتل کیا ہے اسی وجہ سے تیرا جسم سیاہ ہو گیا ہے۔ چنانچہ قابیل کے والد اس سے بیزار ہو گئے اس کے بعد حضرت آدم علیہ السلام ایک سو سال تک زندہ ہے اور کبھی آپ مسکرائے نہیں اس وجہ سے جو کام بھی کرتا اس کو کامیابی نہ ہوتی۔ (قاضی بیضاوی)

سب سے پہلا مشرک

قابیل قتل کرنے کے بعد ملک یمن میں عدن شہر کی طرف چلا گیا لعنتی شیطان وہاں اس کے پاس پہنچ گیا اور کہا کہ تم جانتے ہو۔ آگ نے ھابیل کی قربانی کو کیوں کھایا؟ اور تیری قربانی کو چھوڑ دیا اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ آگ کی پوجا کرتا تھا۔ (اس وجہ سے اس کی قربانی منظور ہوئی) اگر تو چاہتا ہے کہ تیری قربانی قبول ہو تو تو بھی اسی طرح کر جس طرح اس نے کیا چنانچہ اس نے ایسے ہی کیا قابیل وہ پہلا شخص ہے جس نے آلات لہو ولعب کو اختیار کیا شراب پینے، بتوں کی عبادت کرنے، زنا اور اس کے علاوہ بے حیائی کے کاموں کے کرنے کی وجہ سے گناہوں میں مشغول ہوا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو طوفان نوح میں غرق کر دیا اور جس نے اس طرح کے برے کاموں کا ارتکاب کیا تو اس کا حشر قیامت

کے دن قابیل اور اسکی اولاد کے ساتھ ہوگا۔ (رونق المجالس)

سب سے پہلا قاتل

حدیث شریف میں ہے "لاتقتل نفس ظلما الا وعلی قابیل کفل" ناحق کسی جان کو قتل نہیں کیا جائے گا مگر اس کا گناہ قابیل پر ہے یعنی اس خون کے گناہ کا حصہ کیونکہ قابیل ہی وہ پہلا شخص ہے جس نے قتل کا طریقہ ایجاد کیا۔ اسی طرح کہا گیا کہ آسمانوں میں سب سے پہلے جس نے حسد کیا وہ لعنتی شیطان ہے پھر یہ سلسلہ جاری ہوگیا اور زمین میں سب سے پہلے جس شخص نے حسد کیا وہ قابیل ہے کیونکہ اس نے اپنے بھائی ھابیل کے ساتھ حسد کیا پھر یہ سلسلہ جاری ہوگیا اور عقلمند آدمی کیلئے ان دونوں یعنی شیطان اور قابیل کے حال سے نصیحت حاصل کرنا کافی ہے۔

اللہ دشمن ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا بہترین دشمن ہے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون لوگ ہیں؟ حضور نے فرمایا جو لوگوں کے ساتھ حسد کرتے ہیں ان نعمتوں پر جو ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے عطا فرمائی ہیں۔

برائیوں کی جڑ تین چیزیں

بعض حکماء نے فرمایا کہ تمام برائیوں کی جڑ تین چیزیں ہیں۔
(۱) حسد، (۲) حرص، (۳) تکبر

(۱) بحرحال تکبر اس کی بنیاد شیطان نے رکھی۔ بایں طور کہ غرور کیا اور سجدہ سے انکار کیا جس کی وجہ سے وہ لعنتی ہوا۔

(۲) بحرحال حرص، یہ حضرت آدم علیہ السلام میں تھا، اس طرح کہ آپ کیلئے کہا گیا کہ جنت کی ہر ایک چیز آپ کیلئے جائز ہے سوائے ایک درخت کے تو حرص نے اس شجرہ ممنوعہ کے کھانے پر آپ کو برانگیختہ کیا چنانچہ آپ جنت سے باہر نکالے گئے۔

(۳) بحرحال حسد، اس کی بنیاد قابیل نے رکھی۔ اس طور پر کہ اس نے اپنے بھائی ھابیل کو قتل کیا اور اس کے ساتھ حسد کرنے کی وجہ سے کافر ہوگیا۔

جن کی دعا قبول نہیں ہوتی

اسی طرح فقیہ ابولیث سمرقندی رحمتہ اللہ نے فرمایا کہ تین آدمیوں کی دعا قبول نہیں ہوتی۔

(۱) حرام کھانے والا (۲) غیبت کرنے والا (۳) جس کے دل میں مسلمانوں کیلئے کھوٹ ہو یا وہ مسلمانوں کے ساتھ حسد رکھتا ہو۔

غصہ اور وضو

عطیہ بن عوزہ سعدہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "بے شک غصہ شیطان سے ہے اور شیطان کو آگ سے پیدا کیا گیا ہے اور پانی کے ساتھ آگ بجھ جاتی ہے پس جب تم میں سے کسی ایک کو غصہ آئے تو وہ وضو کرے۔

غصہ کے لحاظ سے بہتر شخص

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کچھ وہ لوگ ہیں جن کو جلدی غصہ آتا ہے اور جلدی ختم ہو جاتا ہے اور تم میں سے کچھ ایسے لوگ ہیں کہ جن کو جلدی غصہ آتا ہے اور دیر سے ختم ہوتا ہے تم میں سے بہترین وہ شخص ہے جس کو دیر کے ساتھ غصہ آئے اور جلدی ختم ہو جائے اور تم میں سے بدترین وہ ہے جس کو جلدی غصہ آئے اور دیر سے ختم ہو۔ (زبدۃ الواعظین)

حاسدین کیلئے آٹھ مصیبتیں اور انکے دلائل

فائدہ: حاسد کیلئے آٹھ آفات ہیں۔

۱- حسد کرنے والے کی عبادت باطل اور بیکار ہو جاتی ہے۔

دلیل: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اپنے آپکو حسد کرنے سے بچاؤ۔ کیونکہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑی اور روٹی کو کھا جاتی ہے یا حسد حاسد کو کفر تک پہنچا دیتا ہے۔

۲- حسد گناہ کے کام کی طرف ابھارتا ہے اس لئے کہ عام طور پر حسد غیبت‘ جھوٹ اور گالی گلوچ سے خالی نہیں ہوتا اسی طرح دوسرے کو مصیبت میں دیکھ کر خوش ہونے سے بھی

خالی نہیں ہوتا۔ (طبرانی)

دلیل: حضرت ضمرہ بن ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگ ہمیشہ بھلائی میں رہتے اگر وہ حسد نہ کریں۔

۳- حاسد شفاعت سے محروم ہے۔ (طبرانی)

دلیل: حضرت عبداللہ بن بشر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حاسد' چغل خور' کاہن اور بددیانت ہم میں سے نہیں۔ پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی۔ والذین یوذون المومنین والمومنات بغیر مااکتسبوا فقد احتملوا بھتانا واثما مبیناً۔۳۳/۵۸

اور جو ایمان والے مردوں اور عورتوں کو بے کئے ستاتے ہیں۔ انہوں نے بہتان اور کھلا گناہ اپنے سر لیا۔ (کنز الایمان ص ۶۱۳)

۴- حاسد کا آگ میں داخل ہونا۔

دلیل: حضرت عبداللہ ابن عمر اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چھ آدمی چھ باتوں کی وجہ سے حساب و کتاب سے پہلے دوزخ میں داخل ہوں گے عرض کیا گیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا۔

(۱) امراء ظلم کی وجہ سے (۲) اہل عرب عصبیت (کسی کی طرف داری کر کے لڑنا' حق کو طلب کرنے کے بغیر) کی وجہ سے (۳) دہقان تکبر کے سبب سے (۴) تاجر خیانت کے سبب سے (۵) دیہات والے جہالت کی وجہ سے اور (۶) علماء حسد کی وجہ سے حسد اپنے علاوہ دوسرے کو نقصان دینے تک پہنچاتا ہے۔

دلیل: اللہ تعالیٰ نے حاسد کے شر سے پناہ مانگنے کا حکم دیا جس طرح کہ ہمیں شیطان رجیم کے شر سے پناہ مانگنے کا حکم فرمایا جیسے فرمانِ خدا: ومن شر حاسد اذا حسد۔ ۵/۱۱۳

اور حسد والے کے شر سے جب وہ مجھ سے جلے۔ (کنز الایمان ص ۱۷)

نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم حاجت کے پورے ہونے کیلئے پوشیدہ طور پر مدد مانگو۔ کیونکہ ہر نعمت والے سے حسد کیا جاتا ہے۔

۶- حاسد بے فائدہ غم اور رنج اٹھاتا ہے بلکہ اسے گناہ اور بوجھ اٹھانا پڑتا ہے۔

دلیل: حضرت ابن سماک رحمتہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے ایسا کوئی ظالم نہیں دیکھا۔ جو حسد کی وجہ سے مظلوم کے مشابہ ہو۔ نفس اس کا برائی کرتا ہے عقل غمگین رہتی ہے اور غم اسے لازم رہتا ہے۔

۷۔ حسد کرنے والا حسد کی وجہ سے دل کا اندھا ہو جاتا ہے یہاں تک کہ قریب ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے احکامات سے کسی حکم کو بھی نہ سمجھ سکے۔

دلیل: حضرت سفیان فرماتے ہیں "لا تکن حاسداً تکن سریع الفھم" حاسد نہ بن بلکہ زود فہم بن۔

۸۔ حسد کرنے والے کا مقدر محرومی اور رسوائی ہوتی ہے قریب نہیں کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکے اور اپنے دشمن پر فتح و نصرت حاصل کر سکے۔

دلیل: چنانچہ کہا گیا کہ حسد کرنے والا سردار اور پیشوا نہیں ہو سکتا۔ (طریقہ محمدیہ)

جلسہ نمبر ۱۹

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا سے آسمان سے دسترخوان کے اترنے کا بیان

آیت مبارکہ: واذا وحیت الی الحوارین ان امنوا بی وبرسولی قالوا امنا واشهد باننا مسلمون٥ اذ قال الحواریون یا عیسیٰ ابن مریم هل یستطیع ربک ان ینزل علینا مائدۃً من السمآء قال اتقوا الله ان کنتم مومنین٥ قالوا نرید ان ناکل منها وتطمئن قلوبنا ونعلم ان قد صدقتنا ونکون علیها من الشاهدین٥ قال عیسیٰ ابن مریم ربنا انزل علینا مائدة من السمآء تکون لنا عیداً لاولنا واخرنا وآیةً منک وارزقنا وانت خیر الرازقین٥ قال الله انی منزلها علیکم فمن یکفر بعد منکم فانی اعذبه عذاباً لا اعذبه احداً من العالمین ٥ (المائدہ ۱۱۱،۱۱۲،۱۱۳،۱۱۴،۱۱۵)

ترجمہ: اور جب میں نے حواریوں کے دل میں ڈالا کہ مجھ پر اور میرے رسولوں پر ایمان لاؤ بولے ہم ایمان لائے اور گواہ رہ کہ ہم مسلمان ہیں۔ جب حواریوں نے کہا اے عیسیٰ ابن مریم کیا تمہارا رب ایسا کرے گا کہ ہم پر آسمان سے ایک خوان اتارے کہا اللہ سے ڈرو اگر ایمان رکھتے ہو۔ بولے ہم چاہتے ہیں کہ اس میں سے کھائیں اور ہمارے دل ٹھہریں اور ہم آنکھوں سے دیکھ لیں کہ آپ نے ہم سے سچ فرمایا اور ہم اس پر گواہ ہو جائیں عیسیٰ ابن مریم

نے عرض کی اے ہمارے رب ہم پر آسمان سے ایک خوان اتار کہ وہ ہمارے لئے عید ہو ہمارے اگلے پچھلوں کی اور تیری طرف سے نشانی اور ہمیں رزق دے اور تو سب سے بہتر روزی دینے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں اسے تم پر اتارتا ہوں پھر اب جو تم میں کفر کرے گا تو بیشک میں اسے وہ عذاب دوں گا کہ سارے میں کسی پر نہ کروں گا۔

جلسہ نمبر۱۹

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دعا کرنے کی وجہ سے دسترخوان کا اترنا

آیت کی تفسیر

(واذ اوحیت الی الحواریین) ۱۱۱/۵

''اور جب میں نے حواریوں کے دل میں ڈالا۔'' کنز الایمان ص۱۸۱

یعنی میں نے ان کو اپنے رسولوں کی زبانی حکم دیا۔

(ان امنوا بی وبرسولی) ۱۱۱/۵

''کہ مجھ پر اور میرے رسولوں پر ایمان لاؤ۔'' (کنز الایمان ص۱۸۱)

جائز ہے کہ ان مصدر یہ ہو اور یہ بھی جائز ہے کہ ان تفسیر یہ ہو۔

(قالوا امنا واشهد باننا مسلمون) ۱۱۱/۵

''بولے ہم ایمان لائے اور گواہ رہ کہ ہم مسلمان ہیں'' (کنز الایمان ص۱۸۱)

یعنی ہم مخلص ہیں۔

(اذ قال الحواریون یا عیسیٰ ابن مریم) ۱۱۲/۵

''جب حواریوں نے کہا اے عیسیٰ ابن مریم'' کنز الایمان ص۱۸۱

(عیسیٰ ابن مریم) یہ اذکر کا مفعول بہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

یا قالوا کا مفعول فیہ ہونے کی وجہ سے اس پر نصب ہے۔

یہ اس بات پر تنبیہ ہے کہ ان کے اس قول کے ساتھ اخلاص کا دعویٰ بھی ہے۔

(ھل یستطیع ربک ان ینزل علینا مائدۃ من السماء) ۱۱۲/۵

''کیا آپ کا رب ایسا کرے گا کہ ہم پر آسمان سے ایک خوان اتارے''

کنز الایمان ص ۱۸۲

نہیں ہوگی اس کے بعد تحقیق اور معرفت کا استحکام۔ نیز کہا گیا کہ استطاعت سے مراد وہ استطاعت ہے جس کا تقاضہ حکمت اور ارادہ کرتا ہے تا کہ وہ استطاعت جس کا تقاضہ قدرت کرتی ہے۔

اور یہ بھی کہا گیا کہ اس کا معنی ہے کہ آپ کا رب طاقت رکھتا ہے؟ یعنی آپ کی دعا کو قبول کرتا ہے اور یہاں پر استطاع' اطاع کے معنی میں ہے جیسا کہ استجاب اجاب کے معنی میں ہوتا ہے۔

(قال اتقوا اللہ) ۱۱۲/۵

''کہا اللہ سے ڈرو'' کنز الایمان ص ۱۸۲

یعنی اس قسم کا سوال کرنے سے

(ان کنتم مومنین) ۱۱۲/۵

''اگر ایمان رکھتے ہو'' کنز الایمان ص ۱۸۲

یعنی اس کی قدرت کے کامل ہونے اور میری نبوت پر (ایمان رکھتے ہو) یا اپنے دعویٰ ایمان میں تم سچے ہو۔

(قالوا نرید ان ناکل منھا) ۱۱۳/۵

''بولے ہم چاہتے ہیں کہ اس میں سے کھائیں۔'' کنز الایمان ص ۱۸۲

یہ ان کے عذر کی تمہید یا سوال کرنے کے دعویٰ کا بیان ہے۔

(وتطمئن قلوبنا) ۱۱۳/۵

''اور ہمارے دل ٹھہریں''

اس کے کمال قدرت کی وجہ سے ہم علم الیقین کو عین الیقین کے ساتھ ملانا چاہتے ہیں۔

(ونعلم ان قد صدقتنا) ۱۱۳/۵

''اور ہم آنکھوں دیکھ لیں کہ آپ نے ہم سے سچ فرمایا'' کنز الایمان ص ۱۸۲

یعنی نبوت کا دعویٰ کرنے میں اور یہ کہ بے شک اللہ تعالیٰ ہماری دعاؤں کو قبول فرماتا

ہے۔

(ونکون علیھا من الشاھدین) ۱۱۳/۵

"اور ہم اس پر گواہ ہو جائیں۔" کنز الایمان ص۱۸۲

جب ہم آپ سے گواہی طلب کریں یا دیکھ کر گواہی دینے والے ہو جائیں نا کہ صرف بھلائی کی بات سننے والے رہ جائیں۔

(قال عیسیٰ ابن مریم ربنا انزل علینا مائدۃ من السماء تکون لنا عیداً) ۱۱۴/۵

"عیسیٰ بن مریم نے عرض کی اے اللہ اے رب ہمارے ہم پر آسمان سے ایک خوان اتار کہ وہ ہمارے لئے عید ہو۔" (کنز الایمان ص۱۸۲)

یعنی اس دسترخوان کے اترنے کا دن ہمارے لئے عید بن جائے تاکہ ہم اس کی تعظیم کریں اور یہ بھی کہا گیا کہ عید کا معنی ہوتا ہے لوٹ کر آنے والی خوشی اور عید کے دن کو بھی عید اس لئے کہتے ہیں کہ وہ ہر سال لوٹ کر آتا ہے۔

(لاولنا و آخرنا) ۱۱۴/۵

"ہمارے اگلے پچھلوں کی۔" (کنز الایمان ص۱۸۲)

یہ لنا سے بدل ہے عامل کے اعادہ کی وجہ سے یعنی ہمارے پہلوں اور بعد میں آنے والوں کیلئے عید ہو۔ (از مولانا نعیم الدین مراد آبادی رحمہ اللہ تعالیٰ)

(وآیۃ منک) (ایضاً)

"اور تیری طرف سے نشانی" (ایضاً)

آیۃً کا عطف عیداً پر منک یہ اس کی صفت ہے۔ یعنی آپ کی طرف سے ایسی نشانی ہو جو تیری قدرت اور میری نبوت پر کامل دلیل ہو۔

(وارزقنا وانت خیر الرازقین) ۱۱۴/۵

"اور ہمیں رزق دے اور تو سب سے بہتر روزی دینے والا" کنز الایمان ص۱۸۲

تو ہمیں دسترخواں اور اس پر شکر کرنے کی توفیق عطا فرما۔ یعنی خیر وہی ہے جو وہ عطا فرمائے اس لئے کہ رزق کا پیدا کرنے والا وہی ہے۔

(قال اللہ انی منزلھا علیکم) ۱۱۵/۵

"اللہ نے فرمایا کہ میں اسے تم پر اتارتا ہوں۔" کنز الایمان ص ۱۸۲

یعنی تمہارے سوال کو پورا کرتے ہوئے۔

(فمن یکفر بعدمنکم فانی اعذبہ عذابا) ۱۱۵/۵

پھر اب جو تم میں کفر کرے گا تو بے شک میں اسے وہ عذاب دوں گا۔ یعنی عذاب دینا۔ (کنز الایمان ص ۱۸۲)

(لا اعذبہ احداً من العالمین) ۱۱۵/۵

"کہ سارے جہان میں کسی پر نہ کروں گا۔" کنز الایمان ص ۱۸۲

لا اعذبہ میں (ہ) ضمیر کا مرجع مصدر ہے یا عذاب ہے۔

ان کے زمانے کے جہان والے یا مطلقاً سب جان والے۔

(تفسیر بیضاوی از قاضی بیضاوی)

تین حقیر اشیاء

احادیث میں ذکر کیا گیا کہ تین چیزیں ایسی ہیں جن کی اللہ تعالیٰ کے ہاں حیثیت ایک مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں ہے۔

۱- ایسی نماز جو بغیر خشوع اور خضوع کے پڑھی جائے۔

۲- غفلت کے ساتھ ذکر کرنا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ غافل کے دل کی دعا کو قبول نہیں فرماتا۔

۳- نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و حرمت کے بغیر آپ کی ذات پر درود شریف پڑھنا اگرچہ وہ قصداً ہی کیوں نہ ہو کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ انما الاعمال بالنیات۔ یعنی اعمال کے ثواب کا دارومدار نیتوں پر ہے۔

(زبدۃ الواعظین)

دستر خواں کا نزول

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں سے فرمایا کہ تم تیس دن روزے رکھو۔ پھر اللہ تعالیٰ سے اس چیز کا سوال کرو جو تم چاہتے ہو اللہ تعالیٰ تمہیں عطا فرمائے گا چنانچہ انہوں نے روزے رکھے۔ جب فارغ ہوئے تو انہوں نے کہا کہ ہم اگر کسی ایک کا کام کرتے تو اس سے پورا

پورا کھانا لیتے۔ پھر انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دسترخواں کا سوال کیا تو فرشتے دسترخواں کو اٹھائے ہوئے حاضر ہوئے اس پر سات چپاتی روٹیاں اور سات مچھلیاں تھیں۔ یہاں تک کہ فرشتوں نے اس دسترخواں کو حواریوں کے سامنے رکھ دیا پس اس سے لوگوں میں سے آخری شخص نے اسی طرح کھایا جس طرح پہلے شخص نے کھایا۔

دسترخواں میں کیا تھا

حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اوندھی کوئی چیز اتری جس کو لے کر فرشتے آسمان اور زمین کے درمیان اڑتے رہے اس پر سوائے گوشت کے ہر قسم کا کھانا تھا۔

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اس پر جنت کے پھلوں میں سے پھل تھے۔

غطیہ عوفی نے کہا کہ آسمان سے ایک مچھلی اتری جس میں ہر چیز کا ذائقہ تھا اس بات میں اختلاف ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دسترخواں کا سوال اپنی ذات کیلئے کیا۔ یا اپنی قوم کیلئے کیا۔ اگرچہ بظاہر آپ نے اس کی نسبت اپنی ذات کی طرف کی ہے۔ لیکن اس کے نزول کے طلب کرنے میں دونوں باتوں کا احتمال ہے۔ (حاکم نیشاپوری)

جب حواریوں نے اس وعید شدید کو سنا۔ یعنی اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان (فمن یکفر بعد منکم فانی اعذبہ) ۱۱۵/۵

"کہ اس کے بعد جو بھی تم سے کفر کرے تو بے شک میں اسے عذاب دوں گا۔

تو وہ اس بات سے خوفزدہ ہوئے کہ کہیں ان میں سے بعض کفر نہ کریں چنانچہ انہوں نے مغفرت طلب کی اور کہا۔ اگر آپ کا یہ ارادہ نہیں تھا تو رب ذوالجلال نے اس کو کیوں اتارا۔

مجاہد اور حسن نے کہا صحیح وہی بات ہے جس پر امت کے جمہور لوگ ہیں کہ تحقیق یہ آیت نازل ہوئی۔

نزول کی کیفیت

جس طرح کہ روایت میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے غسل کیا۔ اون کا لباس زیب تن فرمایا اور دو رکعت نماز ادا فرمائی اپنے سر کو جھکایا آنکھوں کو بند فرمایا دعا کی اور قبول

ہوئی جو کچھ قبول ہوا اچانک دو بادلوں کے درمیان ایک دسترخواں اترا۔ ایک بادل اس کے اوپر اور دوسرا بادل اس کے نیچے تھا اور حواری اسے دیکھ رہے تھے۔ یہاں تک کہ وہ ان کے سامنے جا گرا حضرت عیسیٰ علیہ السلام رو پڑے اور فرمایا اللھم اجعلنی من الشکرین۔ یا اللہ مجھے شکر کرنے والوں میں سے بنا۔

اللھم اجعلھا رحمة للعالمین ولا تجعلھا مثلة وعقوبة — یا اللہ اس کو تمام جہان والوں کیلئے رحمت بنا اس کو مثلہ اور سزا نہ بنا۔

پھر آپ کھڑے ہوئے وضو فرمایا نماز پڑھی اور گریہ زاری کی پھر آپ نے حواریوں سے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے عمل کے اعتبار سے حسین و جمیل شخص کھڑا ہو جائے اور اس دسترخواں سے پردہ اٹھائے اس پر اللہ تعالیٰ کا نام پڑھ کر اس سے کھائے۔

پس شمعون نے کہا اے روح اللہ آپ تمام حواریوں کے سردار ہیں اور اس کام کے آپ زیادہ لائق ہیں۔

چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کھڑے ہوئے وضو فرمایا نماز پڑھی اور گریہ زاری کی پھر آپ نے رومال کو اٹھایا اور کہا بسم اللہ خیر الرازقین "اللہ کے نام سے شروع جو بہترین رزق دینے والا" تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک بھنی ہوئی مچھلی ہے جس میں نہ چھلکا ہے نہ کانٹا اور اس سے روغن بہہ رہا ہے اور اس کے سر کی طرف نمک موجود ہے اور اس کے دم کی طرف سرکہ رکھا ہوا ہے اور اس کے اردگرد قسم وقسم کی سبزیاں موجود ہیں سوائے "کراث" کے "کراث" کا معنی ہے بدبودار قسم کی سبزی۔

اور اس دسترخواں پر پانچ چپاتی روٹیاں رکھی ہوئی تھیں۔ ان میں سے ایک کے اوپر زیتون دوسری پر شہد تیسری روٹی پر گھی چوتھی پر پنیر اور پانچویں روٹی پر خشک گوشت کے ٹکڑے تھے۔

خاص قسم کا کھانا

شمعون نے عرض کیا اے روح اللہ یہ دنیا کے کھانوں میں سے ہیں یا آخرت کے کھانوں میں سے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ دنیا اور آخرت میں سے کسی سے نہیں یہ ایک خاص قسم کا کھانا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت عالیہ سے پیدا فرمایا ہے تم بس کھاؤ اور سوال نہ کرو اور رب ذوالجلال کا شکر ادا کرو اللہ تعالیٰ تمہاری امداد فرمائے گا اور

اپنے فضل سے اس میں اضافہ فرمائے گا حواریوں نے کہا کہ اے روح اللہ علیہ السلام آپ اس نشانی کے ساتھ میں ایک اور نشانی دکھائیں۔

مچھلی کی حالت

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مچھلی سے ارشاد فرمایا اے مچھلی تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے زندہ ہو جا۔ چنانچہ اس نے حرکت شروع کر دی پھر آپ نے مچھلی سے ارشاد فرمایا کہ تو اسی طرح ہو جا جس طرح تو پہلے تھی تو وہ مچھلی پہلے کی طرح بھنی ہوئی ہو گئی۔ پھر وہ دسترخوان اوپر چلا گیا اس کے بعد انہوں نے نافرمانی کی اور ان کی صورتیں مسخ ہو کر خنزیر اور بندر بن گئیں چنانچہ کہا گیا کہ ان کی یہ حالت چالیس دن تک رہی۔ وقتاً فوقتاً اس دسترخوان پر فقراء اور امراء چھوٹے اور بڑے اکٹھے ہوتے اور اس میں سے کھاتے یہاں تک کہ جب سایہ ڈھل جاتا تو وہ دسترخوان اوپر کی طرف چلا جاتا اور لوگ اس کے سائے کو دیکھتے رہتے۔

اس دسترخواں سے جس محتاج نے کھایا تو وہ مالدار بن گیا اور جس بیمار نے کھایا وہ تندرست ہو گیا اور کبھی بھی بیمار نہیں ہوا۔

پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ میرے اس دسترخواں کو محتاجوں اور بیماروں کیلئے خاص کر دو اس سے کوئی مالدار اور تندرست نہ کھائے اس سے لوگوں میں شک پیدا ہو گیا چنانچہ ان میں سے بعض کی شکلیں مسخ ہو گئیں اور وہ خنزیر بن گئے وہ چلتے تھے راستوں میں اور کنیسوں یعنی عبادتگاہوں میں اور وہ خشک گھاس میں گندگی کھاتے تھے جب لوگوں نے ان کی یہ حالت دیکھی تو وہ آہ و زاری کرتے ہوئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس حاضر ہوئے اور جن کی شکلیں مسخ ہو گئی تھیں اور ان پر وہ رو رہے تھے۔

جب خنزیروں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا تو وہ رو پڑے اور آپ کے اردگرد چکر لگانے لگے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان میں سے ایک ایک کا نام لے کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرنے لگے وہ لوگ (جو خنزیر بن چکے تھے) روتے تھے اور اپنے سروں کے ساتھ اشارہ کرتے بولنے پر وہ قدرت نہیں رکھتے تھے۔ چنانچہ وہ اسی طرح تین دن تک زندہ رہے اس کے بعد ہلاک ہو گئے۔

عجیب وغریب قصہ

اے برادرانِ اسلام! حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قوم نے آپ سے کھانے کا سوال کیا۔ فرمایا کہ تم روزے کے بعد اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کی بخشش مانگو اور عید کو عید اس لئے کہتے ہیں کہ وہ سال میں دو مرتبہ لوٹ کر آتی ہے۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم رمضان المبارک کے روزے رکھو تو پھر عیدگاہ کی طرف چلے جاؤ۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں سے ارشاد فرماتا ہے کہ اے میرے فرشتو! ہر عمل کرنے والا اپنے کام کو مکمل کرنے کے بعد اجر کا مطالبہ کرتا ہے۔ میرے بندوں نے مکمل ایک مہینے کے روزے رکھے اور عیدگاہ کی طرف جا کر اپنے اجر کا مطالبہ کر رہے ہیں تم گواہ ہو جاؤ میں نے اپنے بندوں کو بخش دیا۔ چنانچہ ایک ندا کرنے والا ندا کرتا ہے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت! تم اپنے گھروں کی طرف اس حال میں لوٹ کر جاؤ کہ تمہاری برائیوں کو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے نیکیوں سے تبدیل کر دیا گیا ہے۔

جس طرح کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب عیدالفطر کا دن ہوتا ہے۔ لوگ عیدگاہ کی طرف جاتے ہیں اور اپنے رب کی بارگاہ میں سجدہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے میرے بندو! تم نے میرے لئے روزہ رکھا میرے لئے افطار کیا پس تم کھڑے ہو جاؤ اس حال میں تمہارے اگلے اور پچھلے گناہ بخش دیئے گئے ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عیدالفطر کے دن صدقہ دینے' نیک اعمال کرنے نماز اور زکوٰۃ سے نیکی کے بارے کوشش کرو۔ تسبیح وتہلیل زیادہ کرو کیونکہ یہ وہ دن ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ تمہارے گناہوں کو بخش دیتا ہے تمہاری دعاؤں کو قبول کرتا ہے نیز تمہاری طرف بخشش اور رحمت کے ساتھ نظر فرماتا ہے۔

حضرت وہب بن منبہ فرماتے ہیں کہ ہر عید کے موقع پر شیطان غمزدہ ہو جاتا ہے تو چھوٹے چھوٹے شیطان اس کے پاس جمع ہو جاتے ہیں۔

عید کے دن شیطان کی پریشانی

شیطان کے چیلے کہتے ہیں کہ اے ہمارے سردار زمین وآسمان کے رہنے والوں میں

سے کس نے آپ کو غضبناک کیا ہے؟ یہاں تک کہ ہم اسے توڑ دیں۔ شیطان کہتا ہے کہ کسی نے مجھے غمگین نہیں کیا لیکن اللہ تعالیٰ عید کے دن اس امت کو بخش دیتا ہے پس اے میرے چیلو! تم پر ضروری ہے کہ تم ان لوگوں کو آج (یعنی عید کے دن) ممنوعہ لذتوں اور شراب پینے میں مصروف رکھو۔ تا کہ اللہ تعالیٰ ناراض ہو کر ان کو عذاب دے۔ (زبدۃ الواعظین)

اے مخاطب تجھ پر لازم ہے کہ تو عمدہ طریقہ سے ان کاموں سے نکل جائے جس میں لوگ مصروف ہوں تا کہ تو جنت کے محل میں داخل ہو سکے۔

جلسہ نمبر ۲۰

ماہِ شوال کے چھ روزے

آیت کی تفسیر

(من جاء بالحسنة فلهٗ عشر امثالها) ''جو نیکی کرے اس کیلئے دس گنا اجر ہے۔''
اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اس کی مثل دس نیکیوں کا ثواب عطا فرمایا جائے گا۔
اس آیت کریمہ میں نیکیوں کو دگنا کرنے کا بیان ہے ایک مقام پر ستر تک اور ایک جگہ سات سو تک بڑھانے کا ذکر ہے۔ چنانچہ اس وجہ سے کہا گیا کہ یہاں عشرۃ سے مراد کثرت ہے۔ نا کہ عدد معین۔

(ومن جاء بالسيئة فلا يجزى الامثلها) ''اور جو کوئی برائی کا کام کرے تو اس کو اس کی مثل بدلہ دیا جائے گا یعنی اگر کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کی سزا بھی اس طرح سے ہو گی۔

(وهم لايظلمون) ''اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا''
ثواب کو کم اور عذاب میں اضافہ کر کے ان پر زیادتی نہیں کی جائے گی۔
(قاضی بیضاوی)

درود شریف کا ثواب

نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ من صل علی یوم الجمعة مائة مرة جاء یوم القیامة ومعه نور لو قسم ذلک النور بین الخلائق کلهم لو سعهم۔
جو شخص جمعہ کے دن مجھ پر سو مرتبہ درود شریف پڑھے تو وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے ساتھ ایک نور ہو گا اگر اس نور کو تمام مخلوق پر تقسیم کر دیا جائے تو وہ ان سب سے زیادہ ہو جائے۔

ایک اور حدیث پاک میں ہے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من صل علی مرۃ فلا ذنب لہ ذرۃ ولا حبۃ

جس شخص نے مجھ پر ایک مرتبہ درود شریف پڑھا تو اس پر ایک ذرہ اور دانہ کے برابر بھی گناہ نہیں۔ (زبدۃ الواعظین)۔

شوال کے چھ روزوں کا ثواب

حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من صام رمضان ثم اتبعہ ستامن شوال کان کصیام الدھر کلہ

"جو شخص رمضان المبارک کے روزے رکھے۔ پھر اس کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے تو وہ اس طرح ہے جس طرح اس نے سارا سال روزے رکھے ہوں۔"

اللہ تعالیٰ کے فرمان (من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالھا) کا یہی مطلب ہے اس لئے کہ ایک سال میں تین سو ساٹھ دن ہیں۔

رمضان کے مہینے کے روزے تیس دن کے روزے ہیں اور تین سو دنوں کے برابر ہیں (جب دس کو تیس کے ساتھ ضرب دی جائے) باقی ساٹھ دن رہ جاتے ہیں۔ اگر اس شخص نے شوال کے چھ دن کے روزے رکھ لئے تو وہ ساٹھ دنوں کے برابر ہوں گے (جب چھ کو دس کے ساتھ ضرب دی جائے) تو اس کا سال مکمل ہو گیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان "من صام رمضان ثم اتبعہ ستامن شوال کان کصیام الدھر کلہ" کا یہی مطلب ہے۔

سوال: بعض حضرات نے ان روزے رکھنے کو مکروہ کہا تا کہ فرض پر زیادتی کرنے سے اہل کتاب کے ساتھ مشابہت لازم نہ آئے۔

جواب: عید الفطر کے دن کے فصل کے ساتھ مشابہت ختم ہو گئی۔ اس لئے عید الفطر سے پہلے کے روزے فرض ہیں اور عید کے بعد کے روزے نفلی ہیں۔ (درۃ الواعظین)

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من صام رمضان ثم اتبعہ ستامن شوال خرج من ذنوب کیوم ولدتہ

امہ جس شخص نے رمضان المبارک کے روزے رکھنے کے بعد شوال المکرم کے چھ روزے رکھے تو وہ گناہوں سے ایسے پاک ہو گیا جس طرح کہ آج ہی اس کی ماں نے اس کو جنم دیا۔(الترغیب والترہیب)

قابل رشک عمل

نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان اللہ خلق السموات والارض فی ستة ایام من شوال فمن صام تلک الستة کتب اللہ تعالیٰ له بعدد کل خلق من خلقه حسنة ویمحو عنه سیئاته ویرفع درجاته۔

بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو شوال کے چھ دنوں میں پیدا فرمایا تو جس شخص نے یہ چھ روزے رکھے تو اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے ہر ایک مخلوق کی تعداد کے برابر اس کیلئے نیکیاں لکھ دیتا ہے اتنی ہی تعداد کے برابر اس کے گناہوں کو مٹا کر اس کے درجات کو بلند فرماتا ہے۔

نیز نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان للمیت ستمائة عضو علی کل عضو من اعضائه الف فم الا علی القلب فانه موضع المعرفة فمن صام هذه الستة هون اللہ علیه سکرات الموت کشرب الماء البارد للعطشان۔

یقیناً میت کے چھ سو عضو ہیں اس کے اعضاء میں سے ہر ایک عضو پر ایک ہزار منہ ہیں۔سوائے دل کے' کیونکہ وہ معرفت کی جگہ ہے۔تو جس شخص نے شوال کے چھ روزے رکھے تو اللہ تعالیٰ اس شخص پر موت کی سکرات کو آسان فرمائے گا۔جس طرح کہ ٹھنڈا پانی پینے سے پیاسے آدمی کی پیاس ختم ہو جاتی ہے۔(درۃ الواعظین)

ایک درخت سے انوکھی مثال

ایک شخص پھل کو حاصل کرنے کیلئے درخت لگاتا ہے اس کے خشک ہونے کے وقت اس کو پانی دیتا ہے۔اس کے ٹھہرنے کی علامت یہ ہے کہ اس درخت کے پتے سرسبز رہیں۔ جب وہ سبز رہے اور مدت کے گزرنے کے بعد پھر اسے سورج کی تپش پہنچتی ہے تو اس کے پتے خشک ہو جاتے ہیں معلوم ہوا کہ اب وہ باقی نہیں رہے گا جب اس کے پتے خشک نہ ہوں بلکہ بڑھتے جائیں تو معلوم ہوتا کہ یہ برقرار رہے گا پس رمضان میں یہی حال بندے

کا ہے کہ وہ جلدی سے روزہ نماز اور نیکی کے کاموں کی طرف بڑھتا ہے ماہ رمضان میں ان اعمال کے مقبول ہونے کی امید کی وجہ سے ان نیک اعمال کے قبول ہونے کی علامت یہ ہے کہ بندہ رمضان المبارک کے بعد بھی نیکی اور عبادات میں مسلسل کوشش کرتا رہے۔

(حیات القلوب)

قبر کی سختی دور

حضرت سفیان ثوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں مکہ مکرمہ میں تین سال تک رہا۔ اہل مکہ میں سے ایک آدمی ہر دن ظہر کے وقت بیت اللہ شریف کی طرف آتا اور بیت اللہ شریف کا طواف کرتا نماز پڑھتا پھر مجھے سلام کرتا اور واپس چلا جاتا۔ یہاں تک کہ میں اس سے مانوس ہو گیا اور وہ مجھ سے ایک دن وہ بیمار ہو تو اس نے مجھے اپنے پاس بلایا اور کہا کہ جب میں مر جاؤں تو آپ نے مجھے غسل دینا ہے مجھ پر نماز پڑھنا۔ مجھے خود ہی دفن کرنا اور جب میری قبر کی پہلی رات ہو تو مجھے اکیلے نہ چھوڑنا میری قبر کے پاس رات گزارنا' نیز منکر نکیر کے سوال کے وقت مجھے کلمہ توحید کی تلقین کرنا آپ فرماتے ہیں کہ میں نے ان سب باتوں کو پورا کرنے کی حامی بھر لی۔

چنانچہ جن چیزوں کے کرنے کا اس نے مجھے حکم دیا تھا۔ میں نے ان سب کو کیا اور اس کی قبر کے پاس رات گزاری۔ میں نیند اور بیداری کے درمیان تھا کہ اچانک ایک منادی سے میں نے سنا۔

یاسفیان لاحاجة له الی حفظک وتلقینک فقلت بماذا؟ قال بصیام رمضان واتباعه ستامن شوال

اے سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسے تیری حفاظت اور تیری تلقین کرنے کی ضرورت نہیں۔ میں نے کہا کس وجہ سے؟ منادی نے کہا کہ رمضان کے روزے اور اس کے بعد شوال المکرم کے چھ روزے رکھنے کی وجہ سے آپ فرماتے ہیں کہ میں بیدار ہوا۔ اپنے آس پاس کسی کو نہ دیکھا۔ میں نے وضو کر کے نماز پڑھی اور سو گیا پھر میں نے اس طرح کا خواب تین مرتبہ دیکھا تو مجھے معلوم ہو گیا کہ یہ رحمان کی طرف سے ہے نہ کہ شیطان کی طرف سے میں اس شخص کی قبر سے چلا گیا اور میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا۔ یا اللہ مجھے رمضان المبارک اور اس کے بعد شوال المکرم کے چھ روزے رکھنے کی توفیق عطا فرما۔ اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے

مجھے اس کی توفیق عطا فرمائی۔ (بدر الدار)

امام شعبی رحمتہ اللہ علیہ کی پسند

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رمضان المبارک کے بعد روزہ رکھنے والا۔ اس شخص کی طرح ہے کہ جو فرار کے بعد واپس لوٹ آئے۔ یعنی وہ شخص کہ جو روزہ رکھنے سے فارغ ہو گیا تھا پھر دوبارہ روزہ رکھنا شروع کردے۔ تو یہ اس شخص کی طرح ہے جو جہاد سے واپس آنے کے بعد پھر دوبارہ اس کی طرف لوٹ جائے۔ مراد اس سے یہ ہے وہ شوال المکرم کے چھ روزے رکھے۔

اس وجہ سے امام شعبی رحمہ اللہ تعالیٰ فرمایا کرتے تھے۔ صوم یوم بعد رمضان احب الیہ من صوم الدھر کلہ

رمضان المبارک کے ایک دن کا روزہ رکھنا۔ ان کے نزدیک ہمیشہ روزہ رکھنے سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ (مناوی)

شوال المکرم کے چھ روزوں کی حکمت

حضرت عبدالوہاب سے منقول ہے کہ ان دنوں میں روزوں کے شروع ہونے میں یہ راز ہے کہ نفس عید کے دن شہوت وغیرہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے جس وجہ سے نفس کو غفلت اور حجاب حاصل ہو جاتا ہے تو گویا کہ رمضان المبارک کے روزوں میں جو کوتاہی اور ادائیگی میں جو کمی رہ جاتی ہے شوال المکرم کے ان چھ روزوں سے اس کو پورا کر دیا جاتا ہے جس طرح کہ فرائض کے بعد سنتیں پڑھنا یا سجدہ سہو کرنا جس طرح سجدہ سہو سے کمی پوری ہو جاتی ہے اسی طرح ان روزوں سے کمی دور ہو جاتی ہے۔

ادائیگی کس طرح ہو؟

شوال المکرم کے چھ روزے رکھنے کی کیفیت میں علماء کے دو قول ہیں۔

۱۔ متفرق طور پر رکھنا جائز ہے۔

۲۔ مسلسل یہ چھ روزے رکھے جائیں۔

بعض محقق علماء اور واصلین کی ایک جماعت نے پے در پے روزے رکھنے کو افضل

قرار دیا ہے۔

نیز بعض بزرگان دین نے فرمایا کہ ان چھ روزوں کو جدا جدا کر کے رکھنے کی بجائے مسلسل رکھنا باطن کی جلاء کا سبب ہے۔

چنانچہ علامہ علی زادہؒ نے فرمایا کہ ان روزوں کو اسی طرح رکھا جائے۔ جس طرح کہ رمضان المبارک کے روزے رکھے جاتے ہیں۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ سخت پابندی کی جائے۔ اس لئے کہ یہ روزے کمی اور نقصان کو پورا کرنے والے ہیں۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ ایسا کرنا افضل ہے اگر ایک شخص نے یہ روزے جدا جدا کر کے رکھے اور ان کو اول مہینہ سے موخر کر دیا تو رمضان المبارک کے بعد چھ روزہ رکھنے کا ثواب اسے بھی حاصل ہو جائے گا۔

ایثار کی برکت

حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیمار ہو گئیں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے پاس آئے اور آ کر فرمایا یا فاطمة ما یرید قلبک من حلوات الدنیا؟

اے فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دنیا کی لذتوں میں سے آپ کا دل کیا چاہتا ہے؟

فقالت یا علی اشتھی رمانا

آپ نے فرمایا کہ اے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے دل انار کی خواہش کرتا ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کچھ دیر کیلئے سوچنے لگے کیونکہ اس وقت ان کے پاس کچھ بھی نہیں تھا۔ پھر آپ کھڑے ہوئے اور بازار کی طرف چلے گئے ایک درہم قرض لیا اور اس کے ساتھ انار خرید فرمایا اور آپ اپنی اہلیہ محترمہ کی طرف واپس لوٹے آپ نے ایک بیمار آدمی کو دیکھا جو راستے میں پڑا ہوا تھا آپ اس کے پاس ٹھہر گئے اور اس سے فرمایا۔

مایرید قلبک یا شیخ؟

اے شیخ آپ کا دل کیا چاہتا ہے۔

فقال یا علی لی خمسة ایام ھنا وانا مطروح و مر الناس علی ولم یلتفت احد الی یرید قلبی رمانا

اس نے عرض کیا کہ اے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مجھے راستہ پر پڑے ہوئے پانچ دن گزر گئے ہیں اور کسی ایک آدمی نے بھی میری طرف توجہ نہیں کی میرا دل انار کی خواہش کر رہا ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کچھ دیر کیلئے سوچا اور اپنے دل ہی میں کہا کہ میں نے ایک ہی انار حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کیلئے خریدا ہے۔ اگر میں نے یہ انار اس سائل کو دے دیا تو حضرت فاطمۃ رضی الہ تعالیٰ عنہا محروم رہیں گی اور اگر میں نے یہ انار اس آدمی کو نہ دیا تو اللہ تعالیٰ کے فرمان (واما السائل فلا تنھر) ''آپ سائل کو نہ جھڑکیں'' کی خلاف ورزی لازم آئے گی اور اس طرح نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان لاتردوا السائل ولو کان علی فرس کہ تم سوال کرنے والے کو رد نہ کرو۔ اگرچہ وہ گھوڑے پر سوار ہو کر آئے پر عمل نہ ہو سکے گا۔

بحر حال آپ نے اس انار کو توڑا اور اس آدمی کو کھلا دیا اس انار کے کھانے سے اس آدمی کو اسی وقت تندرستی مل گئی ادھر حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی شفایاب ہو گئیں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ واپس تشریف لائے اور شرم محسوس کر رہے تھے۔

جب حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان کو دیکھا تو آپ کھڑی ہو کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف متوجہ ہوئیں اور فرمانے لگیں کیا آپ مغموم ہیں۔

مجھے اللہ تعالیٰ کی عزت وجلال کی قسم کہ جب آپ نے وہ انار اس آدمی کو کھلایا تو اسی وقت میرے دل سے انار کھانے کی خواہش ختم ہو گئی۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت خاتون جنت کی یہ بات سنکر خوش ہوئے۔

اس دوران ایک آدمی آیا اور اس نے دروازہ کھٹکھٹایا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آپ کون ہیں؟ دروازے پر آنے والے شخص نے کہا کہ میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں۔ آپ دروازہ کھولیں۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھے دروازہ کھولا آپ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ ہاتھ میں ایک طبق ہے جس کو رومال کے ساتھ ڈھانپا ہوا تھا آپ نے وہ ان کے سامنے رکھ دیا۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

من هذا یا سلمان؟ اے سلمان یہ کس کے پاس سے آئے ہیں؟

فقال من اللہ الی الرسول ومن الرسول الیک

آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی طرف۔

جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس برتن سے رومال کو ایک طرف کیا تو اس میں نو انار تھے۔

فقال یا سلمان لو کان ھذا الی لکان عشراً لقولہ تعالیٰ (من جاء بالحسنة فلہ عشر امثالھا)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اے سلیمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اگر یہ میری طرف آئے ہوتے تو وہ دس ہوتے اس لئے کہ رب ذوالجلال نے فرمایا "کہ جو نیکی کا ایک کام کرے اس کیلئے دس گناہ اجر ہے۔"

فضحک سلمان فاخرج رمانہ من کمہ فوضعھا فی الطبق فقال یا علی واللہ کانت عشرة ولکن اردت بذلک ان اجربک

حضرت سلیمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسکرائے اور آپ نے اپنی آستین سے ایک انار نکال کر اس کو طبق میں رکھ دیا اور عرض کرنے لگے اے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قسم بخدا یہ انار دس ہی تھے لیکن میں نے آپ کے بارے تجربہ کرنے کا ارادہ کیا۔

(روضۃ المتقین)

نیکیوں کو کیوں زیادہ کیا گیا؟

نبی اکرم سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لوگوں کی نیکیوں کو بڑھانے کے تین اسباب ہیں۔

۱- آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت کی زندگیاں پہلی امت کے لوگوں کے مقابلہ میں کم ہیں۔ زندگیوں کے کم ہونے کی وجہ سے عبادات بھی کم تھیں۔ جب کہ سابقہ امتوں کی زندگیاں اور نیکیاں زیادہ تھیں تو اللہ تعالیٰ نے اس امت کو باقی امتوں پر اعمال کو دوگناہ فرما کر اوقات کی فضیلت اور لیلۃ القدر دے کر فضیلت عطا فرمائی تا کہ ان کی نیکیاں سابقہ امت کی نیکیوں سے زیادہ ہو جائیں۔

جس طرح کہ ایک روایت میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا۔

یا رب انی وجدت فی التوراۃ امۃ تکتب حسناتھم عشر اوسیئاتھم مثلا فاجعلھم امتی قال اللہ تعالیٰ یا موسیٰ تلک امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تجیئ فی آخر الزمان۔

اے میرے رب میں نے تورات میں ایک امت کے بارے پڑھا ہے کہ ان کی نیکیاں دس گنا بڑھا کر لکھی جائیں گی جب کہ گناہ کرنے کے برابر تحریر کیا جائے گا۔ ان لوگوں کو میرے امت میں سے بنا دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ علیہ السلام وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہے۔ جو آخری زمانے میں آئے گی۔

۲۔ جنت کے درجات کا مستحق وہ ہو گا کہ جس کے پاس خالص طاعت ہو اس میں کسی قسم کی کمی کوتاہی نہ ہو۔ اس امت کی طاعات کوتاہی کے ساتھ تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے فضل اور کرم کے ساتھ ان کو دوگنا فرما دیا تا کہ اس امت کی طاعات میں کوتاہی بڑھانے سے کامل ہو جائے۔ تا کہ ان کو معلوم ہو جائے کہ انہوں نے جنت کے درجات کو نیکیوں کو دوگنا کرنے سے حاصل کیا ہے۔

۳۔ نیکیوں کو بڑھانے کا تیسرا سبب یہ ہے کہ قیامت کے دن حقدار اپنا حق وصول کرنے کیلئے جن سے حق لینا ہو گا ان کو چمٹ جائیں گے اور ان کے اعمال کو لے جائیں گے ان کے پاس صرف جو اضافہ کیا گیا ہو گا وہ باقی رہ جائے گا تو وہ حقدار کہے گا کہ اے میرے رب اس کے اضافہ میں سے بھی مجھے عطا کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہو گا کہ یہ اضافہ اس کے فعل کی وجہ سے نہیں۔ بلکہ یہ میری رحمت کی وجہ سے ہے میں اس سے اپنی رحمت واپس نہیں لوں گا۔ بلکہ میں نے تجھے اس کے جو کئے ہوئے اعمال تھے وہ عطا کر دیئے (ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاخرۃ حسنۃ

(روضۃ العلماء)

سخاوت کی برکات

حضرت عبداللہ ابن مبارک رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک سال حج کرنے کیلئے گیا۔ اس دوران میں حجر اسماعیل کے پاس سویا ہوا تھا۔ کہ مجھے خواب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھ سے فرمایا کہ اے عبداللہ

بن مبارک جب آپ بغداد واپس جائیں تو فلاں محلّہ میں بہرام نامی مجوسی کو تلاش کر کے میری طرف سے اس کو سلام دینا اور بعد ازاں اس سے کہنا کہ بے شک اللہ تعالیٰ تجھ سے راضی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں بیدار ہوا اور میں نے لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھا اور دل ہی میں کہا کہ یہ کوئی شیطانی خواب ہے چنانچہ میں نے وضو کیا۔ بیت اللہ شریف کا طواف کیا۔ پھر مجھ پر جب نیند کا غلبہ ہوا تو میں سو گیا اور اس طرح میں نے تین مرتبہ دیکھا۔

جب حج مکمل ہو گیا میں بغداد کی طرف واپس لوٹا بتائے ہوئے محلّہ میں جا کر بہرام نامی مجوسی کو تلاش کیا مجھے ایک بوڑھا آدمی ملا۔ میں نے اس سے کہا کہ آپ بہرام مجوسی ہیں؟ اس نے اثبات میں جواب دیا۔ پھر اس نے کہا کہ میں نے لوگوں کا پرانا طریقہ ترک کر کے نیا دین اختیار کیا ہے اور یہ میرے نزدیک بہتر ہے حضرت عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں کہ میں نے کہا کہ یہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک حرام ہے۔ پھر میں نے اس سے کہا کہ اس کے علاوہ تیرا کوئی اچھا کام ہے؟ اس نے کہا ہاں!

میرے چار بیٹے اور چار بیٹیاں تھیں میں نے ان سب کا ایک دوسرے سے نکاح کر دیا میں نے کہا کہ یہ بھی حرام ہے۔

پھر میں نے اس مجوسی سے کہا کہ کیا تیرے پاس اس کے علاوہ بھی کوئی کام ہے۔ اس نے کہا کہ ہاں!

میری ایک انتہائی خوبصورت نوجوان بیٹی تھی جب میں نے اس کیلئے کوئی مناسب رشتہ نہ پایا تو میں نے اس کا نکاح اپنے ساتھ کر لیا اور میں نے اس رات ولیمہ کیا اور اس ولیمہ میں ایک ہزار سے زائد مجوسی شریک ہوئے میں نے کہا کہ یہ بھی حرام ہے۔

پھر میں نے اس سے پوچھا کہ اس کے علاوہ بھی کوئی تیرا کام ہے؟ اس نے کہا ہاں!

ایک رات میں نے اپنے بستر پر اپنی اس بیٹی جس کے ساتھ میں نے نکاح کیا ہوا تھا۔ اس کے ساتھ ہم بستری کا ارادہ کیا تو ایک مسلمان عورت آئی اور اس نے میرے چراغ کو روشن کر دیا اور چلی گئی میں نے اس چراغ کو بجھا دیا پھر وہ عورت دوسری مرتبہ داخل ہوئی اور اس نے چراغ روشن کیا اور چلی گئی میں نے اسے پھر بجھا دیا اور اپنے دل میں کہا کہ یہ عورت چوروں کی کوئی جاسوس ہے۔ میں اس عورت کے پیچھے پیچھے گیا اور اس کے گھر میں

داخل ہو گیا۔ میں نے دیکھا کہ اس کی چار بیٹیاں ہیں جب، وہ عورت گھر میں داخل ہوئی تو اس کی بیٹیوں نے کہا کہ اے امی جان! آپ ہمارے لئے کیا لائی ہیں اب ہمارے لئے بھوک کو برداشت کرنا ممکن نہیں رہا۔ یہ بات سن کر اس عورت کی آنکھوں سے آنسو آ گئے اور اس نے اپنی بیٹیوں سے کہا کہ مجھے اپنے رب سے حیا آتی ہے کہ میں اس کے دروازے کو چھوڑ کر کسی اور سے سوال کروں اور میں اپنی حاجت کو اللہ تعالیٰ کے دشمن سے بیان کروں جو کہ مجوسی ہے۔

بہرام نے کہا کہ جب میں نے اس عورت کی یہ بات سنی تو میں اپنے گھر کی طرف واپس آیا ایک طبق اٹھایا اشیاء سے اس کو بھر لیا اور خود ہی لے کر اس عورت کے پاس جا پہنچا اور وہ طبق میں نے اسے دیا تو وہ خوش ہو گئی۔

حضرت عبداللہ ابن مبارک رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس سے کہا کہ یہ تیرا نیکی کا کام ہے اور تیرے لئے خوش خبری ہے پھر میں نے اس کے سامنے خواب کا سارا قصہ بیان کیا جو میں نے خواب میں دیکھا تھا۔ بہرام مجوسی نے کہا! اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ

اس وقت وہ غش کھا کر گرا اور مر گیا۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے کوئی تاخیر کئے بغیر اس کو غسل دیا کفن پہنایا اور اس پر نماز جنازہ پڑھی۔ حضرت عبداللہ ابن مبارک رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے۔ یا عباد اللہ استعملوا السخاوۃ مع خلق اللہ تعالیٰ فانہ ینقل الرعداء الی درجۃ الاحباء ولہ الملک فی الارض والسماء غفر اللہ لنا بحق اعظم الاسماء وبحرمۃ معاشر الانبیاء۔

اے اللہ کے بندوں اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ سخاوت کا معاملہ کرو۔ کیونکہ یہ دشمنوں کو دوستوں کے درجہ تک پہنچا دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کیلئے زمین و آسمان کی بادشاہت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں انبیاء کرام علیہم السلام کی جماعت کے صدقہ اور اپنے عظیم ناموں کے طفیل بخش دے۔ (آمین) (زبدۃ لواعظین)

نیکیاں کب بڑھائی جاتی ہیں

نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اذا احسن احدکم اسلامہ فکل حسنۃ یعملھا تکتب بعشرۃ امثالھا الی سبع مائۃ ضعف وکل سیئۃ یعملھا

تکتب بمثلها حتی یلقی اللہ عزوجل

جب تم سے کوئی اسلام میں راسخ ہو جائے تو ہر جو وہ نیکی کا کام کرتا ہے اسے دس بلکہ سات سو گنا تک بڑھا کر لکھا جاتا ہے اور جب وہ برائی کا کام کرتا ہے تو اس کا گناہ ا[illegible] کی مثل لکھا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ بندہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہو جاتا ہے۔

جلسہ نمبر ۲۱

دعا کیسے کی جائے؟

آیت کی تفسیر

(ادعوربکم تضرعاً وخفیة) ''تم اپنے رب کو عاجزی اور پوشیدگی کے ساتھ پکارو'' یعنی عاجزی اور پوشیدگی سے کیونکہ اخفاء اخلاص کی دلیل ہے۔

(انه لا یحب المعتدین) ''بے شک وہ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا''

جو لوگ دعا کرنے اور اس کے علاوہ معاملات میں حدود کو پھلانگنے والے ہیں۔

اس آیت کریمہ میں اس بات پر متنبہ کیا گیا ہے کہ جو دعا مانگنے والا ہے۔ وہ ایسی چیز کا مطالبہ نہ کرے جو مانگنے کے لائق نہ ہو جیسے انبیاء کے مراتب اور آسمان کی طرف بلند ہونے کو طلب کرنا۔

ایک قول یہ ہے اس میں چیخ چلا کر دعا مانگنے سے منع کیا گیا ہے۔ ایک حدیث شریف میں ہے کہ نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

سیکون قوم یعتدون فی الدعاء وحسب المرء ان یقول اللهم انی اسئلک الجنة وما قرب الیها من قول او عمل واعوذبک من النار وما قرب الیها من قول او عمل ثم قرء (انه لا یحب المعتدین)

عنقریب ایک ایسی قوم آئے گی جو دعا کرنے اور آدمیوں کے مراتب کے بارے میں حد سے تجاوز کرے گی ایک آدمی کہے گا کہ یا اللہ میں تجھ سے جنت کا سوال کرتا ہوں اور اس عمل اور بات کا جو اس کے قریب کر دے اور وہ کہے گا کہ میں دوزخ سے اور جو چیز قول اور عمل کے اعتبار سے اس کے قریب کر دے میں اس سے پناہ مانگتا ہوں پھر آپ نے یہ آیت انه لا یحب المعتدین پڑھی۔ (قاضی بیضاوی)

فقراء کے وسیلہ سے دعا

حضرت امیہ بن خالد بن عبداللہ بن اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مہاجرین میں سے فقراء کے سبب سے فتح طلب کرتے تھے یعنی اللہ تعالیٰ سے کفار کے خلاف کامیابی اور فتح و نصرت کی دعا فرماتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح دعا کرتے تھے۔

اللھم انصرنا علی الاعداء بحرمۃ عبادک الفقراء المھاجرین

یا اللہ اپنے بندوں مہاجر فقراء کی عزت کے سبب سے ہماری دشمنوں کے خلاف مدد فرما۔

یہ بات فقراء کی تعظیم ان کی دعا میں رغبت اور ان کے وجود سے برکت حاصل کرنے پر دلالت کرتی ہے۔ (من حسان المصابیح)

چار چیزوں سے دنیا قائم

ترغیبات الابرار میں ذکر کیا گیا کہ دنیا چار چیزوں سے قائم ہے۔

(۱) علماء کے علم کی وجہ سے (۲) امراء کے انصاف کی وجہ سے (۳) اغنیاء کی سخاوت کے سبب (۴) فقراء کی دعاؤں کے سبب اگر علماء کرام نہ ہوں تو جاہل ہلاک ہو جائیں۔ اگر بادشاہ کا انصاف نہ ہو تو لوگوں میں سے بعض بعض کو کھا جائیں۔

اگر امراء کی سخاوت نہ ہو تو فقراء ہلاک ہو جائیں اور اگر فقراء کی دعائیں نہ ہوں تو زمین و آسمان ویران ہو جائیں۔ (موعظ)

تین مقبول دعائیں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ثلاث دعوات مستجابۃ لا شک فیھن دعوۃ الوالد لولدہ و دعوۃ المسافر و دعوۃ المظلوم۔

تین مقبول دعائیں ہیں جن کی قبولیت میں کوئی شک نہیں۔

۱- باپ کا دعا کرنا اپنے بیٹے کیلئے

۲- مسافر کی دعا ۳- مظلوم کی دعا

یہاں تک کہ نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مظلوم کی دعا سے ڈرو۔ کیونکہ اس کی دعا اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی حجاب نہیں۔ اللہ تعالیٰ اسے بادلوں سے اوپر بلند کرتا ہے اس کے سبب سے آسمان کے دروازے کھولتا ہے اور رب ذوالجلال فرماتا ہے کہ مجھے اپنی عزت کی قسم میں تیری ضرور ضرور مدد کروں گا اگر اس وقت کے بعد بھی کیوں نہ ہو۔

رب ذوالجلال کے اس فرمان کا مطلب یہ ہے کہ میں تیرے حق کو ضائع نہیں کروں گا اور نہ ہی تیری دعا کو رد کروں گا اگرچہ طویل زمانہ ہی کیوں نہ گزر جائے۔ اس لئے کہ میں حلیم ہوں میں اپنے بندوں کو جلدی سزا نہیں دیتا۔ شاید وہ ظلم کرنے سے رک جائیں اور مظلوم کو راضی کر لیں گناہوں سے باز آ جائیں اور توبہ کر لیں۔ (مجالس)

دعا کی فضیلت

دعا کی فضیلت اس روایت سے معلوم ہوتی ہے کہ حضرت منصور ابن عمار رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ایک دفعہ لوگوں کو وعظ فرما رہے تھے تو اسی دوران ایک سائل کھڑا ہوا اور اس نے چار درہم طلب کئے۔

حضرت منصور ابن عمار رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کون ایسا شخص ہے کہ جو اس کو چار درہم عطا کرے تو میں اس کیلئے چار دعائیں کروں گا۔

مسجد کے ایک طرف سے یہودی سردار کا ایک حبشی غلام بیٹھا ہوا تھا اس حبشی غلام کے پاس چار درہم تھے اس نے ان کو اکٹھا کیا اور اپنے ہاتھ میں لے کر کھڑا ہو گیا اس نے عرض کیا۔ اے شیخ میں چار درہم اس سائل کو دیتا ہوں لیکن میری شرط یہ ہے کہ آپ میرے لئے چار دعائیں کریں۔ میں جس طرح چاہتا ہوں اس طرح ہو جائے شیخ منصور ابن عمار نے فرمایا کہ ہاں حبشی غلام نے وہ چار درہم سائل کو دے دیئے اور کہا کہ اے شیخ میں غلام ہوں۔ آپ میرے لئے آزادی کی دعا کریں میرا آقا یہودی ہے اس کے مسلمان ہونے کی دعا کریں۔ میں فقیر ہوں میرے لئے مالداری کی دعا کریں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنے فضل سے بے نیاز کر دے اور اللہ تعالیٰ سے میرے لئے دعا کریں کہ وہ مجھے بخش دے۔

حضرت منصور بن عمار رحمہ اللہ نے یہ چاروں دعائیں فرمائیں جب وہ حبش غلام واپس آیا اس نے اپنے آقا کو دیکھا اور اسے سارے قصہ کی خبر دی۔ یہودی اس سے بڑا

خوش ہوا اور اس نے کہا کہ میں نے تجھے اپنا مال خرچ کر کے آزاد کر دیا اب تک میں تیرا آقا اور تو میرا غلام تھا۔ آج کے بعد تو میرا آقا اور میں تیرا غلام ہوں اس کے بعد یہودی نے کلمہ شہادت پڑھا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے عبد خاص اور اس کے سچے رسول ہیں۔

نیز اس آقا نے کہا کہ میں نے تجھے اپنے تمام مال کے اندر شریک کر لیا ہے۔

بہر حال تیری چوتھی حاجت کہ میں تجھے بخش دوں تو وہ میرے اختیار میں نہیں ورنہ میں تیرے سارے گناہ بخش دیتا۔ اس دوران اس نے ہاتف غیبی سے یہ آواز سنی اس نے بیت اللہ شریف کے ایک کنارے سے آسمان سے یہ کہا کہ میں نے تم دونوں کو جہنم کی آگ سے آزاد کر دیا میں نے تم دونوں سمیت حضرت منصور ابن عمار رحمتہ اللہ علیہ کو بھی بخش دیا۔

(رونق المجالس)

حصولِ مقصد کا قوی سبب

علماء فرماتے ہیں کہ تکالیف کو دوا کرنے' مقصد کو حاصل کرنے کا قوی ترین سبب دعا ہے لیکن کبھی اس دعا کا اثر متحقق نہیں ہوتا۔ دعا کرنے والے کی طبیعت کے ضعف کی وجہ سے بایں طور کہ اللہ تعالیٰ اس بندہ کی دعا کو قبول نہیں فرماتا۔ کیونکہ اس میں حد سے تجاوز پایا جاتا ہے یا اس کے دل کی کمزوری کی وجہ سے کہ اس میں حضور قلب نہیں ہوتا حالانکہ دعا کرتے وقت اطمینان قلب اور حضور قلب ضروری ہے۔ اسی طرح وہ دعا اس وجہ سے بھی درجہ قبولیت حاصل نہیں کرتی۔ کہ دعا کا کرنے والا حرام مال کھاتا ہے ظلم کرتا ہے اس کے دل پر گناہوں کا زنگ ہوتا ہے نیز اس کے دل پر غفلت سہو اور خواہشات کا غلبہ ہوتا ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

واعلموا ان اللہ تعالیٰ لایقبل الدعا من قلب غافل

جان لو! کہ بے شک اللہ تعالیٰ غافل دل سے کی ہوئی دعا کو قبول نہیں فرماتا۔

(من المواہب)

زندگی بڑھانے کا نسخہ

بزرگان دین سے منقول ہے کہ چار باتیں انسان کی زندگی میں اضافہ کرتی ہیں۔

۱- آدمی کنواری لڑکی سے نکاح کرے۔

۲- بائیں پہلو پر سونا

۳- جاری پانی کے ساتھ غسل کرنا۔

۴- سحری کے وقت سیب کھانا۔

دعا کی اثر آفرینی

منقول ہے کہ صالحین میں سے ایک نیک آدمی تھا۔ جو روزی اور رزق کے حوالے سے تنگ دست ہو گیا۔ ایک دن ان بزرگوں کی بیوی نے ان سے کہا کہ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ ہمیں رزق کے معاملے میں وسعت عطا فرمائے اس اللہ کے نیک بندے نے دعا کی بعد از دعا جب ان کی بیوی گھر میں داخل ہوئی تو اس نے اپنے گھر کے ایک کونے میں سونے کی ایک اینٹ دیکھی۔ وہ خوش ہوئی اور اس اینٹ کو اٹھا لیا اس نیک بزرگ نے اپنی رفیقہ حیات سے فرمایا کہ تو جس طرح بھی اس کو خرچ کرنا چاہتی ہے خرچ کرلے۔

اس آدمی نے نیند کی حالت میں خواب دیکھا کہ وہ جنت میں داخل ہوا ایک محل دیکھا کہ جس میں ایک اینٹ کی کمی ہے اس نے سوال کیا کہ یہ محل کس کا ہے؟ جواب ملا کہ یہ محل آپ کا ہے۔

فقال این ھذہ البنۃ؟ نیک بزرگ نے کہا کہ یہ اینٹ کہاں ہے؟

قیل بعثناھا الیک جواب ملا کہ وہ اینٹ ہم نے آپکی طرف بھیج دی ہے

وہ آدمی نیند سے بیدار ہوا اپنی بیوی سے کہا کہ وہ اینٹ لاؤ۔ اس کو لے کر اپنے سر کے پاس رکھا اور دعا کی کہ یا اللہ میں نے اسے آپ کی طرف واپس کر دیا۔

اللہ تعالیٰ کی قدرت سے وہ اینٹ واپس اپنی جگہ پر پہنچ گئی۔ اس مضمون کی تائید فرمان رسول سے ہوتی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مااخذ احد لقمۃ من الدنیا الاوقد نقص اللہ تعالیٰ حصتہ من الاخرۃ

کوئی شخص بھی جب دنیا میں سے ایک لقمہ لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ آخرت میں سے اس کا حصہ کم کر دیتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے۔

(من کان یرید حرث الاخرة نزدله فی حرثه ومن کان یرید حرث الدنیا نوته منها وما له فی الآخرة من نصیب)

"جو شخص آخرت کی کھیتی کا ارادہ کرتا ہے تو ہم اس کیلئے کھیتی بڑھا دیتے ہیں اور جو کوئی دنیا کی کھیتی کا ارادہ کرتا ہے تو ہم اس میں سے دیتے ہیں اور آخرت میں اس کیلئے کوئی حصہ نہیں۔"

آخرت کی آسائش کو ترجیح دینا

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاذا ھو مضطجع علی حصیر وقد اثرا الحصیر فی جنبیہ

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ کہ آپ چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے اور اس چٹائی کے نشان آپ کے دونوں پہلو مبارک پر ظاہر تھے۔

قلت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ادع اللہ فلیوسع الدنیا علیک فان ملوک فارس والروم قدوسع علیھم وھم لا یعبدون اللہ۔

(حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں) میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ آپ کیلئے دنیا کے مال و دولت کو بڑھا دے فارس و روم کے بادشاہ ہیں کہ ان کیلئے دنیا کے مال و دولت کو وسیع کر دیا گیا ہے حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت نہیں کرتے۔

فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد ادخر ھذا لنا یا ابن الخطاب وھولاء قوم عجلت طیبعاتھم فی الدنیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ ہمارے لئے ذخیرہ کی جا رہی ہے اور کفار قوم کہ ان کی طبیعتوں نے اس دنیا میں ہی اس بارے جلدی کی ہے۔

ایک اور روایت میں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اما ترضی ان تکون لھم الدنیا ولنا الاخرة

(اے فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کیا آپ اس بات پر راضی نہیں ہوتے کہ

کافروں کیلئے دنیا ہو اور ہمارے لئے آخرت۔

دو اہم اصول

حضرت عمرو ابن شعیب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خصلتان من کانتا فیہ کتبہ اللہ تعالٰی شاکراً صابراً من نظر فی دینہ الی من ھو فوقہ فاقتدی بہ ومن نظر فی دیناہ الی من ھو دونہ فَحَمِدَ اللہ تعالٰی علی ما تفضل بہ علیہ۔

جس شخص میں دو خصلتیں ہوں۔ اللہ تعالٰی اسے اپنی بارگاہ میں صبر کرنے والا اور شکر کرنے والا لکھ لیتا ہے۔

ایک وہ شخص کہ جو دین کے معاملے میں اپنے سے اوپر والے کو دیکھے پس وہ اس کی اقتداء کرے اور ایک وہ شخص کہ جو دنیا کے معاملے میں اپنے سے کم مالیت والے شخص کو دیکھے تو اللہ تعالٰی نے اس پر جو فضل و کرم فرمایا ہے۔ اس پر اللہ تعالٰی کی حمد و ثناء کرے۔

جیسا کہ رب ذوالجلال نے فرمایا۔

(ولا تتمنوا ما فضل اللہ بہ بعضکم علی بعض للرجال نصیب مما اکتسبوا وللنساء نصیب مما اکتسبن واسئلوا اللہ من فضلہ ان اللہ کان بکل شئی علیما)

”تم اس چیز کی آرزو نہ کرو کہ جو اللہ تعالٰی نے تمہارے بعض میں سے بعض پر فضل فرمایا مردوں کیلئے ان کا حصہ ہے جو کچھ انہوں نے کمایا عورتوں کیلئے ان کا حصہ ہے۔ جو انہوں نے کمایا اور تم اللہ تعالٰی سے اس کا فضل مانگو بے شک اللہ تبارک و تعالٰی ہر چیز کو جاننے والا ہے۔“

پسند اپنی اپنی

حضرت شقیق زاہد رحمہ اللہ تعالٰی نے فرمایا اختارا الفقراء ثلاثۃ اشیاء والاغنیاء ثلاثۃ اشیاء اختار الفقراء راحۃ النفس وفراغ القلب و خفۃ الحساب واختار الاغنیاء تعب النفس وشغل القلب و شدۃ الحساب

(زبدۃ الواعظین)

فقراء نے تین چیز پسند کیں اور مالداروں نے بھی تین چیزوں کو پسند کیا۔

فقراء کی پسندیدہ تین چیزیں یہ ہیں۔

(۱) دل کی راحت (۲) فارغ البالی (۳) حساب کی آسانی۔

مالداروں کی پسندیدہ تین چیزیں درج ذیل ہیں۔

(۱) جان کی تھکاوٹ (۲) دل کی مصروفیت (۳) حساب کی سختی۔

جلسہ نمبر۲۲

ایمان کا بیان

آیت کی تفسیر

(انم المومنون) ''جوایماندار ہیں''یعنی ایمان میں کامل وہ ہیں

(الذین اذا ذکر اللہ وجلت قلوبھم) ''وہ لوگ کہ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں''۔

اس کے ذکر کی وجہ سے خوف زدہ ہو جاتے ہیں اس کی عظمت اور اس کے جلال کی ہیبت کی وجہ سے۔

ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد وہ آدمی ہے کہ جب وہ گناہ کا قصد کرتا ہے تو اسے کہا جاتا ہے کہ تو اللہ تعالیٰ سے ڈر۔ تو وہ شخص اللہ تعالیٰ کے خوف کی وجہ سے اس گناہ کو چھوڑ دیتا ہے۔

(واذا تلیت علیھم آیاتہ زادتھم ایمانا) ''اور جب ان پر اس کی آیات کو تلاوت کیا جاتا ہے تو وہ آیات ان کے ایمان کو بڑھا دیتی ہیں''۔

ایمان کی زیادتی احکام پر ایمان لانے کے ساتھ یا دلائل کے ظاہر ہونے کی وجہ سے یقین کے پختہ اور نفس کے اطمینان کے ساتھ۔ یا

آیات کے موجب پر عمل کرنے کے ساتھ۔

آخری یہ اس شخص کا قول ہے جو اس بات کا قائل ہے کہ اطاعت و فرمانبرداری کرنے سے ایمان بڑھتا ہے۔ جب کہ گناہ کرنے سے ایمان کم ہوتا ہے اس بات کی بناء اس پر ہے کہ عمل ایمان میں داخل ہے۔

(وعلی ربھم یتوکلون) ''اور وہ اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں''

یعنی اپنے امور کو رب ذوالجلال کے سپرد کرتے ہیں وہ ڈرتے ہیں تو صرف اسی سے وہ لوٹتے ہیں تو صرف اسی کی بارگاہ کی طرف۔

(الذین یقیمون الصلوٰۃ ومما رزقنا ھم ینفقون اولئک ھم المومنون حقا)
''وہ لوگ جو نماز قائم کرتے ہیں جو کچھ ہم نے ان کو عطا فرمایا اس میں سے خرچ کرتے ہیں یہی لوگ سچے اور پکے ایماندار ہیں۔'' اس لئے کہ انہوں نے اپنے ایمان کو پختہ کرلیا ہے۔ بایں طور کہ انہوں نے توکل اخلاص اور خشیت سے دل کے اعمال کی خوبیوں سے اپنے آپ کو مزین کرلیا اس طرح اعضاء کے افعال کو خوبیوں سے مزین کیا جو کہ اس کا معیار ہے۔ جیسے نماز اور صدقہ وغیرہ۔

(لھم درجات عند ربھم) ''ان کے لئے ان کے رب کے ہاں درجات ہیں۔''
درجات سے مراد بزرگی مراتب کی بلندی ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد جنت کے درجات جن پر وہ اپنے اعمال کی وجہ سے چڑھیں گے۔

(ومغفرۃ و رزق کریم) ''ان کیلئے بخشش اور رزق کریم ہے۔''
بخشش تو ان کے نیک اعمال کی وجہ سے اور جنت میں ان کیلئے ایسی نعمتیں تیار کی گئی ہیں جو لامحدود ہیں اور ہمیشہ رہنے والی کبھی ختم نہ ہونے والی۔ (قاضی بیضاوی)

کتاب کے رہنے تک ثواب

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
من صل علی فی کتاب نزل الملئکۃ تستغفرلہ ما بقی اسمی فی ذلک الکتاب[1]
جس شخص نے کتاب میں (نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم لکھتے ہوئے) میری ذات پر درود شریف پڑھا تو ایسے کرنے سے فرشتہ نازل ہوتا ہے۔ اس کیلئے بخشش مانگتا ہے جب تک کہ آپ نے فرمایا کہ میرا نام اس کتاب میں رہے۔

بخشش ہوگئی

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے ابو عصمہ علیہ الرحمۃ کو خواب میں دیکھا تو میں نے ان سے کہا۔

---
[1] کتاب الشفاء از قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ

ما فعل اللہ بک؟	اللہ تعالیٰ نے آپکے ساتھ کیا معاملہ کیا؟
فقال غفر لی ربی	انہوں نے فرمایا کہ میرے رب نے مجھے بخش دیا۔
فقلت بم؟	میں نے کہا کہ کس وجہ سے؟

قال ما ذکرت حدیثا الا صلیت علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ابو عصمہ علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ جب بھی میں کوئی حدیث ذکر کرتا تو نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر درود شریف پڑھتا۔ (زبدۃ الواعظین)

صاحب تفسیر خازن کی وضاحت

آیت کے آغاز میں کلمہ (انما) ذکر کیا گیا جو کہ مفید حصر ہے۔ اس کا معنی یہ ہے کہ وہ لوگ ایماندار نہیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کریں۔ جو ایمان والے اپنے ایمان میں سچے ہیں ان سے مراد وہ مومن ہیں کہ جب ان کے سامنے رب ذوالجلال کا ذکر کیا جائے تو ان کے دل خوفزدہ ہو جاتے ہیں۔ (تفسیر خازن)

آیت مبارکہ میں مذکور (وجلت قلوبھم) کا معنی ہے۔ ''خافت'' یعنی ان کے دل خوف والے ہو گئے۔

اہل حق نے فرمایا کہ خوف کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) سزا اور نافرمانی کا خوف (۲) ہیبت اور عظمت کا خوف

دوسری قسم کا خوف۔ اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں کا خوف ہے کیونکہ وہ رب ذوالجلال کی عظمت کو جانتے ہیں۔ پس ان لوگوں کو شدید ترین خوف ہوتا ہے۔

نافرمان لوگ بھی خداوند قدوس سے ڈرتے ہیں لیکن اس کی سزا سے پس مومن کے سامنے جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے ذکر میں اس کے مرتبہ کے مطابق ایماندار کا دل ڈر جاتا ہے۔ (تفسیر خازن)

آیت میں ذکر کردہ کلمات (زادھم ایمانا) اس کا مطلب یہ ہے کہ جب بھی کوئی چیز اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے پاس آتی ہے تو وہ اس پر ایمان لاتے ہیں جس سے ان کا ایمان اور تصدیق بڑھ جاتی ہے کیونکہ ایمان کی زیادتی اس کی زیادتی سے ہے اور یہ دو طرح سے ہے۔

۱۔ پہلی وجہ وہ ہے کہ جس پر عام اہل علم ہیں جس کو واحدی نے بیان کیا انہوں نے کہا کہ

جب دلائل زیادہ اور قوی ہوں تو ان کا ایمان اور بڑھ جائے گا اس لئے کہ جب دلائل کی کثرت اور قوت حاصل ہو تو شک زائل ہو جاتا ہے اور یقین پختہ ہو جاتا ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی معرفت اور پختہ ہو جاتی ہے اور ان کا ایمان بڑھ جاتا ہے۔

۲- ایماندار لوگ ہر اس چیز کی تصدیق کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو ان پر پڑھی جاتی ہے۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارکہ میں تکالیف پے در پے تھیں جب بھی ان کو کوئی قسم کی تکلیف ہوتی تو وہ اس کی تصدیق کرتے اس اقرار کرنے سے ان کی تصدیق اور ان کا ایمان اور بڑھ جاتا۔ (تفسیر خازن)

اللہ تعالیٰ کے فرمان (اولئک ھم المؤمنون حقا) کا مفہوم یہ ہے کہ کوئی اپنی ذات کے بارے میں یہ نہ کہے کہ وہ سچا مومن ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اقوام کی خود یہ صفت بیان فرمائی جو اس صفت کے ساتھ متصف ہیں اور ہر ایک کے وجود میں ان اوصاف میں سے ہر ایک وصف کا تحقق نہیں ہو سکتا۔

اس بات کا تعلق ایک اصولی مسئلہ کے ساتھ ہے۔ وہ یہ کہ علماء اس بات پر متفق ہیں کہ انسان اپنے آپ کو انا مومن کہہ سکتا ہے۔

جب کہ علماء نے اس بارے میں اختلاف کیا کہ کوئی شخص اپنے آپ کو انا مومن حقا یا انا مومن ان شاء اللہ کہے متقدمین اصحاب احناف کا موقف یہ ہے کہ انسان اپنے بارے میں انا مومن حقا کہہ سکتا ہے۔ لیکن اس کو انا مومن ان شاء اللہ کہنا جائز نہیں ہے۔ ان حضرات نے اپنے موقف پر دو طرح سے دلائل دیئے ہیں۔

۱- متحرک کیلئے یہ جائز نہیں کہ وہ کہے انا متحرک انشاء اللہ اسی طرح قائم اور قاعد اپنے بارے یہ نہیں کہہ سکتا انا قائم ان شاء اللہ انا قاعد ان شاء اس طرح یہ مسئلہ ہے کہ انسان پر واجب کہ وہ انا مومن حقا کہے اور اسے انا مومن ان شاء اللہ کہنا جائز نہیں۔

۲- اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اولئک ھم المؤمنون حقا) ان کے بارے یہ حکم فرمایا کہ وہ سچے مومن ہیں۔ یہ یقینی بات ہے جب کہ انا مومن ان شاء اللہ شک والی بات ہے ایسا کہنے سے خرابی یہ لازم آئے گی کہ اللہ تعالیٰ نے جس چیز کو قطعی اور یقینی قرار دیا ہے

اس میں شک کیا جائے اور یہ جائز نہیں ہے۔ (تفسیر خازن)

آیت قرآنی کے حصہ (و مما رزقنھم ینفقون) کا مطلب ہے کہ جو کچھ ہم نے ان کو عطا فرمایا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

الصدقۃ تمنع سبعین نوعا من انواع البلایا اھونھا البرص

صدقہ مصائب کی انواع میں سے ستر قسم کی مصیبتوں کو دور کرتا ہے ان میں سے جو کم درجہ کی مصیبت ''برص'' ہے۔ جس کے خاتمے کا یہ سبب بنتا ہے۔

رب ذوالجلال کے فرمان (لھم درجات) کا معنی یہ ہے ''ان ایمان داروں کیلئے درجات ہیں۔''

یعنی ان میں سے بعض کے مراتب بعض سے ارفع و اعلیٰ ہوں گے کیونکہ ان اوصاف کو حاصل کرنے میں مومنین کے حالات مختلف قسم کے ہیں اس کیلئے جنت میں ان کے درجات بھی مختلف ہوں گے کیونکہ جنت کے درجات اعمال کی قدر ومنزلت کے اعتبار سے نصیب ہوں گے۔

بعض نے کہا کہ جنت کے درجات سے مراد وہ چیزیں ہیں جو اہل جنت کو اس میں دی جائیں گی۔

جنت کے درجات کا فاصلہ

جنت کے درجات کے درمیانی فاصلہ کو بیان کیا گیا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

ان فی الجنۃ مائۃ درجۃ مابین الدرجتین مائۃ عام۔

بے شک جنت میں سو درجات ہیں اور ہر دو درجہ کے درمیان سو سال کی مسافت ہے۔

حضرت سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ان فی الجنة مائة درجة لو ان للعالمین اجتمعوا فی احداهن لو سعتهم
بے شک جنت میں سو درجات ہیں اگر سارے جہانوں والے ان میں سے کسی ایک میں جمع ہو جائیں تو وہ ان سے کشادہ ہو جائے۔ (تفسیر خازن)

ذکر اللہ کا مقام

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پرنور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الا انبئکم بخیر اعمالکم وازکاها عند ملیککم وارفعها فی درجاتکم وخیرلکم من انفاق الذهب والفضة وخیرلکم من ان تتقوا عدوکم وتضربوا اعناقهم ویضربوا اعناقکم؟ قالوا بلی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال هو ذکر اللہ۔
کیا میں تمہیں اعمال میں سے بہتر جو کچھ تمہارے پاس مال ہے اس کو پاک کرنے والی درجات میں بلند کرنے والی چیز کی خبر نہ دوں!
اور ایسی چیز کی خبر نہ دوں جو سونا اور چاندی خرچ کرنے سے بھی زیادہ بہتر ہے۔ نیز وہ تمہارے لئے اس حوالے سے بھی بہتر ہے کہ تم اس کے ذریعے اپنے دشمنوں سے محفوظ رہو کہ تم ان کی گردنیں مارو اور وہ تمہاری گردنیں ماریں؟
صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے فرمایا۔ کیوں نہیں (یعنی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ عمل ضرور بتائیں) آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ وہ چیز اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔ (مصابیح)

ذکر کی دو قسمیں

علماء فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر تمام قسم کی عبادات میں سے ارفع و اعلیٰ ہے۔ اس لئے کہ تمام عبادات اللہ تعالیٰ کے ذکر کا وسیلہ ہیں۔ اس لحاظ سے ذکر خداوندی مطلب اعلیٰ اور مقصد اصلی قرار پائے گا۔ مگر یہ کہ ذکر کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) ذکر باللسان (۲) ذکر بالجنان

ذکر بالجنان سے مراد دل کا ذکر ہے اور وہ ایسا ذکر ہے کہ جو نہ زبان سے ظاہر ہوتا ہے اور نہ ہی کانوں سے سنائی دیتا ہے۔ بلکہ وہ فکر اور دل کے ملاحظہ کرنے کا نام ہے اور یہ

ذکر کا اعلیٰ مرتبہ ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے "تفکر ساعة خیر من عبادة سبعین سنة"
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک گھڑی کیلئے غوروفکر کرنا ستر سال کی عبادت سے بہتر ہے۔
یہ چیز اس وقت تک حاصل نہیں ہوسکتی جب تک کہ حضور قلب کے ساتھ زبان سے ذکر کرنے پر ہمیشگی اختیار نہ کی جائے یہاں تک کہ ذکر خداوندی انسان کے دل میں جاں گزیں ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کے ماسوا سے اس کا دل خالی ہو جائے۔ (مجالس رومی)

خلیفہ اول کے ایمان کا مقام

ایک روایت میں ہے نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لووزن ایمان ابی بکر مع ایمان امتی لرجع ایمان ابی بکر۔
اگر حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایمان کا وزن کیا جائے ایک طرف یار غار کا ایمان ہو اور دوسری طرف آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ساری امت کا ایمان ہو تو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پلڑا بھاری ہو جائے گا۔
اسی طرح ایک اور روایت میں ہے جس کو حضرت ابوہریرہ انس بن مالک اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے روایت کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
یخرج من النار من کان فی قلبه مثقال ذرة من الایمان۔
دوزخ سے ہر اس بندے کو ایک وقت نکال دیا جائے گا جس کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہوگا۔"
اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ایمان کم اور زیادہ ہوتا رہتا ہے۔

ایمان میں کمی بیشی نہیں ہوتی

احناف رحمہم اللہ تعالیٰ کا فرمان یہ ہے کہ ایمان میں کمی اور زیادتی نہیں ہوتی احناف نے اپنے موقف پر جو دلائل قائم کیے اس میں ذکر ہے کہ ایمان نقصان اور زیادتی کو قبول نہیں کرتا۔
رب ذوالجلال کے فرمان (لیزدادوا ایماناً مع ایمانهم) (سورۃ فتح ۴)

تا کہ ان کا ایمان' ایمان کے ساتھ بڑھ جائے احناف کی طرف سے اس کا جواب یہ ہے کہ آیت کریمہ صحابہ کرام کے حق میں ہے اس لئے کہ قرآن ہر وقت نازل ہوتا تھا پس صحابہ کرام ایمان لاتے تو ان کا قلبی طور پر تصدیق کرنا پہلے پر زیادہ ہوتا تھا جب کہ یہ ہمارے حق میں نہیں اس لئے کہ وحی منقطع ہو چکی۔

اس ارشاد خداوندی (انما المومنون الذین اذا ذکر اللہ وجلت قلوبھم)"بے شک ایماندار وہ لوگ ہیں (ان کے سامنے) جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے تو ان کے دل خوفزدہ ہو جاتے ہیں"۔

یہ ایمانداروں کی صفت ہے اور مومنین فرمانبرداری میں ایک دوسرے سے جداجدا ہوتے ہیں جب کہ نفس ایمان میں سب برابر ہیں۔

اسی طرح (زادتھم ایمانا) سے مراد یقین ہے نہ کہ نفس ایمان جس حدیث میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایمان کے تمام مخلوق سے بڑھ جانے کا ذکر ہے تو ان کو ثواب میں ترجیح دی گئی ہے اس لئے کہ وہ سابق الایمان ہیں اور آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

"الدال علیٰ الخیر کفاعلہ"

نیکی کے کام پر رہنمائی کرنے والا اس کو کرنے والے کی طرح ہے۔"

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان یخرج من النار من کان فی قلبہ مثقال ذرۃ من الایمان۔

"دوزخ کی آگ سے ہر وہ شخص نکل جائے گا جس کے دل میں ذرہ برابر ایمان ہے۔"

تو اس حدیث پاک کو بھی احناف کے دلائل سے سمجھ آنے والے مفہوم پر محمول کیا جائے گا۔ (کذافی بحر الکلام)

دو ایمان

حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ تعالیٰ سے مروی ہے کہ ان سے ایک آدمی نے سوال کیا۔ امومن انت؟ کیا آپ مومن ہیں؟ آپ نے فرمایا الایمان ایمانان۔ ایمان دو ایمان ہیں۔فان کنت تسئلنی عن الایمان باللہ وملائکۃ وکتبہ ورسلہ والیوم

الآخر والجنة والنار والبعث والحساب فانا مومن.

اگر آپ اللہ' اس کے فرشتوں' اس کی کتابوں' اس کے رسولوں آخرت کے دن' جنت' دوزخ' مرنے کے بعد اٹھنے اور حساب وکتاب پر ایمان لانے کے بارے سوال کرتے ہیں تو میں مومن ہوں۔

وان کنت تسئلنی عن قوله تعالیٰ (انما المومنون) فواللہ لاادری انا منهم ام لا۔

اور اگر تو اللہ تعالیٰ کے فرمان (انما المومنون) کے بارے سوال کرتا ہے تو میں نہیں جانتا کہ میں ان میں سے ہوں یا نہیں ہوں۔

دعا کیسے قبول ہو

حضرت شفیق بلخی رحمہ اللہ تعالیٰ سے منقول ہے کہ حضرت ابراہیم بن ادہم رحمتہ اللہ علیہ بصرہ کے بازار میں جا رہے تھے۔ لوگ ان کو دیکھ کر ان کے ارد گرد جمع ہو گئے لوگوں نے عرض کیا اے ابو اسحاق رحمتہ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ نے اپنی لاریب کتاب قرآن مجید میں فرمایا۔

(ادعونی استجب لکم) ''تم مجھ سے دعا کرو میں اسے قبول کرتا ہوں''

ہماری حالت یہ ہے کہ ہم کافی عرصہ سے دعائیں مانگ رہے ہیں لیکن ہماری دعا قبول نہیں ہوتی۔

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا

یا اهل البصرة ماتت قلوبکم فی عشرة اشیاء کیف یستجاب دعاء کم۔

اے اہل بصرہ تمہارے دل دس چیزوں کی وجہ سے مردہ ہو چکے ہیں تو تمہاری دعا کیسے قبول کی جائے؟

وہ دس چیزیں مندرجہ ذیل ہیں۔

۱- تم نے اللہ تعالیٰ کو پہچانا اور اس کے حق کو ترجیح نہ دی۔

۲- تم نے قرآن مجید پڑھا اور اس پر عمل نہیں کیا۔

۳- تم شیطان کی مخالفت کا دعویٰ کرتے ہو اور تم اس کی موافقت کرتے ہو۔

۴- تم کہتے ہو کہ ہم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے ہیں اور تم آپ کی سنت مطہرہ پر عمل نہیں کرتے۔

۵- تم جنت میں داخل ہونے کا دعویٰ کرتے ہو لیکن جن اعمال کی وجہ سے جنت میں داخل ہونا ہے وہ اعمال تم نہیں کرتے۔

۶- دوزخ سے نجات کا تم دعویٰ کرتے ہو اور تم اپنے آپ کو اس میں پھینکتے ہو۔

۷- تم کہتے ہو کہ موت برحق ہے لیکن اس کیلئے تیاری نہیں کرتے۔

۸- اپنے بھائیوں کے عیب نکالنے میں تم مصروف ہو اور تم اپنے نفسوں کے عیوب نہیں دیکھتے۔

۹- تم اپنے رب کی نعمتوں کو کھاتے ہو لیکن تم اس کا شکر ادا نہیں کرتے۔

۱۰- تم اپنے مرنے والے دوستوں کو ہاتھوں سے دفن کرتے ہو لیکن تم عبرت حاصل نہیں کرتے۔ (حیات القلوب)

جلسہ نمبر ۲۳

احکامات الٰہیہ کے ترک کا وبال

آیت کی تفسیر

(یاایھا الذین امنوا لا تخونوا اللہ والرسول)
''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیانت نہ کرو''
یعنی فرائض اور سنتوں کو ترک کر کے یا اس کا ایک مطلب یہ ہے کہ تم ظاہر نہ کرو اس چیز کو
جس کو تم اپنے دل میں پوشیدہ کرتے ہو۔ (ظاہر اور باطن ایک جیسا نہ ہو) اس سے مراد یہ
ہے کہ مال غنیمت میں تم دھوکا نہ کرو۔
(وتخونوا امانتکم) ''اور تم امانتوں میں خیانت نہ کرو'' یعنی تمہارے آپس کے جو
معاملات ہیں ان میں خیانت نہ کرو۔
(وانتم تعلمون) ''حالانکہ تم جانتے ہو'' تم دانستہ خیانت کرنے کے مرتکب ہوتے ہو۔
جب تم جانتے ہو تو تمہیں اچھے اور برے کی پہچان کرنی چاہیے۔
(واعلموا انما اموالکم و اولادکم فتنۃ) ''اور تم جان لو! کہ بے شک تمہارے
مال اور تمہاری اولاد تمہارے لئے آزمائش ہے۔''
کیونکہ یہ چیزیں گناہوں عذاب اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے مشقت میں واقع ہونے کا
سبب ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان چیزوں کے ذریعے سے اپنے بندوں کو آزماتا ہے۔ تاکہ ان کی
محبت تمہیں خیانت پر برانگیختہ نہ کرے گویا کہ میں ابولبابہ مروان ابن المنذر رہوں۔
(وان اللہ عندہ اجر عظیم) ''اور بے شک اللہ تعالیٰ کے پاس بہت بڑا اجر ہے۔''
اس شخص کیلئے جو اللہ تعالیٰ کی رضا کو ان سب چیزوں پر ترجیح دیتا ہے۔ رب ذوالجلال

کی حدود کی رعایت کرتا ہے تم اپنی ہستیوں کو اسی چیز کی طرف لگاؤ جو اس کی ادائیگی تک پہنچانے کا سبب ہے۔ (قاضی بیضاوی)

آیت کا شان نزول

اس آیت کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ ایک دفعہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اکیس راتوں تک یہود بنوقریظہ کا محاصرہ کیا۔ انہوں نے صلح کرنے کا ارادہ کیا جس طرح کہ ان کے بھائی بنونضیر نے صلح کی۔ اس بات پر کہ وہ ملک شام سے مقام اریحاء اور ازرعات کی طرف چلے جائیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے انکار فرمایا۔ مگر اس شرط کے ساتھ کہ وہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیصلہ کو تسلیم کر لیں۔ مگر انہوں نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا اور انہوں نے کہا کہ ہمارے ساتھ ابولبابہ مروان ابن المنذر کو بھیج دیں وہ ان کے خیر خواہ تھے۔ کیونکہ ان کے اہل و عیال اور مال ان کے پاس تھے۔ آپ نے ابولبابہ کو ان کے پاس بھیج دیا۔

لوگوں نے اس سے کہا کہ آپ کی حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حکم ماننے کے بارے کیا رائے ہے؟

تو انہوں نے حلقوم کی طرف اشارہ کیا اور اس سے مراد ذبح کرنا لیا یعنی اگر تم نے اس کا حکم مان لیا تو تمہیں ذبح کر دیا جائے گا۔

ابولبابہ کہتے ہیں کہ ابھی وہاں سے میرے قدم نہیں ہٹے تھے کہ میں نے جان لیا کہ میں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیانت کی ہے اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔

ابولبابہ نے اپنے آپ کو مسجد کے ستون کے ساتھ باندھ دیا اور کہا۔

واللہ لااذوق طعاماً ولا شراباً حتی اموت او یتوب اللہ علی

قسم بخدا میں نہ کھانا کھاؤں نہ پانی پیوں گا یہاں تک کہ میں مر جاؤں یا اللہ تعالیٰ میری توبہ قبول فرما لے۔

سات دن وہ اسی طرح رہے یہاں تک کہ وہ غش کھا کر گر پڑے پھر ان کی توبہ قبول ہوئی ان کو کہا گیا کہ آپ کی توبہ قبول کی جا چکی ہے اور آپ اپنے آپ کو ستون سے آزاد کر لیں تو ابولبابہ نے کہا نہیں۔

واللہ لااحل ھاحتی یکون رسول اللہ ھوالذی یحلنی فجاء علیہ الصلوٰۃ والسلام فحلہ بیدہ۔

اللہ تعالیٰ کی قسم! میں اپنے آپ کو اس ستون سے نہیں کھولوں گا جب تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے نہ کھولیں چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ نے اپنے دست شفقت سے ان کو رہا فرمایا ابولبابہ نے کہا۔

ان من تمام توبتی ان اھجر دار قومی التی اصبت فیھا الذنب وان انخلع من مالی۔

میری مکمل توبہ اس وقت ہو گی کہ جب میں اپنی قوم کے اس علاقہ کو چھوڑ دوں جہاں پر میں گناہگار ہوا اور یہ کہ میں اپنے مال واسباب کو چھوڑ دوں۔

نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تجھے صرف ایک تہائی کافی ہے یعنی تو اتنے مال کو صدقہ کر دے۔

سنت کو ترک نہ کرو

تعطیل سنت سے مراد سنت کو ترک کرنا۔

نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین من بعدی عضوا علیھا بالنواجز۔

میری اس ظاہری دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد میری اور خلفائے راشدین کی سنت کو لازم پکڑو اور ان پر مضبوطی کے ساتھ کاربند ہو۔

ایک اور حدیث شریف میں ہے۔

نبی اکرم سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **لیاتی علی الناس زمان تخلق سنتی فیہ کما یخلق الثوب علی الابدان وتحدث البدعۃ فمن اتبع سنتی یومئذ صار غریبا وبقی واحدا ومن اتبع بدعۃ الناس وجد خمسین صاحباً او اکثر۔**

لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ ان میں میری سنت بوسیدہ ہو جائے گی جیسے کپڑا جسموں پر بوسیدہ ہو جاتا ہے اور بدعت کا دور دورہ ہو گا۔ اس دور میں جس نے میری سنت کی اتباع کی وہ غریب ہو گا اور اکیلا رہ جائے گا اور جو لوگوں کی بدعت کی پیروی کرے گا وہ

اپنے پاس پچاس ساتھی یا اس سے زیادہ ساتھی پائے گا۔

افضل لوگ

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ یہی عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہمارے بعد بھی کوئی ہم سے افضل ہے؟

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہاں۔

صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا وہ لوگ آپ کو دیکھیں گے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں۔

صحابہ کرام نے عرض کیا کیا ان پر وحی نازل ہو گی؟

آپ نے فرمایا کہ نہیں۔

صحابہ کرام نے عرض کیا کہ وہ کیسے ہوں گے؟

آپ نے فرمایا کہ جیسے پانی میں نمک ہوتا ہے۔

ان کے دل ایسے پگھل جائیں گے جیسے نمک پانی میں مل جاتا ہے۔

صحابہ کرام نے عرض کیا کہ وہ ایسے زمانہ میں کس طرح زندگی گزاریں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جیسے سرکہ میں کیڑا ہوتا ہے۔

صحابہ کرام نے عرض کیا کہ وہ اپنے دین کی کس طرح حفاظت کریں گے؟

آپ نے فرمایا کہ جس طرح ہاتھ میں انگارا ہوتا ہے اگر اسے ہاتھ پر رکھا جائے تو وہ بجھ جائے۔

اگر اسے ہاتھ میں روکا جائے یا نچوڑا جائے تو ہاتھ کو جلا دے۔

علماء کرام فرماتے ہیں۔

فاعتبروا یاولی الابصار بقول رسول اللہ صلی اللہ الملک الغفار

اے آنکھوں والو! بخشنے والے بادشاہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی وجہ سے عبرت حاصل کرو۔

فتنہ کا وقت اور سنت

نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من تمسک بسنتی عند فساد امتی فلہ اجر مائة شهيد

جس شخص نے میری امت کے فتنہ وفساد کے وقت میری ایک سنت پر عمل کیا تو اس کو سو شہیدوں کا اجر عطا فرمایا جائے گا۔

دس چیزوں کا سنت ہونا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **عشرة مماعلمهن وعمل بهن ابوبكم ابراهيم عليه السلام خمس فى الراس و خمس فى الجسد اماالتى فى الراس فالسواک والمضمضة والاستنشاق وقص الشارب واِعْضَاءُ اللحية۔**

واما التى فى الجسد فالختان و استحداد ونتف الابط وقص الاضفار

دس چیزیں ہیں کہ جن کو تمہارے جد اعلیٰ حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے جانا اوران پر عمل کیا ان میں سے پانچ سر میں ہیں اور پانچ جسم میں ہیں۔

وہ پانچ جو سر میں ہیں وہ یہ ہیں۔

(۱) مسواک کرنا (۲) کلی کرنا (۳) ناک میں پانی ڈالنا (۴) موچھیں کاٹنا (۵) داڑھی بڑھانا۔

وہ پانچ چیزیں جو جسم میں ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

(۱) ختنہ کرانا (۲) موئے زیر ناف مونڈنا (۳) بغلوں کے بال اکھیڑنا (۴) ناخن کاٹنا (۵) ہر عضو کا عبادت کرنا یہاں تک کہ ختنہ کی جگہ بھی ذکر کیلئے ہے۔

بھاری ذمہ داری قبول کرنا

اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا آدم علیہ السلام سے فرمایا کہ میں نے امانت کو تمام مخلوق پر پیش کیا۔ لیکن ان میں سے کسی ایک نے بھی اس کو اٹھانے کی حامی نہیں بھری تو کیا جو کچھ اس امانت میں ہے آپ اس کو اٹھائیں گے حضرت سیدنا آدم علیہ السلام نے عرض کیا۔ **یا رب وما فیھا؟** اے میرے رب اس میں کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر آپ نیکی کریں گے تو اس کا اجر ملے گا اور اگر گناہ کریں گے تو اس کی سزا دی جائے گی۔ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام نے اس امانت کو اٹھالیا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے آدم علیہ السلام اگر آپ نے اس کو اٹھا لیا ہے تو میں اس سلسلہ میں تمہاری مدد کروں گا میں تیری آنکھوں کیلئے ایک پردہ بناتا ہوں اگر تجھے خوف ہو اس چیز کے دیکھنے کا جس کا دیکھنا تیرے لئے حلال نہیں ہے۔ تو تو میرے عذاب کے خوف کی وجہ سے اس پردہ کو اپنی آنکھوں پر ڈال لے۔

میں تیری زبان کیلئے دو کواڑ والا دروازہ بناتا ہوں جب تجھے فحش کلام کرنے کا خوف ہو تو تو میرے عذاب کے ڈر کیوجہ سے اپنی زبان کے دروازے کو بند کر دے میں تیرے لئے دو کان بناتا ہوں۔ جب تجھے خوف ہو اس کلام کے سننے کا جس کا سننا تیرے لئے جائز نہیں ہے تو اس کلام کے سننے سے اپنے کانوں کو محفوظ کر لے۔ میں تیری شرمگاہ کیلئے ایک لباس بناتا ہوں جب تجھے اس شرم گاہ کے کھلنے کا خوف ہو تو تو میرے عذاب کے ڈر کی وجہ سے اس لباس کے ساتھ تو اس کو ڈھانپ لے نیز تو اپنے ہاتھوں کو حرام میں پڑنے سے روک لے اور اپنے پاؤں کو بھی اس طرف چلنے سے روک لے جس طرف تیرے لئے جانا حلال نہیں تو میرے عذاب کو یاد کر۔

یہ مذکورہ سب چیزیں اللہ تعالیٰ کی امانت ہیں۔ (موعظہ)

ہلاکت کا سبب

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب درہم اور دینار کو بنایا گیا تو لعنتی شیطان نے ان دونوں کو اٹھا کر چوما اور اپنی دونوں آنکھوں پر رکھ لیا اور شیطان نے کہا۔

الویل لمن احبکما من حلال والویل ثم الویل لمن احبکما من حرام

ہلاک ہو وہ شخص جو تم دونوں سے محبت کرے تم کو حلال طریقہ سے حاصل کر کے اور ہلاک ہو پھر ہلاک ہو وہ شخص جو تم دونوں کو حرام طریقہ سے حاصل کرنے کے بعد تم سے محبت کرے۔

دنیا کی مثال

ایک آدمی نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ایک علاقہ سے حاضر ہوا۔ اس نے آ کر اپنی زمین کے بارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا۔ نبی پاک

صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس زمین کی وسعت اور اس میں نعمتوں کی کثرت کے بارے میں بتایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کیف تفعلون؟ تم کیسے کرتے ہو؟

اس نے کہا انا نتخذ الوانا من الطعام وناکلھا

ہم قسم قسم کے کھانے بناتے اور پھر ان کو کھاتے ہیں۔

پھر آپ نے فرمایا کہ وہ کیا ہو جاتا ہے؟ اس آدمی نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم وہ وہی ہو جاتا ہے جو آپ جانتے ہیں یعنی وہ بول و براز بن جاتا ہے۔

فقال علیه الصلوٰة والسلام کذلک مثل الدنیا۔

پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا کی مثال جو روایت کیا گیا اور جو کچھ آپ نے فرمایا سچ فرمایا۔

اللہ تعالیٰ نے اسرار الوحی میں فرمایا۔

یا احمد صلی اللہ علیہ وسلم لو صلی العبد صلوٰة اھل السموات والارض وصام صیام اھل السموات والارض ثم اری فی قلبه مقدار ذرة من حب الدنیا من ریاستھا وزینتھا لایجاور نی فی داری۔

اے حضرت احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اگر بندہ زمین و آسمان والوں جتنی نمازیں پڑھے اور زمین و آسمان والوں جتنے روزے رکھے پھر زیب و زینت کے حوالے سے ایک ذرہ کے برابر بھی دنیا کی محبت کو اپنے دل میں وہ جگہ دے تو میرے گھر میں اسے میرا قرب نصیب نہیں ہوگا۔ (موعظہ)

قبول کرنے سے انکار

حضرت عبداللہ بن عمرو ابن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے انسان کی شرمگاہ کو پیدا فرمایا اور فرمایا کہ اے انسان یہ امانت ہے اور میں اس امانت کو تیرے سپرد کرتا ہوں۔

شرمگاہ، پاؤں، ہاتھ، زبان، آنکھ اور کان یہ سب امانتیں ہیں۔

ولا ایمان لمن لا امانة له

جس شخص کو امانت کا پاس نہیں اس کا کامل ایمان نہیں اللہ تعالیٰ نے ان سب امانتوں

کو پہاڑوں اور زمین و آسمان کی مخلوق پر پیش کیا۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے۔

(انا عرضنا الامانة علی السموات والارض والجبال)[۱]

"بے شک ہم نے پہاڑوں، زمین اور آسمان پر امانت کو پیش کیا۔"

اللہ تعالیٰ نے ان سب مخلوق سے فرمایا کہ جو کچھ ان میں ہے کیا تم ان سب کو اٹھاؤ گی۔؟

مخلوق کی ہر چیز نے عرض کیا کہ ان میں کیا ہے؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر تم اچھے اعمال کرو گے تو تمہیں اجر ملے گا اور اگر نافرمانی کرو گے تو تمہیں عذاب دیا جائے گا۔

سب مخلوق نے عرض کیا کہ اے ہمارے رب ہم تیرے حکم کے پابند ہیں ہمیں ثواب اور عذاب سے غرض نہیں۔ تو یہ ہم نے خوف و خشیت اور اللہ تعالیٰ کے دین کی عظمت کی وجہ سے کہا ہے کہ ہم اسے قائم نہیں رکھ سکیں گے یہ ہم نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی مخالفت کی وجہ سے نہیں کہا۔

(فابین ان یحملنها واشفقن منها وحملها الانسان انه کان ظلوماً جهولا)

"پس انہوں نے انکار کیا کہ وہ اس امانت کو اٹھائیں اور وہ اس سے ڈرے اور اس امانت کو انسان نے اٹھالیا وہ نادان اور حد سے تجاوز کرنے والا تھا۔"

کس کو ترجیح دیں

نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من احب دنیاه اضر باخرته ومن احب آخرته اضر بدنیاه فاثروا مایبقی علی مایفنی۔

جس شخص نے دنیا کو محبوب سمجھا تو اس نے اپنی آخرت کا نقصان کیا اور جس نے آخرت سے محبت کی تو اس نے اپنی دنیا کا نقصان کیا پس تم ترجیح دو اس چیز کو جو باقی رہے اس چیز پر جو فنا ہو جائے گی۔

سب برائیوں کی جڑ

ایک روایت میں ہے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک دن تشریف فرما تھے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے باتیں کر رہے تھے تو وہ سارنے کے سارے سوائے

۱۔ القرآن (الاحزاب ۷۲)

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رونے لگے۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ سے اپنے دل کی سختی کی شکایت کرتا ہوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ مبارک کو ان کے سینے پر رکھا پھر فرمایا کہ اے اللہ تعالیٰ کے دشمن تو نکل جا۔ پس حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رونا شروع کر دیا پھر آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جمود العین من قوۃ القلب وقوۃ القلب من کثرۃ الذنوب وکثرۃ الذنوب من نسیان الموت ونسیان الموت من طول الامل وطول الامل من حب الدنیا وحب الدنیا راس کل خطیئۃ۔

آنکھوں سے آنسو نہ بہنا دل کی سختی کی وجہ سے ہے اور دل کی سختی گناہوں کی کثرت کی وجہ سے ہے اور گناہوں کی کثرت موت کو بھولنے کی وجہ سے ہے اور موت کا بھولنا لمبی امید کی وجہ سے ہے اور لمبی امید دنیا کی محبت کی وجہ سے ہے اور دنیا کی محبت ہر برائی کی جڑ ہے۔

بلند درجات کا حصول

حضرت فضیل بن عیاض رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا جعل الشرکلہ فی بیت واحد و جعل مفتاحہ حب الدنیا وجعل الخیر کلہ فی بیت واحد و جعل مفتاحہ الزھد علیک فترکھا تنل الدرجات العلیا

ساری برائی کو ایک گھر میں کر دیا اور دنیا کی محبت کو اس کی چابی بنایا اور ساری خیر کو ایک گھر میں کر دیا اور زہد کو اس کی چابی بنایا۔

اے انسان تجھ پر اس کو ترک کرنا لازم ہے۔ تا کہ بلند درجات کو حاصل کر لے۔

جلسہ نمبر ۲۴

سونا اور چاندی جمع کرنے کا وبال

آیت کی تفسیر

(والذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ)
''اور وہ لوگ جو سونے اور چاندی کو اکٹھا کرتے ہیں اور اس میں سے اللہ تعالٰی کے راستے میں خرچ نہیں کرتے۔''

جائز ہے کہ اس سے مراد یہودیوں اور عیسائیوں کے بڑے بڑے عالم مراد لئے جائیں مال کے بارے ان کے بخل اور حرص کو بطور مبالغہ ذکر کیا گیا ہے۔

یا اس سے مسلمانوں کے وہ لوگ مراد لئے جائیں جو مال کو جمع کرتے ہیں۔ اس کو ذخیرہ کرتے ہیں اس کے حق کو ادا نہیں کرتے اہل کتاب کو رشوت لینے والوں کے ساتھ ان کو ملانا سختی کے طور پر ہوگا۔

(فبشرھم بعذاب الیم) ''آپ ان کو دردناک عذاب کی بشارت دیں۔''

(یوم یحمی علیھا فی نار جھنم) ''جس دن کے گرم کیا جائے گا ان کو دوزخ کی آگ میں'' یعنی جس روز جہنم کی آگ کو ان پر بھڑکایا جائے گا۔

(فتکوی بھم جباھھم و جنوبھم وظھورھم) ''پس ان دراہم ودینار سے ان کی پیشانیاں ان کے پہلوؤں اور ان کی پشتوں کو داغ دیا جائے گا۔''

کیونکہ مال کا جمع کرنا اور اس کا روک رکھنا۔ لذیذ قسم کے کھانوں اور طرح طرح کے لباسوں سے خوش عیش اور مالدار بننے کے ساتھ طلب وجاہت کی وجہ سے تھا۔

(ھذا ما کنزتم) ''یہ وہ ہے جس کو تم خزانہ کیا کرتے تھے''

(لانفسکم) ''اپنی ذات کے لئے'' یعنی اپنی ذات کو نفع پہنچانے کیلئے تو یہ ان کی جانوں کیلئے عذاب دینے کا سبب اور بعینہ نقصان دینے کا سبب تھا۔
(فذوقوا ماکنتم تکنزون) ''پس تم اس کا مزہ چکھو جس کو تم ذخیرہ کیا کرتے تھے۔'' یعنی اپنے خزانہ کا وبال یا جو کچھ تم خزانہ کرتے تھے۔ (قاضی بیضاوی)

درود پاک کی کثرت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خرج من عندی جبرائیل آنفاً اخبرنی عن ربی عزوجل انہ قال ای مسلم صلی علیک مرۃ واحدۃ الاصلیت انا وملائکتی علیہ عشراً فاکثروا علی الصلوٰۃ یوم الجمعۃ فاذا صلیتم فصلوا علی تعظیما۔
ابھی تھوڑی دیر پہلے مجھ سے حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام تشریف لے گئے انہوں نے مجھے میرے رب ذوالجلال کے بارے میں خبر دی انہوں نے کہا کہ جو مسلمان بھی آپ کی ذات پر صرف ایک مرتبہ درود شریف پڑھتا ہے (تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) کہ اس پر میں اور میرے فرشتے دس مرتبہ درود پڑھتے ہیں۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کے دن مجھ پر بکثرت درود شریف پڑھا کرو جب بھی تم نماز پڑھو تو مجھ پر بطور تعظیم کے درود شریف پڑھو۔

زکوٰۃ ادا نہ کرنے پر عذاب

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من آتاہ اللہ مالا ولم یودز کوتہٗ مثل مالہ یوم القیامۃ شجاعا اقرع۔
جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے مال عطا فرمایا اور اس نے اس مال کی زکوٰۃ ادا نہ کی تو قیامت کے دن اس کا وہ مال گنجا سانپ بن جائے گا۔
''شجاع اقرع'' سے وہ سانپ مراد ہے کہ جس سر پر بال نہ ہوں۔ اس کے زہر کی زیادتی کی وجہ سے اس کے سر پر بال نہ رہیں۔ نیز اس کی دونوں آنکھوں پر دو سیاہ قسم کے نقطہ ہوتے ہیں۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

يطوق ذلك الشجاع طوقافي عنقه فيعزبه عذاباً شديداً ويقول انا مالك الذی كنزته فی الدنيا ولم تودز كاته۔

وہ گنجا سانپ اس کی گردن میں لپٹ جائے گا اور اسے سخت ترین عذاب دے گا اور کہے گا کہ میں وہ تیرا مال جس کو تو دنیا میں اکٹھا کرتا تھا اور اس کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا تھا۔ جیسا کہ رب ذوالجلال نے فرمایا۔

(ولا يحسبن الذين يبخلون بما آتاهم الله من فضله هو خيرالهم بل هوشرلهم سيطوقون مابخلوا به يوم القيامة) [1]

''اور نہ گمان کریں وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے فضل سے عطا فرمایا اس کے بارے میں وہ بخل کیا کرتے تھے اور وہ سمجھتے کہ یہ مال ان کیلئے بہتر ہے بلکہ وہ ان کیلئے برا ہے قیامت کے دن جس مال کے بارے وہ بخل کیا کرتے تھے اس کا طوق بنا کر ان کی گردن میں ڈالا جائے گا۔ (مشکوٰۃ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے مال عطا فرمایا اور اس نے اس کی زکوٰۃ ادا نہیں کی تو جب قیامت کا دن ہوگا تو جہنم کی آگ کے گرز بنا کر ان کو مارے جائیں گے اس مال پر جہنم کی آگ بھڑکائی جائے گی جس کے ساتھ وہ مال جل جائے گا نیز اس کی پیشانی' اس کے پہلو اور اس کی پشت جل جائے گی جب بھی وہ ٹھنڈی ہوگی تو ایک دن میں اسے دوبارہ بھڑکا دیا جائے گا۔ ایک دن کی مقدار ہزار سال کے برابر ہوگی جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے۔

(وان يوما عندربك كالف سنة مما تعدون) [2]

''اور وہ دن تیرے رب کے پاس ایک ہزار سال کے برابر ہوگا جس کو تم شمار کرتے ہو۔''

یہ سلسلہ جاری رہے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ فرمائے گا پس وہ آدمی بہشت کی طرف یا دوزخ کی طرف اپنا راستہ دیکھ لے گا۔ (زبدۃ والواعظین)

تین چیزیں تین چیزوں کے بغیر قبول نہیں ہوتی

علماء کرام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی لاریب کتاب قرآن مجید میں نماز کو زکوٰۃ

[1] القرآن آل عمران ۱۸۰

کے ساتھ ذکر کیا۔ جیسا کہ فرمایا۔

(اقیموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ) تم نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو"۔

ان دونوں کے درمیان حسن ترتیب یہ ہے کہ نماز اللہ تعالیٰ کا حق ہے جب کہ زکوٰۃ بندوں کا حق ہے اللہ تعالیٰ کے حکم کی وجہ سے ان دونوں کی رعایت کرنا واجب ہے نیز تمام عبادات کا محور و مرکز بھی یہی دو چیزیں ہیں نماز عبادت بدنیہ ہے جب کہ زکوٰۃ عبادت مالیہ ہے اور باقی تمام عبادات انہی دو چیزوں کی طرف منقسم ہوتی ہیں اسی وجہ سے کہا گیا تین آیات میں تین چیزوں کو اکٹھے ذکر کیا گیا ہے کہ ان میں سے ایک دوسرے کے بغیر قبول نہیں ہوتی۔

وہ تین چیزیں درج ذیل ہیں۔

۱۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اقیموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ)[1] "اور تم نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو"، جس شخص نے نماز پڑھی اور زکوٰۃ ادا نہیں کی تو اس کی نماز قابل قبول نہیں۔

۲۔ ارشاد خداوندی ہے (اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول)[2] "تم اللہ تعالیٰ کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو"۔ تو جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت نہیں کی تو اس کی یہ اطاعت خداوندی قابل قبول نہیں۔

۳۔ رب ذوالجلال نے فرمایا (ان اشکر لی ولوالدیک) "یہ کہ تم میرا شکر ادا کرو اور اپنے والدین کا"

تو جس شخص نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا لیکن اپنے والدین کا شکر ادا نہیں کیا تو اس کا اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا قابل قبول نہیں۔ (تنبیہ الغافلین)

پانچ چیزوں کے روکنے سے پانچ چیزیں رک جاتی ہیں

ایک حدیث شریف میں ہے نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من منع نفسہ عن خمس منع اللہ عنہ خمساً کہ جو شخص پانچ چیزوں کو روک لے اللہ تعالیٰ اس سے پانچ چیزوں کو روک دیتا ہے۔

الاول: من منع الزکاۃ من مالہ منع اللہ حفظ مالہ من الآفات جس شخص نے

---

[1] القرآن الحج ۷۸ [2] البقرہ ۴۳

اپنے مال کی زکوٰۃ روک لی اللہ تعالیٰ آفات سے اس کے مال کی حفاظت کو روک لیتا ہے۔

الثانی: من منع العشر ممایخرج من الارض منع اللہ تعالیٰ البرکۃ من کل کسبہ

زمین سے نکلنے والی پیداوار پر جو عشر ادا کرنے کو روک لے۔ اللہ تعالیٰ اس کی تمام کمائی میں برکت روک لیتا ہے۔

الثالث: من منع الصدقۃ منع اللہ تعالیٰ عنہ العافیۃ جو شخص صدقہ کو روک لے اللہ تعالیٰ اس سے عافیت کو روک لیتا ہے۔

الرابع: من منع الدعاء لنفسہ منع اللہ تعالیٰ عنہ الاجابۃ جو شخص دعا کرنے کو روک لے رب ذوالجلال اس سے قبولیت کو روک لیتا ہے۔

الخامس: من منع الحضور مع الجماعۃ منع اللہ عنہ کمال الایمان فلایکون ایمانہ کاملاً جو شخص اپنے آپ کو نماز با جماعت ادا کرنے سے روک لے۔ اللہ تعالیٰ اس سے کمال ایمان کو روک لیتا ہے۔ یعنی اس کا ایمان کامل نہیں ہوگا۔

(زبدۃ الواعظین)

مصائب دور کرنے کا نسخہ

حدیث شریف میں ہے۔

نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حصنوا اموالکم بالزکوٰۃ وداووا امراضکم بالصدقۃ واستقبلوا انواع البلایا بالدعاء والتضرع

اپنے مال کو زکوٰۃ ادا کر کے محفوظ کرو صدقہ دے کر اپنے بیماروں کا علاج کرو عاجزی اور دعا کرنے سے اپنے آپ سے قسم قسم کی مصائب کو دور کرو۔

آپ نے جو فرمایا سچ فرمایا۔

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ حدیث صحابہ کرام سے بیان فرما رہے تھے آپ کے پاس سے ایک نصرانی گزرا۔ اس نے اس حدیث کو سنا وہ گیا اور اس نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کی اس کا ایک کاروبار میں شریک ساتھی تھا جو مصر کی طرف تجارت کی غرض سے گیا ہوا تھا اس نے کہا

۱؎ آل عمران ۱۳۲

کہ اگر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اس بات میں سچے ہیں تو ان کا صدق ظاہر ہو جائے گا اور اگر میرا مال میرے شریک کاروبار کے ساتھ محفوظ رہے گا تو میں اسلام قبول کرلوں گا اور ان پر ایمان لے آؤں گا۔

اور اگر ان کا کذب ظاہر ہوا تو میں تلوار اٹھائے نکلوں گا اور ان کو (نعوذ باللہ) قتل کر دوں گا اچانک قافلہ والوں کی طرف سے ایک خط موصول ہوا جس میں تحریر تھا کہ چوروں نے قافلہ والوں کو لوٹ لیا ہے۔ ان ڈاکوؤں نے راہزنی کی ہمارے مال اور لباس کو چھین لیا اس کے علاوہ جو کچھ ہمارے پاس تھا۔ وہ سب لے گئے جب نصرانی نے یہ سارا واقعہ سنا تو وہ مضطرب ہوا جو کچھ اس کے دل میں آیا اس نے کہا۔

نیز وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کرنے کی غرض سے تلوار سمیت نکلا۔

یہ ارادہ کرنے کے بعد اسے اپنے شریک کی طرف سے دوسرا خط ملا۔ جس میں یہ لکھا ہوا تھا کہ آپ غمگین نہ ہو اور نہ ہی کسی پر تہمت لگائیں۔

میں قافلہ والوں کے پیچھے تھا چوروں نے اور قافلہ والوں کو لوٹا ہے لیکن میں محفوظ رہا اور سب کا سب مال میرے پاس حفاظت میں ہے۔

جب اس نصرانی نے دوسرے خط کو پڑھا تو اس نے کہا انه صادق و بنی حق بے شک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سچے ہیں اور نبی برحق ہیں۔

پھر وہ شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ تو اپنے اسلام کو مجھ پر پیش کر چنانچہ وہ شخص ایمان لایا اور شرافتِ اسلام کے ساتھ معزز ہوا۔

(روضۃ العلماء)

پانچ شخصوں کیلئے وعید

حدیث شریف میں ہے نبی اکرم سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا تو جہنم میں سے ایک چیز نکلے گی جس کا نام حریش ہے اور وہ بچھو کی اولاد میں سے ہے اس کی لمبائی اتنی ہوگی جتنی زمین و آسمان کے درمیان ہے۔ جب کہ اس کی چوڑائی اس قدر ہوگی جس قدر فاصلہ مشرق و مغرب کے درمیان ہے۔

حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام اس حریش سے فرمائیں گے۔

الی این تذهب یا خریش؟

اے حریش تو کس طرف جارہا ہے؟

فیقول الی العرصات

وہ حریش کہے گا کہ میدانی علاقہ کی طرف۔

فیقول لمن تطلب؟

حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام فرمائیں گے تو کس کو تلاش کر رہا ہے؟

فیقول اطلب خمسة نفر

حریش کہے گا کہ میں پانچ شخصوں کو تلاش کر رہا ہوں

الاول	تارک الصلوٰۃ	پہلا تارک نماز
الثانی	مانع الزکوٰۃ	دوسرا زکوٰۃ نہ دینے والا
الثالث	عاق الوالدین	تیسرا والدین کا نافرمان
الرابع	شارب الخمر	چوتھا شراب پینے والا
الخامس	المتکلم فی المسجد	پانچواں مسجد میں باتیں کرنے والا

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

(وان المساجد للہ فلا تدعوا مع اللہ احدا)[1]

''اور بے شک مساجد اللہ تعالیٰ کیلئے تم اللہ کے ساتھ کسی ایک کو نہ بلاؤ۔

(زبدۃ الواعظین)

فقراء جنت میں

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک بلند بالا محل سے نیچے گروں (اور میرا جسم) ٹوٹ پھوٹ جائے تو یہ میرے نزدیک مالداروں کی مجلس میں بیٹھنے سے زیادہ پسندیدہ ہے کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا آپ نے فرمایا۔

ایاکم و مجالسة الموتی قیل یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ومن الموتی؟ قال الاغنیاء

تم اپنے آپ کو مردوں کی مجلس سے بچاؤ عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

[1] القرآن الجن ۱۸

مردے کون ہیں؟ تو آپ نے فرمایا "مالدار"

اسی طرح اور حدیث پاک میں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اطلعت علی الجنة فرایت اکثر اھلھا الفقراء واطلعت علی النار فرایت اکثر اھلھا الاغنیاء

میں جنت پر مطلع ہوا تو میں نے ان میں اکثریت فقراء کی دیکھی اور میں دوزخ پر مطلع ہوا تو میں نے ان میں اکثریت مالداروں کی دیکھی۔

ایسے ہی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **انی رایت الجنة فرایت الفقراء المھاجرین والمسلمین یدخلون الجنة سعیا ولم ارمن الاغنیاء من یدخلھا معھم الاعبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ وھو من العشرة المبشرین بالجنة**۔

میں نے جنت کو دیکھا اس میں میں نے مسلمان اور مہاجرین فقراء کو دیکھا کہ جو جنت میں کوشش کر کے داخل ہو رہے تھے جب کہ میں نے مالداروں میں سے سوائے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کسی کو نہیں دیکھا کہ جو کوشش کر کے ان کے ساتھ داخل ہو رہا ہو اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان خوش نصیب صحابہ کرام میں سے ہیں۔ جن کو دنیا میں ہی جنت کی خوشخبری دے دی گئی۔

عشرہ مبشرہ

وہ دس صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم جن کو دنیا میں جنت کی خوش خبری دی گئی درج ذیل ہیں۔

(۱) حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۲) حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۳) حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۴) حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۵) حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۶) حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۷) حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۸) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۹) حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۰) حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اغنیاء کی ہلاکت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ویلٌ للاغنیاءِ من الفقراء یوم القیامۃ یقولون ربنا ظلمونا حقوقنا التی فرضت علیھم بقول اللہ تعالیٰ وعزتی وجلالی لابعدنھم ولا قربنکم وتلا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(والذین فی اموالھم حق معلوم للسائل والمحروم) ؎

ان مالداروں کیلئے ہلاکت ہے قیامت کے دن فقراء جن کے درپے ہوں گے۔ فقراء کہیں گے کہ ہمارے رب انہوں نے ہمارے حقوق کے بارے میں زیادتی کی وہ حقوق کہ جن کو تو نے ان پر فرض فرمایا تھا اللہ تعالیٰ فرمائے گا مجھے اپنی عزت اور اپنے جلال کی قسم میں ان کو (مالداروں) کو دور کر دوں گا اور تمہیں اپنے قریب کر دوں گا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

''وہ لوگ کہ جن کے مالوں میں محروم اور سائل کے لئے حق معلوم ہے۔''

زکوٰۃ کتنی دی جائے

بعض اہل معرفت سے سوال کیا گیا کہ دوسو درھم میں کتنی زکوٰۃ واجب ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ عام لوگوں کیلئے شریعت کا یہ حکم ہے کہ وہ دوسو درہم میں سے پانچ درھم زکوٰۃ دیں (چالیسواں حصہ)

جب کہ ہم اہل معرفت پر سارا مال خرچ کرنا واجب ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وانفقوا مما رزقناکم)

''اور تم اس میں سے جو کچھ ہم نے تم کو عطا کیا خرچ کرو''

حضرت شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کسی نے سوال کیا۔

مالفرائض؟ فرائض کیا ہیں؟

حضرت شبلی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔

محبۃ اللہ اللہ تعالیٰ محبت

سائل نے پھر عرض کیا۔

ماالسنن؟ سنن کیا ہیں؟

آپ نے جواباً فرمایا۔

ترک الدنیا دنیا کو چھوڑ دینا

سائل نے ایک اور سوال کیا۔

ما مقدار الزکوٰۃ؟ زکوٰۃ کی مقدار کتنی ہے؟

حضرت شبلی علیہ الرحمتہ نے فرمایا۔

بذل الجمیع تمام مال کو خرچ کر دینا۔

اس شخص نے عرض کیا۔

الیس خمسۃ دراھم من مائتی درھم؟

کیا دوسو درھموں میں سے پانچ درھم زکوٰۃ نہیں ہے؟

آپ نے فرمایا کہ۔

یہ مقدار بخلاء کیلئے ہے۔

اس نے پھر عرض کیا۔

من امامک فی ھذا المذھب؟

اس مذہب کے بارے آپ کا امام کون ہے؟

آپ نے فرمایا کہ اس ضمن میں ہمارے امام امیر المومنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں کہ انہوں نے اپنا تمام مال راہ خدا میں خرچ کرنے کے بعد ٹاٹ کا لباس زیب تن فرمالیا حتیٰ کہ حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام بھی اسی طرح کا لباس پہن کر آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔

سائل نے پھر سوال کیا۔

ھل لک حجۃ فی القرآن؟

کیا (آپ کے اس موقف پر) قرآن مجید سے کوئی دلیل ہے؟
حضرت شبلی علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔ ہاں
اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان
(ان اللہ اشترٰی من المومنین انفسھم واموالھم)[1]
"بے شک اللہ تعالیٰ نے ایمانداروں سے ان کی جانوں اور ان کے اموال کو خرید لیا ہے۔"
جب رب ذوالجلال نے ان کے مالوں کو خرید لیا ہے۔
تو اب اس مال کو سپرد کرنا ان کی ذمہ داری ہے اموال کا ذکر کر کے اس کا عام مفہوم مراد لیا گیا ہے۔

اللہ والوں کی کیا شان ہے؟

راقم الحروف کے ماموں جان حضرت علامہ مولانا الحاج محمد بخش معینی جو کہ سچے عاشق رسول اور صاحب ذوق و شوق ہیں۔ انہوں نے بارہا یہ بات اپنے خطابات میں ارشاد فرمائی۔

حضرت خواجہ غلام فرید رحمہ اللہ تعالیٰ کوٹ مٹھن والی سرکار کے لخت جگر حضرت خواجہ محمد بخش (المعروف نازک کریم سائیں رحمۃ اللہ علیہ) سے کسی نے سوال کیا کہ آپ کے والد گرامی رحمۃ اللہ کے پاس مال و اسباب کی کمی نہیں تھی۔ زمین، جائیداد وافر مقدار میں آپ کی ملکیت تھی۔ لیکن جب آپ کا وصال ہوا تو آپ مقروض تھے اس کی کیا وجہ ہے۔

حضرت نازک کریم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ زکوٰۃ دینے والوں کی چار قسمیں ہیں۔

۱- عام لوگوں کی زکوٰۃ اس سے مراد وہ لوگ ہیں کہ جو مال کے انتالیس حصہ اپنے پاس رکھیں اور چالیسواں اللہ تعالیٰ کے نام پر خرچ کریں۔

۲- خاص لوگوں کی زکوٰۃ اس سے مراد وہ لوگ ہیں کہ جو انتالیس حصہ اللہ تعالیٰ کے نام پر خرچ کریں اور صرف ایک حصہ اپنے پاس رکھیں۔

۳- خاص الخاص لوگوں کی زکوٰۃ اس سے مراد وہ لوگ ہیں کہ جو چالیس کے چالیس حصہ راہ خدا میں خرچ کر دیں۔

۴- اخص الخاص لوگوں کی زکوٰۃ اس سے مراد وہ لوگ ہیں کہ جو چالیس حصہ اللہ تعالیٰ کے

نام پر خرچ کر دیں اس کے باوجود اگر کوئی سائل آ جائے تو دوسرے سے قرض لے کر اس کی ضرورت کو پورا کریں۔ حضرت نازک کریم علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ میرے والد گرامی حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس چوتھے مرتبہ پر فائز تھے اس لئے جب آپ کا وصال ہوا تو آپ مقروض تھے۔ (محبوب احمد چشتی)

قارون مال سمیت غرق

قارون بن یصھر ابن قاھت بن لاوی بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہ السلام حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا چچازاد بھائی تھا۔ وہ تورات کو دل سے پڑھتا تھا اور حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ منافقت کرتا تھا۔ جس طرح کہ سامری نے آپ سے منافقت کی قارون فرعون کا عامل تھا۔ وہ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو ہر وقت اذیت دیتا تھا جب کہ آپ قرابت داری کی وجہ سے اس کا خیال رکھتے تھے۔

جب زکوٰۃ کے حکم والی آیت نازل ہوئی کہ ہر ہزار دینار پر ایک دینار اور ہر ہزار درھم پر ایک درھم۔

ان کیلئے حکم یہ تھا کہ وہ اپنے مال کا چوتھائی حصہ زکوٰۃ ادا کریں۔

قارون نے اپنے سب مال کو اکٹھا کیا تو وہ ایک ٹیلہ کی شکل اختیار کر گیا۔ جب اس کو مال زیادہ دکھائی دیا تو بخل کی وجہ سے وہ زکوٰۃ ادا کرنے سے رک گیا۔

قارون کے خزانے کی چابیاں ساٹھ اونٹ اٹھاتے تھے۔ ہر خزانہ کی ایک چابی تھی اور چابی ایک انگلی کی مقدار کے برابر ہوتی تھی۔ (اس سے اندازہ کریں اس کے پاس کتنا مال تھا؟)

قارون نے بنی اسرائیل سے کہا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام تمہارا مال لینا چاہتے ہیں۔ بنی اسرائیل نے قارون سے کہا کہ تو ہم میں سے بڑا مالدار ہے جو کچھ تو کرنا چاہتا ہے ہمیں بھی اس چیز کا حکم دے۔

قارون نے کہا کہ تم میرے پاس فلاں زناکار عورت کو لے آؤ کہ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر زنا کی تہمت لگائے لوگ اس زانیہ عورت کو لے آئے۔

قارون نے ایک ہزار دینار اس فاحشہ عورت کو دیتے ہوئے یہ کہا کہ تو نے یہ کہنا ہے کہ۔

ان موسیٰ وطئنی وانا حامل منه

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے میرے ساتھ وطی کی ہے اور میں اس کی وجہ سے حاملہ ہو گئی ہوں۔

قارون نے تمام لوگوں کو جمع کیا اور وہ دن بنی اسرائیل کیلئے عید کا دن تھا۔

قارون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا۔

آپ ہمیں وعظ و نصیحت اور ڈر کی باتیں سنائیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے لوگوں سے وعظ فرمایا آپ نے دوران گفتگو یہ کلمات ارشاد فرمائے۔

من سرق قطعنايده ومن قذف جلدناه ومن زنا وهو محصن رجمناه

جو شخص چوری کرے گا ہم اس کے ہاتھ کاٹیں گے اور جو شخص جھوٹی تہمت لگائے گا ہم اسے کوڑے لگائیں گے اور جو شادی شدہ ہو کر زنا کا مرتکب ہو گا ہم اسے رجم کریں گے۔

قارون نے یہ بات سن کر کہا کہ اگرچہ وہ آپ ہی کیوں نہ ہوں؟

آپ نے فرمایا اگرچہ میں ہی کیوں نہ ہوں۔

قارون کھڑا ہو کر کہنے لگا۔

ان بني اسرائيل يزعمون انک زنيت بفلانة

بے شک بنی اسرائیل کا گمان یہ ہے کہ آپ نے فلاں عورت سے زنا کیا۔

حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اسے بلاؤ۔

جب وہ زانیہ عورت حاضر ہوئی تو آپ نے اس سے فرمایا تجھے قسم ہے اس ذات کی جس نے تجھے پیدا کیا سمندروں کو پیدا فرمایا تو رات کو نازل کیا تو اس بات کی تصدیق کرتی ہے اللہ تعالیٰ نے اس عورت کو سمجھ اور توفیق عطا فرمائی۔

اس نے عرض کیا۔

يا موسىٰ انت بريئ مما يقول ان قارون جعل لي الف دينار على ان اقذفک بنفسي واخاف من الله تعالىٰ ان اقذف رسوله

اے موسیٰ علیہ السلام جو کچھ قارون کہتا ہے آپ اس سے بری ہیں۔ قارون نے مجھے

ایک ہزار دینار اس غرض سے دیئے کہ اپنی طرف نسبت کرتے ہوئے آپ پر جھوٹی تہمت لگاؤں میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتی ہوں کہ میں اس کے رسول حضرت موسیٰ علیہ السلام پر جھوٹی تہمت لگاؤں۔

حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام اس بدکارہ عورت کی یہ بات سن کر سجدہ میں گر گئے اور روتے ہوئے عرض کیا۔ اے میرے رب اگر میں تیرا سچا نبی ہوں تو تو مجھ پر کرم فرما اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی۔ **یا موسیٰ انی جعلت الارض مسخرۃ فی امرک فمرھا ماشئت۔**

اے حضرت موسیٰ علیہ السلام میں نے زمین کو تیرے فرمان کے تابع کر دیا ہے تو اس کو حکم دے جو کچھ آپ چاہتے ہیں۔

حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔

من کان مع قارون فیثبت معہ ومن کان معی فلیعتزل عنہ

تم میں سے جو قارون کے ساتھ ہے۔ وہ اس کے ساتھ رہے اور جو شخص میرے ساتھ ہے وہ اس سے الگ ہو جائے۔

فاعتزل الناس کلھم الا رجلین

سارے لوگ قارون سے سوائے دو آدمیوں کے جدا ہو گئے۔

حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے زمین سے فرمایا کہ تو ان کو پکڑ لے زمین نے ان کو پکڑا یہاں تک کہ وہ درمیان تک دھنس گئے وہ موسیٰ علیہ السلام کے سامنے آہ و زاری کر رہے تھے پھر آپ نے زمین کو حکم دیا کہ تو ان تینوں کو پکڑ لے زمین کے اندر وہ مزید دھنسنا شروع ہوئے اور گردن تک دھنس گئے ساتھ ہی وہ تینوں موسیٰ علیہ السلام کے سامنے عاجزی کرنے میں مصروف تھے۔ لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے شدت غضب کی وجہ سے ان کی طرف کوئی توجہ نہ فرمائی۔

آپ نے پھر زمین کو حکم فرمایا کہ تو ان کو مزید اپنے اندر لے جا۔ وہ تینوں زمین کے اندر چلے گئے اور زمین ان پر مل گئی۔

بنی اسرائیل آپس میں ایک دوسرے سے سرگوشیاں کرنے لگے۔ انہوں نے یہ بات کہی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قارون کے بارے اس لئے بددعا کی ہے تاکہ اس کے

گھر اور اس کے مال کے وارث بن جائیں۔

حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے جب ان کی یہ بات سنی تو آپ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی یہاں تک کہ قارون کا گھر اور اس کا تمام خزانہ زمین میں دھنس گیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

(فخسفنا به وبداره الارض)

''ہم نے قارون اور اس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا''۔

قارون کا گھر حرکت کرتا اور ہر دن وہ ایک آدمی کے قد کے برابر زمین میں دھنس جاتا۔ یہاں تک کہ وہ دھنستے دھنستے زمین کے بالکل نچلے درجے تک پہنچ گیا اور وہ اس جگہ پر اس دن تک باقی رہے گا جس دن صور پھونکا جائے گا۔ (مشکوٰۃ)

قارون کا برا انجام

بیان کیا جاتا ہے کہ قارون سفید رنگ کے خچر پر زیب و زینت کے ساتھ نکلتا تھا۔ اس کے خچر کے منہ میں سونے کی لگام ہوتی تھی۔

اس کے گھوڑوں پر سرخ رنگ کا ریشم ہوتا تھا۔

قارون کے دائیں جانب تین سو لڑکے اور بائیں جانب تین سو خوبصورت لونڈیاں ہوتی تھیں۔ ان پر زیورات اور ریشم ہوتا تھا قارون نے حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی تکذیب کر کے ان کے حکم کی مخالفت کر کے ان کے سامنے تکبر کیا تو اللہ تعالیٰ نے قارون کو اس کے خزانے سے بھرے گھر سمیت زمین میں غرق فرما دیا۔ (موعظہ)

کالی کملی والے سرکار کے کیا کہنے

ایک حدیث شریف میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے معراج والی رات جبل قاف کے پیچھے ایک شہر دیکھا جو انسانوں سے بھرا ہوا تھا جب ان لوگوں نے میری زیارت کی تو انہوں نے کہا۔

الحمد لله الذی ارانا وجهک یا محمد صلی الله علیه وسلم

تمام تعریفیں خاص ہیں اس اللہ تعالیٰ کیلئے جس نے اے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے چہرے کی زیارت کرنے کی ہمیں توفیق عطا فرمائی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ لوگ مجھ پر ایمان لائے اور میں نے ان کو احکام شرع کی تعلیم دی اس کے بعد میں نے ان سے پوچھا کہ تم کون ہو؟

انہوں نے عرض کیا اے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم قوم بنی اسرائیل میں سے ہیں جب ہمارے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام کا وصال ہوا تو بنی اسرائیل کے درمیان اختلاف برپا ہو گیا ان میں فتنہ وفساد واقع ہوا تو ان ظالموں نے ایک ہی گھڑی میں تنتالیس انبیاء کرام علیہم السلام کو شہید کر دیا۔

انبیاء کرام کے شہید ہو جانے کے بعد دو سو عابد زاہد لوگ ظاہر ہوئے۔ انہوں نے لوگوں کو نیک کام کرنے کا حکم اور برائیوں سے منع کیا۔ اسی دن بنی اسرائیل نے ان سب کو شہید کر دیا۔ ایسا کرنے سے ان کے درمیان مزید فتنہ وفساد کو فروغ ملا ہم انکے درمیان میں سے نکل گئے اور ہم سمندر کے ایک کنارے پر آ گئے نیز ہم نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ ہمیں ان ظالموں کے فتنہ وفساد سے محفوظ رکھے۔

جب ہم نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور اس کی بارگاہ میں عاجزی سے گڑگڑائے تو اچانک زمین پھٹ گئی اور ہم اس میں چلے گئے ہم ڈیڑھ سال تک زمین کے نیچے رہے اس کے بعد ہم اس جگہ پر آ گئے۔ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے ہمیں حکم دیا تھا اذارای احدکم وجه محمد صلی الله علیه وسلم نبی آخر الزمان فسلموا علیه من فقالوا الحمد لله الذی ارانا وجهک۔

جب تم میں سے کوئی ایک نبی آخر الزمان حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے رخ انور کی زیارت کرے تو تم میری طرف سے ان کو سلام پیش کرنا نیز یہ کہنا کہ تمام تعریفیں خاص ہیں اس اللہ تعالیٰ کے لئے جس نے ہمیں آپ کے چہرۂ انور کی زیارت کرائی۔ اس کے بعد ان لوگوں نے عرض کیا کہ آپ ہمیں تعلیم دیں۔ **فعلمهم النبی علیه الصلوٰة والسلام القرآن والصلوٰة والصوم واداء صلوة الجمعة وسائر الاحکام۔**

پس نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو قرآن' نماز' روزہ' نماز جمعہ کی ادائیگی اور تمام احکام کی تعلیم دی۔ (حمامیہ من لیس شریف)

جلسہ نمبر ۲۵

رجب کی فضیلت کا بیان

آیت مبارکہ: ان عدۃ الشهور عنداللہ اثنا عشر شهراً فی کتاب اللہ یوم خلق السموات والارض منها اربعة حرم ذلک الدین القیم فلا تظلموا فیهن انفسکم وقاتلوا المشرکین کافة کما یقاتلونکم کافةً واعلموا ان اللہ مع المتقین ٥ (التوبۃ ۳۶)

ترجمہ: بے شک مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک بارہ مہینے ہیں۔ اللہ کی کتاب میں جب سے اس نے زمین اور آسمان بنائے۔ ان میں سے چار حرمت والے ہیں یہ سیدھا دین ہے تو ان مہینوں میں اپنی جان پر ظلم نہ کرو اور مشرکوں سے ہر وقت لڑو جیسا وہ تم سے ہر وقت لڑتے ہیں اور جان لو کہ اللہ پرہیز گاروں کے ساتھ ہے۔

جلسہ نمبر ۲۵

رجب المرجب کی فضیلت کا بیان

آیت کی تفسیر

(ان عدة الشهور عند الله اثنا عشر شهراً فی کتاب الله) ۳۶/۹

''بے شک مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک بارہ مہینے ہے۔ اللہ کی کتاب میں''

(کنز الایمان ص۲۷۴)

یعنی ان کی تعداد کی گنتی عنداللہ یہ عدة کا معمول ہے اس لئے کہ وہ مصدر ہے فی کتاب اللہ اس کا معنی ہے۔ لوح محفوظ میں یا اللہ کے حکم میں اور یہ صفت اثنا عشر کی۔

(یوم خلق السموات والارض منها اربعة حرم) ۳۶/۹

''جس سے اس نے آسمان اور زمین بنائے ان میں سے چار حرمت والے ہیں۔''

(کنز الایمان ص۲۷۵)

یہ متعلق اس کے جس میں ثبوت کا معنی موجود ہے یا کتاب کے متعلق ہے اگر اسے مصدر بنایا جائے۔ اس کا معنی یہ ہے کہ جب سے اللہ تعالیٰ نے اجسام اور زمانوں کو پیدا کیا اس وقت سے نفس الامر میں یہ بات ثابت ہے۔

(منها اربعة حرم) ان چار میں سے ایک یکتا ہے اور وہ رجب شریف ہے اور ان میں سے تین اکٹھے ہیں اور ذوالقعدہ' ذوالحجہ اور محرم ہیں۔

(ذلک الدین القیم فلا تظلموا فیهن انفسکم) ۳۶/۹

''یہ سیدھا دین ہے تو ان مہینوں میں اپنی جان پر ظلم نہ کرو۔''

(کنز الایمان ص۲۷۵)

یعنی ان چار مہینوں کی حرمت وہی سیدھا دین ہے۔ حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کا دین ہے۔

اہل عرب اس کو حضرت خلیل اللہ اور حضرت ذبیح اللہ علیہما السلام کی وراثت سمجھتے تھے اور وہ حرمت والے مہینوں کی تعظیم کرتے تھے ان میں لڑائی کو حرام جانتے تھے۔ یہاں تک کہ کوئی آدمی اپنے باپ اور اپنے بھائی کے قاتل سے بھی ملتا تو وہ اس سے (ان مہینوں میں) مزاحمت نہیں کرتا تھا۔

(فیھن) کی ضمیر کا مرجع حرم ہے۔ یعنی حرمت والے مہینوں میں۔

حرمت کا سبب

یعنی ان مہینوں کی حرمت اور ان میں حرام کے ارتکاب نے تجھے حیرت میں ڈال دیا۔ جمہور کا یہی موقف ہے یا ان مہینوں میں لڑائی کی حرمت منسوخ ہے اور ان مہینوں میں گناہوں کا ارتکاب کرنے والوں پر بہت بڑا گناہ ہے۔ جیسا کہ حرم شریف اور احرام کی حالت میں گناہوں کے کرنے کا عظیم گناہ ہے۔

حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ لوگوں کیلئے ان حرمت والے مہینوں میں اور حرم شریف میں لڑائی کے علاوہ جنگ کرنا جائز نہیں۔

اور پہلی بات کی تائید اس حدیث پاک سے ہوتی ہے جس میں یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کا محاصرہ کیا اور شوال' ذیقعد کے مہینہ میں ہوازن نے حسنین کے مقام پر لڑائی کی۔

(وقاتلوا المشرکین کافة کما یقاتلون کم کافة واعلموا ان اللہ مع المتقین) ۹/۳۶

''اور مشرکوں سے ہر وقت لڑو۔ جیسا وہ تم سے ہر وقت لڑتے ہیں اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے۔ (کنز الایمان ص ۲۷۵)

کافتہ کا معنی ہے جمیعاً سب کے سب اور یہ مصدر ہے کف عن الشیٔ کا معنی ہوتا ہے روکنا یعنی تمام کو زیادتی سے روکا گیا ہے اور یہ ترکیب میں حال واقع ہو رہا ہے۔

واعلموا سے نیک لوگوں کے تقویٰ کی وجہ سے مدد کے ساتھ ان کے لئے ضمانت اور گواہی ہے۔ (تفسیر بیضاوی از قاضی بیضاوی)

درود پڑھنے والے کیلئے نہر شیریں

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ میں نے معراج کی رات پانی کی ایک نہر دیکھی۔ جس کا پانی شہد سے زیادہ میٹھا برف سے زیادہ ٹھنڈا کستوری سے زیادہ خوشبو والا تھا۔ میں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا۔ اے جبرائیل یہ نہر کس کے لئے ہے؟ انہوں نے عرض کیا یہ اس خوش نصیب کے لئے ہے جو رجب کے مہینہ میں آپ کی ذات پر درود شریف پڑھتا ہے۔

گناہ سے بچو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے رب کی طرف رجوع کرو اس سے اپنے گناہوں کی بخشش طلب کرو اور حرمت والے مہینہ میں گناہوں سے اجتناب کرو اور وہ رجب کا مہینہ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

(یسئلونک عن الشهر الحرام قتال فيه قل قتال فيه كبير) ۲/۲۱۷

''تم سے پوچھتے ہیں ماہ حرام میں لڑنے کا حکم تم فرماؤ اس میں لڑنا بڑا گناہ ہے۔''

(کنز الایمان ص ۴۸)

اس میں تقدیم و تاخیر ہے۔ یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم وہ حرمت والے مہینہ میں لڑائی کے بارے پوچھتے ہیں کیا جائز ہے یا نہیں؟ تو تم فرما دو کہ اس حرمت والے مہینہ میں لڑنا بہت بڑا گناہ ہے اور اس میں دھوکہ کرنا اس کی حرمت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت برا ہے جس طرح کہ نیکی اس میں بڑھا دی جاتی ہے اور اس کا نام حرام رکھا لڑائی کے حرام ہونے کی وجہ سے پھر ان مہینوں میں لڑائی کی حرمت منسوخ ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی روشنی میں۔

(واقتلوا هم حيث ثقفتموهم) ۵/۹

''تو مشرکوں کو مارو جہاں پاؤ۔'' (کنز الایمان ص ۲۶۷)

حرمت باقی ہے گناہ بخش دیئے گئے۔ عبادت قبول ہے اور اس کا ثواب حرمت والے ماہ میں دوگنا ہے۔ اس لئے کہ ایک نیکی باقی تمام مہینوں میں دس کے برابر ہے۔ جیسا کہ اللہ رب العزت نے فرمایا۔

(من جاء بالحسنة فله عشر امثالها) (۶/۱۶۱)

''جوایک نیکی لائے تو اس کیلئے اس جیسی دس ہیں۔'' (کنز الایمان ص ۲۱۴)

نیکیوں میں زیادتی

رجب میں ایک نیکی کے بدلے ستر، اور شعبان المعظم میں ایک نیکی کے بدلے سات سو اور رمضان المبارک میں ایک نیکی کے بدلے ہزار اور یہ نیکیوں کا زیادہ ہونا خاص طور پر اس امت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ہے۔ (خزینۃ العلماء)

یاد خدا

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر تم موت کے وقت پیاس سے راحت چاہتے ہو ایمان کے ساتھ اس دنیا سے رخصت ہونا چاہتے ہو نیز شیطان سے نجات کا ارادہ ہے تو تم ان تمام مہینوں کا کثرت صیام اور گزرے ہوئے گناہوں پر ندامت کے ساتھ احترام کرو تمام مخلوق کو پیدا کرنے والے کو یاد کرو تا کہ تم سلامتی کے ساتھ اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ۔ (زہرۃ الریاض)

رجب میں روزہ رکھنا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملا اور میں نے عرض کیا کہ اے معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کہاں سے آرہے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ میں حضور کی بارگاہ سے آرہا ہوں۔ میں نے عرض کیا کہ آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا سنا؟ وہ فرماتے ہیں میں نے سنا آپ نے فرمایا کہ جس نے خلوص اور اخلاص کے ساتھ لا الٰہ الا اللہ کہا۔ وہ جنت میں داخل ہو گیا اور جس نے رجب شریف میں ایک دن کا روزہ رکھا صرف رب ذوالجلال کی رضا حاصل کرنے کیلئے وہ جنت میں داخل ہو گیا حضرت انس فرماتے ہیں پھر میں حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور میں نے عرض کیا یا رسول اللہ حضرت معاذ نے مجھے اس اس طرح خبر دی ہے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سچ فرمایا۔ (زہرۃ الریاض)

فائدہ: خاتم النبوۃ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام شریف اور قصص لطیفہ میں سے جو کچھ

بیان کیا جاتا ہے ان میں سے ہے کہ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر اپنے قربانی کے خطبے میں ارشاد فرمایا خبردار! بے شک زمانہ زمین اور آسمان کے تخلیق کے دن کی طرح پھرتا ہے۔ سال کے بارہ مہینہ ہیں۔ ان میں سے چار حرمت والے ہیں تین پے در پے ہیں اور وہ ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم ہیں اور رجب الگ ہے جو جمادی الثانی اور شعبان کے درمیان ہے۔ اس کا معنی یہ ہے کہ مہینے اسی طرف لوٹیں گے جس طرح وہ تھے اور حج ذوالحجہ میں آئے گا یعنی زمانے کو جو مہینوں اور سالوں میں منقسم کیا ہے وہ اسی طرف لوٹیں گے جس طرح کے وہ تھے اور سال اپنے اسی اصلی حساب کی طرف لوٹے گا۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کی پیدائش والے دن اختیار کیا اور حج اسی طرح ذوالحجہ میں آئے گا جب کہ زمانہ جاہلیت کے لوگوں نے مہینے پیچھے ہٹانے کی وجہ سے اسے اپنی جگہ سے بدل کر رکھ دیا تھا اور یہ وہ بات ہے جس کو انہوں نے خود پیدا کیا ہے اور وہ (النسیئ) ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ذکر فرمایا۔

(انما النسیئ زیادۃ فی الکفر) ۳۷/۹

''ان کا مہینے پیچھے ہٹانا نہیں مگر اور کفر میں بڑھنا۔ (کنز الایمان ص ۲۷۵)

مہینہ کو موخر کرنا

حرمت والے مہینہ کو موخر کرنا اس مہینہ تک جو حرمت والا نہیں زمانہ جاہلیت میں لوگ حرمت والے مہینوں کو حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کی وراثت سمجھتے تھے اور وہ ان میں لڑائی کو حرام جانتے تھے۔ یہاں تک کہ انہوں نے النسیئ (مہینہ کو اپنے مقام سے ہٹانا) کو اختیار کیا اور حرمت کو تبدیل کر کے رکھ دیا اس لئے کہ وہ لوگ جنگوں والے اور لڑائی جھگڑے والے تھے پس اگر وہ لڑائی کر رہے ہوتے اور حرمت والے مہینوں میں سے کوئی مہینہ آ جاتا اور ان کو لڑائی کا چھوڑنا مشکل لگتا۔ پس وہ اس کو حلت والا مہینہ بنا دیتے اور اس کی جگہ دوسرے مہینہ کو حرمت والا مہینہ خیال کر لیتے یہاں تک کہ انہوں نے حرمت والے مہینوں کی حرمت کی تخصیص کو ترک کر دیا اور وہ سال کے مہینوں میں سے کوئی سے چار مہینوں کو حرمت والے سمجھ لیتے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

(لیواطئوا عدۃ ماحرم اللہ) ۳۷/۹

"کہ اس گنتی کے برابر ہو جائیں جو اللہ نے حرام فرمائی" کنز الایمان ص ۲۷۵

تا کہ وہ گنتی چار کے موافق ہو جائے اور اس کے مخالف نہ ہو اور انہوں نے اس تخصیص کی مخالفت کی جو دو واجب چیزوں میں سے ایک تھی۔ نیز وہ مہینوں کی تعداد میں بھی اضافہ کرتے۔ کبھی وہ سال کے تیرہ مہینے اور کبھی چودہ مہینہ بنا لیتے اور روایت کیا گیا کہ یہ برا طریقہ کنانہ میں ایجاد کیا گیا۔ کیونکہ وہ لوگ فقراء ہونے کی وجہ سے لڑائیوں کے زیادہ ضرورت مند تھے۔

تفسیر کشاف کی وضاحت

اس معاملہ میں زمانہ جاہلیت کے اندر جنادہ بن عوف کنانی کی تابعداری کی جاتی تھی۔ ایک موسم میں وہ اونٹ پر کھڑے ہو کر بلند آواز کے ساتھ کہتا تھا کہ بے شک تمہارے خداؤں نے تمہارے لئے حرام کو حلال کر دیا ہے پھر وہ آئندہ سال دوبارہ اسی طرح اونٹ پر کھڑا ہو جاتا اور بآواز بلند کہتا کہ تمہارے خداؤں نے حلال کو حرام کر دیا ہے پس تم بھی اسے حرام جانو تو اس نسئی نے کفر میں اور اضافہ کیا اس لئے کہ کافر جب گناہ کرتا ہے تو اس کا کفر اور بڑھ جاتا ہے۔

(فزادتهم رجساً الی رجسهم) ۱۲۵/۹

"انہیں اور پلیدی پر پلیدی بڑھائی" (کنز الایمان)

جس طرح کہ ایک مومن جب نیکی کرتا ہے تو اس کا ایمان اور بڑھ جاتا ہے۔

(فزادتهم ایمانا وهم یستبشرون) (۱۲۴/۹)

"ان کے ایمان کو اس نے ترقی دی اور وہ خوشیاں منا رہے ہیں۔" کنز الایمان

(تفسیر کشاف)

تا کہ ان کیلئے وقت میں وسعت ہو اسی وجہ سے قرآن و حدیث میں مہینوں کی گنتی کے بارے میں نص وارد ہوئی۔

قرآن مجید کی آیت کا ذکر جس طرح کہ شروع میں ہوا۔

(ان عدة الشهور عندالله اثنا عشر شهرا) ۳۶/۹

"بے شک مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک بارہ مہینے ہیں" کنز الایمان ص ۲۷۴

بارہ مہینے

اور حدیث شریف میں ہے جس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ سال کے بارہ مہینہ ہیں اور ان مہینوں کا سورج کے چلنے کے ساتھ اندازہ کیا گیا ہے۔ جس طرح کہ اہل کتاب کرتے ہیں۔

اور ان قمری مہینوں میں سے چار حرمت والے ہیں ان میں سے تین پے در پے ہیں اور ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم ہیں جب کہ ان میں سے ایک الگ ہے اور وہ رجب کا مہینہ ہے اور اس مہینہ کو قبیلہ مضر کی طرف منسوب کیا گیا ہے جس طرح کہ حدیث پاک میں گزرا۔ اس لئے کہ اس کا قبیلہ اس مہینہ کی تعظیم اور احترام زیادہ کرتا تھا۔ اسی وجہ سے اس ماہ رجب کو ان کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ نیز اس مہینہ میں زمانہ جاہلیت والوں کیلئے احکام تھے۔

ان میں سے ایک حکم یہ تھا کہ زمانہ جاہلیت والے اس میں لڑائی کو حرام جانتے تھے۔ جیسا کہ پہلے گزر چکا اور قتال کی حرمت ابتداء اسلام میں بھی جاری تھی۔

لڑائی کا جواز اور عدم جواز

حرمت والے مہینوں میں لڑائی کو جاری رکھنے اور نہ رکھنے کے بارے میں علماء کرام کے درمیان اختلاف ہے۔

جمہور علماء کا موقف یہ ہے کہ ان حرمت والے مہینوں میں لڑائی کی حرمت منسوخ ہے۔

انہوں نے اس بات سے استدلال کیا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ظاہری دنیا سے پردہ فرما جانے کے بعد ملکوں کو فتح کرنے اور مسلسل جنگ کرنے اور جہاد کرنے میں مصروف ہے اور ان صحابہ میں سے کسی ایک سے بھی حرمت والے مہینوں میں لڑائی سے توقف نقل نہیں کیا گیا یہ بات اس چیز کی واضح دلیل ہے کہ اس چیز کے منسوخ ہونے پر ان سب کا اجماع ہے۔

عتیرہ کیا ہے؟

زمانہ جاہلیت کے احکام میں سے ایک حکم یہ تھا کہ وہ لوگ اس زمانہ میں جو ذبیحہ ذبح کرتے اس کا نام عتیرہ رکھتے تھے۔

اسلام کے بعد علماء نے اس کے حکم میں اختلاف کیا اکثر کا موقف یہ ہے کہ اسلام

نے اس کو باطل کر دیا کیونکہ صحیحین میں یہ بات موجود ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نہ فرع ہے اور نہ عتیرہ" فرع اس اونٹنی کے بچے کو کہتے ہیں جو سب سے پہلے پیدا ہو اور زمانہ جاہلیت والے لوگ اسے اس زمانے میں اپنے جھوٹے خداؤں کے نام پر ذبح کرتے اور ان سے برکت حاصل کرتے تھے۔

عتیرۃ: عتیرہ اس ذبیحہ کو کہا جاتا تھا۔ جس کو اہل جاہلیت رجب کے پہلے دس دنوں میں ذبح کرتے اور اس کا نام رجبی رکھتے تھے اور اس کے ذریعے جاہلیت والے زمانہ جاہلیت میں قربت حاصل کرتے اور آغاز اسلام میں اہل اسلام بھی اس سے برکت حاصل کرتے۔ پھر یہ بات اس حدیث لافرع ولاعتیرہ (نہ فرع ہے اور نہ عتیرہ) سے منسوخ ہو گئی۔

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اسلام میں عتیرہ نہیں ہے اور عتیرہ زمانہ جاہلیت میں تھا۔ ان میں سے کوئی رجب کا روزہ رکھتا اور بغیر سوال کے بخشش کرتا اور اس میں ذبح عید کے موسم میں خوشی کرنے کے مشابہ ہو جاتا۔

عید کا دن

حضرت طاؤس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بے شک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی خاص مہینہ کو عید نہ بناؤ اور نہ کسی خاص دن کو عید بناؤ۔ اس کی اصل یہ ہے کہ مسلمانوں کیلئے یہ بات جائز نہیں کہ وہ اوقات میں سے کسی خاص وقت کو عید بنالیں۔ سوائے ان اوقات کے کہ جن کو شریعت نے عید قرار دیا ہے وہ درج ذیل عیدیں ہیں۔

۱- ہفتہ میں جمعہ کا دن عید ہے۔

۲- سال میں عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کے دن نیز ایام تشریق عید ہیں۔

ان مذکورہ دنوں کے علاوہ کسی خاص موسم کو عید بنانا بدعت ہے اور ایسی بدعت کہ جس کی شریعت محمدیہ میں کوئی اصل نہیں بلکہ وہ مشرکین کی عیدیں ہیں۔

کیونکہ مشرکین کی عیدیں کچھ زمانیہ ہوتی تھیں اور کچھ مکانیہ جب اسلام آیا تو اللہ تعالیٰ نے تمام کو باطل کر دیا اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اعیاد زمانیہ کی جگہ عیدالفطر، عیدالاضحیٰ اور اور ایام تشریق کی عیدیں عطا فرمائیں۔

نیز اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اعیاد مکانیہ کی جگہ کعبہ' عرفات' منی اور مزدلفہ عطا فرمایا۔
(اللہ تعالیٰ ہمیں ان جگہوں کی زیارت کی توفیق عطا فرمائے) (آمین)
ان موسموں کے علاوہ کوئی موسم اور ان جگہوں کے علاوہ کوئی جگہ ایسی نہیں کہ جس میں اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کے وظائف میں سے کوئی وظیفہ ہو کہ جس کے ذریعے انسان قرب حاصل کرے اور نہ ہی اس کو خوشبو کے لطائف میں سے کوئی لطیفہ ہے کہ اللہ کے بندوں میں سے اس کے فضل وکرم اور رحمت کے طفیل جہاں چاہے پہنچ سکے۔
خوش بخت وہ انسان ہے جو ان موسموں اور جگہوں کو غنیمت جانے اور ان مقامات پر پہنچ کر اپنے رب کی بارگاہ کا قرب حاصل کرے ان چیزوں کے سبب سے جو فرمانبرداری کے وظائف میں سے مشروع ہیں۔ تاکہ وہ ان خوشبوؤں میں سے بہترین خوشبو حاصل کر سکے اور دوزخ کے عذاب اور جو کچھ وہاں شدائد ہیں ان سے محفوظ رہے۔

رجب شریف میں روزہ رکھنے کی فضیلت

امام بیہقی نے شعب الایمان میں یہ روایت درج فرمائی۔
حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جنت میں ایک نہر ہے جس کا نام رجب ہے دودھ سے زیادہ سفید' شہد سے زیادہ میٹھی' جو شخص رجب المرجب میں روزہ رکھے اللہ تعالیٰ اس کو اس نہر سے سیراب فرمائے گا۔ یہ تو رجب کے بعض روزے رکھنے کے بارے ہیں۔''
رجب شریف کے سارے روزے رکھنے کے بارے میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام سے بالخصوص کوئی چیز مروی نہیں ہے۔
حرمت والے تمام مہینوں میں روزہ رکھنے کے بارے روایات میں موجود ہے اور رجب شریف بھی انہی مہینوں میں سے ایک ہے پس لازم یہ ہے کہ اس میں روزوں سے منع نہ کیا جائے۔
حضرت ابو قلابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جنت میں رجب شریف کے اندر روزہ رکھنے والوں کیلئے ایک محل ہے۔ امام بیہقی نے فرمایا کہ ابو قلابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کبار تابعین میں سے ایک ہیں۔ اس کی مثل وہ نہیں کہتے مگر یہ کہ ان سے جو اوپر ہیں یعنی صحابی سے اور وہ براہ راست نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر روایت کرتے

ہیں۔ہاں! حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے تمام رجب کے روزے رکھنے کو مکروہ فرمایا ہے نیز حضرت امام احمد رحمتہ اللہ نے بھی مکروہ فرمایا اور فرمایا کہ اس میں سے ایک دن یا دو دن افطار کرے۔

انہوں نے حضرت عمر اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بیان کیا لیکن اس روزے کی کراہت اس کے ساتھ ایک اور مہینہ روزہ رکھنے کے ساتھ زائل ہوسکتی ہے۔

ماوردی نے اقناع میں ذکر کیا کہ رجب اور شعبان کے روزے مستحب ہیں بہر حال اس کے اندر نماز جو اس کے ساتھ خاص ہو وہ ثابت نہیں جس کی تفصیل کو ہم نے اس سے قبل ذکر کیا۔ (من مجالس رومی)

قاعدہ کلیہ

امام ابن ہمام رحمتہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ عبادات میں سے جو عبادت واجب اور بدعت کے درمیان دائر ہو تو اس کو کرنا احتیاط کے زیادہ لائق ہے۔

نیز جو عبادت سنت اور بدعت کے درمیان دائر ہو اس کو چھوڑ دینا زیادہ بہتر ہے اس لئے کہ بدعت کا ترک لازم ہے اور سنت کو ادا کرنا لازم نہیں اسی طرح وہ نماز جو سنت اور بدعت کے درمیان دائر ہو اس کا ترک کرنا متعین ہے۔اس کا کرنا کسی ایک کیلئے بھی حلال نہیں نہ اکیلے اور نہ ہی جماعت کے ساتھ اس لئے کہ اس میں جماعت بھی بدعت ہے۔

(من مجالس رومی)

عبادت کا ثواب

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔وہ فرماتے ہیں کہ جب رجب کے پہلے جمعہ کی رات کا تہائی حصہ گزر جاتا ہے تو زمین و آسمان میں کوئی فرشتہ باقی نہیں رہتا۔ بلکہ وہ سارے کے سارے کعبہ شریف میں جمع ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی طرف نظر رحمت فرماتا ہے چنانچہ رب ذوالجلال کی طرف سے فرمان ہوتا ہے اے میرے فرشتو! جو چاہتے ہو مانگو۔ وہ فرشتے عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب ہماری حاجت یہ ہے کہ تو رجب میں روزہ رکھنے والے کو بخش دے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا کہ تحقیق میں نے ان تمام کو بخش دیتا ہے۔

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ بے شک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن سب لوگ بھوکے ہوں گے سوائے انبیاء کرام اور ان کے اہل و عیال کے اور رجب' شعبان اور رمضان میں روزے رکھنے والوں کے یہ سارے کے سارے آسودہ ہوں گے نہ انہیں بھوک ہوگی اور نہ پیاس۔

(زبدۃ الواعظین)

عبرت آموز حکایت

بیت المقدس میں ایک عورت عبادت کرتی تھی۔ جب رجب کا مہینہ آتا تو وہ اس ماہ مقدس کی تعظیم کی وجہ سے ہر روز گیارہ مرتبہ (قل ھو اللہ احد) پڑھتی۔ فاخرانہ لباس اتار کر بوسیدہ کپڑے پہن لیتی۔ وہ رجب شریف کے مہینہ میں بیمار ہوگئی تو اس نے اپنے بیٹے کو وصیت کی کہ مجھے انہیں پرانے اور بوسیدہ کپڑوں میں دفن کرنا اس کے بیٹے نے لوگوں کو دکھانے کیلئے اپنی والدہ کو اعلیٰ قسم کے کپڑوں میں کفن دیا۔ اس بیٹے نے ایک رات اپنی ماں کو خواب میں دیکھا تو اس نے کہا کہ اے میرے بیٹے' تو نے میری وصیت پر عمل کیوں نہیں کیا۔ میں تجھ پر راضی نہیں ہوں۔ بیٹا پریشان ہو کر بیدار ہوا اپنی والدہ کی قبر کو کھولا تو والدہ کی لاش کو قبر میں نہ پایا۔ وہ حیران ہوا اور چلا چلا کر رونا شروع کر دیا اس دوران اس نے ہاتف غیبی سے یہ آواز سنی وہ کہہ رہا تھا کیا تو نہیں جانتا کہ جو ہمارے مہینہ رجب شریف کی تعظیم کرے اسے قبر میں تن تنہا اور اکیلا نہیں چھوڑا جاتا۔ (زبدۃ الواعظین)

جلسہ نمبر ۲۶

سخاوت کی فضیلت کا بیان

آیت مبارکہ: ومنهم من عاهد الله لئن اتانا من فضله لنصدقن ولنكونن من الصالحين ۝ فلما اتاهم من فضله بخلوا به وتولوا وهم معرضون ۝ (التوبۃ ۷۵،۷۶)

ترجمہ: اور ان میں کوئی وہ ہیں جنہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ اگر ہمیں اپنے فضل سے دے گا تو ہم ضرور خیرات دیں گے اور ہم ضرور بھلے آدمی ہو جائیں گے تو جب اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا اس میں بخل کرنے لگے اور منہ پھیر کر پلٹ گئے۔

جلسہ نمبر ۲۶

سخاوت کی فضیلت

آیت کی تفسیر

(منھم من عاھد اللہ لئن آتانا من فضلہ لنصدقن ولنکونن من الصالحین)

۷۵/۹

''اور ان میں کوئی وہ ہیں جنہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا۔ کہ اگر ہمیں اپنے فضل سے دے گا تو ہم ضرور خیرات کریں گے اور ہم ضرور بھلے آدمی ہو جائیں گے۔

(کنز الایمان ص ۲۸۴)

شانِ نزول

یہ آیت ثعلبہ بن حاطب کے بارے میں نازل ہوئی۔ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور آ کر کہا کہ آپ اللہ تعالیٰ سے میرے لئے دعا کریں کہ وہ مجھے مال عطا فرمائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ثعلبہ تو بہت کم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے بہتر ہے اس کے زیادہ مال دینے سے کہ تو اس کا شکر ادا کرنے کی طاقت نہ رکھے۔

ثعلبہ بن حاطب دوبارہ حاضر خدمت ہوا اور آ کر کہا مجھے قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اگر اللہ تعالیٰ مجھے مال عطا فرمائے تو ہر حقدار کو اس کا حق ادا کروں گا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کیلئے دعا فرمائی۔ اسے بکریاں حاصل ہوئیں اور وہ بکریاں اس طرح بڑھیں جس طرح کیڑے بڑھتے ہیں۔ (اس قدر بکریاں کی کثرت ہو گئی) کہ مدینہ طیبہ کی جگہ ان کیلئے تھوڑی ہو گئی چنانچہ وہ وادی میں لے کر چلا گیا۔ ثعلبہ بن

حاطب با جماعت نماز پڑھنے سے اور جمعہ ادا کرنے سے رہ گیا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے بارے دریافت فرمایا تو آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ یا رسول ثعلبہ کا مال اتنا زیادہ ہو گیا ہے کہ وہ وادیوں میں نہیں سماتا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے افسوس ثعلبہ پر۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ وصول کرنے والوں کو صدقات لینے کیلئے بھیجا۔ لوگوں نے صدقات دینے کے ساتھ ان دونوں (مصدقین) کا استقبال کیا۔ وہ دونوں ثعلبہ کے پاس گئے اور صدقہ کے بارے سوال کیا اور اسے وہ تحریر پڑھائی۔ جس میں صدقہ کے بارے احکام تھے۔ ثعلبہ نے کہا یہ کیا ٹیکس ہے؟ یا ٹیکس سے ملتی جلتی کوئی چیز ہے۔ تم دونوں واپس جاؤ میں سوچ و بچار کرنے کے بعد فیصلہ کروں گا۔ (کہ صدقہ دینا ہے یا نہیں) اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی چنانچہ ثعلبہ صدقہ کا مال لے کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرما کر قبول کرنے سے انکار کر دیا کہ اللہ تعالیٰ نے تیری طرف سے صدقہ کو قبول کرنے سے مجھے منع فرما دیا ہے۔ ثعلبہ یہ بات سن کر اپنے سر پر مٹی ڈالنے لگا حضور نے ارشاد فرمایا کہ یہ تیرے عمل کی جزا ہے۔ میں نے تجھے حکم دیا ہے لیکن تو نے میری فرمانبرداری نہیں کی۔ حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دارفانی سے پردہ فرمایا۔ تو ثعلبہ صدقہ کا مال لے کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا لیکن آپ نے بھی قبول نہیں فرمایا پھر وہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں آیا۔ لیکن آپ نے بھی قبول نہیں فرمایا یہاں تک کہ وہ امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں فوت ہو گیا۔

(فلما آتاهم من فضله بخلوا به وتولوا وهم معرضون) ۹/۷۶

"تو جب اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا اس میں بخل کرنے لگے اور منہ پھیر کر پلٹ گئے۔"

یعنی انہوں نے اپنے مال میں سے اللہ تعالیٰ کے حق کو روک لیا اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے روگردانی کی نیز وہ ایسی ہی قوم ہے کہ اعراض کرنا ان کی عادت ہے۔

(تفسیر بیضاوی از قاضی بیضاوی)

بخل کرنے اور زکوۃ نہ دینے کیوجہ سے ثعلبہ بن حاطب کا

خطرناک انجام

حضرت ابوامامہ باھلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس آیت کے شان نزول کے بارے یہ روایت نقل کی گئی ہے کہ۔

ثعلبہ بن حاطب انصاری رات دن کا اکثر حصہ مسجد نبوی میں گزارتے تھے اور زمین اور پتھروں پر کثرت سجدہ کیوجہ سے اس کی پیشانی پر ایسے نشان لگ چکا تھا جیسے اونٹ کا گھٹنا ہوتا ہے۔ ایک دن وہ نماز پڑھنے کے بعد کسی تاخیر اور دعا اور بقیہ نماز میں مشغول ہونے کے بغیر فوراً چلا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مالک تعمل عمل المنافقین بتعجیل الخروج؟ تمہیں کیا ہے؟ کہ تم منافقوں کی طرح جلدی چلے جاتے ہو۔

ثعلبہ بن حاطب نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے لئے اور میری بیوی کے پاس ایک ہی کپڑا ہے جب میں اس کپڑے کو پہن کر یہاں پر نماز پڑھنے کیلئے آتا ہوں تو وہ گھر برہنہ تن بیٹھی ہوتی ہے۔ میں واپس جا کر اسے وہ کپڑا دیتا ہوں تب وہ نماز پڑھتی ہے۔ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ مجھے مال عطا فرمائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے ثعلبہ تو قلیل مال پر اس کا شکر ادا کرتا ہے تو یہ تیرے لئے بہتر ہے کہ تو زیادہ مال ملنے پر اس کا شکر ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔

پھر ثعلبہ بن حاطب دوسری مرتبہ حاضر ہوا اور آکر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ وہ مجھے مال عطا فرمائے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ کیا تیرے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں بہترین نمونہ نہیں؟

مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے اگر میں چاہوں کہ یہ پہاڑ میرے ساتھ سونا اور چاندی بن کر چلیں تو وہ اسی طرح ہو یعنی پہاڑ سونا اور چاندی بن کر چلیں۔

پھر وہ تیسری مرتبہ حاضر خدمت ہوا اور آکر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ مجھے مال و دولت عطا فرمائے مجھے قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو سچ کا پیغمبر بنا کر بھیجا۔ اگر اللہ تعالیٰ مجھے مال عطا فرمائے تو میں ہر حقدار کا حق ادا کروں گا۔ چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی۔ ''اللھم ارزق ثعلبة

مال ا" یا اللہ ثعلبہ کو مال عطا فرما۔

چنانچہ اس نے ایک بکری لی اور وہ اس طرح بڑھی جس طرح کہ کیڑے بڑھتے ہیں یہاں تک کہ مدینہ طیبہ میں ثعلبہ کی بکریوں کیلئے جگہ تنگ ہو گئی۔ چنانچہ وہ مدینہ سے ایک وادی کی طرف منتقل ہو گیا اور بکریاں وہاں پر کیڑوں کی طرح بڑھتی رہیں اس دوران ثعلبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ظہر اور عصر کی نماز ادا کرتے اور باقی تمام نمازیں بکریوں کے ریوڑ میں پڑھتے۔ پھر مال کی کثرت ہوئی بکریاں اور زیادہ ہو گئیں تو وہ ان کی وجہ سے مدینہ طیبہ سے دور ہو گیا۔ تو پانچ وقت نمازوں کی بجائے صرف جمعہ کے دن حاضر ہوتا۔ پھر جب مال اور زیادہ ہوا تو وہ مزید دور ہو گیا یہاں تک کہ وہ جمعہ کی نماز اور باقی تمام نمازوں کے اوقات میں حاضر نہیں ہو سکتا تھا۔

جب جمعہ کا دن ہوتا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں سے مل کر ان کے احوال کے بارے معلومات حاصل کرتے تو ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ثعلبہ کا ذکر کیا اور فرمایا کہ ثعلبہ کیا کرتا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس نے بکریوں کا کاروبار شروع کیا اب وادی میں اس کی بکریاں نہیں سماتی۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا ثعلبہ پر افسوس ہے۔

اللہ تعالیٰ نے صدقات کے بارے احکام نازل فرمائے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو آدمی صدقہ وصول کرنے کیلئے بھیجے لوگوں نے اپنے اپنے صدقات پیش کئے انہوں نے ثعلبہ کے پاس پہنچ کر رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا صدقات کے بارے فرمان دکھا کر مطالبہ کیا لیکن اس نے ادائیگی نہ کی بلکہ کہا یہ کیا ٹیکس اور تاوان ہے؟ اور کہا کہ تم واپس جاؤ تاکہ میں غور و فکر کر سکوں۔

جب وہ دونوں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ان کے ساتھ کلام کرنے سے پہلے دو مرتبہ فرمایا اے ثعلبہ تعجب ہے!

تب سورۃ توبہ کی یہ آیت اتری۔ اس وقت ثعلبہ کا ایک قریبی آدمی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے یہ بات سن کر ثعلبہ کو جا کر بتائی اور کہنے لگا کہ اے ثعلبہ تجھ پر افسوس ہے۔ رب ذوالجلال نے تیرے بارے اس طرح آیت نازل فرمائی۔

چنانچہ ثعلبہ بن حاطب صدقہ سمیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر

ہوا تو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے تیرا صدقہ قبول کرنے سے منع فرما دیا ہے۔ ثعلبہ یہ سن کر اپنے سر میں مٹی ڈالنے لگا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ تیرے اس عمل کی سزا ہے کہ میرے فرمانے کے باوجود تو نے عمل نہیں کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس دار فانی سے پردہ فرما جانے کے بعد حضرت سیدنا ابوبکر صدیق حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے دور خلافت میں وہ صدقہ لے کر آیا لیکن شیخین نے فرمایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیری طرف سے صدقہ قبول نہیں فرمایا تو ہم کیسے کریں۔ چنانچہ ان میں سے کسی نے وصول نہ کیا الغرض وہ دور عثمانی میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ کے پاس صدقہ لایا آپ نے بھی اسے رد فرما دیا۔ بالآخر وہ آپ کے دور خلافت میں مر گیا۔

الغرض یہ بخل، مال کی محبت اور زکوٰۃ کو چھوڑنے کی سزا ہے۔ اسی وجہ سے وعدہ خلافی کو منافقت کا سبب اور تہائی حصہ قرار دیا۔ اس سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ منافق کی تین نشانیاں ہیں۔

(۱) جب بات کرے جھوٹ بولے (۲) جب وعدہ کرے تو خلاف کرے۔ (۳) جب امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔ (ابن کمال پاشا، حیات القلوب)

موت کی طلب و عدم طلب کا حکم

رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب آپ اس دار فانی سے رحلت فرما جائیں گے تو ہمارے لئے زمین کا اندر بہتر ہے یا زمین کا باہر۔ تو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جب تمہارے حکمران نیک ہوں مالدار سخی ہوں تمہارے معاملات مردوں کے سپرد ہوں تو تمہارے لئے زمین کا ظاہر اس کے باطن سے بہتر ہے۔

جب تمہارے حکمران برے ہوں، مالدار بخیل ہوں، تمہارے معاملات عورتوں کے سپرد ہوں۔ تو تمہارے لئے زمین کا اندر اس کے باہر سے بہتر ہے۔ (موعظہ)

سخاوت کی اچھائی اور بخل کی برائی

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سخاوت کے درخت کی جڑیں جنت میں اور اس کی شاخیں دنیا میں ہیں۔ تو جو شخص اس کی شاخ کے ساتھ تعلق پیدا کر لے تو وہ اسے جنت میں لے جائے گی۔

بخل کی جڑیں دوزخ میں اور اس کی ٹہنیاں دنیا میں ہیں جس نے کسی ایک ٹہنی سے تعلق جوڑا وہ اسے جہنم میں پہنچا دے گی۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اپنے اور اپنے مردوں کی طرف سے صدقہ کرو۔ اگرچہ پانی کے ایک گھونٹ کے ساتھ کیوں نہ ہو؟ اگر اس پر قدرت نہ ہو تو اللہ تعالیٰ کی آیت سے اگر کتاب اللہ میں سے کچھ معلوم نہ ہو تو اپنے موتی کیلئے رحمت اور بخشش کی دعا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسکے قبول کرنے کا وعدہ فرمایا۔

(حیات القلوب)

آقا علیہ السلام کی طرف سے چار کام کرنے کی ترغیب

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا سونے سے پہلے چار کام کرو۔ (۱) قرآن مجید کا ختم کرنا' (۲) انبیاء کا تیرے لئے سفارش کرنا' (۳) تمام مسلمانوں کو راضی کرنا' (۴) حج اور عمرہ کرنا۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نماز پڑھنے کیلئے تشریف لے گئے اور آپ ابھی بستر پر تھیں جب آپ نماز پڑھ کر تشریف فرما ہوئے تو ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا اے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں آپ نے چار چیزوں کے کرنے کے بارے میں فرمایا۔ میں ایک گھڑی میں یہ سارے کام کیسے کر سکتی ہوں؟ (یہ سن کر) آپ نے تبسم فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ جب آپ تین مرتبہ قل ھو اللہ احد پڑھیں گی تو مکمل قرآن پاک کا ثواب ملے گا۔ مجھ پر اور انبیاء سابقین پر درود پڑھنے سے انبیاء کی شفاعت نصیب ہو گی۔ جب آپ تمام ایمان داروں کیلئے بخشش کی دعا کریں گی تو وہ سب آپ سے راضی ہوں گی جب سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر کہنے سے حج اور عمرہ کرنے کا ثواب ملے گا۔ (تفسیر حسینی' حقی)

صدقہ کرنے کی فضیلت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا کہ جس نے رزق حلال میں سے ایک کھجور کی مثل صدقہ کیا اللہ تعالیٰ اسے اپنے دائیں ہاتھ سے قبول فرماتا ہے۔ پھر اسے اس طرح بڑھاتا ہے جس طرح کہ تم میں سے کوئی ایک گھوڑے کے بچے کو پالتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ صدقہ بڑھتے بڑھتے پہاڑ کی طرح ہو جاتا ہے۔ معنی یہ ہے کہ اس میں اس قدر برکت اور اضافہ کرتا ہے کہ وہ اس کے فضل وکرم سے میزان میں بوجھل بن جائے گا۔ نیز اس کی تائید رب ذوالجلال کے اس فرمان سے ہوتی ہے۔

(یمحق اللہ الربوا) ''اللہ تعالیٰ سود کو مٹا دیتا ہے''

یعنی اللہ تعالیٰ اس کی برکت ختم کر دیتا ہے جس مال میں سود کا مال داخل ہو جائے وہ مال ہلاک ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے نیکی کے کام کو قبول نہیں کرتا۔

(ویربی الصدقات) ''اور صدقات کو بڑھاتا ہے''

دنیا میں اس میں برکت اور ترقی دیتا ہے اور آخرت میں ثواب دوگنا کر دے گا۔

سوال

صدقہ کے ثواب کو تمام اعمال سے افضل کیوں قرار دیا؟

جواب

مال کا دینا تمام اعمال سے نفس پر گراں گزرتا ہے۔ پر وہ عمل جس میں محبت زیادہ ہو اس کا ثواب بھی زیادہ ہوتا ہے۔ جیسا کہ آپ نے فرمایا ''افضل الاعمال احمزھا'' تمام اعمال سے افضل سخت عمل ہے اللہ تعالیٰ نے آل عمران میں فرمایا۔

(لن تنالوا البر) ''تم ہرگز نیکی کو حاصل نہیں کر سکتے۔'' یعنی نیکی کی حقیقت کو نہیں پا سکتے۔

(حتی تنفقوا مما تحبون) ''یہاں تک کہ پسندیدہ چیز خرچ کرو۔''

اپنے مالوں میں سے وہ صدقہ کرو جو تمہیں محبوب ہوں۔

(وما تنفقوا من خیر فان اللہ بہ علیم) نیکی کے کام میں جو تم خرچ کرو۔ اللہ تعالیٰ اس کو جانتا ہے۔'' یعنی وہ رب ذوالجلال کے علم میں ہے اور اس پر اجر عطا فرماتا ہے۔

علانیہ اور پوشیدہ صدقہ کرنا

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں خطبہ

دیا اور فرمایا اے لوگو! مرنے سے پہلے توبہ کرو۔ مصروف ہونے سے پہلے نیک اعمال میں جلدی کرو کثرت ذکر اذکار سے اپنے اور اپنے رب کے درمیان تعلق کو مضبوط کرو۔ پوشیدہ اور علانیہ کثرت سے صدقہ دو عطا کرو اور مدد کئے جاؤ۔ (خادمی)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''الصدقة تسد سبعين بابا من السوء''

''صدقہ برائی کے ستر دروازے بند کر دیتا ہے۔''

صدقہ کے چار درجے

صدقہ چار قسم کا ہے ایک کے بدلے دس نیکیاں ایک کے بدلے ستر نیکیاں' ایک کے بدلے سات سو نیکیاں' ایک کے بدلے سات ہزار نیکیاں۔ فقراء کو صدقہ دینے سے دس نیکیاں' رشتہ داروں پر صدقہ کرنے سے ستر نیکیاں بھائیوں کو صدقہ دینے پر سات سو نیکیاں جب کہ طالب علم کو صدقہ عطا کرنے پر سات ہزار نیکیاں ملتی ہیں۔ اس کی تائید میں یہ آیت کریمہ دلالت کرتی ہے۔

(مثل الذين ينفقون اموالهم في سبيل الله كمثل حبة انبتت سبع سنابل في كل سنبلة مائة حبة والله يضاعف لمن يشآء والله واسع عليم) (البقرہ ۲۶۱)

''ان کی کہاوت جو اپنے مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ اس دانہ کی طرح جس نے اگائیں سات بالیں ہر بال میں سو دانے اور اللہ اس سے بھی زیادہ بڑھائے جس کیلئے چاہے اور اللہ وسعت والا علم والا ہے۔''

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مال والا مال سے صدقہ کرے علم والا علم سے صدقہ کرے اور طاقتور اپنی طاقت کا صدقہ کرے۔ (جامع الازھار)

رب ذوالجلال کی قدرت کا شاہکار

خادم خاص حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے زمین کو تخلیق کیا تو وہ کانپنے اور تھرتھرانے لگی۔

رب ذوالجلال نے پہاڑ پیدا فرما کر اس کے اوپر رکھے تو وہ ٹھہر گئی فرشتے پہاڑوں کی سختی پر تعجب کرتے ہوئے عرض گزار ہوئے اے ہمارے پروردگار تیری مخلوق میں سے

پہاڑوں سے بھی کوئی سخت چیز ہے۔ فرمایا کہ لوہا لوہے سے سخت آگ، آگ سے سخت پانی، پانی سے سخت ہوا، فرشتوں نے عرض کیا ہوا سے بھی زیادہ سخت کوئی چیز ہے۔ فرمایا ہاں وہ انسان کہ جو دائیں ہاتھ سے صدقہ کرے اور بائیں ہاتھ کو خبر تک نہ ہو۔ ایسا صدقہ ہوا سے زیادہ قوت والا ہے۔ کیونکہ پوشیدہ صدقہ اللہ تعالیٰ کے غضب کو مٹا دیتا ہے اور اس کا کوئی چیز مقابلہ نہیں کر سکتی۔ جیسا کہ رب ذوالجلال کا فرمان ہے۔

(وان تخفوها وتؤتوها الفقراء فهو خيرلكم) (البقرہ ۲۷۱)

''اور اگر چھپا کر فقیروں کو دو یہ تمہارے لئے سب سے بہتر ہے۔''

صدقہ کو پوشیدہ دینے میں بزرگان دین کا طریقہ

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی وجہ سے سلف صالحین نے صدقہ کو مخفی دینے کا اہتمام کیا۔ بعض نابینا ضرورت مند کو تلاش کرتے تا کہ وہ دینے والے کو نہ دیکھ سکے۔ بعض صدقہ کا مال سوئے ہوئے فقیر کے کپڑے کے ساتھ باندھ دیتے۔ بعض فقیر کے راستے میں صدقہ کا مال رکھ دیتے تاکہ وہ اسے لے سکے۔ (موعظہ)

۱- ایمان افروز حکایت

ایک مرتبہ بنی اسرائیل میں قحط کے دوران ایک فقیر امیر کے دروازے پر حاضر ہوا اور اللہ کے نام پر روٹی کا ایک ٹکڑا طلب کیا۔ مالدار کی (نیک سیرت) بیٹی نے ایک گرم گرم روٹی لا کر جونہی اس کو دی تو اس بدبخت کنجوس مالدار نے اپنی بیٹی کا داہنا ہاتھ کاٹ دیا۔ قدرت خداوندی سے اس کے برے دن آ گئے مال ختم ہونے کے ساتھ محتاج ہو گیا اور ذلیل ہو کر مر گیا۔ اس کی بچی در در سے بھیک مانگ کر گزارہ کرتی۔ لیکن وہ تھی حسن و جمال کا پیکر ایک دن کسی امیر کے دروازے پر اس بچی نے جا کر صدا لگائی تو اس کی والدہ باہر نکلی اس حسین و جمیل لڑکی کو دیکھ کر اپنے گھر لے گئی اور ارادہ کیا کہ پیکر حسن و جمال کو اپنی بہو بناؤ۔ چنانچہ اس نے اپنے بیٹے کے ساتھ اس کا نکاح کر دیا۔ رات کو جب میاں بیوی کھانا کھانے کیلئے دسترخواں پر بیٹھے تو اس نے کھانا تناول کرنے کیلئے اپنا بایاں ہاتھ آگے بڑھایا۔ یہ دیکھ کر اس کے شوہر نے کہا کہ واقعی فقیر لوگ بے ادب ہوتے ہیں دائیں ہاتھ سے کھاؤ لیکن اس نے بامر مجبوری بایاں ہاتھ پھر بڑھایا۔ اس نے پھر ٹوکا اس دوران ہاتف غیبی

نے آواز دی کہ اللہ کی بندی تو نے جس ہاتھ سے روٹی دی تھی۔ اس کے صدقہ سے ہم نے تیرا ہاتھ درست کر دیا ہے چنانچہ اس نیک سیرت لڑکی نے دایاں ہاتھ آگے کیا اور اپنے شوہر کے ساتھ کھانا کھایا۔

۲- نیکی کا اچھا انجام

بنی اسرائیل میں متواتر کئی سال تک قحط شدید رہا۔ ایک عورت کے پاس روٹی کا ایک لقمہ تھا۔ اس نے اسے کھانے کیلئے منہ میں رکھا کہ اسی دوران فقیر نے دروازے سے صدا دی اللہ تعالیٰ کے نام پر ایک لقمہ۔ اس نیک سیرت خاتون نے اپنے منہ سے لقمہ نکال کر اس ضرورت مند کو دے دیا۔ پھر وہ صحرا میں لکڑیاں اکٹھی کرنے کیلئے چلی گئی اور اس کا ننھا منا بچہ بھی ساتھ تھا۔ بھیڑیا آیا بچہ کو اٹھایا اور چلا گیا ایک چیخ نکلی اس بچہ کی ماں بھیڑیے کے قدموں پر اس کے پیچھے چلی گئی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بھیجا انہوں نے بچے کو درندے کے منہ سے نکال کر اس کے حوالے کر دیا اور اس سے فرمایا کہ اے بندی خدا کیا تو اس لقمہ کے بدلے اس لقمہ پر راضی ہے؟ (تفسیر حسینی، حقی)

جلسہ نمبر ۲۷

رزق کا بیان

آیت مبارکہ:

وما من دابة فی الارض الا علی اللہ رزقھا ویعلم مستقرھا ومستودعھا کل فی کتاب مبین (ھود ٦)

ترجمہ:

اور زمین پر چلنے والا کوئی ایسا نہیں جس کا رزق اللہ کے ذمہ کرم پر نہ ہو اور جانتا ہے کہ کہاں ٹھہرے گا اور کہاں سپرد ہوگا۔ سب کچھ ایک صاف بیان کرنے والی کتاب میں ہے۔

جلسہ نمبر ۲۷

رزق کا بیان

آیت کی تفسیر:

(وما من دابة فی الارض الا علی اللہ رزقها) ''زمین میں جتنے چوپائے ہیں ان سب کا رزق اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے۔'' یعنی ان کی غذا اور ضرورت کی اشیاء تاکہ اپنے فضل اور رحم سے ان کی کفالت کرے۔ قرآن مجید حرف ''علیٰ'' ذکر کیا گیا جو کہ وجوب کو چاہتا ہے۔ رزق کے پہنچنے کے تحقق اور اس بارے اس کی ذات پر بھروسہ کرنے کی وجہ سے۔

(ویعلم مستقرها ومستودعها) ''اللہ تعالیٰ جانتا ہے ان کی جائے قرار اور امانت رکھنے کی جگہ کو''

یعنی زندگی، موت، باپ کی پشت، ماں کے رحم میں ان کے رہنے کی جگہ یا بالفعل زمین میں ان کے رہنے کی جگہ اور جب انسان قوت والا ہو جائے۔ اس کے بعد ان کی جائے قرار اور امانت کو جانتا ہے۔

(کل) ''تمام'' یعنی چوپاؤں میں سے ہر ایک اور ان کے احوال۔

(فی کتاب مبین) ''روشن کتاب میں'' یعنی لوح محفوظ میں مذکورہ ہیں۔ گویا کہ آیت کریمہ میں اس بات کا ذکر ہے کہ وہ تمام معلومات کو جاننے والا ہے اور اس کے بعد اس چیز کو بیان فرمایا کہ وہ تمام ممکنات پر قادر ہے۔ اس سے پہلے جو وعدہ وعید گزر چکے ہیں اور توحید کیلئے یہ تاکید ہے۔ (قاضی بیضاوی) اللہ تعالیٰ ہم سے اپنی ظاہری اور مخفی مصیبتوں کو دور فرمائے۔

نماز کا کامل ہونا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"لا صلوة لمن لم یصل علیٰ" اس شخص کی نماز نہیں جو مجھ پر درود شریف نہ پڑھے۔

ابن قصار نے فرمایا کہ اس کا معنیٰ ہے کہ اس کی نماز کامل نہیں یا اس سے وہ شخص مراد ہے جو پوری زندگی میں ایک مرتبہ بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ذات پر درود شریف نہ پڑھے۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "من صلی صلوٰۃ لم یصل فیھا علیٰ وعلی اھل بیتی لم تقبل منه" کہ جو شخص نماز پڑھے اور اس میں مجھ پر اور میری اہل بیت پر درود نہ پڑھے تو اس کی وہ نماز قابل قبول نہیں۔

دار قطنی نے کہا کہ صحیح بات یہ ہے کہ یہ ابوجعفر صادق محمد بن علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا فرمان ہے کہ اگر میں نماز پڑھوں اور اس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ اہل بیت پر درود شریف نہ پڑھوں تو میں سمجھتا کہ وہ میری نماز مکمل نہیں۔ (شفاء شریف)

خدا پر بھروسہ بڑی چیز ہے

الشیخ استاذ امام احمد کا فرمان ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت کے ساتھ نکاح فرمایا اور اسے اپنے کاشانہ اقدس کی طرف لے گئے اور آپ نے صحابہ کرام کو اپنے گھر جمع فرمایا اور ولیمہ کیا۔ کھانا قلیل تھا اور وہ کھانا آٹا کم ہونے کی وجہ سے رقیق تھا اور صحابہ کرام اسے نوش فرمارہے تھے اور کسی چیز کے بارے وہ آپس میں باتیں کررہے تھے جبکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نماز پڑھ رہے تھے جب آپ نماز پڑھ کر فارغ ہوئے تو فرمایا کہ کس چیز کے بارے تم باتیں کررہے ہو؟ صحابہ کرام نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رزق کے بارے میں۔

نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کیا میں تمہیں رزق کے بارے وہ بات نہ بتاؤں جو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے مجھ سے بیان کی۔ صحابہ کرام نے عرض کیا ہاں یارسول اللہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ مجھ سے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ میرے بھائی حضرت سلیمان علیہ السلام ایک دن سمندر کے کنارے پر نماز پڑھ رہے تھے۔ آپ نے ایک چیونٹی کو چلتے ہوئے دیکھا۔ اس کے منہ میں ایک سبز پتا تھا۔ وہ سمندر کے کنارے چلائی کہ اس دوران ایک مینڈک باہر نکلا اس نے اس چیونٹی کو

اپنی پیٹھ پر اٹھایا اور سمندر میں غوطہ لگا دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ چیونٹی پانی پر تیرتی ہوئی واپس لوٹی۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس سے ارشاد فرمایا کہ تو میرے سامنے اپنا قصہ بیان کر۔

اس چیونٹی نے کہا کہ اس سمندر کے نیچے ایک پہاڑ ہے اور اس کے درمیان میں ایک کیڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا رزق میرے ذمہ لگا دیا ہے چنانچہ میں ہر روز دو مرتبہ جو مجھے رزق ملتا ہے۔ میں اس کی طرف لے جاتی ہوں اور اس سمندر میں اللہ تعالیٰ نے میرے لئے مینڈک کی صورت میں ایک فرشتہ پیدا فرمایا ہے جو مجھے اس تک اٹھا کر لے جاتا ہے۔ وہ فرشتہ پانی میں غوطہ لگا کر مجھے اس پتھر تک پہنچا دیتا ہے چنانچہ وہ پتھر پھٹ جاتا ہے اور اس سے وہ کیڑا نکلتا ہے تو میں نے جو رزق اٹھا رکھا ہوتا ہے۔ اس کو کھلا دیتی ہوں۔ پھر وہ مینڈک مجھے وہاں سے اٹھا کر پانی کے اوپر لے آتا ہے۔

جب وہ کیڑا رب ذوالجلال کا عطا کردہ رزق کھا لیتا ہے تو کہتا ہے۔ سبحان الذی خلقنی وفی البحر صیرنی ولم ینسنی بالرزق امینی امة محمد صلی اللہ علیہ وسلم من الرحمة؟ "پاک ہے وہ ذات جس نے مجھے پیدا کیا اور اس سمندر میں مجھے ٹھکانہ دیا اور رزق عطا کرنے کے اعتبار سے مجھے نہیں بھلایا تو کیا وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت اپنی رحمت سے بھلا دے گا؟

(ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ) اور جو اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ کرے وہی اس کیلئے کافی ہے۔" (رونق المجالس)

فائدہ

اللہ تعالیٰ نے اس سے پہلے والی آیت میں ذکر فرمایا یعلم مایسرون وما یعلنون یعنی اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ تم چھپاتے ہو اور جو کچھ ظاہر کرتے ہو۔ اس کے بعد اس چیز کو ذکر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمام مخلوق اور ان کے ساتھ مختص مہمات کو جاننے والا ہے۔

آیت میں ذکر کردہ مسائل:

زجاج نے کہا کہ الدابة ہر حیوان کو کہتے ہیں کیونکہ لفظ دابة ربیب (رینگنے والا جانور) سے بنا ہے۔ اس کلمہ کو تائے تانیث کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے اگرچہ اس کا اطلاق ہر

ذی روح جانور پر ہوتا ہے۔ چاہے وہ مذکر ہو یا مونث جبکہ اہل عرب کے عرف کے اعتبار سے لفظ دابّۃ کا اطلاق گھوڑا پر ہوتا ہے۔

وما من دابۃ فی الارض میں لفظ دابۃ سے مراد اصلی جگہ مراد ہے۔ اس لحاظ سے اس میں تمام حیوانات داخل ہیں اور یہ بات تمام مفسرین کے نزدیک متفق علیہ ہے۔ یقیناً حیوانات کی اجناس و اقسام کثیر ہیں اور یہ وہی اجناس ہیں جو خشکی و تری اور پہاڑوں میں رہتی ہیں۔ ان کی تعداد اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ رب ذوالجلال ان کی طبیعتوں' اعضاء' احوال' غذاؤں' نقصان دہ چیزوں رہنے کی جگہوں' موافق' مخالف' سب کچھ جاننے والا ہے۔ الغرض وہی قادر مطلق زمین و آسمان کے طبقات کی تدبیر فرمانے والا ہے۔ (تفسیر کبیر)

سوال : رزق دینا اس کا فضل ہے اور کلمہ ''علی'' وجوب کیلئے آتا ہے۔ ان دونوں میں منافات ہے۔

جواب: اللہ تعالیٰ کے فضل کا پہلا مرتبہ ہے ۔ پھر جب اس چیز کا وہ ضامن ہوجاتا ہے اور انسان کی کفالت کرتا ہے تو وہ اس پر واجب ہوجاتا ہے اور یہ واجب ہونا دوسرے مرتبہ میں ہے لہٰذا ان میں کوئی منافات نہیں جیسے ایک آدمی عبادت کی نذر مانتا ہے۔ مثلاً ایک آدمی نفلی روزہ شروع کرتا ہے اور اس کی نذر مانتا ہے تو وہ اس پر واجب ہوجاتا ہے۔

امام کشاف نے فرمایا کہ رزق وعدہ' فضل اور احسان کے اعتبار سے واجب ہے۔ اس کا معنی یہ ہے کہ رزق باقی ہے۔ اس کے فضل کی بناء پر لیکن جب اس نے وعدہ فرمایا تو وہ اپنے وعدہ بطور وجوب کے بخل نہیں فرماتا۔

نیز رزق کا وجوب دو فائدوں کی وجہ سے ہے۔

۱- اس کے وصول کا تحقق ۲- اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ کرنے کیلئے بندوں کو برانگیختہ کرنا۔ (حاشیہ کشاف)

اللہ تعالیٰ ہر جگہ رزق دیتا ہے

امام زاہدی سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک مرتبہ رزق کے حصول کے بارے پختہ یقین کا ارادہ کیا۔ چنانچہ وہ ایک جنگل کی طرف تشریف لے گئے۔ اس سے آگے ایک پہاڑ

کا قصد کیا اور ایک غار میں داخل ہو کر اس کے ایک کونے میں بیٹھ گئے اور کہا کہ میں دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے کس طرح رزق پہنچاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ایک قافلہ راستہ سے بھٹک گیا۔ اسی دوران بارش آ گئی۔ انہوں نے ایک پناہ گاہ طلب کی۔ بارش سے بچنے کیلئے وہ اسی غار میں داخل ہوئے جس میں امام زاہدی موجود تھے جب قافلہ والوں نے ان کو دیکھا تو کہا اے اللہ کے بندے لیکن انہوں نے ان کو کوئی جواب نہ دیا۔ وہ آپس میں ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ شاید اس کو سردی لگی ہوئی ہے اور وہ کلام کرنے پر قادر نہیں۔ قافلہ والوں نے ان کے قریب آگ جلائی' اس کو قریب کیا اور اس سے گفتگو کی لیکن اس نے پھر بھی کوئی جواب نہ دیا۔ انہوں نے سوچا کہ شاید یہ فقیر بھوکا ہے انہوں نے اس کے سامنے دسترخوان لگا دیا اور کھانا تناول کرنے کیلئے اشارہ کیا لیکن اس نے اس کھانے میں سے کچھ بھی نہ کھایا۔ انہوں نے کہا کہ یہ کافی مدت سے اس جگہ پر موجود ہے اور اس نے کوئی چیز نہیں پائی لہٰذا اس کے لئے دودھ گرم کرو تا کہ وہ اس کو کھائے چنانچہ انہوں نے شکر سے تیار کردہ فالودہ بنایا اور اس کے آگے کر دیا لیکن اس نے اس کی طرف کوئی توجہ نہ کی۔ انہوں نے آپس میں کہا کہ شاید اس کے دانت آپس میں مل چکے ہیں چنانچہ ان میں سے دو آدمی اٹھے اور ایک چھری لی تا کہ اس کے منہ کو کھولیں۔ ان دو دونوں نے اس کے منہ کو کھولا اور لقمہ اس کے منہ میں ڈالا تو وہ مسکرا پڑا۔ ان دونوں نے اس سے کہا کہ کیا تو مجنون ہے؟ امام زاہدی نے کہا کہ نہیں لیکن میں نے ارادہ کیا کہ میں اس بات کا تجربہ کروں کہ میرا رب کس طرح مجھے رزق دیتا ہے۔ پس مجھے پختہ یقین ہو گیا ہے کہ وہ مجھے رزق پہنچاتا ہے اور اپنے ہر بندہ کو رزق دیتا ہے چاہے وہ بندہ جہاں ہو جیسا ہو اور جس جگہ ہو۔ (رونق المجالس)

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمتہ اللہ علیہ کا توبہ کرنا

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمتہ اللہ علیہ کے توبہ کرنے کا سبب یہ بنا کہ آپ ایک دن شکار کرنے کیلئے شاہی محل سے نکلے۔ آپ ایک مقام پر اترے اور دسترخواں کو بچھایا تا کہ کھانا تناول فرمائیں۔ اسی دوران ایک کوا آیا اور اس نے روٹی کا ایک ٹکڑا اپنی چونچ میں لیا اور اڑ گیا۔ حضرت ابراہیم بن ادھم رحمتہ اللہ علیہ اس سے بڑے متعجب ہوئے۔ آپ گھوڑے پر سوار ہو کر اس کوے کے پیچھے چلے گئے۔ کوا پہاڑ کے اوپر چڑھ گیا اور ان کی نظروں سے

اوجھل ہوگیا۔ آپ بھی اس کوا کو تلاش کرنے کیلئے اس پہاڑ پر چڑھ گئے۔ آپ نے دور سے اس کوے کو دیکھا جب آپ اس کوا کے قریب ہوئے تو وہ کوا اڑ گیا۔ اسی دوران آپ نے ایک آدمی کو دیکھا جس کے ہاتھ اور پاؤں بندھے ہوئے تھے اور وہ گدی کے بل لیٹا ہوا تھا۔

جب حضرت ابراہیم ابن ادھم رحمتہ اللہ علیہ نے اس آدمی کو اس حالت میں دیکھا تو آپ اپنے گھوڑے سے نیچے اترے اور اس کے ہاتھ پاؤں کھول دیئے۔ آپ نے اس کی حالت کے بارے پوچھا۔

آدمی نے بتایا کہ میں تاجر ہوں۔ مجھے ڈاکوؤں نے پکڑ لیا اور میرے پاس جو مال اسباب تھا۔ وہ سب کا سب چھین لیا۔ مجھے انہوں نے قتل تو نہیں کیا البتہ میرے ہاتھ پاؤں باندھ کر اس جگہ پھینک دیا اور اس واقعہ کو سات دن گزر گئے ہیں۔ ہر روز یہ کوا میرے پاس روٹی لے کر آتا ہے۔ میرے سینے پر بیٹھ جاتا ہے اور اپنی چونچ کے ساتھ روٹی کے ٹکڑے کر کے میرے منہ میں ڈالتا ہے۔ ان سات دنوں میں ایک دن بھی مجھے اللہ تعالیٰ نے بھوکا نہیں رکھا۔

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمتہ اللہ علیہ گھوڑے پر سوار ہوئے۔ اس آدمی کو اپنے پیچھے سوار کیا اور اس کو لے کر آپ اس جگہ پہنچے جہاں آپ اترے تھے۔

آپ نے صدق دل سے توبہ کی۔ فاخرانہ لباس اتار دیا۔ اون کے کپڑے پہن لئے۔ غلاموں کو آزاد کر دیا۔ اپنی جائیداد اور مال و دولت کو وقف کر دیا۔ اپنے ہاتھ میں عصا لیا اور مکہ کی طرف بغیر سواری راستہ کے خرچ کے اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ کر کے چل پڑے اور زادراہ کیلئے کوئی انتظام نہ کیا چنانچہ آپ اس سفر کے دوران کبھی بھوکے نہیں رہے۔ کعبتہ اللہ میں پہنچ گئے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ (حدیث اربعین)

توکل کی چار اقسام:

حضرت حاتم اصم رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ توکل کی چار قسمیں ہیں۔ ۱- مال پر توکل ۲- نفس پر توکل ۳- مخلوق پر توکل ۴- رب پر توکل۔

جو مال پر توکل کرنے والا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ میرا مال ہمیشہ بہت زیادہ رہے گا اور مجھے کوئی چیز نقصان نہیں دے سکتی۔

جو نفس پر بھروسہ کرتا ہے۔ وہ کہتا کہ میرا جسم صحیح سلامت ہے۔ مجھے کوئی چیز ضرر نہیں دے سکتی جو مخلوق پر بھروسہ کرتا ہے۔ اس کا کہنا ہوتا ہے کہ فلاں ہمیشہ رہے گا لہٰذا مجھے کوئی غم نہیں۔ فرمایا کہ یہ تینوں جاہل لوگوں کا توکل ہے اور جو رب کی ذات پر بھروسہ کرنے والا ہے۔ وہ کہتا کہ مجھے کوئی پرواہ نہیں چاہے میں مالدار ہو جاؤں یا فقیر ہو جاؤں کیونکہ میرا رب میرے ساتھ ہے۔ وہ جیسے چاہے گا۔ میرے معاملات کا انتظام فرما دے گا۔

(حدیث اربعین)

شکر کی حقیقت

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

(کلوا من رزق ربکم واشکروا له) تم اپنے رب کے رزق سے کھاؤ اور اس کا شکر ادا کرو۔

حقیقت شکر یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو اس کی نافرمانی میں خرچ نہ کرے۔ اپنے تمام اعضاء کو رب ذوالجلال کی اطاعت میں مشغول رکھے۔ اپنے سات اعضاء کو حرام اور ناپسندیدہ کام سے بچاؤ تاکہ تجھ پر جہنم کے طبقات سمیت اس کے سات دروازے بند ہوں جب تو ان اعضاء کو خلوص قلب کے ساتھ عبادات میں مصروف رکھے گا تو تجھ پر جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جائیں گے۔ (شرح المصابیح)

فائدہ

جو اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ کرے۔ وہ یقیناً بھوکا نہیں رہ سکتا۔ ہر ایک جاندار کو رزق عطا فرمانا۔ اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے۔ اس پر شاہد قرآن مجید کی آیت ہے۔ اس ضمن میں چند احادیث کہ جن میں سوال کرنے کا جواز اور عدم جواز بیان ہوگا۔

بھیک مانگنے والے کا حال

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے۔ آقا علیہ الصلوٰۃ نے ارشاد فرمایا جو شخص ہمیشہ لوگوں سے سوال کرتا رہتا ہے۔ وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے حضور اس حال میں حاضر ہوگا کہ اس کے چہرے پر گوشت نہیں ہوگا۔

چہرے پر گوشت کے نہ ہونے سے مراد یہ ہے کہ آخرت میں وہ انتہائی ذلیل اور رسوا

ہوگا۔ اس لئے کہ سوال کرنا بالکل حرام ہے اور یہ سوال کرنا انتہائی ضرورت کے وقت جائز ہے۔ بصورت دیگر حرام اور ناجائز ہے۔

بھیک مانگنا کیوں منع ہے؟

بھیک مانگنا اس لئے منع ہے کہ اس میں تین قباحتیں ہیں۔

۱- اس میں اللہ تعالیٰ کی ذات کی شکایت کا اظہار ہے جیسے ایک کسی کا غلام ہو اور وہ کسی دوسرے سے سوال کرے تو اس غلام کا آقا اسے برا جانتا ہے۔ اسی طرح ایک بندہ کا دوسرے بندے سے سوال کرنا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں برا فعل ہے۔ اس وجہ سے سوال کرنا حرام ہے اور سوائے ضرورت کے جائز نہیں جیسا کہ مردار کھانے کی ضرورت کے وقت اجازت اور عام حالات میں کھانا حرام۔

۲- بھیک مانگنے میں اپنے نفس کو غیر اللہ کے سامنے ذلیل کرنا ہے۔ ایک مومن کی یہ شان نہیں کہ وہ رب ذوالجلال کی بارگاہ کے سوا کسی کے سامنے اپنے آپ کو ذلیل کرے۔

۳- جس سے بھیک مانگی جارہی ہے۔ اس کو اکثر طور پر اس سے اذیت ہوتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بعض اوقات مجبوری کی وجہ سے وہ اپنی ذات پر مال کو خرچ نہیں کرتا اور اسے اس بات سے شرم محسوس ہوتا ہے کہ وہ مانگنے والے کو نہ دے اور لوگ اسے بخیل سمجھیں۔

خرچ کرنے میں مال کا نقصان ہے اور روک رکھنے میں عزت میں کمی آتی ہے اور ان دونوں باتوں سے اس کو اذیت ہوتی ہے۔ اس بناء پر سوال کرنا سوائے ضرورت کے حرام اور ناجائز ہے۔ اس حالت میں اگر وہ خرچ کرے تو اس کا یہ خرچ حیا اور ریاء کی وجہ سے ہوگا۔ اس صورت میں یہ مال اس لینے والے کیلئے حرام ہے جب تجھے یہ ممنوعات سمجھ آگئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان سمجھنا آسان ہے۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم السوال من الفواحش وما احل من الفواحش غیرہ "یعنی آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ سوال کرنا بے حیائی ہے اور بے حیائی کی باتوں میں سے کوئی چیز حلال نہیں تو قابل غور مقام ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیسے اس چیز کا نام بے حیائی رکھا۔

سوال کرنے کے بارے علماء کی رائے

سوال کرنا کب جائز ہے۔ اس بارے علماء کے تین قول ہیں۔

۱- بعض علماء فرماتے ہیں کہ جو رات دن کی خوراک کا مالک ہو۔ اسے سوال کرنا جائز نہیں ہے۔

۲- جو شخص کوئی ہنر جانتا ہو تو علماء فرماتے ہیں اس کو سوال نہیں کرنا چاہیے۔ ہاں ایسا طالب علم جس کا سارا وقت طلب علم صرف ہوتا ہے۔ اس کیلئے جائز ہے۔

۳- بعض علماء نے فرمایا کہ اس بارے اندازہ مقرر نہیں بلکہ اس کا سمجھنا حالات پر موقوف ہے۔

حدیث پاک میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا استغنوا بغنی اللہ تعالٰی ' قالوا وما هو یارسول اللہ قال غدا یوم وعشاء لیلة ''کہ تم اللہ تعالٰی کی غناء سے مستغنی ہو جاؤ۔ صحابہ کرام رضوان علیہم اجمعین نے عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالٰی کی غنا کیا ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا دن کا صبح کا کھانا اور رات کیلئے شام کا کھانا۔

دوسری حدیث شریف میں ہے۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ''ومن سال وله خمسون درهماً اوعدلها من الذهب فقد سال الحافاً کہ جو شخص پچاس درہم ہوتے ہوئے یا اس کے برابر سونا رکھتے ہوئے سوال کرے تو تحقیق اس نے بغیر ضرورت کے سوال کیا۔

جبکہ ایک روایت میں اربعون درهما (یعنی چالیس درہم) کے الفاظ ہیں۔

تقدیرات میں روایات کے اختلاف کو لازمی طور پر مختلف احوال پر محمول کیا جائے گا۔

جو شخص دن رات کا کھانا رکھنے' پہننے کا لباس موجود ہونے اور رات گزارنے کیلئے گھر ہونے کے باوجود محتاج ہو تو اس کے سوال کرنے کا معاملہ مشکوک ہے۔

مستقبل کے بارے میں سوال کرنا

آنے والے وقت کیلئے سوال کے جواز وعدم جواز کے بارے میں تین قول ہیں اور یہ تینوں اقوال اس کی حالت کی بناء پر ہیں۔

۱- ان میں سے پہلا یہ ہے کہ وہ کل تک محتاج نہ ہو۔

۲- دوسرا حال یہ ہے کہ وہ چالیس یا پچاس دن کے بعد محتاج ہو۔

۳- تیسرا حال یہ ہوسکتا ہے کہ وہ سال کے بعد محتاج ہو۔

ہم اس سے یقیناً یہ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ جس شخص کے پاس اتنا مال ہے کہ جو اس کی اور اس کے اہل وعیال کی ضرورت کیلئے ایک سال تک کفایت کر جائے تو ایسے آدمی کو بھیک مانگنا حرام ہے اس لئے کہ اتنا کچھ ہونا تو انتہائی درجہ کا غنا ہے۔

اگر ایک شخص سال گزرنے سے پہلے محتاج ہو جائے لیکن فی الحال اس کے پاس مال موجود ہو تو اس کیلئے بھی سوال کرنا جائز نہیں کیونکہ اسے موجودہ وقت میں مالداری حاصل ہے اور کبھی ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ وہ کل تک زندہ نہ رہے تو وہ سوال کرے گا ایسے وقت کیلئے جس میں وہ محتاج نہیں جبکہ اس کے پاس ایک دن رات کی خوراک موجود ہے اگر اس سوال کا موقع نہ ملے یعنی اس کے پاس ایسا کوئی آدمی نہیں جو اسے عطا کرے اگر وہ سوال کو موخر کر کے بعد میں کرے تو اس کیلئے سوال کرنا مباح ہے کیونکہ سال تک زندہ رہنا کوئی بعید بات نہیں ہے۔

انتہائی ضرورت کے وقت سوال نہ کرنا جرم ہے

اگر ایک آدمی سوال کو موخر کرنے سے اس خوف میں مبتلا ہو کہ وہ عاجز اور مجبور ہے۔ اس شخص کی طرف کہ جو اس کو بے نیاز کر سکتا ہے۔ اس عرصہ میں وہ سوال کو موخر کر دے کہ جس میں وہ ضرورت مند ہے تو اس کا یہ ضبط قابل قبول نہیں۔ وہ اپنے اجتہاد پر عمل کرے۔ اپنی حالت کو دیکھے۔ اپنے دل سے فتویٰ طلب کر کے اس کے مطابق عمل کرے اور شیطان کے خوف دلانے کی طرف توجہ نہ کرے۔ اس لئے کہ شیطان انسان سے محتاجی کا وعدہ کرتا ہے اور بے حیائی کا حکم دیتا ہے۔ ایسی بے حیائی کہ جو بوقت ضرورت مباح کر دی جاتی ہے۔

جو کما نہیں سکتا اس کیلئے سوال کا جواز

جو شخص کام کر کے کمانے سے عاجز ہو اس کی بھوک شدید ہو اور اپنی جان کی ہلاکت کا خطرہ ہو تو ایسے آدمی کیلئے سوال کرنا بھی ایک قسم کا کسب ہے۔ اس پر دلیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان عالی شان ہے۔ ''السوال اخر الکسب'' سوال کرنا آخری کسب ہے۔ اگر اس شخص نے اس تنگی کی حالت میں سوال کو ترک کر دیا اور وہ مر گیا تو وہ گنا ہگار ہوگا کیونکہ اس نے دانستہ طور پر اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالا ہے جبکہ اس حالت میں سوال کرنا اس کو اپنے آپ کو زندہ بچانے کیلئے کام دے سکتا تھا چنانچہ ایسی حالت میں سوال کرنا

کسب (کمانے) کے مترادف ہے اور اس حالت میں سوال کرنے میں ذلت نہیں ہے کیونکہ ذلالت اس وقت ہے کہ جب انسان بغیر ضرورت کے سوال کرے۔

چنانچہ جو شخص ایک دن کی خوراک کا مالک ہو تو اس کیلئے سوال کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ وہ اپنے آپ کو بلاضرورت ذلیل کر رہا ہے اور اس کا یہ فعل حدیث سابق کے مخالف ہیں۔ (ملخصاً از مجالس رومی)

جلسہ نمبر ۲۸

ظالم کی مدد کرنے کی مذمت کا بیان

آیت مبارکہ

ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار وما لکم من دون اللہ من اولیاء ثم لا تنصرون۔

ترجمہ

اور ظالموں کی طرف نہ جھکو کہ تمہیں آگ چھوئے گی اور اللہ کے سوا تمہارا کوئی حمایتی نہیں۔ پھر مدد نہ پاؤ گے۔

جلسہ نمبر ۲۸

ظالم کی امداد کرنے کا بیان

آیت کی تفسیر

(ولا ترکنوا الی الذین ظلموا) تم ظالموں کی طرف میلان نہ کرو۔

الرکون کا لغوی معنی ہے۔ تھوڑا سا میلان جیسے ان کی خوبیوں اور ان کے ذکر کو بڑا سمجھنا۔

(فتمسکم النار) تمہارے ان کی طرف میلان کی وجہ سے آگ تم کو چھوئے گی جب ایک برائی کی طرف میلان کو ظلم قرار دیا گیا ہے تو جو ظلم کرنے والوں کے ساتھ میلان رکھتا ہے تو اس کے بارے تمہارا کیا گمان ہے؟ ''ظالمین'' سے مراد وہ لوگ ہیں جو ظلم کی وجہ سے اس نام سے موسوم ہوئے نیز میلان سے مراد ظلم کی طرف انتہائی رغبت اور انہاک۔

یہ آیہ کریمہ ظلم سے منع کرنے میں بلیغ ترین نہی اور اس پر تہدید (جھڑکنا) ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خطاب اور ان کے ساتھ مومنین کے ارشادات عدل پر استقامت اختیار کرنے اور ثابت قدم رکھنے کیلئے کافی ہیں۔

رغبت رکھتے ہوئے افراط و تفریط میں سے کسی ایک طرف جھکاؤ اپنے اوپر اور دوسرے پر ظلم کرنا ہے بلکہ یہ فی نفسہ ظلم ہے۔ لغت تمیم کے مطابق تر کنوا تاء کی کسرہ کے ساتھ نیز اسے باب افعال سے مجہول کا صیغہ پڑھتے ہوئے تر کنوا بھی کہا گیا۔ (ومالکم من دون اللہ من اولیاء) اور تمہارے لئے اللہ کے ماسوا کوئی مددگار نہیں۔''

یعنی ایسا کوئی ناصر و مددگار نہیں کہ جو تم سے عذاب کو دور کر سکے۔ ''ومالکم'' میں واؤ حالیہ ہے۔

(ثم لاتنصرون) ''پھر تمہاری مدد نہیں کی جائے گی۔

جب اللہ تعالیٰ کے حکم میں یہ ہے کہ وہ تم کو عذاب دے تو وہ تمہاری مدد نہیں فرمائے گا

نیز اس کا فضل و کرم تم پر باقی نہیں رہے گا کیونکہ اس کی نصرت (مدد) ان سے دور ہو چکی ہے اور وہ ان کو عذاب دینے کی وعید سنا چکا ہے اور ان کے لئے عذاب کو واجب کر دیا۔ جائز ہے کہ یہ استبعاد کے معنی میں ہو کیونکہ جب اللہ تعالیٰ نے واضح فرما دیا کہ وہ ان کو عذاب دے گا تو غیر اللہ کو یہ قدرت نہیں کہ وہ ان کی مدد کرے تو اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ان کی بالکل مدد نہیں کی جائے گی۔ (قاضی بیضاوی)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تشریف فرما ہونا

حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خوشی خوشی تشریف لائے اور ہم خوشی کے آثار آپ کے چہرۂ اقدس پر دیکھ رہے تھے تو صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم آپ کے چہرۂ انور پر خوشی کے آثار دیکھ رہے ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرے پاس ایک فرشتہ آیا جس نے آ کر عرض کیا۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ اس بات پر راضی نہ ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی امت میں سے کوئی آپ پر درود شریف پڑھتا ہے تو میں اس پر دس رحمتیں نازل کرتا ہوں کوئی آپ کا امتی آپ پر سلام پڑھتا ہے تو میں خدا ہو کر دس مرتبہ اس پر سلام بھیجتا ہوں۔ حضور فرماتے ہیں کہ میں نے فرمایا کیوں نہیں؟ یعنی میں راضی ہوں۔ (رواہ احمد و ابن حبان)

ظالم کی تعظیم ناجائز

ایک روایت میں ہے کہ ایک ظالم نے ایک پرہیز گار عالم کی زیارت کرنے کا ارادہ کیا جب وہ ظالم اس زاہد کے قریب ہوا تو انہوں نے اپنے چہرے کو چھپا لیا اور اس زاہد کے بیٹے نے معذرت کی کہ میرے والد گرامی سخت تکلیف میں ہیں اور اس وجہ سے انہوں نے اپنے چہرے پر پردہ ڈال لیا ہے جبکہ اس نیک بزرگ نے اس ظالم سے کہا کہ مجھے کوئی تکلیف نہیں اور نہ ہی کوئی درد ہے لیکن میں نے ایسا اس لئے کیا تاکہ تجھ جیسے ظالم کا چہرے نہ دیکھوں۔

چنانچہ وہ ظالم تائب ہو کر بخشش طلب کرتے ہوئے واپس لوٹا تو اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کے گناہ کو معاف کر دیا۔ اس نیک آدمی کی تو اس لئے کہ اس نے ایک ظالم کے چہرے کو دیکھنا تک گوارا نہ کیا اور ظالم کی کوتاہی سے اس لئے درگزر فرمایا کہ اس نے صدق

دل سے توبہ کی۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے اپنے استاد محترم رحمۃ اللہ علیہ سے اسی طرح سنا۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے۔ ''من دعا لظالم بالبقاء فقد احب ان یعصی اللہ فی ارضہ'' کہ جس شخص نے ظالم کی بقاء کی دعا کی۔ گویا وہ اللہ تعالیٰ کی زمین میں اس کی نافرمانی کرنے پر راضی ہوا۔

حضرت سفیان سے اس ظالم کے بارے سوال کیا گیا جو جنگل میں ہلاک ہونے کے قریب ہو۔ کیا اسے پانی کا گھونٹ پلایا جائے؟ انہوں نے جواب دیا نہیں۔ مزید کہا کہ اسے اسی حالت پر رہنے دیا جائے تاکہ وہ مر جائے۔ (کذافی الرجیبۃ)

میمون بن مہران کہتے ہیں کہ بادشاہ کے نزدیک رہنے میں دو خطرے ہیں۔ (۱) اگر تو بادشاہ کی فرمانبرداری کرے تو اس میں تیرے دین کا خطرہ ہے۔ (۲) اگر تو بادشاہ کی نافرمانی کرے تو اس میں تیری جان کو خطرہ ہے۔ بہتری اسی بات میں ہے کہ نہ تو اس کو پہچانے اور نہ وہ تجھے جانے۔ (تنبیہ الغافلین)

حکایت

ایک ظالم کمزور لوگوں پر ظلم کرتا تھا جب اس کا ظلم طویل ہو گیا تو ایک دن مظلوم نے اس ظالم سے کہا کہ اگر تو نے مجھ پر ظلم کیا تو یہ چار طرح سے بہتر ہے۔ (۱) موت ہمیں آجائے گی۔ (۲) قبر ہمیں چھپا لے گی۔ (۳) قیامت ہمیں جمع کرے گی۔ (۴) حاکم ہمارے درمیان فیصلہ فرمائے گا۔

اچھا کام جاری کرنے کا ثواب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے ''من سن سنۃ حسنۃ'' جس نے ایک اچھا طریقہ ایجاد کیا یعنی اسلام میں ایک ایسا طریقہ جاری کیا کہ لوگ اس اچھے عمل کی پیروی کرتے ہیں۔

''فلہ اجرھا واجر من عمل بھا'' اس کیلئے اس عمل کا اجر ثواب ہوگا اور ہر اس آدمی کی طرف سے بھی ثواب ملے گا جس نے اس نیک کام کو اپنایا یعنی اس آدمی کے بعد اس کے جاری کردہ نیک عمل کو جو بھی اپنائے گا۔ اس کا ثواب بھی جاری کرنے والے کو ملے گا۔

"ومن سن سنة سيئة فعليه وزرها ووزر من عمل بها" جس نے ایک برائی کی بنیاد رکھی تو اس کا گناہ جاری کرنے والے کو ہوگا اور (بعد میں) جو بھی اس برے عمل کو اپنائے گا اس کا گناہ بھی جاری کرنے والے کو ہوگا۔

یعنی ایسا برا کام کہ جس کی پیروی کی جاتی ہے اور اس کے بعد جو بھی اس برے کام پر عمل ہوگا تو اس کا گناہ بھی برائی جاری کرنے والے کے نامہ اعمال میں لکھا جائے گا۔

(من احادیث البخاری و مسلم)

اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ اعمال

حضرت سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اللہ تعالیٰ کے محبوب ترین آدمی کے بارے سوال کیا گیا تو آقا علیہ السلام نے فرمایا "انفع الناس للناس" لوگوں میں سے رب ذوالجلال کے نزدیک سب سے پسندیدہ وہ انسان ہے جو لوگوں کو زیادہ سے زیادہ نفع پہنچائے۔

سب سے افضل کام کے بارے سوال کیا گیا تو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ادخال السرور علی قلب المومن یطرد عنه جوعا او یکشف عنه کربا اویقضی له دینا ایک مومن کے دل کو خوشی سے بھر دینا۔ اس سے بھوک کو دور کرکے، کسی تکلیف کا ازالہ کرکے یا اس کا قرض ادا کرکے۔

جو شخص کسی مظلوم کے ساتھ اس لئے چلتا ہے کہ اس کی مدد کرے تو اللہ تعالیٰ پل صراط پر اسے ثابت قدم رکھے گا جبکہ قیامت کے دن لوگوں کے قدم پھسل رہے ہوں گے۔

جس شخص نے اپنے غصہ پر کنٹرول کرلیا۔ اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں پر پردہ ڈالے گا۔

بری عادت ایمان کو اسی طرح برباد کردیتی ہے جس طرح سرکہ شہد کو۔

حدیث کی تشریح

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں محبوب ترین انسان وہ ہے جو لوگوں کو نفع پہنچائے اور افضل ترین عمل یہ ہے کہ کسی مومن کے دل کو مسرور کرنا' اس سے بھوک' غم کو دور کرکے یا اس کو قرضہ سے نجات دلا کر۔

جو مسلمان اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ اس لئے چلتا ہے کہ اس کی حاجت کو پورا کرسکے تو اس کے اس چلنے کا ثواب اس طرح ہے جس طرح اعتکاف سمیت مہینہ بھر کے

روزہ رکھنا۔

اور جو مظلوم کی مدد کرنے کیلئے اس کے ساتھ چلے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن پل صراط پر اس کے قدموں کو پھسلنے سے محفوظ فرمائے گا۔ (کما مر آنفا)

مظلوم کی مدد کرنے کا اجر

حضرت انس ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ من اعان مظلوما حزینا مطروحاً کتب اللہ لہ ثلاثا وسبعون مغفرۃ واحدۃ منھا اصلاح امرہ فی الدنیا واثنتان وسبعون درجۃ فی العقبیٰ۔

جو شخص ایک غمزدہ عاجز مظلوم کی مدد کرے تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے تہتر (۷۳) مرتبہ بخشش لکھ دیتا ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ دنیا میں اس کے معاملات کی اصلاح فرما دیتا ہے اور آخرت میں اس کے بہتر درجے عطا فرمائے گا۔

نیز حضرت انس ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے مروی ہے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ من اصبح لاینوی الظلم علی احد غفرلہ ماجنی ومن اصبح ینوی نصرۃ المظلوم وقضاء حاجۃ المسلم کانت لہ کاجر حجۃ مبرورۃ۔

جو شخص اس حال میں صبح کرے کہ اس کی کسی پر ظلم کرنے کی نیت نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی (دن بھر) کی خطائیں معاف فرما دیتا ہے اور جس شخص نے یہ ارادہ کرکے صبح کی کہ وہ مظلوم کی مدد کرے گا۔ مسلمان کی ضرورت کو پورا کرے گا تو اس کی اس نیت کرنے سے اسے ایک مقبول حج کا ثواب ملے گا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا من فرج عن مسلم کربۃ فی الدنیا فرج اللہ عنہ کربۃ من کرب یوم القیامۃ واللہ فی عون العبد مادام العبد فی عون اخیہ۔

جو آدمی اپنے مسلمان بھائی کی ایک دنیاوی تکلیف دور کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کی تکلیفوں میں سے ایک تکلیف کو دور فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ اس بندے کی مدد کرنے میں رہتا ہے جب تک ایک آدمی اپنے بھائی کی مدد کرنے میں لگا رہے۔

اسی طرح اور حدیث پاک میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا من

اعان مظلوما اعانه الله یوم القیامة فی الجواز علی الصراط وادخله الجنة۔
جو شخص کسی مظلوم کی مدد کرے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن پل صراط پر سے گزرنے میں اس کی مدد فرمائے گا اور اس کو جنت میں داخل کرے گا۔

مظلوم کی مدد نہ کرنے پر وعید:

جس شخص نے ایک مظلوم کو دیکھا اور اس نے اس سے مدد طلب کی (اس کے باوجود) اس آدمی نے اس مظلوم کی مدد نہ کی تو قبر میں اسے آگ کے سو کوڑے لگائے جائیں گے۔

نو بد بخت لوگ اور ان کے پیروکار

احادیث میں آیا ہے کہ ان نو بد بخت لوگوں کو قیامت کے دن ان کی پیروی کرنے والوں سمیت بلایا جائے گا۔ وہ بد بخت لوگ مندرجہ ذیل ہیں۔
۱-فرعون ۲- قابیل ۳-کعب ابن اشرف یہودی ۴- ابوجہل ۵- ولید بن مغیرہ ۶-قوم لوط میں سے اجرع ۷- امرء القیس ۸- مسیلمہ کذاب ۹- ابلیس (شیطان)
اسی ترتیب سے ان کو میدان محشر میں لایا جائے گا۔
(۱) قیامت کے دن آواز دی جائے گی' کہا ہے ''فرعون''۔
اسے اس حال میں لایا جائے گا کہ اس کے سر پر آگ کی ٹوپی ہوگی۔ قطران (لکت) کی قمیص پہنی ہوگی۔ خنزیر پر سوار ہوگا۔ پھر ندا آئے گی سرکش تکبر کرنے والے کہاں ہیں چنانچہ ان کو لایا جائے گا اور جہنم کی طرف ان کو ہانکا جائے گا اور یہ سارا قافلہ فرعون کی قیادت میں جہنم رسید ہوگا۔
(۲) پھر ندا ہوگی ''قابیل'' کہاں ہے۔ اس کے بعد حسد کرنے والوں کو پکارا جائے گا۔ ان حاسدین کو قابیل کے ساتھ ملا دیا جائے گا اور وہ جہنم کی طرف لے جانے میں ان کا امام ہوگا۔
(۳) پھر ندا ہوگی۔ یہودی علماء کا رئیس ''کعب بن اشرف'' کہاں ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔
''لو آمن لامن جمیع الیهود'' کہ اگر کعب بن اشرف ایمان لے آتا تو سارے یہودی مسلمان ہو جاتے۔ اسے بھی انہی کی طرح حاضر کیا جائے گا۔ پھر حکم ہوگا۔ علم اور حق

کو چھپانے والے کہاں ہیں چنانچہ ان سب کو اکٹھا کر کے کعب بن اشرف کی قیادت میں ان کو جہنم کی طرف ہانکا جائے گا اور وہ ان کی امامت کرے گا۔

(۴) اسی طرح ''ابوجہل'' کے بارے ندا ہوگی جب اس کو لایا جائے گا تو پھر آواز دی جائے گی کہاں ہیں وہ لوگ جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کی تو ان سب کی امامت کرتے ہوئے ابوجہل جہنم رسید ہوگا۔

(۵) پھر ندا ہوگی۔ ولید بن مغیرہ کہاں ہے جب وہ لایا جائے گا تو اس کے بعد مسلمان فقراء کی استہزاء کرنے والوں کو یاد کیا جائے گا۔ وہ ایسے لوگوں کو دوزخ میں لے جانے کیلئے امام ہوگا۔

(۶) اس کے بعد ندا ہوگی کہ قوم لوط کا اجرع (کان کٹا) کہاں ہے کہ جس نے طوالت کی رسم ڈالی جب اسے لایا جائے گا تو پھر ان لوگوں کو آواز دی جائے گی جو طوالت کے جرم میں ملوث رہے کہ وہ کہاں ہیں؟ جب ان کو پیش کیا جائے گا تو اجرع کی قیادت میں انہیں جہنم بھیج دیا جائے گا۔

(۷) پھر ندا ہوگی کہ امرء القیس کہاں ہے جب وہ آئے گا تو سارے شعراء کو اس کے اردگرد جمع کیا جائے گا یعنی وہ شعراء جنہوں نے جھوٹ کیا ہوگا تو وہ جہنم کی طرف ان کو لے جانے میں ان کا امام ہوگا۔

(۸) پھر ندا ہوگی۔ مسیلمہ کذاب کہاں ہے؟ اسے پیش کیا جائے گا۔ پھر ندا ہوگی کتاب کو جھٹلانے والے کہاں ہیں؟ تو مسیلمہ کذاب ان کو دوزخ کی طرف لے جائے گا جبکہ وہ خود ان کا امام ہوگا۔

(۹) پھر ندا ہوگی۔ ابلیس (شیطان) لعنتی کہاں ہے؟ اسے بھی اسی طرح لایا جائے گا۔ شیطان رب ذوالجلال کی بارگاہ میں عرض کرے گا کہ اے انصاف کرنے والے حاکم مجھے میرا لشکر، میرے موذن، میرے قاری، میرے کاتب، میرے وزراء، فقہاء، میرے خزانے والے، میرے تاجر، طبلہ بجانے والے اور میرے حاشیہ برداز عطا کئے جائیں۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا۔ اے ملعون اے راندۂ درگاہ تیرا لشکر کونسا ہے؟ شیطان کہے گا میرا لشکر حریص لوگ ہیں۔ میرے موذن گانے والے ہیں، میرے قاری گویے ہیں۔ میرے مصاحف بال گوندھنے والے اور گوندھوانے والے ہیں۔ میرے فقہاء وہ ہیں جو

مصیبت زدہ لوگوں کا مذاق اڑاتے تھے اور اچھی اچھی خوراک کھاتے تھے۔ میرے خزانے والے وہ ہیں جو نشہ والے دسترخوان پر حاضر ہوتے تھے اور زکوٰۃ نہیں دیتے تھے۔ میرے تاجر وہ ہیں جو ڈھول اور طبلہ کو بیچتے تھے۔ پھر لوگ ان کو لے کر ڈھول اور دف بجاتے تھے۔ میرے حاشیہ بردار وہ لوگ ہیں جو نشہ کرنے کی وجہ سے منشیات کو کاشت کرتے تھے۔

چنانچہ ایک لمبا سانپ نمودار ہوگا جس کی گردن کی لمبائی ستر سال کی مسافت کے برابر ہوگی۔ وہ ان کو اکٹھا کرے گا اور ان کو جہنم کی طرف لے جائے گا۔

جنت میں داخل ہونے والوں کی ترتیب:

فقط اتنا سبب ہے انعقاد بزم محشر کا
کہ ان کی شان محبوبی دکھائی جانے والی ہے (مترجم)

جب سب مخلوق حساب و کتاب کیلئے میدان محشر میں اکٹھا کیا جائے گا تو اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوگا کہ اے جبرائیل علیہ السلام سب سے پہلے میری جنت میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوں گے۔ اس شان کے ساتھ کہ آپ کے سر مبارک پر نورانی تاج سجایا جائے گا۔ سبز ریشم کا لباس پہنایا جائے گا اور آپ کے سامنے ستر ہزار جھنڈے اٹھائے جائیں گے۔

جبکہ لواء حمد نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے دست اقدس میں ہوگا۔ پھر ندا ہوگی کہ کہاں ہیں۔ فقر کو اختیار کرنے والے فقراء کو اچھا جاننے والے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر عمل کرنے والے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنتوں کی پیروی کرنے والے' ان سب کو حکم ہوگا کہ تم بھی میرے پیارے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جنت میں تشریف لے جانے کے بعد حسب ذیل ترتیب سے لوگوں کو بلا بلا کر جنت میں بھیجا جائے گا۔

(۱) حضرت آدم علیہ السلام تشریف فرما ہوں گے۔ اس شان کے ساتھ کہ نورانی تاج آپ کے سر مبارک پر ہوگا اور آپ کے سامنے اسی ہزار جھنڈے ہوں گے۔ پھر حکم ہوگا کہ حج اور عمرہ کرنے والے کہاں ہیں تو آدم علیہ السلام ان کی امامت فرماتے ہوئے سب سمیت جنت میں داخل ہوں گے۔

(۲) حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام اس کے بعد تشریف لائیں گے تو آپ کے سامنے بیس ہزار جھنڈے ہوں گے۔ پھر حکم دیا جائے گا۔ کہاں مہمانوں سے محبت کرنے والے غرباء کو ترجیح دینے والے۔ ان سب کو جنت میں داخلہ ملے گا اور حضرت خلیل علیہ السلام ان کے امام ہوں گے۔

(۳) پھر حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام کی جلوہ گری ہوگی اور آپ کے سامنے دس ہزار جھنڈے ہوں گے۔ پھر ان لوگوں کو یاد کیا جائے گا کہ جنہوں نے اپنی خواہشات کو پورا کرنے کی طاقت کے باوجود ترک کر دیا تو حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام ان لوگوں کی امامت فرماتے ہوئے ان سب کو جنت میں لے جائیں گے۔

(۴) پھر حضرت سیدنا یعقوب علیہ السلام تشریف لائیں گے۔ اس کے بعد اپنے پڑوسیوں کے ساتھ نیکی کرنے والوں کو یاد کیا جائے گا۔ ان سب کی امامت کرتے ہوئے حضرت یعقوب علیہ السلام ان کو جنت میں لے جائیں گے۔

(۵) ان کے بعد حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری ہوگی اور ساتھ ہی ان کو یاد کیا جائے گا کہ جو حق کا پرچار صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کیلئے کرتے تھے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام ان سب کو جنت میں لے جانے کے لئے امام ہوں گے۔

(۶) حضرت سیدنا ہارون علیہ السلام کی جب جلوہ گری ہوگی تو ان کے ان لوگوں کو بلایا جائے گا جو اپنے دور حکومت میں عدل و انصاف قائم کرتے تھے تو حضرت ہارون علیہ السلام ان کے امام ہوں گے اور وہ سب آپ کے مقتدی بن کر جنت میں داخل ہوں گے۔

(۷) پھر حضرت سیدنا ایوب علیہ السلام آئیں گے اور اس وقت صبر کرنے والوں کو پکارا جائے گا کہ جو اپنے اپنے مرض کے وقت بے صبری کرنے کی بجائے صبر کرتے تھے تو حضرت ایوب علیہ السلام ان کی امامت کرتے ہوئے سب کو جنت میں لے جائیں گے۔

(۸) پھر خلیفہ اول بلافصل حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو یاد کیا جائے گا۔ آپ اس حال میں آئیں گے کہ آپ کے سر پر نورانی تاج ہوگا۔ سندس اور استبرق کا لباس پہنا ہوگا۔ پھر حکم ہوگا۔ سچ بولنے والے کہاں ہیں تو حضرت سیدنا صدیق اکبر

رضی اللہ عنہ صدیقین کے بروز محشر جنت میں داخلہ کیلئے امام ہوں گے۔

(۹) ان کے بعد حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا جائے گا۔ پھر حکم ہوگا۔ نیکی کا حکم دینے والے اور برائی سے منع کرنے والے کہاں ہیں۔ ان سب کو جنت میں داخلہ ملے گا جبکہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ان کے امام ہوں گے۔

(۱۰) پھر حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لایا جائے گا۔ آپ نے حیاء کا لباس زیب تن کر رکھا ہوگا۔ اس وقت ان لوگوں کو یاد کیا جائے گا جنہوں نے اللہ تعالیٰ سے شرم و حیاء کرتے ہوئے گناہوں کو ترک کردیا۔ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ جنت کی طرف لے جانے کیلئے ان سب کے امام ہوں گے۔

(۱۱) ان کے بعد حضرت سیدنا علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لایا جائے گا اور ساتھ ہی نمازیوں کو ندا دی جائے گی کہ جو اللہ کے راستے میں جہاد کرتے اور کامیاب ہوکر لوٹتے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کو جنت میں لے جانے کیلئے امام ہوں گے۔

(۱۲) پھر حضرات حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو لایا جائے گا اور حکم ہوگا۔ مظلوم اور اللہ کے راستے میں شہید ہونے والے کہاں ہیں تو یہ دونوں شہزادے جنت کی طرف لے جانے میں اس گروہ کے امام ہوں گے۔

(۱۳) ان کے بعد حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو لایا جائے گا اور حکم ہوگا کہ فقہاء کہاں ہیں تو حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ جنت میں داخل ہونے کیلئے ان سب کے امام ہوں گے۔

(۱۴) پھر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لایا جائے گا اور اس وقت مؤذنین (اذان دینے والوں) کو یاد کیا جائے گا کہ وہ کہاں ہیں۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب مؤذنین کی امامت فرماتے ہوئے جنت میں داخل ہوں گے۔ (تفسیر التفسیر)

کسی کو ستانا گناہ ہے

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

''من اذی مؤمنا فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ تعالیٰ ومن اذی اللہ تعالیٰ فلیتبوا مقعدہ من النار''

کہ جس شخص نے کسی مومن کو اذیت دی تو اس نے مجھے اذیت دی اور جس نے مجھے

اذیت دی۔ تحقیق اس نے اللہ تعالیٰ کو ستایا اور جس نے اللہ تعالیٰ کو ستایا تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں سمجھے یعنی اس کی جگہ جنت سے تبدیل کر کے دوزخ میں بنا دی جائے گی۔

جب قیامت کا دن ہوگا تو مظلوم ظالم کو پکڑ لے گا اور دشمن اپنے دشمن کو گھیر لے گا اور کہے گا کہ میرے اور تیرے درمیان انصاف فرمانے والا فیصلہ فرمائے گا یعنی ظالم جان لیں گے کہ ان کے ساتھ کیا کیا جائے گا جب ان کی نیکیاں لے کر ان کے مظلوموں کو دے دی جائیں گی۔ (کذافی زبدۃ الواعظین)

ایک نصرانی کا دربار رسالت میں حاضر ہونا:

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہم مکہ میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ اسی دوران کسی نے دروازے پر دستک دی۔ میں باہر نکلا تو اچانک کیا۔ دیکھتا ہوں کہ ایک نصرانی دروازے پر موجود ہے۔ اس نے پوچھا کیا یہاں حضرت محمد بن عبداللہ موجود ہیں چنانچہ میں نے اسے اندر بلا لیا۔ اس نے آ کر عرض کیا۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ خیال کرتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ اگر اللہ تعالیٰ کے برحق رسول ہیں تو آپ میری مدد فرمائیں۔ اس شخص کے خلاف جس نے مجھ پر ظلم کیا۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ تجھ پر کس نے ظلم کیا؟ اس نصرانی نے کہا کہ ابوجہل بن ہشام نے میرا مال ظلماً لے لیا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کھڑے ہوئے اور یہ ہجرت کے زمانے کی بات ہے۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ ہم نے عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ ابوجہل کے قیلولہ کرنے کا وقت ہے تو اس وقت آپ کا جانا اس پر کہیں شاق نہ گزرے اور ہمیں ڈر ہے کہ کہیں وہ غضبناک نہ ہو جائے اور وہ کہیں وہ آپ کو اذیت نہ پہنچائے لیکن حضور نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام نے ہماری گزارش کو نہ سنا اور ابوجہل کی طرف تشریف لے گئے اور غضبناک ہو کر ابوجہل کا دروازہ کھٹکھٹایا تو ابوجہل غضبناک ہو کر باہر نکلا تو اچانک دروازے پر کیا دیکھتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں۔

ابوجہل نے کہا اندر تشریف لائیں (اور ساتھ ہی کہنے لگا) کہ آپ میری طرف پیغام بھیج دیتے تو میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاتا۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا

کہ تو نے اس نصرانی کا جو مال لیا ہے تو اس کا وہ مال فوراً واپس کرو۔

ابوجہل نے کہا کہ کیا آپ اس کام کیلئے تشریف فرما ہوئے؟ اگر آپ اس بارے کسی آدمی کے ہاتھ پیغام بھیج دیتے تب بھی میں مال واپس کر دیتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بات کو طویل نہ کرو اور تم اس نصرانی کا مال اس کو واپس کرو۔

ابوجہل نے اپنے غلام سے کہا کہ اس نصرانی کا جتنا مال تو نے لیا ہے فوراً اس کو نکال کر اس کے حوالے کرو۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ اے آدمی کیا تیرا مال تجھ تک پہنچ گیا ہے؟

نصرانی نے عرض کیا ہاں! سوائے ایک کھجور کے پتوں کی بنی ہوئی ٹوکری کے۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ابوجہل سے کہا کہ وہ ٹوکری فوراً نکالو۔ چنانچہ ابوجہل نے اسے اپنے گھر کے اندر تلاش کیا لیکن وہ ٹوکری نہ ملی۔ آخرکار ابوجہل نے اس کے بدلے اس سے بہتر ایک اور ٹوکری دی۔

ابوجہل کی بیوی نے ابوجہل سے کہا کہ قسم بخدا تو نے انتہائی ذلت اور عاجزی کے ساتھ ابوطالب کے یتیم کی تواضع کی ہے۔ ابوجہل نے اپنی بیوی سے کہا کہ جو کچھ میں نے دیکھا ہے اگر تو دیکھ لیتی تو ایسی کی باتیں نہ کرتی۔ اس نے کہا کہ تو نے کیا دیکھا؟ ابوجہل نے کہا کہ میری قوت کے باوجود جو کچھ ہوا تو اس پر مجھے رسوا نہ کر۔

کہنے لگا کہ میں نے ان کے دونوں کندھوں پر دو شیر بیٹھے ہوئے دیکھے جب بھی میں یہ ارادہ کرتا کہ کہوں کہ میں مال واپس نہیں کرتا تو قریب تھا کہ وہ دونوں مجھے پھاڑ کھاتے۔ اس ڈر کے مارے میں نے ان کی عزت کی۔

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب نصرانی نے وہ سارا منظر دیکھا جو منظر ابوجہل دیکھ چکا تھا۔ اس نے زبان حال سے کہا یامحمد انک رسول اللہ و دینک حق کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ اللہ کے سچے رسول ہیں اور آپ کا دین برحق ہے چنانچہ اس نے اسلام قبول کرلیا اور اس کا اسلام کو قبول کرنا ایک مظلوم کی مدد کرنے کی برکت سے تھا۔ (زبدۃ الواعظین)

جلسہ نمبر۲۹

قیامت کے دن لوگوں کے حالات کا بیان

آیت مبارکہ

وانذرالناس یوم یاتیھم العذاب فیقول الذین ظلموا ربنا اخرنا الیٰ اجل قریب نجب دعوتک ونتبع الرسل– اولم تکونوا اقسمتم من قبل مالکم من زوال– وسکنتم فی مساکن الذین ظلموا انفسھم وتبین لکم کیف فعلنا بھم وضربنا لکم الامثال–(ابراہیم ۴۴ '۴۵)

ترجمہ

اور آپ لوگوں کو ڈرائیں جس دن ان پر عذاب آئے گا۔ پس وہ لوگ کہیں گے جنہوں نے ظلم کیا "اے ہمارے رب! ایک نزدیکی مدت تک اس عذاب کو ہم سے مؤخر کر دے۔ ہم تیری دعوت کو قبول اور رسل عظام کی پیروی کریں۔ کیا تم نے اس سے پہلے قسمیں نہ اٹھائی تھیں۔ زوال سے تمہیں کیا ہے؟ تم پر یہ واضح ہو گیا کہ ہم نے ان کے ساتھ کیا کیا؟ اور ہم نے تمہارے لئے مثالوں کو بیان فرمایا۔

جلسہ نمبر ۲۹

قیامت کے دن لوگوں کے حالات کا بیان

آیت کی تفسیر

(وانذر الناس) ''اور آپ لوگوں کو ڈرائیں''

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

(یوم یاتیھم العذاب) ''جس دن ان پر عذاب آئے گا۔''

اس سے مراد قیامت یا موت کا دن ہے کیونکہ مرنے کا دن ان کے عذاب کا پہلا دن ہے۔''اور یہ انذر کا مفعول ثانی ہے۔''

(فیقول الذین ظلموا) ''پس وہ لوگ کہیں گے جنہوں نے ظلم کیا'' یعنی شرک یا تکذیب کر کے۔

(ربنا اخرنا الی اجل قریب) ''اے ہمارے رب ایک نزدیکی مدت تک اس عذاب کو ہم سے موخر کر دے۔''

وہ کہیں کہ اے ہمارے رب دنیا کے جس عذاب میں ہم گرفتار ہیں ہم سے اس کو مؤخر کر دے اور کچھ عرصہ کیلئے ہمیں مہلت دے یا عرض گزار ہوں گے کہ ہماری موت میں تاخیر فرما دے اور ہمیں اتنا عرصہ باقی رہنے دیں کہ جس میں ہم تجھ پر ایمان لائیں اور تیرے حکم کو قبول کریں۔

(نجب دعوتک ونتبع الرسل) ''ہم تیری دعوت کو قبول اور تیرے رسل عظام کی پیروی کریں۔'' ''یہ جواب امر ہے'' یعنی اگر تو مجھے ایک عرصہ کیلئے مہلت عنایت فرما دے تو میں تصدیق کرنے والا اور نیک لوگوں میں سے ہو جاؤں گا۔

(اولم تکونوا اقسمتم من قبل مالکم من زوال) ''کیا تم نے اس سے پہلے قسمیں نہیں اٹھائیں تھیں۔ زوال سے تمہیں کیا ہے۔

نوٹ: یہ اسی بات کا اعادہ ہے اور ومالکم قسم کا جواب ہے اس کو خطاب کے کلمہ سے ذکر کیا مطابقت کی وجہ سے نہ کہ حکایت کے لحاظ سے۔

اس کا مفہوم یہ ہے کہ تم نے قسمیں اٹھا رکھی تھیں کہ تم دنیا میں باقی رہو گے اور موت تمہیں ہٹا نہیں سکے گی۔

(وسکنتم فی مساکن الذین ظلموا انفسهم) اور تم ان لوگوں کے مسکن میں رہے جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا'' کفر اور معاصی کی وجہ سے جیسے قوم عاد اور ثمود

(وتبین لکم کیف فعلنا بهم) ''تم پر یہ واضح ہو گیا کہ ہم نے ان کے ساتھ کیا کیا؟''

یعنی تم ان کے منازل میں آثار ملاحظہ کرتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر کس طرح عذاب نازل کیا اور اس کے بارے احادیث تم تک تواتر کے ساتھ پہنچی۔

(وضربنا لکم الامثال) ''اور ہم نے تمہارے لئے مثالوں کو بیان فرمایا'' ان کے احوال میں سے۔

یعنی ہم نے تمہارے لئے واضح فرما دیا کہ یقیناً تم بھی کفر کرنے عذاب کے مستحق ہونے اور جو کچھ کام انہوں نے کیلئے وہ کرنے میں انہی کی طرح ہو اور اللہ تعالیٰ نے جو کچھ ان کے ساتھ کیا وہ غرابت میں بیان کردہ امثال کی طرح ہے۔ (قاضی بیضاوی)

درود پاک کی برکت سے جہنم سے آزادی

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود شریف پڑھے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے اور جو میری ذات پر دس مرتبہ درود پڑھے اللہ تعالیٰ اس پر سو مرتبہ رحمت نازل فرماتا ہے۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو میری ذات پر سو مرتبہ درود شریف پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کی دونوں آنکھوں کے سامنے دو برائتیں لکھ دیتا ہے۔ ایک منافقت سے بیزاری اور دوسری جہنم سے آزادی اور اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو شہداء کے ساتھ ٹھہرائے گا۔ (حیات القلوب)

قیامت کے دن لوگوں کے آنے کا منظر

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ

قیامت کے دن تین طریقہ سے لوگوں کو جب جمع کیا جائے گا۔
۱- کچھ پیدل چلنے والے ہوں گے ۲- کچھ سوار ہوں گے۔
۳- اور کچھ لوگ اپنے چہرے کے بل چل رہے ہوں گے۔
صحابہ کرام نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ لوگ اپنے چہرے کے بل کیسے چلیں گے؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو ذات ان کو پاؤں پر چلانے پر قادر ہے تو وہ ان کو چہرے کے بل بھی چلا لے گی۔ (رواہ الترمذی)
پیدل چلنے والے وہ ہوں گے جو گناہگار ایماندار تھے اور جو سوار ہوں گے۔ ان میں وہ حضرات شامل ہوں گے جو متقی اور پرہیزگار تھے۔ ان پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے اور کافر وہ اپنے چہرے کے بل چل رہے ہوں گے اور ان کے اندر یہ بھی احتمال ہے کہ وہ تین قسم کے لوگ ہوں۔
ایک قسم مسلمان لوگوں کی ہو اور وہ سوار ہوں گے اور کفار کی دو قسمیں ہوں۔ ایک وہ کافر جو متکبر اور سرکش قسم کے لوگ تھے کہ جو کسی قسم کے وعظ و نصیحت کو قبول نہیں کرتے تھے۔ ان کو ان کے چہروں کے بل بلایا جائے گا اور دوسری قسم ان کے پیروکاروں کی ہوگی کہ وہ پیدل چل کر آئیں گے۔ (الحدیث)
آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا "راغبین راھبین" رغبت رکھنے والے ڈرنے والے۔
قیامت کے دن وہ ایماندار جن کے گناہ اور نیکیاں خلط ملط ہوں گی تو پہلی قسم انہی اہل معصیت کی ہے۔ دوسری قسم ان سواروں کی ہے کہ جو اپنے لئے تیار شدہ جنت میں موجود نعمتوں کی طرف تیزی سے جائیں گے اور اس سے وہ لوگ بھی مراد ہیں جو مشتبہ امور سے اجتناب کرتے تھے اور یہی سبقت کرنے والے لوگ ہیں۔ (ابن مالک)
سب نے حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ کی اس روایت پر اتفاق کیا جس میں یہ ذکر ہے کہ "قیامت کے دن لوگوں کو تین طریقوں سے جمع کیا جائے گا۔ اس حال میں کہ وہ رغبت کرنے اور خوف رکھنے والے ہوں گے۔
ایک اونٹ پر دو آدمی' ایک اونٹ پر تین سوار ایک اونٹ پر چار سوار اور ایک اونٹ پر دس سوار" اعداد کی یہ تعداد کنایہ اور تمثیل کے طور پر ان کے مراتب کی تفصیل ہے اور جو سب

سے اعلیٰ مرتبہ پر فائز ہوگا تو وہ ایک ہی اونٹ پر سوار ہوگا تو اس کے ساتھ ساتھیوں کی تعداد کی شرکت کم ہوگی۔ رفتار کی تیزی زیادہ ہوگی اور سبقت کرنے کے اعتبار سے سب سے زیادہ ہوگا۔

سواروں کے بیٹھنے کی کیفیت

اگر مخاطب یہ سوال کرے کہ اونٹ پر سوار ہونے والے علی سبیل الاجتماع سوار ہوں گے۔ یا علی سبیل الاعتقاب۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ ایک دوسرے کے پیچھے سوار ہوں گے لیکن سب سے بہتر یہ ہے کہ وہ علی سبیل الاجتماع اونٹوں پر سوار ہوں کیونکہ ایک دوسرے کے پیچھے بیٹھنے میں صرف دو آدمی یا تین آدمی حقیقتاً سوار نہیں ہو سکتے۔

فائدہ:

حدیث پاک میں صرف دس تک سواروں کی تعداد کا ذکر ہے جس سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ اتنے لوگ ایک اونٹ پر سوار ہوں گے۔

اگر ایک اونٹ پر دس آدمی سوار ہیں تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت کے عجائبات میں سے ہے جیسا کہ حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کہ جتنی وہ طاقت رکھتی تھی۔ اونٹنیوں میں سے کوئی اونٹنی اس کی مثل طاقتور نہیں تھی۔ تعداد میں جن اعداد کا ذکر کیا۔ ان میں دو، تین، چار اور دس کا ذکر ہے جبکہ پانچ اور چھ کا عدد ذکر نہیں کیا اور ان کے علاوہ دس تک جو عدد ہیں۔ ان کا ذکر بھی اختصار کے پیش نظر چھوڑ دیا۔ نیز سابقین اولین کا ذکر بھی نہیں کیا کیونکہ وہ تنہا تنہا ایک ایک اونٹ پر سوار ہوں گے۔ اس لئے کہ اس مقام پر "الناس" لوگوں سے مراد خواص کے علاوہ ہیں۔ اس میں یہ بھی احتمال ہے کہ اس سے انبیاء اور اولیاء کا مرتبہ مراد ہو۔

ان کے علاوہ باقی ماندہ جو لوگ ہوں گے۔ ان کو جہنم کی طرف لے جایا جائے گا اور یہ تیسرا گروہ ہوگا۔ تیسرا گروہ کفار کے ساتھ قیلولہ کرے گا۔ ظہر کے وقت انہی کے ساتھ صبح و شام کریں گے جیسے ان کے ساتھ صبح و شام رہتے تھے۔ یعنی تمام احوال میں دوزخ ان کے لئے ضروری ہے اور یہ کفار کا گروہ ہوگا۔

بعض حضرات نے کہا کہ ان کا یہ اٹھایا جانا۔ قیامت سے پہلے ہوگا۔ ان کے قیلولہ اور

ان کے رات کے گزارنے کے قرینہ کی وجہ سے' ان کو شام کی طرف زندہ کیا جائے گا کیونکہ یہ سارے کے سارے احوال دنیا میں ہوں گے۔ اس لئے کہ لوگوں کو جب قبروں سے اٹھایا جائے گا تو وہ ننگے پاؤں ہوں گے۔ ایک دوسرے کے پیچھے سوار ہونے کی صفت کے ساتھ موصوف نہیں ہوں گے اور یہ قیامت کی آخری نشانی ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

''و آخر ذلک نار تخرج من قعر عدن تطرد الناس الی محشرھم''

قیامت کی آخری نشانی وہ آگ ہے جو عدن کے گڑھے سے نکلے گی اور لوگوں کو ان کے اکٹھے ہونے کی جگہ کی طرف ہانک کر لے جائے گی۔

امام تو ربشتی نے کہا کہ لوگوں کو قبروں سے اٹھنے کے بعد میدان محشر میں اکٹھا کیا جائے گا کیونکہ جب حشر کو مطلقاً ذکر کیا جائے تو اس سے بعد از موت اٹھنا مراد ہوتا ہے۔ اس کی تائید حدیث پاک سے بھی ہوتی ہے۔

عن ابی ھریرة رضی اللہ تعالیٰ عنه یحشر الناس یوم القیامة علیٰ ثلاثة اصناف'' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قیامت کے دن لوگوں کو تین طرح سے اکٹھا کیا جائے گا جو ظلم کرنے والا ہے۔ اس کے بارے حدیث قدسی میں اس طرح ہے۔ عن ابی ھریرة رضی اللہ تعالیٰ عنه عن النبی صلی اللہ علیه وسلم فیما یروی عن ربه تعالیٰ انه قال یا عبادی انی حرمت اظلم علیٰ نفسی وعلیٰ عبادی الا فلا تظلموا۔ (رواہ مسلم والترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث قدسی کو روایت کیا جس میں رب ذوالجلال نے فرمایا کہ اے میرے بندو میں نے اپنے اوپر اور اپنے بندوں پر ظلم کرنے کو حرام کردیا ہے۔ خبردار! تم ظلم نہ کرو۔

اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ میری ذات ظلم کرنے سے پاک اور بلند و بالا ہے۔

ظلم کرنا تاریکی ہے

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

''اتقوا الظلم فان الظلم ظلمات یوم القیامة واتقوا الشح فان الشح اھلک من کان قبلکم حملھم علیٰ ان سفکوا دماء ھم واستحلوا محارمھم''

تم ظلم کرنے سے بچو کیونکہ ظلم قیامت کے دن کی تاریکیوں میں سے ہے اور تم بخل

سے بچو کیونکہ بخل نے تم سے پہلے والے لوگوں کو ہلاک کیا نیز ان کو اس بات پر برانگیختہ کیا کہ وہ اپنوں کا خون بہائیں اور محارم کو حلال جانیں۔

قاضی عیاض رحمتہ اللہ نے فرمایا کہ یہ حدیث اپنے ظاہر پر ہے کیونکہ ظلم ظالم کیلئے تاریکی کا باعث بنے گا اور وہ قیامت کے دن راستہ نہیں پاسکے گا جس طرح کہ ایماندار لوگوں کے سامنے اور ان کے دائیں جانب نور چلتا ہوا ان کی رہنمائی فرمائے گا۔

اس حدیث کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ یہاں ظلمات (تاریکیوں) سے مراد سختیاں ہوں۔

حضور کا یہ فرمان" فان الشح اهلک من کان قبلکم" کہ بخل نے تم سے پہلے والے لوگوں کو ہلاک کر دیا۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ ہلاکت سے مراد وہ ہلاکت ہے جس کی خبر دنیا اور آخرت میں دی گئی۔

لفظ الشح کی لغوی تحقیق:

ایک جماعت نے کہا کہ اس کا معنیٰ بخل ہے۔

بعض نے کہا الشح کا معنیٰ حرص ہے یعنی اس چیز پر کہ جو اس کے پاس نہ ہو اور بخل حرص کرنا ایسی چیز پر کہ جو اس کے پاس ہو۔

قیامت کے دن مظلوم کا گناہ ظالم کے ذمہ ہوگا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "من کانت عنده مظلمة لاخيه من عرض اومن شيئ آخر فليستحلله اليوم قبل ان لايكون دينار ولادرهم ان كان له عمل صالح اخذ منه بقدر المظلمة وان لم يكن له حسنات اخذ من سيئات صاحبه وحملت عليه (رواہ البخاری والترمذی)

س: یہ حدیث اللہ تعالیٰ کے فرمان (ولا تزر وازرة وزر اخرى) کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا' کے منافی ہے۔

جواب: ظالم حقیقۃً اپنے ظلم کے برابر سزا پائے گا اور مظلوم کے گناہوں کا بوجھ اس پر ڈالا جائے گا۔ مظلوم کے بوجھ کو ہلکا کرنے کیلئے اور انصاف کے تقاضہ کو پورا کرنے کیلئے۔

آیت کا معنیٰ یہ ہے کہ اگر ایک آدمی دوسرے سے کہے کہ میں تیرا بوجھ اٹھاؤں گا تو

اس بات سے آخرت میں کوئی مواخذہ نہیں ہوگا۔

ظلم سب سے بڑا گناہ

حضرت فقیہ ابولیث نے کہا کہ ظلم سے بڑھ کر کوئی بڑا گناہ نہیں ہے اس لئے گناہ جب انسان اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ہوتو وہ بڑا ہی رحیم و کریم رب ہے جس وجہ سے امید کی جاسکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے گناہ کو معاف کردے۔

اگر اس گناہ کا تعلق ایک انسان اور دوسرے انسان کے درمیان ہوتو مظلوم کو راضی کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے۔ ظلم کیلئے یہ مناسب ہے کہ وہ ظلم سے توبہ کرے اور دنیا میں مظلوم کو راضی کرے اگر ظالم اس بات پر قادر نہیں ہے تو اس کیلئے پھر مناسب ہے کہ وہ مظلوم کیلئے بخشش طلب کرے اور اس کیلئے دعا کرے تو امید کی جاسکتی ہے کہ اس کا چھٹکارا ہوجائے۔

مظلوم مر جائے

حضرت میمون بن مہران رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اگر ایک انسان کسی دوسرے آدمی پر ظلم کرے اگر وہ اس سے معافی مانگنے کا ارادہ رکھتا ہے لیکن وہ مظلوم مر گیا اور وہ شخص اس سے معافی نہ مانگ سکا تو اب ظلم کرنے والے کیلئے ضروری ہے کہ ہر نماز کو ادا کرنے کے بعد اس کے لئے بخشش طلب کرے تو وہ اپنے گناہ سے پاک ہوجائے گا۔

ظلم کی تین اقسام

اہل معرفت نے کہا کہ ظلم کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) ایک وہ ظلم جس کو اللہ تعالیٰ چاہے تو بخش دے گا۔

(۲) ایک وہ ظلم جس کو رب ذوالجلال نہیں بخشے گا۔

(۳) ایک وہ ظلم جس کے بارے خداوند قدوس فیصلہ فرمائے گا۔

پہلی قسم کا ظلم جس کو اللہ تعالیٰ چاہے تو بخش دے گا۔ وہ ظلم جو اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے درمیان ہے جس طرح کہ نماز' زکوٰۃ' روزہ اور حج کو ترک کردینا اور حرام کاموں کا ارتکاب کرنا۔

وہ ظلم جس کو معاف نہیں کیا جائے گا۔ وہ شرک ہے جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

(ان اللہ لایغفر ان یشرک بہ ویغفر مادون ذلک لمن یشاء) ''کہ بے شک اللہ تعالیٰ اپنی ذات میں کسی کو شریک کرنے کے گناہ کو معاف نہیں فرمائے گا اور جو اس کے علاوہ گناہ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو ان کو معاف فرما دے گا۔''

یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جو شخص کبیرہ گناہ کا مرتکب ہو اور بغیر توبہ کئے مر جائے تو اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے اگر چاہے تو اپنے فضل و کرم سے اسے معاف فرما کر جنت کا مستحق بنا دے اور اگر چاہے تو اس کو جہنم میں عذاب دینے کے بعد پھر اپنے رحم اور احسان و کرم کا اظہار فرماتے ہوئے اسے جنت میں داخل فرما دے کیونکہ اللہ نے شرک کے سوا ہر گناہ کے معاف کرنے کا وعدہ فرمایا ہے اور جو مشرک ہے وہ ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔

تیسرا وہ ظلم جس کا اللہ تعالیٰ فیصلہ فرمائے گا۔ اس سے مراد وہ ظلم ہے جو بندے آپس میں ایک دوسرے پر کرتے ہیں جیسے غیبت، بہتان، چغل خوری، ناحق کسی کو قتل کرنا، مال حرام کا کھانا، مارنا، گالی دینا اور ان کے علاوہ جو بندوں کے حقوق ہیں۔

بہترین نصیحت

عاد کے دو بیٹے تھے جن میں سے ایک کا نام شداد اور دوسرے کا نام شدید تھا۔ یہ دونوں ظلماً بادشاہ بن گئے۔ شدید کے مرنے کے بعد شداد اکیلا دنیا کا بادشاہ بن گیا۔ وہ کتب پڑھتا تھا اور اس نے جنت کا ذکر سنا ہوا تھا (اس پس منظر میں) اس نے کہا کہ میں دنیا میں ہی روئے زمین پر اس جنت کی مثل ایک جنت بناؤں گا۔

جب اس نے ارکان سلطنت سے مشورہ کیا اور کہا کہ میں ایسی جنت بنانا چاہتا ہوں جس کی تعریف و توصیف اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں بیان فرمائی ہے۔ امراء سلطنت نے کہا کہ حکم آپ کا ہونا ہے۔ ساری دنیا آپ کے حکم کے تابع ہے (جیسا کہ فرمان ہو ہم کرنے کیلئے تیار ہیں)

شداد نے حکم دیا کہ مشرق و مغرب سے سونا اور چاندی اکٹھا کیا جائے نیز عمارتیں بنانے والے کاریگر جمع کئے جائیں۔

تین سو کاریگر منتخب ہوئے جن کی زیر نگرانی ہزاروں مزدور دس سال انہوں نے زمین کی تلاش میں لگا دیئے۔ آخر کار انہیں ایک زمین ملی جس میں درخت اور نہریں موجود تھیں۔

انہوں نے فرسخ در فرسخ جنت بنانی شروع کی کہ اس عمارت میں وہ ایک اینٹ سونے کی اور ایک چاندی کی لگاتے تھے جب عمارت مکمل ہوگئی تو انہوں نے اس میں نہریں جاری کی۔ اس میں درخت لگائے جن کے تنے چاندی کے اور شاخیں سونے کی تھیں۔ کاریگروں نے اس جنت میں سرخ یاقوت اور سفید بلور کے محل بنائے۔ درختوں کی ٹہنیوں پر یاقوت اور موتی لٹکائے۔ جنت میں جاری نہروں میں موتی اور جواہرات گرائے۔ درختوں اور نہروں کے درمیان عنبر و کستوری کو بکھیرا۔

جب جنت کی تعمیر مکمل ہوگئی تو انہوں نے شداد کی طرف پیغام بھیجا اور اس کے مکمل ہونے کی خبر دی۔ چنانچہ شداد ارکان سلطنت سمیت اس کو دیکھنے کیلئے روانہ ہوا۔

شداد کے کارندے لوگوں سے ظلماً سونا اور چاندی لیتے تھے جس کے نتیجے میں کسی کے پاس بھی سونا اور چاندی نہ بچا۔

صرف ایک یتیم بچے کی گردن میں ایک ہار محفوظ رہا جس میں دو درہم کی مقدار سونا تھا جب حکومتی کارندوں کو اس کی خبر ہوئی تو انہوں نے اس بچے سے وہ سونا بھی زبردستی لے لیا۔ ان کے اس ظالمانہ رویہ پر بچہ نے آسمان کی طرف اپنا چہرہ کر کے رب ذوالجلال کی بارگاہ میں عرض کیا۔

الٰھی انت تعلم بما یعمل ھذا الظالم بعبادک و امائک فاغثنا یاغیاث المستغیثین۔

یااللہ تو جانتا ہے کہ یہ ظالم تیرے بندوں اور تیرے غلاموں کے ساتھ کیا کرتے ہیں۔ اے مدد طلب کرنے والوں کی امداد کو پہنچنے والے تو ہماری مدد فرما۔ بچہ کی اس دعا پر فرشتوں نے آمین کہی۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بھیجا جب اس جنت تک پہنچنے میں ایک دن اور ایک رات کی مسافت رہ گئی تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آسمان سے اس قدر زوردار چیخ ماری کہ شداد اپنے ارکان سلطنت سمیت تیار کردہ جنت میں داخل ہونے سے پہلے ہلاک ہوگیا۔ ان میں سے فقیر اور مالداروں میں سے کوئی بھی نہ بچا اور نہ ہی کوئی بادشاہ باقی رہا۔ یہ نتیجہ تھا اس مظلوم بچہ کی دعا کا۔ (زبدۃ الواعظین)

عبرتے گیراز زمانہ اے جوان تا نباشی از شمار مدبران

اے نوجوان زمانے سے عبرت حاصل کرتا کہ تیرا شمار بدبختوں سے نہ ہو۔

چنانچہ دانا لوگوں کا کہنا ہے کہ بہترین انسان وہ ہے جو دوسروں سے عبرت حاصل کرے اور بدترین انسان وہ ہے جو دوسروں کیلئے باعث عبرت بنے۔ (چشتی)

شاہی دربار میں جانا جائز نہیں

بادشاہوں کے دربار میں جانے سے تم اپنے آپ کو بچاؤ کیونکہ ان کے پاس بغیر ضرورت کے جانا ظلم اور گناہ کا کام ہے کیونکہ ان کے پاس چل کر جانے میں ان کیلئے عاجزی اور اکرام ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے ان سے دور رہنے کا حکم دیا ہے۔ فرمان خداوندی ہے۔

(فاعوض عمن تولی عن ذکرنا ولم یرد الاالحیاۃ الدنیا)

''اے مخاطب تو اس سے اعراض کر جو ہمارے ذکر سے پھر گیا کیونکہ وہ صرف دنیاوی زندگی کو چاہتا ہے۔''

بادشاہوں کے پاس جانے سے ان کی جماعت کو زیادہ کرنا اور ظلم کرنے کیلئے ان کی مدد کرنا ہے۔

اگر بادشاہ کی طرف جانا اس کا مال حاصل کرنے کیلئے ہو تو یہ چل کر جانا حرام ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

''من تواضع لغنی لغناہ ذھب ثلثادینہ''

کہ جو شخص مالدار کے مال کی وجہ سے اس کے سامنے عاجزی کرتا ہے تو فرمایا اس کا دوثلث دین ختم ہوگیا۔ یہ بات تو اس مالدار کے بارے میں ہے کہ جو نیک ہو تو ظالم مالدار کے بارے تمہارا کیا خیال ہے۔

مالدار کیلئے تواضع اور اکرام کا ذکر ہوا۔ اس لئے یہ جھکنا یا عاجزی کرنا دل کے ساتھ زبان کے ساتھ یا پورے جسم کے ساتھ ہوگا جب ایک آدمی کسی مالدار کے سامنے اپنے جسم اور زبان سے عاجزی کرتا ہے تو اس کا دوتہائی دین ختم ہوجاتا ہے

اگر ایک دلی طور پر مالدار کی فضیلت کا اعتقاد رکھتا ہے جیسے اس نے زبان اور جسم سے اس کی سامنے عاجزی کی ہے تو اس وقت اس نے اپنا سارا دین ختم کردیا۔

مختصراً یہ ہے کہ تیری حرکات وسکنات تیرے اعضاء سمیت تیرے حکم کے پابند ہیں تو

ان میں سے کسی عضو کو بھی بالکل اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں حرکت نہ دے اور ان کو اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کے راستے میں استعمال کر۔

فائدہ

اے مخاطب اگر تو مراقبہ کرنے میں کوتاہی کرے تو اس کوتاہی کا وبال یعنی اس کی سزا تجھ پر وارد ہوگی اور اگر تو اطاعت میں کوتاہی نہ کرے تو اس کا ثمرہ اور اس کا ثواب تیری طرف لوٹے گا۔ (یہ بات ذہن نشین کرلے) کہ اللہ تعالیٰ تیرے عمل سے اور تجھ سے بے نیاز ہے۔ بے شک ہر آدمی جو نیک کام کرتا ہے وہ اسی کے کام آئے گا۔

عقلمند اور احمق

اے مخاطب تو یہ بات کہنے سے اپنے آپ کو بچا کہ بے شک اللہ تعالیٰ رحیم و کریم ہے اور وہ نافرمانی کرنے والوں کے گناہوں کو بخش دے گا اگرچہ یہ کلمہ حق ہے لیکن اسے باطل مراد لینا ہرگز جائز نہیں ہے۔

اگر کوئی یہ بات اس کی حقیقت حال کے اعتبار سے نہ کہے تو اسے احمق کہا جاتا ہے اور اسے یہ حماقت کا لقب خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا ہے۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا (الکیس) یعنی دانا عقلمند (من دان نفسہ) یعنی جو اپنے آپ کو ذلیل کردے۔ (وعمل لما بعدالموت) اور وہ (نیک) عمل کرے مابعدالموت کیلئے۔

(والاحمق من اتبع نفسہ ھواھا) ای شھواتھا اور احمق وہ ہے جو اپنی خواہشات کی پیروی کرے یعنی اپنی شہوات کی۔ (وتمنی علی اللہ الامانی) اور اللہ تعالیٰ سے امید کی تمنا کرے یعنی بغیر عمل کے امید کرے۔

یقیناً اس کی یہ بات اس شخص کے قول کے مشابہ ہے جو چاہتا ہے کہ فقیہ بن جائے۔ دینی علوم کا عالم ہو اور وہ گناہ کے کاموں میں مشغول ہو جائے۔ یہ اس شخص کی طرح ہے جو مال حاصل کرنا چاہتا ہے لیکن وہ کھیتی باڑی' تجارت کو اور کام کرنے کو چھوڑ دیتا ہے۔

(بدایۃ الھدایہ للامام الغزالی)

جلسہ نمبر ۳۰

توبہ کا بیان

آیت مبارکہ

نبیٔ عبادی انی انا الغفور الرحیم. وان عذابی ھو العذاب الالیم. (الحجر ۴۹، ۵۰)

ترجمہ

میرے بندوں کو خبر دیجئے کہ بے شک میں بخشنے والا مہربان ہوں اور بے شک میرا عذاب دردناک عذاب ہے۔

جلسہ نمبر ۳۰

توبہ کا بیان

آیت کی تفسیر

(نبئ عبادی انی انا الغفور الرحیم) ''آپ میرے بندوں کو خبر دیں کہ بے شک بخشنے والا مہربان ہوں۔''

(وان عذابی ھو العذاب الالیم) ''اور بے شک میرا عذاب وہ دردناک عذاب ہے۔''

یہ آیت کریمہ اس سے پہلے جو وعد اور وعید گزر چکے ہیں۔ ان کی تقریر ہے اور مغفرت کے ذکر میں اس بات پر دلیل ہے کہ وہ متقین کے ساتھ (عذاب کا) ارادہ نہیں فرمائے گا کہ جو تمام صغیرہ اور کبیرہ گناہوں سے بچتا ہے نیز اس آیت مقدسہ میں اللہ کی ذات کی صفت رحمت اور بخشش کا ذکر ہے نہ کہ عذاب دینے کا۔ وعدہ کا لوٹانا اور اس کی تاکید کرنا ہے۔ (قاضی بیضاوی)

آیت کا شانِ نزول:

ایک دن نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کے پاس تشریف لائے تو وہ مسکرا رہے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اتضحکون وبین ایدیکم النار کہ کیا تم مسکرا رہے حالانکہ تمہارے سامنے دوزخ کی آگ ہے۔

(اسی وقت) حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا رب آپ سے فرماتا ہے کہ میرے بندوں کو مایوس نہ کریں پس بے شک میں ان کے گناہوں کو بخشنے والا اور ان پر رحم فرمانے والا ہوں۔ (عیون)

سب سے بڑا بخیل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الا انبئکم بابخل البخلاء الا انبئکم

باعجز الناس ؟ کیا میں تمہیں تمام لوگوں سے زیادہ بخیل آدمی کی خبر نہ دوں؟ کیا میں تمہیں تمام لوگوں سے عاجز آدمی کی خبر نہ دوں؟ یعنی مجھ پر درود شریف پڑھ کر رحمت کو طلب کرنے اور بخشش طلب کرنے سے جو عاجز ہے۔

ایک آدمی کے سامنے جب آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام مبارک ذکر کیا جائے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر درود شریف پڑھے۔ آپ نے فرمایا "من ذکرت عندہ فلم یصل علی" (سب سے بخیل اور عاجز وہ شخص ہے) کہ جس کے پاس میرا ذکر کیا جائے اور وہ میری ذات پر درود شریف نہ پڑھے۔

اللھم صل علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم وعلیٰ جمیع الانبیاء والمرسلین وعلیٰ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم و صحبہ واھل بیتہ وسلم۔

یا اللہ تو رحمت کاملہ نازل فرما۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء و رسل پر اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر آپ کے صحابہ پر اور آپ کے تمام اہل بیت اطہار پر رحمت نازل فرما اور سلامتی۔

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی کو سننے کے بعد عاجز اور رحمت و خیر سے محروم شخص ہی آپ کی ذات پر درود شریف پڑھنے کو ترک کرسکتا ہے۔

مومن کے دو پر (خوف و امید)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ (لو یعلم المومن ما عند اللہ من العقوبۃ ماطمع فی جنتہ احد) کہ اگر مومن جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پاس کس قدر عذاب ہے تو مومنین میں سے کوئی ایک بھی جنت کی طمع نہ رکھتا)

حدیث پاک کے اس حصہ میں عذاب کی کثرت کا ذکر ہے کہ مومن اس کی رحمت کی وجہ سے مغرور نہ ہوتا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے محفوظ رہے۔

(ولم یعلم الکافر ماعند اللہ من الرحمۃ) "اور اگر کافر جانتا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کس قدر رحمت ہے۔" یعنی عذاب کی طرف توجہ کرنے کے بغیر۔

(ماقنط من جنتہ) "تو اللہ تعالیٰ کی جنت سے کوئی ایک ناامید نہ ہوتا۔ حدیث پاک

کے اس حصہ میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کی کثرت کا بیان ہے تاکہ کافر عرصہ دراز تک کفر میں رہنے کے باوجود ایمان سے بے خوف نہ ہو۔

بندے پر لازم ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے خوف رکھے اور اس کی رحمت کی امید بھی رکھے۔ اس لئے کہ خوف اور امید مومن کے دو پر ہیں کیونکہ وہ انہی دو چیزوں کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے جس چیز کی امید رکھتا ہے اس تک پہنچے گا اور جس سے وہ ڈرتا ہے اس سے محفوظ رہے گا۔

حضرت لقمان کی نصیحت

حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔ "یابنی ارج اللہ رجاء لاتامن فیه من مکرہ وخف اللہ خوفا لاتیاس فیه من رحمته."

اے بیٹے تو اللہ تعالیٰ سے ایسی امید رکھ کہ جس میں تو اس کے عذاب سے بے خوف نہ ہو اور تو رب ذوالجلال سے اتنا خوف رکھ کہ تو اس کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔

خوف کی آٹھ علامتیں

فقیہ ابولیث نے فرمایا کہ خوف کی علامتیں آٹھ چیزوں میں ظاہر ہوتی ہیں۔

۱۔ خوف کا اظہار زبان سے ہوتا ہے کہ انسان اپنی زبان کو جھوٹ' غیبت اور فضول کلام سے روکے اور اس کو مذاکرۂ علم' تلاوت قرآن اور اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مصروف رکھے۔

۲۔ انسان اپنے پیٹ کے معاملے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرے کہ اپنے پیٹ میں حلال خوراک پہنچائے اگرچہ وہ قلیل ہی کیوں نہ ہو اور رزق حلال سے اپنی ضرورت کے مطابق کھائے۔

۳۔ اپنی آنکھ کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے خوف رکھے۔ حرام کی طرف اور دنیا کی طرف رغبت سے نہ دیکھے بلکہ اس کا دیکھنا بطور عبرت کے ہونا چاہئے۔

۴۔ اپنے ہاتھ کے بارے رب ذوالجلال سے ڈرے۔ بایں طور پر کہ اپنے ہاتھ کو حرام کی طرف بڑھانے سے روکے اور اس کو اطاعت و فرمانبرداری کی طرف بڑھائے۔

۵۔ انسان اپنے قدموں کے بارے خوفزدہ رہے۔ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی والے کاموں کی طرف قدم نہ بڑھائے بلکہ ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں چلے۔

۶۔ انسان اپنے دل کے معاملے میں ڈرتا رہے۔ اپنے دل سے عداوت' بغض اور بھائیوں

کے حسد کو نکال دے۔ اپنے دل میں خیر خواہی اور مسلمانوں سے شفقت کو داخل کرے۔

۷- اطاعت کے بارے میں انسان ڈرتا رہے کہ اس کی اطاعت وفرمانبرداری خالص اللہ تعالیٰ کے لئے ہونی چاہئے جبکہ ریا اور نفاق سے اپنے آپ کو بچائے۔

۸- انسان اپنے کانوں کے بارے خداوند قدوس سے ڈرتا رہے کہ ان سے سوائے حق کے اور کچھ نہ سنے۔ (سنانیہ)

پرہیزگار اور بلند مراتب

حضرت امام قشیری قدس سرہ العزیز نے فرمایا کہ قرآن مجید میں مذکورہ پرہیزگاروں کی بات کا ذکر ہوا جیسا کہ رب ذوالجلال کا فرمان (ان المتقین فی جنات وعیون) بے شک پرہیزگار باغات اور چشموں میں ہیں۔"

جس سے پرہیزگاروں کے درجات رفیعہ کا پتہ چلتا ہے تو اس کے ساتھ ہی گنہگار لوگوں کے دلوں کی انکساری بھی معلوم ہوتی ہے۔

خداوند قدوس نے اپنے پیارے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے فرمایا کہ اے میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم میرے گنہگار بندوں کو خوشخبری سنائیں۔ (انی انا الغفور الرحیم) "بے شک میں بخشنے والا مہربان ہوں" یعنی اگر آپ فرمانبرداری کرنے والوں کیلئے شاکر اور کریم ہیں تو یقیناً میں بخشنے والا اور گناہگاروں پر رحم فرمانے والا ہوں۔

معافی مانگنے کا انوکھا انداز

حدیث مرفوع میں ہے۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (قیامت کے دن) ایک آدمی کے بارے حکم ہوگا کہ اسے دوزخ کی طرف لے جایا جائے جب وہ ایک تہائی فاصلہ طے کرے لے گا تو پیچھے کی طرف دیکھے گا اور جب آدھا راستہ طے ہو جائے گا تو پھر وہ متوجہ ہوگا اور جب دوزخ تک کا فاصلہ صرف ایک تہائی رہ جائے گا تو پھر وہ گناہگار متوجہ ہوگا۔

رب ذوالجلال کی طرف سے حکم ہوگا۔ اے میرے فرشتو! اسے دوبارہ واپس لے جاؤ۔ پھر اللہ تعالیٰ اس سے سوال فرمائے گا کہ تو بار بار کیوں متوجہ ہوا؟

تو وہ گناہگار عرض کرے گا کہ اے میرے رب جب صرف ایک تہائی تک پہنچا (ابھی دو

تہائی فاصلہ باقی تھا) تو مجھے تیرا یہ فرمان یاد آیا (وربک الغفور ذوالرحمتہ) "اور تیرا رب بخشنے والا، رحمت والا ہے" میں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ یا اللہ شاید تو مجھے بخش دے۔ جب میں آدھا فاصلہ تک پہنچ گیا تو مجھے تیرا یہ فرمان یاد آیا (ومن یغفر الذنوب الا اللہ) کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کون ہے جو گناہ بخش دے" تو میں نے سوچا شاید کہ یا اللہ تو مجھے بخش دے۔

جب میں نے دو حصے فاصلہ طے کرلیا (اور صرف ایک تہائی) تو مجھے تیرا یہ فرمان یاد آیا (قل یاعبادی الذین اسرفوا علیٰ انفسھم لاتقنطوا من رحمة اللہ) "اے میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم میرے ان بندوں سے فرما دیجئے جنہوں نے اپنے آپ سے زیادتی کی کہ تم اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔" تو اس گناہگار نے عرض کیا یا اللہ تیرا یہ فرمان یاد کرکے بخشش کے بارے میری امید اور بڑھ گئی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرمان ہوگا۔ اذھب فقد غفرت لک۔ اے میرے گناہگار بندے تو جا۔ پس تحقیق میں نے تجھے بخش دیا۔ ایک عقلمند آدمی پر لازم ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگے۔ اللہ تعالیٰ کے خوف سے روئے اپنی کوتاہیوں کا اعتراف کرے۔ رب ذوالجلال کی بارگاہ میں توبہ کرے۔ بے شک رب ذوالجلال توبہ قبول فرمانے والا ہے اور وہ توبہ کرنے والے کو اپنے دروازے سے نامراد نہیں لوٹاتا۔

اللہ کے خوف سے رونے کا اجر

بعض نیک لوگوں میں سے کسی ایک کی کسی کو خواب میں زیارت ہوئی تو اس نے اس کا حال دریافت کیا؟ اس بزرگ نے کہا کہ میں نے ہر مشقت کے بعد بالآخر نجات حاصل۔ خواب میں دیکھنے والے نے پھر عرض کیا کہ کس عمل سے آپ کو نجات ملی؟ تو نجات یافتہ نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کے خوف سے رونے اور طلب مغفرت سے نجات ملی۔

(کذا فی الخالصۃ)

جنت کس قدر نزدیک

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جنت تمہارے جوتے کے تسمے سے بھی زیادہ تم سے قریب ہے اور جہنم بھی اسی طرح ہے یعنی اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جہنم بھی

ایک تسمہ کے قرب کی طرح نزدیک ہے یعنی جنت و دوزخ اسی طرح ہیں کہ قرب کے لحاظ سے دونوں برابر ہیں کیونکہ ان دونوں میں داخل ہونے کا سبب انسان کا عمل ہے اور وہ عمل صالح (جنت میں داخل ہونے کیلئے) اور برا عمل (جہنم میں داخل ہونے کیلئے) ہے اور وہ انسان کے نزدیک اس کے جوتے کے تسمہ سے بھی زیادہ قریب ہے۔ (شرح المصابح)

رحمت خداوندی کے بغیر عمل کام نہیں آئیں گے

سبب سے مراد ظاہری سبب ہے اس لئے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے۔ لایدخل احدا منکم عمله الجنة ولایجیره من النار ولا انا ادخل الجنة بعملی الابرحمته الله کہ تم میں سے کسی ایک کو اس کا عمل نہ تو جنت میں داخل کرے گا اور نہ ہی جہنم سے اسے بچائے گا اور خود آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں بھی جب تک رب ذوالجلال کی رحمت نہ ہو، اپنے عمل سے جنت میں داخل نہیں ہوں گا یعنی اللہ کی رحمت جنت میں داخل کرے گی۔

اس سے کوئی عمل کی توہین مقصود نہیں بلکہ عمل کر کے غرور کرنے کی نفی ہے اور اس بات کا بیان ہے کہ ہر عمل اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہی مکمل ہوتا ہے۔

آنکھ کی نعمت پانچ سو سال کی عبادت سے زائد

نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ابھی تھوڑی دیر پہلے حضرت سیدنا جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام مجھ سے تشریف لے گئے۔ انہوں نے عرض کیا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اس ذات کی قسم ہے جس نے آپ کو حق کا نبی بنا کر مبعوث فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے ایک بندے نے دریا کے درمیان میں موجود پہاڑ کی چوٹی پر بیٹھ کر سو سال تک عبادت کی۔

اللہ تعالیٰ نے اس پہاڑ کے نیچے ایک میٹھے پانی کا چشمہ اور ایک انار کا درخت اس کیلئے پیدا فرمایا۔ ہر دن اس درخت پر ایک انار لگتا جب شام کا وقت ہوتا تو وہ عابد نیچے اتر کر اس چشمہ سے وضو کرتا اور اس انار کو کھاتا۔ پھر نماز پڑھنے کیلئے کھڑا ہو جاتا۔ اس عبادت گزار بندے نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی یا اللہ سجدے کی حالت میں میری روح کو قبض فرمانا نیز زمین میں سے اور اس کے علاوہ کسی دوسری چیز کو میرے جسم پر مسلط نہ کرنا اور جب مجھے اس جہان سے اٹھایا جائے تو میں سجدہ کی حالت میں ہو۔ چنانچہ اس کے ساتھ

اسی طرح ہوا۔

حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ جب بھی ہم نیچے اترتے یا اوپر جاتے تو وہ اسی طرح سجدہ کی حالت میں ہوتا تھا اور ہمارے علم میں یہ بات تھی کہ قیامت کے دن اس کو اسی حالت میں اٹھایا جائے گا۔ اسے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کھڑا کیا جائے گا۔

رب ذوالجلال کی طرف سے اس بندے کے بارے میں حکم ہوگا کہ میرے اس بندے کو میری رحمت کے سبب جنت میں داخل کردو تو وہ عبادت گزار کہے گا کہ نہیں بلکہ میرے عمل کے سبب سے مجھے جنت میں داخل کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوگا کہ اس بندے کے اعمال اور میری نعمتوں کا موازنہ کیا جائے چنانچہ صرف آنکھ کی نعمت اس کی پانچ سو سال کی عبادت کو گھیر لے گی اور باقی نعمتیں بغیر عبادت کے اس کو عطا کی گئی ہوں گی۔ خداوند قدوس کی طرف سے حکم ہوگا کہ میرے اس بندے کو دوزخ میں ڈال دو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرشتے اس کو جہنم کی طرف کھینچ کر لے جائیں گے۔ بندہ رک جائے گا اور عرض کرے گا یااللہ تو اپنی رحمت کے سبب مجھے جنت میں داخل فرما۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوگا کہ اس بندے کو میری بارگاہ میں حاضر کرو چنانچہ اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا کیا جائے گا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اے میرے بندے جب تو کوئی چیز نہیں تھا تو تجھے کس نے پیدا کیا تو وہ بندہ عرض کرے گا تو نے اے میرے رب اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ کیا یہ تیرے عمل کی وجہ سے تھا۔ یا میری رحمت کی وجہ سے تو وہ بندہ عرض کرے گا بلکہ تیری رحمت کے سبب سے پھر حکم خداوندی ہوگا کہ تجھے پانچ سو سال تک عبادت کرنے کی طاقت کس نے عطا فرمائی اور سمندر کے درمیان پہاڑ پر تیرے لئے رزق کس نے نازل کیا۔ نمکین پانی کے درمیان میں سے تیرے لئے میٹھا پانی کس نے نکالا اور ہر رات انار کس نے عطا فرمایا حالانکہ اس درخت کو تو سال میں ایک مرتبہ پھل لگتا ہے اور سجدہ کی حالت میں تیری روح کو کس نے قبض کیا؟ تو بندہ عرض کرے گا تو نے اے میرے رب تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ جب یہ سب کچھ میری رحمت کی وجہ سے ہے تو اسی میری رحمت کے سبب سے تو جنت میں داخل ہو جا۔ (مشکوٰۃ)

مرنے کے بعد کی سختیاں:

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ان امامکم عقبة لایجوزھا المثقلون من

الذنوب الا بمشقة عظیمة بے شک تمہارے سامنے ایسی سختی ہے کہ جس کو گناہوں سے بوجھل لوگ سوائے بہت بڑی مشقت کے عبور نہیں کر سکیں گے۔

اس سختی سے مراد مرنے کے بعد کی سختیاں ہیں جیسے قبر' حشر' محشر میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہونا۔ حساب و کتاب پل صراط اور میزان۔

جو شخص ان تمام چیزوں کے وقوع کو یقیناً جانتا ہے تو وہ اپنے اس بوجھ کو ہلکا کرتا ہے۔ احکامات پر عمل اور ممنوعات سے اجتناب کر کے اور دنیا کے بارے عدم محبت کا اظہار کر کے اس لئے کہ قلیل دنیا محض اپنے مالک کیلئے فائدہ' بلندی رتبہ اور اپنی نیکیوں کو بڑھانے کا سبب ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

فقراء کیلئے تسلی:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ فقراء نے اپنے ایک قاصد کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں بھیجا۔ وہ قاصد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ اس نے آ کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں فقراء کی طرف سے قاصد ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے مرحبا کہا اور ارشاد فرمایا کہ تم فقراء سے کس کام کی غرض سے حاضر ہوئے۔ ہو تو ایسی قوم سے آیا ہے جس سے اللہ تبارک و تعالیٰ محبت کرتا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقراء عرض کرتے ہیں کہ بے شک اغنیاء سب کی سب خیر سمیٹ کر لے گئے۔ وہ حج کرتے ہیں جبکہ ہمیں اس کی طاقت نہیں۔ وہ صدقات دیتے غلاموں کو آزاد کرتے ہیں ہمیں اس کی قدرت نہیں اور جب اغنیاء بیمار ہوتے ہیں تو وہ اپنے مال کے ذخائر میں سے زائد اللہ کے راستے پر خرچ کرتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے فقراء کے بارے یہ بات پہنچی ہے کہ فقراء میں سے جو شخص صبر کرے اور ثواب کی امید رکھے۔ اس کیلئے تین اجر ایسے ہیں جن میں سے اغنیاء کیلئے کچھ بھی نہیں ہے۔

(۱) جنت میں یاقوت احمر سے بنا ہوا ایک گھر ہے جس کی طرف اہل جنت اس طرح دیکھتے ہیں جیسے دنیا والے ستاروں کو دیکھتے ہیں اس گھر میں نبی' شہید اور مومن فقیر داخل ہوں گے۔

(۲) فقراء آدھا دن پہلے اغنیاء سے جنت میں داخل ہوں گے۔ نصف یوم پانچ سو سال کی مقدار ہے۔ حضرت سیدنا سلیمان ابن داؤد علیہما السلام انبیاء کے داخل ہو جانے کے چالیس سال بعد جنت میں داخل ہوں گے۔ اس بادشاہت کی وجہ سے جو اللہ تعالیٰ نے ان کو عطا فرمائی۔

(۳) جب کوئی فقیر سبحان اللہ والحمدللہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر کہتا ہے تو اسے ایسی چیز ملتی ہے جو مالدار آدمی کو دس ہزار درہم خرچ کرنے کے باوجود نہیں مل سکتی اور اس طرح سب نیکی کے کاموں کا حال ہے۔

فقراء کی طرف سے بھیجا گیا قاصد واپس ان کی طرف آیا اور ان کو ان سب باتوں کی خبر دی تو سب فقراء نے بیک زبان کہا رضینا یارب ''اے رب ہم راضی ہیں''۔ (تنبیہ الغافلین)

کثرت توبہ کا بیان:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

یاایھاالناس توبوا الی اللہ فانی اتوب الیہ فی الیوم مائۃ مرۃ

اے لوگو! اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرو۔ بے شک میں ہر دن رب ذوالجلال کی بارگاہ میں سو مرتبہ توبہ کرتا ہوں۔

اس حدیث پاک میں امت کو توبہ پر برانگیختہ کرنے کا ذکر ہیں۔ اس لئے جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی عظمت شان اور گناہوں سے معصوم ہونے کے باوجود ایک دن میں سو مرتبہ توبہ کرتے ہیں تو جو شخص رات دن بار بار اپنے اعمال نامہ کو گناہوں کی وجہ سے سیاہ کرتا ہے تو وہ کیسے توبہ کرنے میں مشغول نہ ہوگا۔ (بلکہ اسے تو بدرجہ اولیٰ توبہ میں کثرت کرنی چاہئے۔)

اس سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوا کہ جو شخص گناہوں پر اصرار کرنے والا ہے۔ وہ کامل الایمان نہیں بلکہ ناقص الایمان ہے۔

گناہ کب چھوڑ سکتا ہے

گناہوں کا ترک کرنا صبر سے حاصل ہوتا ہے۔ صبر خوف سے میسر آتا ہے اور خوف تب حاصل ہوتا جب گناہوں کے ضرر کے بڑھنے کا علم ہو۔ گناہوں کے ضرر کے بڑھنے کا

علم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق سے حاصل ہوتا ہے تو جس شخص نے گناہوں کو ترک نہیں کیا اور گناہوں پر اصرار کیا تو گویا کہ اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق نہیں کی تو اس کی موت کے وقت ایک بہت بڑے معاملے کا ڈر ہے تو بعض اوقات ایسے شخص کی موت ایمان کے زائل ہونے کی وجہ سے ضرر (نقصان) پر ہوتی ہے اور اس کا خاتمہ بالخیر نہیں ہوتا۔ معاذ اللہ (اللہ تعالیٰ کی پناہ) وہ جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ رہے گا اگر اس کا برا خاتمہ نہ ہو بلکہ اس کا خاتمہ ایمان پر ہو تو اللہ تعالیٰ کی مشیت میں ہے۔ اگر چاہے تو اس کو جہنم میں داخل کرے اور اگر چاہے تو اس کے گناہوں کے مطابق اسے سزا دے کر اس کو دوزخ سے نکال لے اور جنت میں داخل کریں اگر چہ وہ کچھ عرصہ بعد ہو اگر چاہے تو اس کو معاف فرمادے اور بغیر عذاب کے اسے جنت میں داخل فرمائے اس لئے کہ یہ کوئی محال نہیں کہ اسے عام معافی نہ مل سکے۔ ایسے خفی سبب کی وجہ سے جس پر اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی مطلع نہیں ہوسکتا۔ (مجالس رومی)

مقام زیادہ آزمائش زیادہ

جو شخص اللہ تعالیٰ کا زیادہ نزدیکی ہوتا ہے۔ دنیا میں اس پر مصائب کی کثرت ہوتی ہے اور سخت ترین ان پر بلائیں آتی ہیں۔ کیا آپ نے حضور کا یہ فرمان نہیں سنا۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

اشد الناس بلاء الانبیاء ثم العلماء ثم الامثل فالامثل

لوگوں میں سے سب سے زیادہ مصائب جن پر آئے۔ وہ انبیاء پھر علماء پھر درجہ بدرجہ۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

ولنبلونکم بشیء من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات وبشر الصابرین الذین اذا اصابتھم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون اولئک علیھم صلوات من ربھم ورحمۃ واولئک ھم المھتدون۔

اور ہم ضرور تمہیں آزمائیں گے۔ کسی چیز کا خوف دیکر بھوک سے مالوں کی کمی کر کے، جانوں اور پھلوں کی کمی کر کے اور آپ خوشخبری دیں، صبر کرنے والوں

کو کہ جب ان کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم اللہ کیلئے ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ یہی وہ لوگ کہ جن پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور ان کے رب کی ان پر مہربانی اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہے۔

شاید دنیا والوں کی تیرے دل کے اندر یا وہ تعظیم ہو اور اس وجہ سے تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے دھتکارا جائے۔ اپنے آپ کو دنیاداروں کے سامنے اپنے دین کو خرچ کرنے سے بچا کہ تو ان کی دنیا حاصل کرنے کیلئے ایسا کرے۔ کوئی شخص بھی ایسا کام نہیں کرتا مگر وہ ان کی نظروں میں ذلیل وحقیر ہو جاتا ہے۔ (بدایۃ الہدایہ للامام الغزالی)

قناعت کی بزرگی:

فقراء مردہ ہیں مگر جس کو اللہ تعالیٰ قناعت کی عزت کے ساتھ زندہ کرے۔

قناعت جسموں کی راحت اور دلوں کی سلامتی ہے جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ رزق پر قناعت کی۔ وہ آخرت میں کامیاب ہوا اور اس کی زندگی بہترین ہوگئی۔

اللہ تعالیٰ کی ذات پر توکل کرنے کا مطلب یہ ہے کہ جو کچھ عطا ہوا اس پر اکتفاء کرنا' خوف کو ساقط کرنا اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ سے امید نہ رکھنا' آزاد جب طمع کرے تو وہ غلام ہے اور غلام جب قناعت کرے تو وہ آزاد ہے۔ (من المجموعۃ)

ایک آیت کی تفسیر:

(یاایھاالذین آمنوا انفقوا مما رزقنکم)

"اے ایمان والو! جو کچھ ہم نے تم کو عطا فرمایا اس میں سے خرچ کرو۔"

سدی نے کہا کہ اس سے فرض زکوۃ مراد ہے اور ان کے علاوہ نے اس بارے میں کہا کہ اس سے مراد نفلی صدقہ ہے اور خیر میں خرچ کرنا مراد ہے۔

(من قبل ان یاتی یوم لابیع فیہ) "اس سے پہلے کہ وہ دن آئے کہ جس میں بیع نہ ہوگی۔"

یعنی خرچ کرنے کے حوالے سے جو چیز فوت ہوگئی۔ اس کا تدارک کرنے پر وہ قادر نہیں اس لئے کہ اس دن بیع نہیں ہو سکے گی۔ یہاں تک کہ تم اس چیز کو خرید سکو جس کو تم نے خرچ کرنا ہے۔ (کشاف)

یعنی اس میں کوئی ایسا فدیہ نہیں ہے کہ جس کو بیع کہا جاسکے اس لئے کہ فداء اپنے آپ کوخریدنا ہے۔

(ولاخلة) ''نہ ہی کوئی دوستی۔ (ولاشفاعة) اور نہ ہی سفارش۔

مگر اللہ تعالیٰ کے اذن سے (والکافرون هم الظالمون) اور کافر ہی ظلم کرنے والے ہیں۔

یعنی کفار ہی ظلم میں کامل ہیں کیونکہ انہوں نے عبادت کو اس جگہ پر رکھا جو اس کا محل نہیں تھا اس لئے کہ وہ سفارش کی امید ان سے رکھتے ہیں جو سفارش نہیں کرسکیں گے اور وہ بت ہیں۔(عالم التنزیل)

جلسہ نمبر ۳۱

عدل اور احسان کا بیان

آیت مبارکہ

ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ وینھیٰ عن الفحشاء والمنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون۔
(سورۃ النحل-۹۰)

ترجمہ

بے شک اللہ تعالیٰ حکم فرماتا ہے۔ انصاف اور نیکی اور رشتہ داروں کے دینے کا اور منع فرماتا ہے۔ بے حیائی اور بری بات اور سرکشی سے تمہیں نصیحت فرماتا ہے کہ تم دھیان کرو۔

جلسہ نمبر ۳۱

عدل اور احسان کا بیان

آیت کی تفسیر

(ان اللہ یامر بالعدل) بے شک اللہ تعالیٰ عدل کا حکم دیتا ہے۔

تمام امور میں درمیانی راہ اعتقاداً جیسے توحید جو کہ تعطیل اور تشریک کے درمیان ہو۔ تمام اقوال مین درمیانی راہ جیسے جبر اور کسب کے درمیان کسب اور عملاً درمیانی راہ ہو جیسے واجبات کو ادا کر کے عبادت کرنا جو کہ بطالت اور ترہیب کے درمیان ہے۔ از روئے اخلاق درمیان پن ہو جیسے بخل اور تبذیر (فضول خرچی) کے درمیان جود ہے۔

(والاحسان) ''اور احسان'' یعنی طاعات میں احسان ہو۔ وہ یا تو مقدار کے اعتبار سے ہوگا جیسے زائد عبادت کرنا' نوافل کے اعتبار سے یا وہ کیفیت کے اعتبار سے ہوگا جیسا کہ آقا علیہ الصلوٰۃ کا فرمان عالیشان ہے۔

''الاحسان ان تعبداللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک''

احسان یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کر۔ گویا کہ تو اس کو دیکھ رہا ہے۔ پس اگر تو اس کو نہیں دیکھ سکتا۔ (تو یہ تصور کر کے عبادت کر) کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔

(وایتاء ذی القربیٰ) اور قرابت داروں کو عطا کرنا۔

یعنی قریبوں کو دینا جس کی طرف سے وہ محتاج ہو۔ یہ مبالغہ کی وجہ سے تخصیص بعد از تعیم ہے۔

(ینھیٰ عن الفحشاء) وہ بے حیائی سے منع کرتا ہے۔ یعنی شہوانی قوت کو پورا کرنے میں زیادتی سے کام لینا جیسے زنا کیونکہ یہ انسان کے برے اور قبیح ترین احوال میں سے ہے۔

(والمنکر) اور برائی سے منع کرتا ہے یعنی وہ فعل بد ہے۔ قوت غضبیہ کو جاری کرنا۔

(والبغی) اور سرکشی کرنے سے' لوگوں پر غلبہ اور فوقیت حاصل کرنا اور ان پر جبر کرنا۔

(یعظکم) وہ تم کو نصیحت کرتا ہے۔ امر اور نہی کی۔ نیز خیر اور شر کے درمیان تمیز کرنے کی۔
(لعلکم تذکرون) تا کہ تم نصیحت حاصل کرو۔ یعنی تمہیں وعظ و نصیحت حاصل ہو۔
(قاضی بیضاوی)

سب سے بڑا بخیل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
"البخیل من ذکرت عندہ فلم یصل علی" سب سے بڑا بخیل وہ شخص ہے کہ جس کے پاس میرا ذکر کیا جائے اور وہ میری ذات پر درود شریف نہ پڑھے۔
یعنی بخیل کامل وہ شخص ہے کہ جس کے پاس رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیا جائے اور وہ آپ کی ذات پر ہدیہ درود و سلام نہ بھیجے۔ اس نے اپنی ذات کیے ساتھ بخل کیا کہ اس نے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی دس رحمتوں سے محروم کر لیا کیونکہ اگر وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ پر ایک مرتبہ بھی درود شریف پڑھتا تو اسے دس رحمتیں یقیناً ملنی تھی۔
(کذا فی الجامع الصغیر)

جنتی تین طرح کے لوگ:

نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
اھل الجنۃ ثلاثۃ جنت والے تین طرح کہ لوگ ہیں۔
نمبرا: ذو سلطان مقسط متصدق موفق۔ دبدبہ والا انصاف اور صدقہ کرنے والا توفیق یافتہ۔
نمبر۲: رجل رحیم رقیق القلب لکل ذی رحم و مسلم۔ ایسا رحیم انسان جو ہر مسلمان اور ذی رحم کیلئے نرم دل والا ہو۔
دوسرا وہ آدمی بہشتی ہے کہ جس کے دل میں نرمی، شفقت اور مہربانی ہو نیز وہ اپنوں اور غیروں سب کے ساتھ رحم و کرم کرنے والا ہو۔
نمبر۳: عفیف متعفف ذو عیال نیک ہو، برائیوں سے بچنے والا اور عیال والا ہو۔
تیسرا وہ آدمی جنتی ہے کہ جو مرد صالح ہو جو اس کیلئے حلال اور لائق نہ ہو اس سے اپنے آپ کو بچائے۔ اہل و عیال کی محبت اس کو حرام مال کے حصول پر برانگیختہ نہ کرے بلکہ اہل و عیال کی محبت پر اللہ تعالیٰ کی محبت کو ترجیح دے۔

دوزخی پانچ طرح کے لوگ:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اھل النار خمسة جہنمی پانچ طرح کے لوگ ہیں۔

نمبرا: الضعیف الذی لاصبر له عندالشهوات الذین هم فیکم تبع لایبغون اهلاً ولا مالا۔ پہلا دوزخی وہ کمزور آدمی ہے جس کو شہوت کے وقت صبر نہیں۔ وہ لوگ جو اس کے تابع ہیں، نہ وہ اہل وعیال کو طلب کرتے ہیں اور نہ ہی مال کو۔

یعنی جب اس کی شہوت بھڑک اٹھتی ہے تو نہ وہ صبر کرسکتا ہے اور نہ ہی وہ حرام سے بچتا ہے۔ یہی لوگ باطل پر ہیں ان کے لئے آخرت کے عمل میں کوئی قصد و ارادہ نہیں ہے۔ وہ نکاح کرنے سے اعراض کر کے بے حیائی کے کاموں کا ارتکاب کرتے ہیں نہ ہی یہ لوگ حلال مال کو طلب کرتے ہیں کیونکہ ان کو ہاتھ کے ساتھ کمانے میں کوئی رغبت اور دلچسپی نہیں ہے۔

اور یہ بھی کہا گیا کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو امراء کے گرد چکر لگاتے ہیں۔ ان کی خدمت کرتے ہیں انہیں اس بات کی کوئی پرواہ نہیں کہ ان کو مال کس طریقہ سے مل رہا ہے۔ اسی طرح وہ جو لباس بھی پہنتے ہیں۔ انہیں اس بات سے [illegible] سروکار نہیں کہ یہ رزق حلال سے ہے یا حرام سے۔ اہل وعیال اور رزق حلال کے بار[illegible] کوئی قصد و ارادہ نہیں ہے بلکہ انہوں نے اپنے آپ کو کھانے اور پینے کی جگہ تک محدو[د کر د]یا ہے۔

نمبر۲: الخائن الذی لایخفی له طمع وان دق الاخانه۔

دوسرا فرمایا جہنمی وہ شخص ہوگا کہ جو خائن ہو۔ اس کا طمع پو[شی]دہ نہیں رہ سکتا اگرچہ تھوڑی ہی چیز کیوں نہ ہو مگر یہ کہ وہ اس کی بھی خیانت کرتا ہے۔

یعنی جو چیز بھی ہے اس کے بارے اس کا لالچ مخفی نہیں ہوتا۔ وہ معتبر چیز ہی کیوں نہ ہو۔ اس کے بارے خیانت کرنے کیلئے وہ کوشش کرتا ہے جب اس مطلوبہ چیز کو حاصل کرلیتا ہے تو (لوگ) اس کو ڈراتے ہیں یا اس کا مطلب یہ ہے نہ وہ ہر خیانت کی جگہ میں خیانت نہیں کرتا بلکہ اس چیز میں خائن بنتا ہے جس چیز کے بارے اس کو لالچ ہو۔ اگرچہ وہ چیز جس کے بارے اس خائن نے لالچ کیا۔ معمولی چیز ہی کیوں نہ ہو۔

نمبر۳: ورجل لایصبح ولایمسی الا وهو یخادعک صباحه ومساءه۔ تیسرا وہ

دوزخی شخص ہے جو صبح و شام مجھے دھوکہ دیتا ہے۔ یعنی تیرے اہل و عیال اور مال سے اس کا دھوکہ دینا جدا نہیں ہو سکتا۔ صبح و شام کا ذکر کرنے کے اندر اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ وہ اکثر احوال میں آپ کے ساتھ دھوکہ کرتا ہے۔

نمبر۴: ذکر والبخل والکذب آپ نے بخل اور جھوٹ کا ذکر کیا۔ راوی یہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہنمیوں کا ذکر کرتے ہوئے بخل یعنی بخیل اور کذب یعنی جھوٹے آدمی کا ذکر فرمایا کہ یہ دونوں بھی دوزخی ہیں۔

نمبر۵: والشنظیر الفحاش۔ شنظیر بے حیا یعنی وہ شخص جو برے اخلاق کی وجہ سے اپنے کلام میں فحش باتیں کرتا ہے۔ فرمایا کہ ایسا آدمی بھی دوزخی ہے۔

(کذافی شرح المصابیح لابن مالک)

عدل کرنے کا حکم

امام قشیری قدس سرہ العزیز نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے بندے کو اپنے اور رب کے درمیان اپنے اور اپنی ذات کے درمیان نیز بندے کو اپنے اور مخلوق کے درمیان عدل کرنے کا حکم دیا ہے۔

انسان اور بندے کے درمیان عدل یہ ہے کہ آدمی اللہ تعالیٰ کے حق کو اپنی ذات کے حصہ پر ترجیح دے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کو اپنی خواہشات پر مقدم کرے۔ تمام ممنوعات سے اپنے آپ کو بچائے۔ تمام اوامر پر عمل کرنے کو لازم پکڑے۔ انسان کے اپنے اور اپنی ذات کے درمیان عدل یہ ہے کہ اپنے آپ کو اس چیز سے بچائے جس میں اس کی جان کی ہلاکت ہو۔ انسان اور مخلوق کے درمیان عدل یہ ہے کہ وہ نصیحت کرے۔ خیانت کو ترک کردے چاہے قلیل چیز کی ہو یا کثیر کی اور مخلوق کیلئے ہر طرح سے انصاف کرے اور مخلوق میں سے کسی ایک کو بھی اپنے قول، فعل اور عزم سے تکلیف نہ پہنچائے۔

ضروری بات:

ان تین اشیاء کے کرنے کا حکم دینا۔ اللہ تعالیٰ کے ان تمام اوامر کو شامل ہے جو قرآن مجید میں مذکور ہیں اور ان تین چیزوں سے منع کرنا۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ارشاد فرمودہ تمام منہیات کو شامل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر خطیب خطبہ کے آخر میں اس آیت ان اللہ یامر بالعدل الخ کو پڑھتا ہے تاکہ تمام لوگوں کو آخر میں ایک جامع قسم کی

نصیحت ہو جائے۔

اس آیت کے بارے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ قرآن مجید کی یہ آیت جامع ترین آیت ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رب ذوالجلال کا یہ فرمان ان اللہ یامر بالعدل الخ تقویٰ کے تمام پہلوؤں کو جمع کرنے والا ہے۔ (من العیون والتیسیر)

آیت عدل سے ایمان کا پختہ ہونا:

حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی دعوت دی تو میں نے آپ کی مخالفت کرنے سے شرم محسوس کرتے ہوئے۔ اسلام قبول کرلیا لیکن اسلام میرے دل کے اندر پختہ نہ ہوا۔

ایک دن میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ میرے ساتھ گفتگو فرما رہے تھے۔ اچانک میں نے دیکھا کہ آپ نے اپنی نظریں آسمان کی طرف اٹھائیں۔ پھر آپ نے اپنے سر مبارک کو ایک مرتبہ دائیں طرف اٹھایا۔ پھر بائیں طرف اس کو نیچے کیا۔ پھر آپ میری طرف متوجہ ہوئے۔ اس حال میں کہ آپ کا چہرۂ مبارک سرخ تھا اور اس سے پسینہ ٹپک رہا تھا۔ میں نے اس اچانک درپیش آنے والی حالت کے بارے آپ سے دریافت کیا تو آقائے علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جب میں تمہارے ساتھ باتیں کر رہا تھا تو اچانک میں نے اپنی آنکھوں کو آسمان کی طرف اٹھایا تو میں نے حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ میرے دائیں کندھے پر اترے اور انہوں نے عرض کیا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ساتھ ہی یہ آیت ان اللہ یامر بالعدل والاحسان آخر تک پڑھی۔ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس دن سے ایمان میرے دل کے اندر پختہ ہو گیا۔ گویا کہ اس آیت کا اترنا حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایمان کے پختہ ہونے کا سبب بنا۔ (کذا ذکرہ ابن الشیخ)

عقلمند آدمی اللہ تعالیٰ کے مواعظ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نصائح سے نصیحت حاصل کرتا ہے اور ان کے خبردار کرنے والی باتوں سے خبردار ہو جاتا ہے۔

مفلس کون

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اتدرون من المفلس۔ کیا تم جانتے ہو مفلس کون ہے؟
صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا۔ ہمارے درمیان مفلس وہ شخص ہے کہ جس کے پاس درہم اور ساز و سامان نہ ہو۔ (یہ بات سن کر) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں سے مفلس وہ شخص ہے کہ جو قیامت کے دن نماز، روزہ اور زکوٰۃ لے کر آئے گا لیکن کسی کو اس نے گالی دی ہوگی۔ کسی پر تہمت لگائی ہوگی، کسی کا مال کھایا ہوگا، کسی کا خون بہایا ہوگا، کسی کو مارا ہوگا تو ان سب کو اس کی نیکیوں میں سے عطا کر دیا جائے گا۔ جتنے گناہ اس نے کیئے ہوں گے۔ ان کے ختم ہونے سے پہلے اگر اس کی نیکیاں ختم ہوگئیں تو پھر ان کے گناہ لے کر اس شخص پر ڈال دیئے جائیں گے۔ پھر اس کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ اسی وجہ سے نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے اپنے بھائی کے ساتھ زیادتی کی۔ اس کی عزت کے حوالے سے یا کسی دوسری چیز کے حوالے سے پس اسے چاہئے کہ وہ آج ہی اس سے معافی مانگے۔ اس سے پہلے کہ نہ تو اس کے پاس کوئی دینار ہو اور نہ ہی درہم۔ اگر اس کے پاس کوئی نیک عمل ہوگا تو وہ اس کی زیادتی کے برابر لے لیا جائے گا اگر اس کے پاس نیکیاں نہیں ہوں گی تو جس کے ساتھ اس نے زیادتی کی ہوگی۔ اس کے گناہ لے کر اس پر ڈال دیئے جائیں گے۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

غصہ برداشت کرنے کی فضیلت

حضرت ابوہریرہ اور حضرت سہل ابن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ من کظم غیظا وھو یستطیع ان ینفذہ دعاہ اللہ تعالیٰ یوم القیامۃ علی رئووس الخلائق حتیٰ یتخیر من ای الحور شاء کہ جس شخص نے غصہ پی لیا اور اس کو جاری کرنے کی طاقت رکھتا ہے تو فرمایا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے تمام مخلوق کے سامنے بلائے گا اور اسے اختیار ہوگا کہ وہ حوروں میں سے جس کو چاہے پسند کر لے۔ (کذافی اللباب)

طاقت کے باوجود معاف کر دینا

ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا۔
من قدر وعفا نظرت الیہ کل یوم سبعین نظرۃ ومن نظرت الیہ نظرۃ واحدۃ لم اعذبہ بناری۔

جو شخص طاقت رکھنے کے باوجود معاف کر دے تو میں اس کی طرف ہر دن ستر مرتبہ نظر رحمت فرماتا ہوں اور جس (خوش نصیب) کی طرف میں ایک طرف دیکھوں تو اسے آگ کے ساتھ عذاب نہیں دوں گا۔ (روضۃ المغنی)

عقلمند آدمی پر یہ بات لازم ہے کہ وہ لوگوں کو معاف کرنے کی عادت بنائے۔ ان کے ساتھ احسان کرے۔ غیض و غضب سے اپنے آپ کو بچائے کیونکہ یہ چیزیں دوزخ کی طرف لے جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم کو دوزخ سے محفوظ رکھے اور ہمیں نیک لوگوں کے ساتھ جنت میں داخل فرمائے۔ (آمین)

حکایت: میمون بن مہران رحمتہ اللہ علیہ کی لونڈی ایک مرتبہ شوربہ لے کر حاضر خدمت ہوئی لیکن اس کے پھسل جانے کی وجہ سے شوربہ میمون بن مہران پر گر پڑا جس کی وجہ سے ان کو غصہ آیا اور اس لونڈی کو مارنے کا ارادہ کیا لیکن فوراً اس لونڈی نے عرض کی۔ اے میرے آقا آپ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان پر عمل کریں۔ والکاظمین الغیط اور غصہ کو پی جانے والے' میمون بن مہران نے کہا کہ میں نے اس پر عمل کیا۔ لونڈی نے کہا کہ اس کے بعد جو فرمان خداوندی ہے۔ اس پر بھی عمل کریں۔ والعافین عن الناس ''اور لوگوں کو معاف کر دینے والے ہیں۔''

اس پر آقا نے کہا کہ میں نے تجھے معاف کر دیا تو آگے لونڈی نے قرآن کی یہ آیت پڑھی۔ واللہ یحب المحسنین ''اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔ میمون بن مہران رحمتہ اللہ نے فرمایا کہ اے میری خادمہ میں نے تجھ پر احسان کیا۔ آج کے بعد تو اللہ کی رضا کیلئے آزاد ہے۔ (روضۃ المتقین)

ایک آیت کی تفسیر

الذین ینفقون فی السراء والضراء ''وہ لوگ جو خوشحالی اور تنگی میں خرچ کرتے ہیں۔''

یعنی آسانی اور تنگی کے دنوں میں اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ۔ پرہیزگار لوگوں کے اخلاق میں سب سے پہلے جس چیز کا ذکر ہوا وہ سخاوت ہے۔

حدیث شریف میں ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

السخی قریب من اللہ قریب من الجنۃ قریب من الناس بعید من النار۔
البخیل بعید من اللہ بعید من الجنۃ بعید من الناس قریب من النار
والجاھل السخی احب الی اللہ من العالم البخیل۔
سخی اللہ، جنت اور لوگوں کے قریب ہے جبکہ وہ دوزخ سے دور ہے۔
بخیل اللہ تعالیٰ، بہشت اور لوگوں سے دور ہے جبکہ وہ جہنم کے قریب ہے۔
فرمایا کہ جاہل سخی اللہ تعالیٰ کے ہاں بخیل عالم سے زیادہ پسندیدہ ہے۔
والکاظمین الغیظ اور غصہ کو پی جانے والے
یعنی جب ان کے دل غصہ سے بھر جاتے ہیں تو وہ اس کو پی جاتے ہیں۔
کظم کا معنی ہوتا ہے کسی چیز کے بھر جانے کے وقت اس کو روک لینا۔ کظم الغیظ کا معنی یہ ہے کہ ایک آدمی غصہ سے بھر جائے۔ اس کو پیٹ کی طرف واپس لوٹا دے اور اس کو ظاہر نہ کرے۔
نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
من کظم غیظا وھو یقدر علیٰ ان ینفذہ دعاہ اللہ یوم القیامۃ علی رؤوس الخلائق حتیٰ یختار من الحور ماشاء
کہ جو شخص غصہ سے بھر جائے اور وہ اپنے غصہ کو جاری کرنے پر طاقت رکھتا ہو۔ اس کے باوجود وہ اس پر قابو پالے تو اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن تمام مخلوق کے سامنے بلائے گا اور اسے اختیار ہوگا کہ جس حور کو چاہے وہ پسند کرے۔
والعافین عن الناس ''اور لوگوں کو معاف کرنے والے'' یعنی جو ان پر ظلم اور زیادتی کرے۔
واللہ یحب المحسنین ''اور اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔
(معالم التنزیل)

دوست کا انتخاب

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ انسان اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے۔ پس تم سے ہر ایک کو دیکھنا چاہئے کہ وہ کس شخص کو اپنا دوست بنا رہا ہے۔ پس اے مخاطب

تجھے اسے دوست بنانا چاہئے جو علم حاصل کرنے میں تیرے ساتھ شریک ہو اور تیرے دین اور دنیا کے معاملات میں تیرا ساتھی ہو۔ اس لئے کہ ایک دوست دوسرے دوست سے دینی فوائد حاصل کرتا ہے جیسے علم، عمل، دعا اور آخرت میں شفاعت اور ایک انسان دوسرے دوست سے دنیاوی فوائد بھی حاصل کرتا ہے جیسے مرتبہ، لوگوں سے مانوس ہونا پڑوسی ہونا اور اس کے علاوہ دیگر فوائد۔

اس حدیث پاک سے یہ معلوم ہوا کہ انسان برے اخلاق والے کو اپنا دوست نہ بنائے۔ (اخلاق کے لحاظ سے) برا وہ شخص ہے جو غصہ اور شہوت کے وقت اپنے آپ کو کنٹرول نہ رکھ سکے اور گناہ میں مبتلا ہو جائے۔

(ھذا الحدیث فی بدایۃ الہدایہ للامام الغزالی)

جلسہ نمبر۳۲

ذکرمعراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم

آیت مبارکہ

سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلاً من المسجدالحرام الی المسجدالاقصاء الذی بارکنا حولہ لنریہ من ایاتنا۔ انہ ھوالسمیع العلیم ۔(بنی اسرائیل-۱)

ترجمہ

پاکی ہے اسے جواپنے بندے کوراتوں رات لے گیا۔مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جس کے گرداگرد ہم نے برکت رکھی کہ ہم اسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں۔بے شک وہ سنتا دیکھتا ہے۔

جلسہ نمبر ۳۲

ذکر معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم

تفسیری نکات

(سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلاً) ''پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندہ خاص کو رات کے تھوڑے سے حصہ میں سیر کرائی۔''

سبحان اسم ہے جو تسبیح کے معنی میں ہے جس کا معنی ہوتا ہے پاکی بیان کرنا۔ کبھی یہ کلمہ بغیر اضافت کے بطور علم استعمال ہوتا ہے اور اس کو منصرف پڑھنا ممنوع ہے۔ یہ فعل مقدر کی وجہ سے منصوب ہے۔ اس کا ذکر اس لئے ہوا کہ جس چیز ذکر بعد میں آرہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے بارے عجز سے پاک ہے۔

اسریٰ: باب افعال سے اور سریٰ ثلاثی مجرد سے۔ ان کا معنی ہوتا ہے سیر (چلنا)

لیلاً: مفعول فیہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہے اور اس پر تنوین قلت بیان کرنے کیلئے ہے کہ سیر انتہائی مختصر وقت میں ہوئی۔

بعض نے اس کو من اللیل پڑھا اور من تبعیض کیلئے ہے جیسے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ومن اللیل فتھجدبہ میں (من المسجد الحرام) ''یعنی (سیر کا آغاز) مسجد حرام سے ہوا۔

اس کا ذکر حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بینما انا فی المسجدالحرام فی الحجر عندالبیت بین النائم والیقظان اذا تانی جبرائیل علیہ السلام بالبراق اومن الحرم۔

حجر میں مسجد حرام کے اندر بیت اللہ شریف کے پاس میں نیند اور بیداری کی درمیانی حالت میں کہ میرے پاس حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام براق سمیت تشریف لائے۔

راوی کہتے ہیں کہ فی المسجدالحرام فرمایا۔ یا من الحرم فرمایا اور اس کا نام مسجد حرام رکھا

اس لئے کہ حرم سارے کا سارا مسجد ہے یا اس لئے کہ اس نے ان سب کا احاطہ کیا ہوا ہے تاکہ مبدء منتہیٰ کے مطابق ہو جائے۔

حدیث پاک میں اس طرح بھی ہے۔

انه عليه الصلوٰة والسلام كان نائما فی بيت ام هانئی بعد صلوة العشاء فاسری به ورجع من ليلة وقص القصة عليها .

نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام ھانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر عشاء کے بعد سوئے ہوئے تھے کہ آپ کو سیر کرائی گئی اور آپ اسی رات واپس تشریف فرما ہوئے اور حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کے سامنے قصہ بیان فرمایا کہ مجھے انبیاء کی جماعت میں لے جایا گیا اور میں نے ان کو نماز پڑھائی۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لے گئے اور اس واقعہ کی قریش مکہ کو خبر دی۔ انہوں نے اس کو محال جانتے ہوئے تعجب کیا جو لوگ ایمان لا چکے تھے۔ ان میں سے کچھ مرتد ہو گئے نیز ان میں سے بعض لوگ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئے۔ (ان کو جا کر سارا واقعہ بتایا) تو آپ نے فرمایا ان کان قال لقد صدق۔ کہ اگر یہ بات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے تو یقیناً آپ نے سچ فرمایا۔

کفار نے کہا اتصدقه علی ذلک؟ کیا اے ابوبکر آپ ایسی بات پر بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرتے ہو تو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

ان لاصدقه علی ابعد من ذلک.

میں تو اس سے بھی زیادہ بعید از قیاس بات کی تصدیق کرنے کیلئے تیار ہوں۔

کہتے ہیں اس وجہ سے حضرت ابوبکر کا نام ''صدیق'' رکھا گیا اور یہ ہجرت سے ایک سال پہلے کی بات ہے۔

معراج کس طرح ہوئی:

اس بارے میں علماء کرام نے اختلاف کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج روحانی تھا یا جسمانی۔

بعض نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معراج نیند کی حالت میں ہوئی۔ بعض کا قول یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بیداری کی حالت میں روحانی معراج ہوا۔

ایک قول یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیداری کی حالت میں جسمانی معراج ہوا۔
زیادہ کا خیال یہ ہے کہ بیت المقدس تک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جسمانی معراج ہوا۔ پھر حضور آسمانوں پر تشریف لے گئے۔ یہاں تک کہ سدرۃ المنتہیٰ تک جا پہنچے۔ اسی وجہ سے قریش نے تعجب کا اظہار کیا اور اس کو محال جانا۔

(الی المسجد الاقصیٰ) ''مسجد اقصیٰ تک''

اس سے مراد بیت المقدس ہے اس لئے کہ اس وقت وہاں مسجد نہیں تھی۔

(الذی بارکنا حولہ) ''وہ مسجد اقصیٰ کہ جس کے اردگرد ہم نے برکتیں رکھی ہیں۔''

دین اور دنیا کی برکتیں اس لئے کہ وہ وحی کے اترنے کا مقام اور حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے لے کر انبیاء علیہم السلام کی عبادت گاہ ہے نیز اس مقام کو نہروں، درختوں اور پھلوں سے ڈھانپا گیا ہے۔

(لنریہ من ایاتنا) تاکہ ہم ان کو اپنی نشانیاں دکھائیں''

نشانیاں کیا تھیں

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک میل کی مسافت کو رات کے تھوڑے سے حصہ میں طے کرنا۔

آپ کا بیت المقدس کو مشاہدہ فرمانا

انبیاء کا وہاں اپنے اپنے مقام پر موجود ہونا۔

آیت میں غائب کے صیغہ سے متکلم کے صیغے کی طرف سے عدول کیا گیا۔ ان برکات اور آیات کی عظمت کی وجہ سے لیریہ کو کہتے ہیں کہ لیریہ بھی پڑھا گیا۔

(انہ ھو السمیع البصیر) ''بے شک وہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔''

یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال کو سننے والا اور آپ کے افعال کو دیکھنے والا ہے۔ ان کے مطابق وہ اپنے حبیب کو مکرم فرماتا ہے اور ان کو قرب عطا فرماتا ہے۔

(قاضی بیضاوی)

حضور کا وسیلہ:

حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اکثرالصلوٰۃ علیّٰ فان صلاتکم مغفرۃ لذنوبکم واطلبوالی الوسیلۃ والدرجۃ الرفیعۃ فان وسیلتی عندربی شفاعۃ لکم (الجامع الصغیر)

مجھ پر کثرت کے ساتھ درود شریف پڑھوں کیونکہ تمہارے درود شریف پڑھنا یہ تمہارے لئے گناہوں کی بخشش کا سبب ہے۔ میرے لئے (اللہ تعالیٰ سے) وسیلہ اور بلند درجات طلب کرو۔ میرے رب کے ہاں میرا وسیلہ تمہارے لئے شفاعت ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا۔

من قال حین یسمع النداء اللھم رب ھذہ الدعوۃ التامۃ والصلوٰۃ القائمۃ ات محمداً الوسیلۃ والفضیلۃ والدرجۃ الرفیعۃ وابعثہ مقاماً محموداً الذی وعدتہ انک لا تخلف المیعاد حلت لہ شفاعتی یوم القیامۃ

(شفاء شریف)

جو شخص اذان سننے کے بعد یہ کلمات کہے۔

''یااللہ اے اس مکمل دعا اور قائم ہونے والی نماز کے رب تو محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ بزرگی اور بلند درجات عطا فرما اور تو ان کو مقام محمود پر فائز فرما جس کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے۔ بے شک تو اپنے وعدہ کا خلاف نہیں کرتا (تو ایسے آدمی کیلئے) قیامت کے دن میری شفاعت حلال ہو جائے گی۔

شانِ نزول:

سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلاً۔

مفسرین نے اس آیت کا شان نزول یہ ذکر فرمایا کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیر کرانے کا ذکر کیا تو کفار نے آپ کی تکذیب کی تو اللہ تعالیٰ اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کیلئے اس آیت کریمہ کو نازل فرمایا۔

برہان نسفی فرماتے ہیں کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم درجات عالیہ اور بلند مراتب تک پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی فرمائی کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کس چیز کے ساتھ میں آپ کو معزز کروں تو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رب ذوالجلال کی بارگاہ میں عرض

کیا کہ یااللہ تو مجھے اس بات کے ساتھ بزرگی عطا فرما کہ تو مجھے اپنی ذات کی طرف عبودیت کے ساتھ منسوب فرما۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلاً نازل فرمائی۔ (معراجیہ)

عجیب نکتہ

اللہ تعالیٰ نے آیت اسراء کے آغاز میں کلمہ تعجب کو ذکر فرمایا جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس کے بعد آنے والا ایسا معاملہ ہے کہ جو عادت کے خلاف ہے اور قدرت کی ایک ایسی نشانی ہے کہ جس پر اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی قادر نہیں ہوسکتا۔

جب آیت مقدسہ میں لفظ "لیلاً" مذکور ہوا اور تنوین تقلیل سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ رات کا بعض حصہ مراد ہے کیونکہ بعضیت قلت کے قریب ہے گویا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ میں نے اپنے عبد خاص کو مکہ سے بیت المقدس تک رات کے مختصر حصہ میں سیر کرائی۔ حالانکہ وہ چالیس راتوں کی مسافت ہے۔

اس قرینہ سے یہ بات متعین ہوگئی کہ سیر کرانے کی مدت قلیل ہے اور یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ سیر رات کے بعض حصہ میں ہوئی۔ (شیخ زادہ)

اعتراض وجواب

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کی رات جو نشانیاں دکھائیں۔ ان کے بارے فرمایا (من ایاتنا) اس میں حرف من ہے جو بعضیت پر دلالت کرتا ہے اور جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر فرمایا تو ارشاد ہوا (وکذلک نری ابراھیم ملکوت السموات والارض) اور اسی طرح ہم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو زمین و آسمان کے ملکوت دکھائے۔"

جس آیت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر ہوا۔ اس میں حرف من مذکور نہیں کہ جو بعضیت پر دلالت کرے تو اس آیت کے ظاہر سے حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ حضرت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر حالانکہ یہ بات درست نہیں کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تو امام الانبیاء ہیں اور اب حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کی فضیلت کا قائل کوئی نہیں تو پھر اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب: زمین و آسمان کے ملکوت اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کا بعض ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ

تعالیٰ کی آیات اس سے افضل ہیں۔
اللہ تعالیٰ کی آیات اور اس کے عجائبات میں سے جن کو حضرت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا ہے۔ وہ زمین و آسمان کے ملکوت سے زیادہ افضل ہیں چنانچہ اس سے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی فضیلت حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام پر ظاہر ہے۔
(من تفسیر اللباب)

لفظ سبحان کو شروع میں لانے کی وجہ

آیت اسراء کے شروع میں لفظ سبحان ذکر کرنے کی دو وجہیں ہیں۔
ا- اہل عرب کسی امر عجیب کے موقع پر تسبیح ذکر کرتے ہیں۔ گویا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کے اس معاملہ کو عجیب خیال فرمایا کہ جب انہوں نے استہزاء اور مذاق کو اس کے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کیا۔
۲- اس کی دوسری وجہ یہ ہے کہ ایک اعتراض کا رد ہو جائے جب مشرکین نے سیر کرانے کو جھٹلایا تو اللہ تعالیٰ نے ان کا رد کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس بات سے پاک ہے کہ وہ کسی جھوٹے کو رسول بنائے۔ (الامام ابوحارث)
سورت اسراء کو تسبیح (سبحان الذی) اور سورہ کہف کو تحمید سے شروع کرنے میں حکمت یہ ہے کہ تسبیح کا ذکر تحمید سے پہلے ہے جیسے فسبح بحمد ربک اور اسی طرح سبحان اللہ والحمدللہ اس لئے کہ تسبیح کا ہی ہوتا ہے (تنزیہ) پاکی بیان کرنا اور وہ تخلیہ ہے جبکہ تحمید تحلیہ (مزین کرنا) ہے اور تخلیہ تحلیہ پر مقدم ہوتا ہے اس لئے تسبیح پہلے اور تحمید کو بعد میں ذکر کیا گیا۔
(معراجیہ)

مسجد حرام سے کیا مراد ہے

بعض نے کہا مسجد حرام سے مسجد مکہ مراد ہے۔
نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
"اول مسجد وضع فی الارض المسجد الحرام"
زمین میں سب سے پہلے جس مسجد کو بنایا گیا وہ مسجد حرام ہے اور وہ مسجد مکہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو معزز فرمائے۔ رب ذوالجلال نے فرمایا۔
ان اول بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبارکاً وھدی للعالمین.

"بے شک سب سے پہلا گھر جولوگوں کے لئے بنایا گیا۔ وہ مکہ مکرمہ میں ہے جو برکت والا اور جہان والوں کیلئے ہدایت ہے۔

صحیحین کی حدیث ہے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اول مسجد وضع فی الارض المسجدالحرام وبعده المسجدالاقصیٰ الذی اسَّس یعقوب بن اسحاق علیهما السلام بعد بناء ابراهیم علیه السلام الکعبة زمین میں سب سے پہلے جو مسجد بنائی گئی۔ وہ مسجد حرام ہے اور اس کے بعد مسجد اقصیٰ کو تعمیر کیا گیا جس کی بنیاد حضرت یعقوب بن اسحاق علیہما السلام نے حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے کعبۃ اللہ کو بنانے کے بعد رکھی۔ (معراجیہ)

اعتراض

ظاہر آیت سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج مسجد اقصیٰ تک ہوئی جبکہ احادیث صحیحہ میں یہ ہے کہ معراج آسمانوں تک اور اس سے بھی آگے لامکاں تک ہوئی تو ان دلائل میں تطبیق کس طرح ہوگی نیز خاص طور پر مسجد اقصیٰ کا ذکر کرنے میں کیا حکمت ہے؟

جواب

اسراء براق کی پشت پر مسجد اقصیٰ تک ہوئی اور اس کے بعد آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عروج آسمانوں تک معراج (سیڑھی) کے ذریعے ہوا۔ صرف مسجد اقصیٰ کا ذکر کرنے میں یہ حکمت تھی کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام شروع سے ہی آسمانوں تک اپنے تشریف لے جانے کا ذکر فرماتے تو کفار مکہ کا انکار اور شدید ہوجاتا ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کو مسجد اقصیٰ تک کی سیر کا بتایا اور علامات کی وجہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو فرمایا تھا۔ آپ کی سچائی ظاہر ہوگئی۔ اس پر انہوں نے آپ کی تصدیق کی۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ مسجد اقصیٰ تو آسمانوں تک سفر کیلئے ایک ابتدائی منزل تھی۔ گویا کہ آپ نے آسمانوں تک اپنے معراج کیلئے مسجد اقصیٰ کو ابتدائی منزل قرار دیا۔ (تفسیر خازن)

واقعہ معراج اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تصدیق

حضرت زہری اور حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس رات مجھے سیر کرائی گئی جب صبح ہوئی اور آپ نے لوگوں کو اس بات کی خبر دی تو جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لا چکے تھے۔ آپ کی تصدیق انہوں نے کر دی تھی۔ وہ مرتد ہو گئے اور انہوں نے ایک عظیم فتنہ برپا کر دیا۔ مشرکین کے کچھ آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور آپ کو جا کر کہنے لگے کہ تیرے صاحب (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کا خیال یہ ہے کہ رات کو انہیں بیت المقدس تک اور وہاں سے آسمانوں تک سیر کرائی گئی اور وہ صبح ہونے سے پہلے پہلے واپس تشریف لے آئے۔ قال لئن قال ذلک لقد صدق قالوا أانت تصدقه فی هذا؟ قال نعم اصدقه فیما هوا بعد من ذلک فلذ اسمی الصدیق۔

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اگر یہ بات میرے پیارے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے تو یقیناً آپ نے سچ فرمایا۔

مشرکین نے کہا اے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آپ اس بارے ان کی تصدیق کرتے ہو؟

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں تو اس سے بھی زیادہ بعید از عقل بات کی تصدیق کروں گا۔ کہتے ہیں اس وجہ سے آپ کا لقب ''صدیق'' رکھا گیا۔

معجزہ یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا تحقیق ہے
جس نے تصدیق کی ہے وہ صدیق ہے
اور جو منکر ہے کافر ہے زندیق ہے
وہ عدو خدا آج کی رات ہے

گستاخ رسول ﷺ کا انجام

حضرت زہری اور حضرت عروہ رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ مشرکین مکہ میں سے ایک آدمی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آیا اور کہا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کھڑے ہو جائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کھڑے ہوئے۔

اس آدمی نے پھر کہا کہ آپ اپنے دونوں پاؤں میں سے ایک پاؤں کو اٹھائیں تو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا ایک پاؤں اوپر اٹھایا۔ پھر اس مشرک نے کہا کہ آپ اپنا دوسرا پاؤں اٹھائیں۔ (اس پر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں نے اپنا دوسرا پاؤں اٹھایا تو میں گر جاؤں گا۔

(یہ سن کر) اس مشرک نے کہا کہ جب آپ زمین سے اوپر ایک بالشت کے برابر نہیں اٹھ سکتے تو آپ کیسے آسمانوں تک اور وہاں سے سدرۃ المنتہیٰ کی بلندیوں تک پہنچے؟

اس کافر کی اس گستاخی کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اخرج من المسجد واخبر بهذا القول لعلی رضی اللہ تعالیٰ عنه فانه یجیبک فخرج من المسجدفلقی علیا فحکی له القصة. فسل سیفه وضرب عنقه فمات۔

(اے کافر) تم مسجد سے نکل جاؤ اور یہ بات جا کر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بتاؤ۔ اس کا جواب وہ تمہیں دیں گے۔ چنانچہ وہ کافر مسجد سے نکلا اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آ کر ملا اور سارا واقعہ آپ کے سامنے بیان کیا۔ (اس کافر سے سارا قصہ سن کر) آپ نے تلوار نکالی اور اس کی گردن پر اس زور سے ماری کہ وہ کافر مر گیا۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس فعل پر ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ (اے علی) تو نے اس کو کیوں قتل کیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بات معقول ہے کہ آپ نے اسے جواب دینے کا حکم فرمایا۔ نہ کہ اس کو قتل کرنے کا۔

فقال علی رضی اللہ تعالیٰ عنه جواب المعاند هكذا فان الرسول علیه الصلوٰة والسلام لم یعجز عن جوابه لكن علم انه لا یقبل الجواب فارسله الی لا قتله

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام خود اپنی قوت اور طاقت سے ایک انگشت کی مقدار بلند ہونے سے عاجز ہیں۔

لیکن معراج کا معاملہ یہ ہے کہ یہ سیر اس قادر مطلق نے کرائی ہے کہ جو زبردست

قوت و طاقت کا مالک ہے کہ باقی تمام قسم کی طاقتیں اس کی طاقت کے مقابلے میں ایسے ہیں جیسے سورج کے سامنے ایک ذرہ اور سمندر کے سامنے ایک قطرہ ہو۔

مکہ میں بیٹھ کر بیت المقدس کی سب نشانیاں بتا دیں

مشرکین اکٹھے ہو کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ کے اردگرد آ کر بیٹھ گئے۔ بیت المقدس کی مختلف اشیاء کے بارے انہوں نے سوال کیے۔

انہوں نے کہا کہ آپ ہمیں ہمارے تجارتی قافلے کے بارے میں خبر دیں۔ اس قافلہ کے بارے میں کہ جو ملک شام کی طرف تجارت کی غرض سے گیا ہوا تھا۔ کیا ان میں سے کوئی لوگ آپ سے ملے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں۔

میں بنی فلاں کے قافلہ کے پاس سے گزرا۔ وہ روحاء میں موجود تھا۔ ان کا ایک اونٹ گم ہو گیا اور وہ لوگ اس کو تلاش کر رہے تھے اور ان کا ایک اونٹ گم ہو گیا اور وہ لوگ اس کو تلاش کر رہے تھے اور ان کے کجاوؤں میں پانی کا ایک پیالہ تھا۔ میں نے اس پیالے کو اٹھایا۔ اس سے پانی پیا۔ پھر وہ پیالہ جیسے تھا۔ میں نے اسے اسی طرح رکھ دیا جب قافلے والے واپس آ جائیں تو ان سے پوچھنا کہ تم نے اس پیالہ میں پانی موجود پایا تھا یا کہ نہیں؟

کفار آپس میں کہنے لگے کہ یہ ایک نشانی ہے جب قافلے والے آئیں گے تو ہم معلوم کریں گے۔

پھر مشرکین کہنے لگے کہ آپ ہمیں قافلے کے بارے خبر دیں کہ وہ ہمارے پاس کب واپس پہنچ جائے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اس قافلے کے پاس سے مقام نعیم میں گزرا۔ یہ ایک حرم سے پہلے ایک جگہ ہے۔

کفار نے کہا کہ اس قافلہ کی تعداد' ان کا بوجھ' اس کی ہیئت کیا ہے اور کون کون لوگ اس میں موجود ہیں۔

رسول اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس کی تعداد اتنی ہے۔ اس کا بوجھ اس طرح کا ہے اور اس کی ہیئت اس طرح ہے نیز اس قافلہ میں فلاں فلاں لوگ ہیں اور مٹی کے رنگ والا اونٹ سب سے آگے ہے۔ اس پر دو بوریاں ہیں اور وہ قافلہ صبح کے وقت

تمہارے پاس پہنچے گا۔

کفار (آپس میں کہنے لگا) کہ یہ بھی ایک علامت ہے۔ چنانچہ مشرکین رات کے آخری حصہ میں وہاں سے نکلے اور قافلہ کا انتظار کرنے لگے تا کہ آسمان کی خبر کے بارے وہ اس کے ذریعے استدلال کرسکیں اگر اس معاملہ میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا صدق ظاہر ہوجاتا ہے۔

ان میں سے ایک شخص نے کہا کہ وہ دیکھو سورج نکل آیا۔ ان میں سے دوسرے نے کہا یہ اونٹ ہیں اور قسم بخدا خاکی رنگ کا اونٹ سب سے آگے ہے اور اس میں فلاں فلاں لوگ موجود ہیں جس طرح کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی لیکن اس کے باوجود وہ ایمان نہیں لائے اور کہنے لگے کہ یہ واضح ترین جادو ہے۔ (موعظہ)

براق کا پیش کیا جانا

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے شب معراج کے بارے سوال کیا تو آپ نے فرمایا۔

اتیت بدابۃ وھیَ اشبہ الدواب بالبغل وھوالبراق الذی کان یرکبہ الانبیاء قال فانطلق بی یضع یدہ عند منتھیٰ بصرہٖ۔

مجھے ایک سواری پیش کی گئی جو خچر جیسے جانوروں کے مشابہ تھی اور وہ "براق" ہے کہ جس پر انبیاء کرام علیہم السلام سواری فرماتے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ وہ مجھے لے کر چلا۔ (اس کی تیز رفتاری کا یہ عالم تھا) کہ وہ تاحد نگاہ اپنا قدم رکھتا تھا۔ یعنی جہاں ان کی نگاہ جاتی وہاں اس کا قدم ہوتا۔

تھا براق نبی یا کہ نور نظر
یہ گیا وہ گیا وہ نہاں ہو گیا

سفر کے دوران آوازوں کا سننا

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی روایت میں ہے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں نے اپنے دائیں طرف سے آواز سنی۔ کہنے والے نے کہا یا محمد علی رسلک۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے

حضور فرماتے ہیں کہ میں یہ آواز سننے کے باوجود چلتا رہا۔ میں نے بلند ہونا ابھی

شروع نہ کیا تھا کہ بائیں جانب سے اس طرح کی میں نے ندا سنی۔ وہ آواز سننے کے باوجود بھی آپ فرماتے ہیں کہ میں چلتا رہا اور اس آواز کی طرف کوئی توجہ نہ کی۔

پھر میرے سامنے ایک عورت نمودار ہوئی۔ اس پر ہر طرح کی زینت تھی۔ اس نے اپنا ہاتھ میری طرف بڑھاتے ہوئے کہا علیٰ رسلک آپ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کی طرف بھی توجہ نہ کی اور مسلسل چلتا رہا۔

حضور فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں بیت المقدس یا فرمایا کہ مسجد اقصیٰ میں تشریف فرما ہوا۔ سواری سے اتر کر میں نے اس حلقہ کے ساتھ اپنی سواری کو باندھ دیا جس کے ساتھ انبیاء کرام علیہم السلام اپنی اپنی سواریوں کو باندھتے تھے۔

بعد ازاں مسجد میں داخل ہو کر میں نے نماز پڑھائی۔

ے نماز اقصیٰ میں تھا یہی سر عیاں ہو معنی اول و آخر
کہ دست بستہ ہیں پیچھے حاضر جو سلطنت آگے کر گئے تھے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام کو بتایا کہ میں (نے سفر کے دوران) اپنے دائیں طرف سے اس طرح کی آواز سنی۔ یہ سن کر حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ یہ یہودیت کی طرف بلانے کی آواز تھی۔ اگر آپ اس ندا کو سن کر ٹھہر جاتے تو آپ کی امت یہودی بن جاتی۔

پھر آپ نے فرمایا کہ مین نے اپنے بائیں طرف سے اس طرح کی آواز سنی۔ اس پر حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے گزارش کی کہ وہ عیسائیت کی آواز تھی اگر وہ آواز سن کر آپ ٹھہر جاتے تو آپ کی امت عیسائی بن جاتی۔

اور جب آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے سامنے اس زینت والی عورت کا ذکر کیا تو حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ وہ دنیا تھی جو آپ کے لئے مزین ہو کر آئی اگر آپ اس کی آواز سن کر ٹھہر جاتے تو آپ کی امت دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر میرے سامنے دو برتن پیش کئے گئے جن میں سے ایک میں دودھ اور دوسرے میں شراب تھی۔ مجھے کہا کہ آپ ان میں سے جس کو چاہیں پئیں تو آپ فرماتے ہیں کہ میں نے شراب والے پیالے کو چھوڑ کر دودھ والے پیالے کو اختیار کیا اور اس میں سے نوش فرمایا۔

(میرے اس عمل کو دیکھ) حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے فطرت کو اختیار فرمایا۔ یعنی آپ کی امت کو اسلام عطا کیا جائے گا اگر آپ شراب کے پیالے کو اختیار فرما کر اس میں سے شراب کو پی لیتے آپ کی امت بھٹک جاتی۔ (قصہ)

معراج کا تفصیلی ذکر

نبی اکرم سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس رات مجھے سیرا کرائی گئی۔ میں مکہ مکرمہ بیداری اور نیند کی حالت میں سویا ہوا تھا کہ حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام آئے اور آ کر عرض کیا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اٹھیے۔ حضور فرماتے ہیں میں اٹھا (تو کیا دیکھتا ہوں) حضرت جبرائیل علیہ السلام اور ان کے ساتھ حضرت میکائیل علیہ السلام موجود ہیں۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضرت میکائیل علیہ السلام سے فرمایا کہ ایک برتن میں آب زمزم لائیں تا کہ میں آپ کے دل مبارک کو غسل دوں اور ان کے لئے انشراح صدر کروں۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ انہوں نے میرے پیٹ کو چاک کیا اور اس کو تین مرتبہ دھویا۔

حضرت میکائیل علیہ السلام ان کے پاس تین طشت زمزم کا پانی لائے۔ انہوں نے میرے سینے کو کھولا اور سینے مبارک کے اندر جو چیز نہ رہنے کے قابل تھی اس کو نکال کر۔ اس دل کو حکمت، علم اور ایمان سے بھر دیا نیز میرے دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت لگائی۔

حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام میرا ہاتھ پکڑ کر زمزم کے کنویں پر لے گئے اور ایک فرشتے سے کہا کہ ایک لوٹا زمزم کے پانی کا یا آب کوثر کا لاؤ اور مجھے کہنے لگے کہ آپ اس سے وضو فرمائیں۔ حضور فرماتے ہیں۔ میں نے وضو کیا۔

حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ چلیں۔ میں نے فرمایا کہ کہاں چلیں؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ آپ اپنے اور سب چیزوں کے رب کی بارگاہ میں چلیں انہوں نے میرا ہاتھ تھاما اور ہم مسجد سے باہر آ گئے۔

عظیم الشان سواری

فرمایا کہ جب ہم مسجد سے باہر آئے تو ایک انتہائی خوبصورت سواری موجود تھی اور وہ

"براق" ہے جو خچر سے چھوٹا اور گدھے سے بڑا تھا۔

براق کے رخسار انسان کے رخسار کی طرح' اس کی دم اونٹ کی دم کی طرح' اس کی کلغی گھوڑے کی کلغی جیسی اس کے پاؤں اونٹ کے پاؤں کی مثل۔ براق کے کھر گائے کے کھر جیسے اور براق کی پیٹھ (یوں لگتی تھی) جیسے سفید موتی' اس پر جنت کے کجاووں میں سے ایک کجاوہ تھا۔ اس کی دونوں رانوں میں دو پر تھے اور وہ بجلی کی طرح گزرتا تھا اور اس کا قدم منتہائے نظر تک جاتا تھا۔

حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ اس سواری پر سوار ہوں اور یہی وہ سواری ہے کہ جس پر حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام سوار ہو کر بیت اللہ شریف کی زیارت کرنے کیلئے آتے تھے۔ حضور فرماتے ہیں کہ میں اس براق پر سوار ہوا۔

حضور روانہ ہوئے اور حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام بھی ساتھ تھے۔ سواری کے چلنے کا منظر کچھ اسی طرح تھا۔

باغ عالم میں باد بہاری چلی ۔۔۔ سرور انبیاء کی سواری چلی
یہ سواری سوئے ذات باری چلی ۔۔۔ ابر رحمت اٹھا آج کی رات ہے
عطر رحمت فرشتے چھڑکتے چلے ۔۔۔ جس کی خوشبو سے رستے مہکتے چلے
چاند تارے جلوو میں چھکتے چلے ۔۔۔ کہکشاں زیرپا آج کی رات ہے
جذب حسن طلب ہر قدم ساتھ ہے ۔۔۔ دائیں بائیں فرشتوں کی بارات ہے
سر پہ نورانی سہرے کی کیا بات ہے ۔۔۔ شاہ دولہا بنا آج کی رات ہے

ایک مقام پر پہنچ کر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ آپ اتر کر یہاں نماز پڑھیں۔ حضور فرماتے ہیں کہ میں نے اتر کر نماز پڑھی۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ آپ جانتے ہیں کہ آپ نے نماز کہاں پڑھی ہے؟ میں نے فرمایا کہ نہیں حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ آپ نے طور سینا پر نماز پڑھی اور یہ وہ مقام ہے۔ جہاں اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کلام فرمایا۔

وہاں سے روانہ ہوئے تو ایک اور مقام پر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ اس مقام پر اتر کر نماز پڑھیں۔ حضور فرماتے ہیں کہ میں نے اتر کر نماز پڑھی۔ پھر انہوں

نے عرض کیا کہ کیا آپ جانتے ہیں کہ یہ کونسا مقام ہے؟ میں نے فرمایا کہ نہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ یہ بیت لحم ہے کہ اس جگہ پر حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی۔ پھر ہم مسلسل چلتے رہے۔ یہاں تک کہ بیت المقدس پہنچ گئے جب میں وہاں پہنچا تو آسمان سے فرشتے اترے اور انہوں نے ان کلمات کے ساتھ مجھے بشارتیں دینا شروع کر دیں اور میرا جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مرتبہ و مقام ہے۔ فرشتے اس کا اظہار کرنے لگے اور ساتھ ساتھ ان کلمات کے ساتھ سلام کرتے تھے۔

السلام علیک یا اول یا آخر یا حاشر۔

اے اول، اے آخر اے حاشر آپ پر سلام ہو۔

حضور فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا کہ یہ فرشتے مجھے خاص طور پر ان کلمات کے ساتھ کیوں سلام کر رہے ہیں۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ آپ اول اس لحاظ سے ہیں کہ سب سے پہلے زمین آپ کیلئے اور آپ کی امت کیلئے شق ہوگی۔ آپ سب سے پہلے سفارش کرنے والے ہیں اور سب سے پہلے آپ کی سفارش قبول کی جائے گی۔

اور حضور کو آخر اس لئے فرمایا گیا کہ آپ تمام انبیاء سے آخر میں تشریف لانے والے ہیں۔

اور آپ حاشر اس لحاظ سے ہیں کہ سب کا حشر آپ کے ساتھ اور آپ کی امت کے ساتھ ہوگا۔

ہم چلتے رہے یہاں تک کہ مسجد کے دروازے تک پہنچ گئے۔ حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے مجھے نیچے اترنے کیلئے عرض کیا اور سواری کو جنت کے ریشم سے بنی ہوئی ایک رسی کے ساتھ باندھ دیا جب میں مسجد کے دروازے سے اندر داخل ہوا تو وہاں تمام انبیاء اور رسول موجود تھے۔

ابوالعالیہ کی روایت کردہ حدیث میں یہ ہے کہ آپ نے فرمایا مجھ سے پہلے حضرت سیدنا ادریس اور حضرت نوح علیہما السلام سے لیکر سب انبیاء کی ازواج موجود تھیں۔

ان سب کو اللہ تعالیٰ نے وہاں جمع فرمایا۔ انہوں نے مجھے سلام کیا اور انہی کلمات کے ساتھ تحسین کی جو فرشتوں نے تعریفی کلمات کہے تھے۔

حضور فرماتے ہیں۔ میں نے فرمایا اے جبرائیل علیہ السلام یہ کون لوگ ہیں؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا۔ اے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم یہ آپ کے انبیاء بھائی ہیں۔

حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے میرا ہاتھ تھاما اور مجھے ایک چٹان کی طرف چلنے کیلئے عرض کیا۔ میں اس چٹان پر چڑھا۔ وہاں جا کر کیا دیکھا کہ اس چٹان سے لے کر آسمان تک ایک سیڑھی لگی ہوئی ہے جو انتہائی حسین وجمیل تھی اور اس جیسی خوبصورت سیڑھی نہ ہی آج تک دیکھنے والوں نے دیکھی ہوگی۔

فرشتوں کے آنے جانے کیلئے سیڑھی

فرشتوں کیلئے جو سیڑھی ہے اس کا نچلا حصہ بیت المقدس کی ایک چٹان پر ہے اور اس کا اوپر والا حصہ آسمان سے ملا ہوا ہے۔ اس کا ایک کنارہ یاقوت کا اور دوسرا زبرجد کا ہے۔ اس کا ایک درجہ چاندی کا اور دوسرا زمرد کا ہے جس میں موتیوں اور یاقوت کے کیل لگائے گئے ہیں۔

اسی سیڑھی سے حضرت سیدنا عزرائیل علیہ السلام ارواح کو قبض کرنے کیلئے نیچے اترتے ہیں۔

جب تم اپنے میں سے کسی انسان کو دیکھو کہ اس کی آنکھیں پتھرا جائیں۔ اس کی پہچان ختم ہو جائے جب وہ حضرت عزرائیل علیہ السلام کو دیکھ لے تو وہ ان کو ہی سمجھے۔

حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام مجھے لے کر آگے چلے اور اس سیڑھی کے ذریعے اوپر چڑھنا شروع کیا چنانچہ ہم سیڑھی پر چڑھ کر آسمان دنیا تک پہنچے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ پس کہا گیا کہ آپ کون ہیں؟ تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے جواب دیتے ہوئے کہا کہ میں جبرائیل علیہ السلام ہوں۔ پھر سوال کیا گیا کہ آپ کے ساتھ کون ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ میرے ساتھ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ دربان نے دروازہ کھولا۔ ہم دروازے کے اندر داخل ہوئے۔

عجیب وغریب مرغ

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ہم آسمان دنیا پر چل رہے تھے کہ اچانک میں نے ایک مرغ دیکھا جس کے پر انتہائی سفید تھے۔ اس طرح کے خوبصورت پر میں نے اس

سے پہلے نہیں دیکھے تھے۔ اس کے پروں کے نیچے انتہائی سبز رنگ کی تھی جس کی مثل میں نے کبھی نہ دیکھی۔ اس کے دونوں پاؤں نچلی زمین کی تہہ میں تھے اور اس کی چوٹی عرش کے نیچے تھی۔ اس کے دونوں کندھوں پر دو پر لگے ہوئے تھے جب ان پروں کو وہ پھیلاتا تو وہ مشرق و مغرب سے تجاوز کر جاتے تھے جب رات کا کچھ حصہ گزر جاتا تو وہ اپنے پروں کو پھیلا دیتا اور ان کو جھاڑتا اور بلند آواز کے ساتھ ان کلمات سے وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتا۔

سبحان الملک القدوس الکبیر المتعال لا الہ الا اللہ الحی القیوم۔

بلند و بالا بڑے پاک بادشاہ کیلئے پاکی ہے نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ تعالیٰ جو ہمیشہ زندہ اور قائم رہنے والا ہے جب وہ مرغ ان کلمات کے ساتھ تسبیح بیان کرتا ہے تو زمین کے سارے مرغ رب ذوالجلال کی تسبیح کرتے ہیں۔ (یعنی اذان دیتے ہیں) اپنے پروں کو پھڑپھڑاتے ہیں اور آواز نکالنے لگتے ہیں۔

جب وہ مرغ آسمان میں پرسکون ہو جاتا ہے تو زمین کے مرغ بھی پرسکون ہو جاتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب سے میں نے اس مرغ کو دیکھا ہے تو میں اس کو دوسری مرتبہ دیکھنے کا مشتاق ہوں۔

آسمانوں کا سفر

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب ہم دوسرے آسمان پر پہنچے تو اسی طرح دروازہ کھٹکھٹایا گیا۔ دربان نے سوال کیا۔ جواب ملنے پر اس نے دروازہ کھولا تو ہم دوسرے آسمان پر تشریف لے گئے وہاں کے عجائبات کو ملاحظہ فرمایا۔

پھر ہم تیسرے آسمان پر چڑھے۔ اس کے بعد چوتھے آسمان پر پہنچے اور سوال و جواب کا سلسلہ ہر آسمان پر جاری رہا۔ پانچویں، چھٹے اور ساتویں آسمان پر ہم اسی طرح تشریف فرما ہوئے۔

جب ہم ساتویں آسمان پر داخل ہوئے تو دیکھا کہ انتہائی سیاہ گھنگریالے بالوں والا شخص جنت کے دروازے کے پاس کرسی پر بیٹھا ہوا ہے اور اس کے پاس کچھ سفید چہروں والے لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ میں نے فرمایا کہ اے جبرائیل علیہ السلام اس طرح کہ کالے بالوں والا یہ شخص اور اس کے اردگرد جو لوگ ہیں۔ یہ کون ہیں؟ اور یہ نہریں کیسی ہیں؟

حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا۔ یہ سیاہ زلفوں والے آپ کے جدامجد حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام ہیں کہ جنہوں نے سب سے پہلے زمین پر کیا۔ (مشورہ)

سفید چہروں والی قوم کے بارے بتایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ظلم سے اپنے ایمان کو خلط ملط نہیں کیا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام بیت کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے تھے (تو میں نے فرمایا کہ اے جبرائیل یہ کونسی بیت ہے) حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ یہ بیت المعمور ہے جس میں ہر دن ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں جب وہ وہاں سے ہوکر چلے جاتے ہیں تو دوبارہ ان کو حاضری کا موقع نہیں ملتا۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام مجھے ۔لے کر سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچے۔

سدرۃ المنتہیٰ ایک درخت ہے۔ اس درخت پر کافی پتے ہیں کہ ان میں سے ایک پتہ کی کیفیت یہ ہے کہ وہ دنیا و مافیہا کو ڈھانپ لے اور اس درخت کے پھل یعنی بیر ایسے ہیں جیسے پتھر کے مٹکے ہوں۔ اس کی جڑوں سے چار نہریں نکلتی ہیں۔ دو ظاہری نہریں ہیں اور دو باطنی نہریں ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے ان نہروں کے بارے میں حضرت جبرائیل علیہ السلام سے سوال کیا تو انہوں نے عرض کیا کہ باطنی نہریں جنت میں ہیں لیکن ظاہری نہریں اس سے مراد دریائے نیل اور دریائے فرات ہے۔ حضور فرماتے ہیں کہ پھر ہم سدرۃ المنتہیٰ کی انتہا تک پہنچ گئے۔ آپ نے فرمایا کہ میں اس کے پتوں اور اس کے پھلوں کو جانتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے نور سے جو کچھ ڈھانپا ہوا ہے یعنی ظاہر ہے اور فرشتوں نے بھی اسے ڈھانپا ہوا ہے۔ گویا کہ وہ خشیت الٰہی کی وجہ سے زرد رنگ کی ٹڈیاں ہیں جب وہ اس کو

ڈھانپ لے تو ہر چیز کو وہ ڈھانپ لیتی ہے۔ کسی کے بس کی بات نہیں کہ اس کی تعریف توصیف بیان کر سکے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سدرۃ المنتہیٰ پر فرشتے ہیں اور ان کی تعداد کو صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے اور حضرت جبرائیل علیہ السلام کا مقام اس کے درمیان میں ہے۔

سدرۃ المنتہیٰ سے آگے روانگی

حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ آگے بڑھیں۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ میں نے فرمایا کہ اے جبرائیل علیہ السلام آپ بھی آگے بڑھیں۔ انہوں نے عرض کیا۔ اے اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ آپ اس سے آگے تشریف لے چلیں کیونکہ آپ میری بانسبت اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ معزز ہیں۔ حضور فرماتے ہیں ۔ میں آگے بڑھا اور حضرت جبرائیل علیہ السلام میرے قدموں کے نشانات پر چل رہے تھے یہاں تک کہ ہم سونے سے بنے حجاب تک پہنچے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اس حجاب کو حرکت دی (تو اس دوران) کہا گیا کہ آپ کون ہیں؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ میں جبرائیل علیہ السلام ہوں اور میرے ساتھ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اس حجاب پر مامور فرشتے نے کہا۔ اللہ اکبر۔ اس فرشتے نے پردے کے نیچے سے اپنے ہاتھ نکالے اور مجھے اٹھالیا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام اس مقام پر پیچھے رہ گئے۔ حضور فرماتے ہیں۔ میں نے فرمایا کہ کہاں تک؟ اس فرشتے نے عرض کیا کہ اے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں سے ہر ایک کیلئے ایک جگہ متعین ہے۔ یہاں مخلوق کی انتہا کی جگہ ہے۔ مجھے تو اس حجاب کے قریب آنے کی اجازت صرف آپ کی بزرگی اور آپ کے احترام کی وجہ سے عطا فرمائی گئی۔

وہ فرشتہ مجھے اپنے ساتھ لے کر انتہائی تیز رفتاری کے ساتھ چلتا رہا اور وہ آنکھ جھپکنے سے بھی زیادہ جلدی مجھے موتیوں سے بنے ہوئے حجاب کے قریب لے گیا۔ اس فرشتہ نے وہاں پہنچ کر موتیوں سے بنے ہوئے حجاب کو حرکت دی تو حجاب کے دوسری طرف سے آواز دی گئی کہ یہ کون ہیں۔ حضور فرماتے ہیں۔ میرے ساتھ جانے والے فرشتے نے کہا کہ فراش ذھب والا ہوں اور میرے ساتھ رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ فرشتے نے کہا۔ اللہ

اکبر۔ اس نے حجاب کے نیچے سے اپنے ہاتھ کو نکالا یہاں تک کہ اس فرشتے نے حضور کو اپنے ہاتھوں پر اٹھا لیا۔

اس طرح آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں ہمیشہ ایک حجاب سے دوسرے حجاب تک پہنچتا رہا اور ایک حجاب سے دوسرے حجاب تک درمیانی راستہ پانچ سو سال کی مسافت ہے۔

رفرف کا حاضر ہونا

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ مجھے سبز رفرف پیش کی گئی جس کی روشنی سورج کی روشنی کی طرح تھی جس سے میری نظر چمک اٹھی۔ پھر میں اس رفرف پر سوار ہوا۔

جب عرش پر پہنچا تو اسے میں نے ہر چیز سے وسیع پایا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے مسند عرش کے قریب کیا اور عرش سے قطرہ نازل ہوا اور میری زبان پر پڑا۔ آپ فرماتے ہیں۔ چکھنے والوں نے اس سے زیادہ میٹھی کوئی چیز نہیں چکھی ہوگی۔

رب ذوالجلال کی بارگاہ میں حاضری

اللہ تعالیٰ نے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اولین و آخرین کی خبریں دیں اور اللہ تعالیٰ کی ہیبت سے جب میری زبان کلام کرنے سے رُک گئی تو اللہ تعالیٰ نے اس کو کھول دیا تو حضور فرماتے ہیں۔ میں نے عرض کیا۔

التحیات للہ والصلوات والطیبات.

"بدنی عبادتیں، مالی اور قولی عبادتیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں"

رب ذوالجلال نے فرمایا۔

السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ وبرکاتہ

اے نبی آپ پر اللہ تعالیٰ کی سلامتی، رحمت اور برکتیں نازل ہوں۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کیا۔

السلام علینا وعلیٰ عباداللہ الصالحین.

ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر سلامتی نازل ہو۔

رب ذوالجلال نے مجھ سے فرمایا۔

یا محمدﷺ اتخذتک حبیباً کما اتخذت ابراھیم خلیلاً وکلمتک کما کلمت

موسیٰ تکلیماً وجعلت امتک خیر امۃ اخرجت للناس وجعلتھم امۃ وسطا وجعلتھم الاولین والآخرین فخذما اتیتک وکن من الشاکرین

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں نے آپ کو اپنا حبیب بنایا جس طرح کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو میں نے اپنا خلیل بنایا۔

میں نے آپ کے ساتھ کلام کیا جس طرح کہ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ میں نے کلام کیا جس نے آپ کی امت کو بہترین امت بنایا جن کو (لوگوں کی اصلاح کیلئے) نکالا گیا اور میں نے ان کو اولین و آخرین بنایا۔ آپ لے لیں جو کچھ میں آپ کو عطا کروں اور آپ شکر کرنے والے بن جائیں۔

نہ بتانے والی باتیں

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا

ثم افضیٰ الیٰ امور اًلم یوذن لی ان اخبر کم

اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد کچھ ایسے امور میرے سپرد فرمائے جن کے بارے مجھے اجازت نہیں کہ میں تمہیں ان کے بارے خبر دوں۔

نماز کی فرضیت

اللہ تعالیٰ نے مجھ پر اور میری امت پر ہر دن میں پچاس نمازیں فرض فرمائیں۔ اس کے بعد توجہ فرمائی اور جن چیزوں کو ترک فرمانا چاہا۔ ان کو چھوڑ دیا۔

امت کی طرف واپسی

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا۔

ارجع الی امتک وبلغ ھم عنی

کہ آپ اپنی امت کی طرف لوٹ جائیں اور میری طرف سے ان کو یہ باتیں پہنچا دیں۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف فرما ہونے لگے تو آپ رفرف پر سوار ہوئے۔ وہ آپ کو اٹھاتے ہوئے نیچے اترتا رہا یہاں تک کہ وہ سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچ گیا۔

اچانک میں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو اپنے دل سے دیکھا جس طرح کہ میں

نے اس کو اپنے سامنے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ آپ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے برکتیں نازل ہوں جس طرح کی برکتیں اس نے اپنی مخلوق میں سے کسی پر نازل نہیں فرمائی نہ تو مقرب فرشتے پر اور نہ ہی نبی و رسول پر۔

اور آپ ایسے مقام پر پہنچے جس مقام پر زمین و آسمان میں سے کوئی ایک بھی فائز نہیں ہوا۔

آپ کو اس بلند و بالا مقام کے ملنے پر مبارکباد ہو کہ جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو مرتبہ رفیعہ اور کرامت فائقہ عطا فرمائی۔ آپ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ انعام فرمانے والا ہے اور وہ شکر ادا کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔ حضور فرماتے ہیں کہ میں رب ذوالجلال کی اس کرم نوازی پر اس کی حمد بیان کی۔

جنت اور دوزخ کو ملاحظہ فرمانا

رب ذوالجلال کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام مجھ سے عرض گزار ہوئے۔ انطلق یامحمد صلی اللہ علیہ وسلم الیٰ الجنة حتیٰ اریک مالک فیھا حتیٰ تزداد بذلک فی الدنیا زھادۃ الیٰ زھادتک وفی الاخرۃ رغبة الیٰ رغبتک۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ جنت کی طرف تشریف لے چلیں تاکہ میں آپ کو وہ سب کچھ دکھاؤں جو آپ کے لئے جنت میں ہے تاکہ دنیا میں آپ کے لئے اس کے بارے زہد میں اضافہ ہو اور آخرت کے بارے رغبت میں بھی اضافہ ہو۔

فرمایا کہ ہم وہاں سے جنت کی طرف چلے اور اللہ تعالیٰ کے اذن سے جنت میں پہنچ گئے۔ حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے جنت کے سارے مقامات مجھے دکھائے اور ان کے بارے مجھے خبر بھی دی۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں نے جنت میں موتیوں، یاقوت اور زبرجد کے محل دیکھے۔ سرخ سونے کے درخت دیکھے نیز میں نے جنت میں ایسی ایسی چیزیں ملاحظہ فرمائی جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ ان کے بارے کسی کان نے سنا اور نہ ہی ان کے بارے کسی انسان کے دل پر ان کا خیال گزرا۔ ان کے بنانے سے فراغت ہو چکی اور وہ تیار

کئے جا چکے ہیں۔ اولیاء اللہ میں سے جو ان نعمتوں کا مستحق ہے وہ اسے ملاحظہ فرما لیتا ہے جو کچھ میں نے جنت میں ملاحظہ فرمایا ان میں سے ہر چیز نے مجھے نصیحت کی اور میں نے اس کی مثل کیلئے فرمایا فليعمل العاملون پس چاہئے کہ عمل کرنے والے کریں۔ پھر مجھ پر دوزخ کو پیش کیا گیا یہاں تک اس کی بیڑیوں اور نچلے طبقوں کو دیکھا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات اور نمازوں کی تخفیف

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت و دوزخ کے مناظر دیکھنے کے بعد ہم آسمان پر تشریف لائے اور ایک آسمان سے دوسرے آسمان کی طرف ہم اترتے رہے یہاں تک کہ ہم حضرت موسیٰ علیہ السلام تک پہنچ گئے۔

حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی۔ اے پیارے حبیب آپ پر اور آپ کی امت پر کیا فرض ہوا؟

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ہر دن میں پچاس نمازیں فرض ہوئی ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا۔

ان امتک لا تستطیع خمسین صلوٰۃ کل یوم

بے شک آپ کی امت ہر دن میں پچاس نمازیں پڑھنے کی طاقت نہیں رکھتی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ میرا لوگوں کے بارے میں تجربہ ہے اور بنی اسرائیل کے بارے سخت کوشش کر کے دیکھی تھی۔

حضرت کلیم اللہ علیہ السلام نے مشورہ دیا۔

فارجع الی ربک فاسئله التخفیف

آپ اپنے رب کی بارگاہ میں واپس تشریف لے جائیں اور اس سے تخفیف کا سوال کریں۔

حضور فرماتے ہیں کہ میں اپنے پروردگار کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو دس نمازوں کی تخفیف ہوگئی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچا تو انہوں نے پہلے کی طرح کہا۔ (ان کے مشورہ پر)

میں پھر رب ذوالجلال کی بارگاہ میں نمازوں میں تخفیف کرانے کیلئے حاضر ہوا تو مزید

دس نمازوں کی تخفیف ہوگئی۔

حضور فرماتے ہیں کہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچا تو انہوں نے پہلے کی طرح کہا اور واپسی کا مشورہ دیا۔ میں رب ذوالجلال کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو دس نمازیں معاف کردی گئی۔

پھر واپس موسیٰ علیہ السلام کے پاس آنا ہوا تو انہوں نے اپنی سابقہ بات دہرائی اور میں تخفیف کرانے کیلئے حاضر ہوا تو دس نمازیں اور معاف کردی گئیں۔

واپسی پر حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے نمازوں میں مزید تخفیف کرانے کیلئے عرض کیا تو میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو مجھے ہر دن میں پانچ نمازیں پڑھنے کا حکم دیا گیا جب میں واپس حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچا تو انہوں نے عرض کیا اے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی امت ہر دن میں پانچ نماز پڑھنے کی بھی طاقت نہیں رکھتی۔ میں لوگوں پر تجربہ کرچکا ہوں اور بنی اسرائیل میں اس بارے سخت کوشش کرچکا ہوں۔

پینتالیس نمازیں معاف ہونے کے باوجود حضرت کلیم اللہ علیہ السلام نے مشورہ دیا کہ پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم

ارجع الیٰ ربک فاسئله التخفیف.

آپ اپنے رب کی بارگاہ میں واپس تشریف لے جاکر نمازوں میں کمی کا سوال کریں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ میں نے جواباً فرمایا کہ اے موسیٰ علیہ السلام

سالت ربی حتیٰ استحییت ولکن ارضی واسلم

میں نے اپنے رب سے نمازوں کے معاف کرنے کے بارے میں سوال کیا اور اب مجھے مزید تخفیف کا سوال کرتے ہوئے حیا آتی ہے لیکن میرے رب نے جو فیصلہ فرما دیا۔ میں اس پر راضی ہوں اور میں نے اسے قبول کیا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

فلما جاوزت نادی منادی امضیت فریضتی وخففت عن عبادی' وفی روایة اخریٰ واجزی بالحسنة عشرامثالها جب میں وہاں سے آگے چل پڑا تو ایک ندا دینے والے نے ندا دی کہ میں نے اپنے فرض کو پورا کیا اور میں نے اپنے بندوں سے تخفیف

کردی۔

ایک دوسرے روایت میں ہے۔ میں نیکی کا بدلہ دس گناہ زیادہ عطا فرماتا ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اپنے بھائی حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ واپس پلٹا۔ ہمیشہ ہم ساتھ رہے یہاں تک کہ ہم اپنے بستر ناز پر تشریف فرما ہوئے اور یہ ساری رات ایک ہی رات کے تھوڑے سے حصہ میں ہوئی۔

زنجیر بھی ہلتی رہی بستر بھی رہا کرم
اتنے میں سر عرش گئے آئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"انا سید ولد آدم ولا فخر وبیدی لواء الحمد ولافخر"

میں حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کی اولاد کا سردار ہوں اور اس پر مجھے کوئی فخر نہیں نیز میرے ہاتھ میں لواء حمد ہوگا اور اس پر مجھے فخر نہیں۔

معراج کا اعلان اور کفار کا انکار

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس رات مجھے سیر کرائی گئی اور میں مکہ مکرمہ میں تشریف فرما ہوا تو مجھے معلوم تھا کہ کافر لوگ میری تصدیق نہیں کریں گے۔ (یہ بات سوچ کر) آپ غمگین ہو کر بیٹھے ہوئے تھے کہ اسی دوران دشمن خدا ابوجہل کا گزر ہوا وہ آپ کے پاس آ کر بیٹھ گیا اور استہزاء کرتے ہوئے کہنے لگا۔

هل اِستَفَدتَ مِن شیئٍ کیا کوئی نئی بات ہے؟

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ہاں مجھے رات کو سیر کرائی گئی۔

ابوجہل نے کہا کہاں تک؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیت المقدس تک۔

ابوجہل نے کہا (رات کو سیر کرنے بعد) کیا صبح کو آپ ہمارے پاس موجود تھے؟

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔

(ابوجہل نے کہا) اے کعب بن لوی کے قبیلہ والو آؤ۔ وہ سارے آ کر ان دونوں کے پاس بیٹھ گئے۔

ابو جہل نے کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ کیا یہ بات اپنی قوم کو بتائیں گے جو آپ نے مجھے بتائی ہے؟

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ہاں

اور آپ نے کہا کہ مجھے رات کو سیر کرائی گئی۔

مشرکین نے کہا کہاں تک؟

حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیت المقدس تک مشرکین نے کہا کہ (اتنی سیر کرنے کے بعد) کیا صبح کو آپ ہمارے پاس تشریف فرما تھے؟

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں

مشرکین میں سے کچھ لوگ بھاگے ہوئے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور آکر کہا۔

کہ اے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کیا تجھے اپنے صاحب (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف سے کوئی خبر پہنچی ہے۔

آپ کے صاحب کا خیال یہ ہے کہ ان کو رات کے وقت اس قدر سیر کرائی گئی ہے۔

قال او قد قال؟

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات فرمائی ہے۔

قالوا؟ قال

مشرکین نے کہا کہ (ہاں) انہوں نے یہ بات کہی ہے۔

قال نعم لقد صدق

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (تصدیق کرتے ہوئے) فرمایا کہ تحقیق آپ نے سچ فرمایا ہے۔

قالوا اتصدقه؟

مشرکین نے کہا کہ اے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آپ بھی ان کی تصدیق کرتے ہیں۔

قال اصدقه فی ابعد من ذلک

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں اس سے بھی زیادہ بعید از

عقل بات کی تصدیق کرتا ہوں۔(ھذہ القصۃ بایجاز)

حضور اکرم ﷺ نے رب کا دیدار کیسے کیا؟

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے رب کا دیدار کیا۔ اس بارے سلف صالحین کے مختلف اقوال ہیں۔ حضور نے اپنی ظاہری آنکھوں کے ساتھ اپنے رب کا دیدار کیا۔ اس بارے جب ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا گیا تو آپ نے اس کا انکار کیا چنانچہ عامر بن مسروق نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا۔ اے ام المومنین کیا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بیداری کی حالت میں معراج والی رات اپنے رب کا دیدار کیا؟

حضرت ام المومنین نے فرمایا کہ عامر تیری یہ بات سن کر میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے یعنی جس چیز کا تو نے مجھ سے جواب طلب کیا۔ اس کو سن کر میرے جسم کے بالوں پر کپکپی طاری ہوگئی نیز آپ نے فرمایا۔

"ثلاث من حدثک بھن فقد کذب مَنْ حدثک ان محمداً رائی ربہ فقد کذب ثم قرأت (لاتدرکہ ابصار وھو یدرک الابصار) الایۃ وذکرالحدیث

تین چیزیں ہیں۔ ان میں سے کسی کا ذکر تیرے سامنے کیا جائے (تو ان کی تصدیق نہ کرنا) کیونکہ کہنے والے نے جھوٹ کہا ہے۔ ان میں سے ایک بات یہ ہے کہ جو شخص تیرے سامنے بیان کرے کہ بے شک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے۔ "فقد کذب" تحقیق اس نے جھوٹ بولا۔ پھر حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ لاتدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار "کہ آنکھیں اس کا ادراک نہیں کرسکتی اور وہ آنکھوں کا ادراک رکھتا ہے۔ آپ نے آیت کا ذکر کر کے حدیث کو ذکر فرمایا۔

ایک اور جماعت جس میں حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم شامل ہیں۔ انہوں نے حضرت ام المومنین کے قول کو اختیار کیا۔ انہوں نے فرمایا انما رای جبرائیل علیہ السلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدنا جرائیل علیہ السلام کو دیکھا۔

محدثین، فقہا اور متکلمین کی جماعت نے دنیا میں اس رویت کا انکار کیا یعنی انہوں

نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اختلاف کیا اور اس انکار کا قول کیا۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی ان آنکھوں کے ساتھ رب ذوالجلال کا دیدار کیا۔

حضرت عطار ضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کیا کہ آپ نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے دل کے ساتھ رب ذوالجلال کا دیدار کیا۔

حضرت ابوالعالیہ کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دومرتبہ دل کے ساتھ اپنے رب کا دیدار کیا۔

ابن اسحاق نے ذکر کیا کہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ بات پوچھنے کے لئے پیغام بھیجا۔ **هل رای محمد ربه؟** کیا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے رب کو دیکھا ہے؟

فقال نعم.

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ ہاں مشہور قول جس کوئی طرق سے روایت کیا گیا کہ

انه رای ربه بعینه

بے شک آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی آنکھوں سے اپنے رب کا دیدار کیا۔

ان اللہ اختص موسیٰ بالکلام و ابراھیم بالخلة ومحمداً صلی اللہ علیه وسلام بالرؤیة.

یقیناً اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلام کرنے کیلئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنانے کیلئے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیدار کرنے کیلئے خاص فرمایا۔ اس بات پر بطور دلیل رب ذوالجلال کا یہ فرمان ہے۔ (**ماکذب الفواد مارای افتما رونه علیٰ مایریٰ ولقد راہ نزلة اخری**)

دل نے اس بات کو نہیں جھٹلایا جو کچھ انہوں نے دیکھا کیا تم شک کرتے ہو۔ اس بات کے بارے جو انہوں نے دیکھا؟ حالانکہ انہوں نے اس کو دوسری مرتبہ دیکھا۔

قال الماوردی قبل ان اللہ قسم کلامه ورؤیته بین موسیٰ و محمد فراہ محمد صلی اللہ علیه وسلم مرتین وکلمه موسیٰ مرتین ماوردی نے کہا۔ یہ کہا گیا کہ بے شک

اللہ تعالیٰ نے کلام کرنے اور اپنا دیدار کرنے کو حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور حضرت سید الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان تقسیم فرمایا۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم دو مرتبہ رب ذوالجلال کا دیدار کیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دو مرتبہ اپنے پروردگار سے کلام کیا۔

سمرقندی نے محمد بن کعب قرظی اور ربیع بن انس سے حکایت بیان کرتے ہوئے نقل کیا۔

ان للنبی صلی اللہ علیہ وسلم سُئِلَ هل رایت ربک؟ قال رایته بفوادی ولم اره بعینی (شفاء شریف)

بے شک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ اے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جواباً ارشاد فرمایا کہ میں نے اپنے رب کو اپنے دل سے دیکھا ہے اور میں نے اپنی آنکھوں سے اس کا دیدار نہیں کیا۔

معراج شریف کرانے کی حکمت

معراج شریف کرانے کا سبب یہ بنا کہ ایک مرتبہ زمین نے آسمان کے سامنے فخر کا اظہار کیا۔ زمین نے کہا (اے آسمان) میں تجھ سے بہتر ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے شہروں سمندروں، دریاؤں، درختوں، پہاڑوں اور ان کے علاوہ بے شمار چیزوں سے مزین فرمایا۔

آسمانوں نے کہا (اے زمین) میں تجھ سے بہتر ہوں اس لئے کہ سورج چاند، ستارے افلاک، بروج، عرش، کرسی اور جنت سب کچھ میرے اندر ہے۔

زمین نے کہا کہ میرے اندر بیت اللہ شریف جس کی انبیاء رسول، اولیاء اور عام مومن زیارت اور طواف کرتے ہیں۔

آسمان نے کہا کہ میرے اندر بیت المعمور ہے جس کا آسمانوں کے فرشتے طواف کرتے ہیں نیز آسمان نے کہا کہ مجھ میں ہی جنت ہے جو انبیاء و مرسلین، اولیاء و صالحین کی ارواح مقدس کا ٹھکانہ ہے۔

زمین نے کہا کہ حضرت سیدالمرسلین، خاتم النبیین، حبیب رب العالمین، افضل الموجودات آپ پر کامل سلامتی نازل ہو۔ کا وطن میرے اندر ہے نیز آپ کی شریعت مقدسہ

اجراء مجھ پر ہوا جب آسمان نے زمین کا یہ جواب سنا تو وہ مزید جواب دینے سے عاجز آگیا بلکہ جواب دینے سے خاموش ہوگیا۔

اس نے اللہ کی بارگاہ میں عرض کیا الٰہی انت تجیب المضطر اذا دعاک وانا عجزت عن جواب الارض فاسئلک ان تصعدا محمداً الی فاتشرف به کما شرفت الارض بجماله وافتخرت به الارض فاجاب دعوتها۔

یا اللہ تو مجبور کی دعا کو سنتا ہے جب وہ تجھ سے دعا کرے۔ (آسمان نے کہا) میں زمین کا جواب دینے سے عاجز آگیا۔ میں تیرے بارگاہ میں سوال کرتا کہ تو محمد کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو میری طرف بلند فرما تاکہ میں ان کے سبب سے عزت حاصل کروں جس طرح کہ زمین نے آپ کے جمال جہاں آراء سے عزت پائی اور جس کے سبب سے اس نے فخر کیا تو اللہ تعالیٰ نے آسمان کی یہ دعا اپنی بارگاہ میں قبول فرمائی۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام کو حکم کا ملنا

رجب المرجب کی ستائیسویں شب کو اللہ تعالیٰ کی طرف حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام کو یہ حکم ملا۔

لاتسبح هذه الليلة آج رات تسبیح نہ کریں۔

حضرت عزرائیل علیہ السلام کو حکم ملا۔

یاعزرائیل لاتقبض الارواح هذه الليلة

اے عزرائیل علیہ السلام آج رات ارواح کو قبض نہ کریں۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے رب ذوالجلال کی بارگاہ عرض کیا۔ اجاء ت القيامة؟

قال لا

کیا قیامت آگئی ہے؟ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا نہیں اے جبرائیل ولکن اذهب الی الجنة وخذالبراق واذهب به الیٰ محمد صلی الله علیه وسلم لیکن اے جبرائیل تم جنت کی طرف جاؤ ایک براق لو اور اس کو لے کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوجاؤ۔

براق کا انتخاب:

حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام جنت میں پہنچے اور انہوں نے چالیس ہزار براق

دیکھے جو جنت کے باغات میں چر رہے تھے اور ان کی پیشانیوں پر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی مکتوب تھا۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ان براقوں میں ایک ایسا براق دیکھا جو سر جھکا کھڑا تھا' رو رہا تھا اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا۔

مالک یابراق؟ اے براق تجھے کیا ہوا؟

اس نے عرض کیا کہ اے جبرائیل میں نے آج سے چالیس ہزار سال پہلے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نام نامی اسم گرامی سنا۔ اس مقدس نام والے کی محبت میرے دل میں گھر کر گئی اور میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عشق کیا۔ اس کے بعد مجھے کھانے پینے کی ضرورت نہ رہی اور میں عشق کی آگ میں مسلسل جلتا رہا۔

فقال جبرائیل انا اوصلک بمعشوقک۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ اے براق میں تجھے تیرے محبوب تک پہنچا دیتا ہوں۔

پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اس پر زین رکھی۔ اس کو لگام ڈالی اور حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں لے آیا۔ (آخر قصہ تک)(اعرجیہ)

جلسہ نمبر ۳۳

انسان کی فضیلت

آیت مبارکہ

ولقد کرمنا بنی ادم وحملنا ھم فی البر والبحر ورزقنھم من الطیبات وفضلنھم علیٰ کثیر ممن خلقنا تفضیلاً

(بنی اسرائیل ۷۰)

ترجمہ:

اور بے شک ہم نے اولاد آدم کو عزت دی اور ان کو خشکی اور تری میں سوار کیا اور ان کو ستھری چیزیں روزی دی اور ان کو اپنی بہت مخلوق سے افضل کیا۔

جلسہ نمبر ۳۴

انسانی کی فضیلت

آیت کی تفسیر

(ولقد کرمنا بنی آدم) اور تحقیق ہم نے انسان کو معزز کیا۔

خداوند قدوس نے انسان کو حسن صورت، درمیانہ مزاج معتدل قدوقامت، عقل کے ساتھ تمیز کرنے، بولنے اشارہ کرنے اور خط کے ساتھ سمجھنے، رہنے سہنے کے اسباب کی طرف رہنمائی کرنے، زمین میں جتنی چیزیں ہیں۔ ان پر تسلط دینے، کاریگری کے بارے قدرت دینے، اسباب کو جاری کرنے مسببات علویہ اور سفلیہ کو جو اپنے منافع کی طرف لوٹتے ہیں۔ ان کو رواں کرنے اور ان کے علاوہ بے شمار چیزیں کہ جہاں گنتی رک جاتی لیکن ان کا شمار نہیں ہوسکتا۔ (ان سب چیزوں کے ساتھ) معزز فرمایا۔

اسی بات سے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول ہے۔

ان کل حیوان یتناول طعاماً بفمہ الا الانسان فانہ یرفعہ الیہ بیدہ.

بے شک ہر حیوان اپنے منہ سے اپنے کھانے کو کھاتا ہے جبکہ انسان اپنے کھانے کو اپنے ہاتھ کے ساتھ اٹھاتا ہے اور پھر اسے تناول کرتا ہے۔

(وحملنا ھم فی البر والبحر) اور ہم نے ان کو خشکی اور تری میں سوار کیا۔

یعنی کشتیوں اور چوپایوں پر حمل یحمل حملاً کا معنی اٹھانا ہوتا ہے یعنی جب اسے ایسا بنا دیا جائے کہ اس پر سوار ہو۔

حملنا ھم کا ایک معنی یہ بھی ہے کہ ہم نے لوگوں کو خشکی پر سوار کیا یعنی زمین ان کو دھنسا نہیں دیتی۔

اور ہم نے ان کو تری پر سوار کیا یعنی پانی ان کو غرق نہیں کر دیتا۔

(ورزقناھم من الطیبات) اور ہم نے ان کو پاکیزہ چیزیں عطا فرمائیں۔ یعنی مخلوق کو

لذیذ چیزیں عطا فرمائیں کہ جن کے کرنے سے اور نہ کرنے سے بھی لذت حاصل ہوتی ہے۔

(وفضلنا هم علی کثیر ممن خلقنا تفضیلا) اور ہم نے ان کو (انسانوں) اپنی تمام مخلوق پر فضیلت عطا فرمائی۔

یعنی انسانوں کو مطلقاً فرشتے یا ان میں سے جو خواص ہیں ان پر غلبہ' ولایت' شرافت اور بزرگی سے فضیلت عطا فرمائی۔

جنس کی فضیلت کی نفی سے بعض افراد کی فضیلت کی نفی نہیں ہوتی۔ (قاضی بیضاوی)

غلام آزاد کرنا

حضرت وھب بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے مجھ پر دس مرتبہ درود شریف پڑھا۔ گویا کہ اس نے ایک غلام آزاد کیا۔

عقلمند کا مقام

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمرو بن کعب اور ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ ان دونوں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں سے سب سے زیادہ علم والا کون ہے؟ فرمایا "عاقل"

انہوں نے عرض کیا لوگوں میں سے سب سے زیادہ عبادت گزار کون ہے۔ فرمایا "عاقل"

دونوں صحابہ نے عرض کیا کہ لوگوں میں سے افضل کون ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "عاقل"

عقل کی بزرگی

ایک روایت میں ہے کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لکل شیئ آلة و آلة المومن العقل ولکل قوم راع و راعی المومن العقل ولکل قوم غایة وغایة العباد العقل۔ ہر چیز کے لئے آلہ ہے اور مومن کا آلہ عقل ہے اور ہر قوم کا نگہبان ہوتا ہے اور مومن کی نگہبانی کرنے والی عقل ہے۔ اس طرح فرمایا ہر قوم

کی ایک غایت ہوتی ہے اور بندوں کی غایت عقل ہے۔(حیاۃ القلوب)

عقل کے اجزاء:

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔آپ نے فرمایا کہ عقل کے دس اجزاء ہیں۔پانچ ظاہری اور پانچ باطنی۔

عقل کے ظاہری درج ذیل پانچ اجزاء ہیں۔

۱- خاموشی- جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من صمت نجا' خاموش نے نجات حاصل کی۔

ایک اور حدیث

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کثر کلامہ کثر سقطہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زیادہ کلام کرنے والے کی غلطیاں زیادہ ہوتی ہیں۔

۲- حلم

۳- عاجزی- جیسا کہ فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

من تواضع رفعہ اللہ ومن تکبر وضعہ اللہ۔

جس نے عاجزی کی۔ اللہ تعالیٰ اس کو رفعت عطا فرمائے گا اور جس نے تکبر کیا۔اللہ تعالیٰ اسے پست فرما دے گا۔

۴- امر بالمعروف اور نہی عن المنکر۔

۵- عمل صالح۔

عقل کے باطنی درج ذیل پانچ اجزاء ہیں۔

۱- تفکر ۲- عبرت ۳- گناہوں کو بڑا سمجھنا۔ ۴- اللہ تعالیٰ کا خوف

۵-نفس کو ذلیل اور حقیر بنانا۔(حیات القلوب)

حسن کی سات اقسام

حدیث شریف میں ہے کہ حسن کو سات قسموں پر پیدا کیا گیا۔

۱- لطافت ۲- نمکینی ۳- روشنی ۴- نورانیت ۵- تاریکی ۶- رقت ۷- باریک بینی۔

جب مخلوق کو پیدا فرمایا گیا تو ان سات قسموں میں سے ایک ایک قسم اس کو عطا فرمائی

گئی۔

چنانچہ جنت کو لطافت

حورعین کو ملاحت

سورج کو روشنی

چاند کو نورانیت

رات کو تاریکی

ہوا کو رقت اور باریک بینی عطا فرمائی گئی اور اللہ تعالیٰ ان سب کے ساتھ عالم اکبر یعنی زمین و آسمان کو مزین فرمایا۔

جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم اور حضرت حوا علیہما السلام کو پیدا فرمایا اور یہ بھی عالم اصغر کا مرتبہ رکھتے ہیں۔ اس چھوٹے جہان کو بھی اللہ تعالیٰ نے ان سات اقسام کے ساتھ مزین فرمایا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی روح کو لطافت۔ ان کی زبان کو ملاحت (نمکینی) ان کے چہرے کو ضیا (روشنی) ان کی آنکھوں کو نور' ان کے بالوں کو سیاہی ان کے دل کو رقت اور ان کے راز کو باریک بینی عطا فرمائی۔

انسان ہر چیز سے زیادہ حسین و جمیل ہے جیسا کہ رب ذوالجلال نے فرمایا۔

(فی ای صورۃ ماشاء رکبک) اس نے جس صورت میں چاہا انسان کو بنایا۔ (مجالس)

انسان فرشتوں سے افضل

انبیاء کرام علیہم السلام بلاشک و شبہ ملائکہ سفلیہ سے افضل و اعلیٰ ہیں۔ البتہ اس بات میں اختلاف ہے کہ انبیاء ملائکہ سماویہ سے افضل ہیں یا نہیں۔

اکثر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا موقف یہ ہے کہ انبیاء کرام افضل ہے۔ اہل ملل اور شیعوں نے اس بات کا قول کیا۔

معتزلہ اور فلاسفہ کا موقف یہ ہے کہ فرشتے افضل ہیں جنہوں نے کہا کہ انسان کو فرشتوں پر فضیلت ہے ان کے دلائل درج ذیل ہیں۔

۱- خداوند قدوس نے فرمایا (و اذ قلنا للملئکۃ اسجدوا لادم) اور جب ہم نے فرشتوں سے فرمایا کہ تم حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو۔

فرشتوں کو حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا اور یہ بدیہی سی بات ہے کہ ادنیٰ کو حکم دیا جاتا ہے کہ وہ افضل کو سجدہ کرے۔

۲- اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وعلم آدم الاسماء كلها ثم عرضهم على الملئكة فقال انبئونی باسماء هؤلاء ان كنتم صدقين قالوا سبحانک لا علم لنا الا ماعلمتنا انک انت العليم الحكيم) (البقرۃ ۳۲-۳۲)

''اور اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو سب چیزوں کے نام سکھا دیئے۔ پھر ان کو فرشتوں پر پیش کیا۔ ارشاد فرمایا تم ان چیزوں کے ناموں کے بارے مجھے خبر دو۔ اگر تم سچے ہو۔ فرشتوں نے عرض کیا۔ تیرے لئے پاکی ہے۔ ہمیں تو اسی چیز کا علم ہے جس کا علم تو نے ہمیں عطا فرمایا۔ بے شک تو جاننے والا حکمت والا ہے۔

یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو سب چیزوں کے نام سکھا دیئے اور فرشتے ان کو نہیں جانتے تھے اور عالم غیر عالم سے افضل ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا (هل يستوى الذين يعلمون والذين لايعلمون)

کیا جو جانتے ہیں اور جو نہیں جانتے وہ برابر ہو سکتے ہیں۔ (سورۃ الزمر آیت نمبر ۹)

۳- انسان کیلئے عبادت کرنے سے کئی قسم کی رکاوٹیں ہیں۔ اس میں شہوت، غصہ اور ضروریات کیلئے اوقات کو مصروف کر دینے والی مصروفیات جبکہ فرشتوں کے اندر ان میں سے کوئی چیز بھی نہین ہے۔

ان موانع کے باوجود عبادت کرنا بلاشک وشبہ افضل ہے اور اس میں زیادہ اخلاص ہے تو جہاں زیادہ مشقت ہوگی وہاں فضیلت ہوگی اس کے مقابلہ میں کہ جہاں مشقت نہ ہو۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

افضل الاعمال احمذها اى اشقها

تمام اعمال سے افضل وہ عمل ہے جس میں مشقت زیادہ ہو یقیناً اس کا ثواب بھی زیادہ ہوگا۔

۴- انسان ایسی ترکیب سے مرکب ہے کہ اس میں فرشتوں اور جانوروں کے اوصاف موجود ہیں۔

کہ فرشتوں میں بغیر شہوت کے عقل ہے اور چوپایوں میں بغیر عقل کے شہوت ہے۔
نوٹ: اس مسئلہ کی مزید وضاحت علامہ تفتازانی کی کتاب شرح عقائد میں موجود ہے۔ شائقین اس کی طرف رجوع کریں۔
انسان کو عقل کے حوالے سے فرشتوں سے حصہ ملا اور اس کی طبیعت میں جانوروں سے بھی حصہ ہے اگر انسان کی شہوت اس کی عقل پر غالب آ جائے تو یہی انسان جانوروں سے زیادہ شریر ہے۔
اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔
الئک کالانعام بل ہم اضل الئک ہم الغافلون یہ لوگ جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ یہی لوگ غفلت میں ہیں۔
ایک اور ارشاد خداوندی
ان شرالاواب عنداللہ الصم
بے شک تمام چوپایوں سے شریر اللہ تعالیٰ کے ہاں بہرہ ہے۔
یہ ضابطہ اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ اگر انسان کی شہوت پر اس کی عقل غالب آ جائے تو وہ انسان فرشتوں سے بہتر ہے۔ (کذافی شرح المواقف)

فرشتوں سے بہتر ہے انسان بننا
مگر اس میں لگتی ہے محنت زیادہ

سوال و جواب: حدیث شریف میں ہے۔
نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام اور آپ کی اولاد کو پیدا فرمایا تو فرشتوں نے عرض کیا۔ اے رب قدوس تو ان لوگوں کو پیدا کیا۔ وہ کھاتے پیتے' نکاح کرتے' سوار ہوتے' کپڑے پہنتے' سوتے اور آرام کرتے ہیں اور ان تمام چیزوں میں سے تو نے ہمارے لئے کوئی چیز نہیں بنائی تو ان انسانوں کو دینا اور ہم فرشتوں کو آخرت عطا فرما۔
اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔
لااجعل من خلقتہ بیدی ونفخت فیہ من روحی کمن خلقتہ بکن فیکون ای کمن خلقتہ بمجرد الامر وھوالملک یعنی لایستوی البشر والملک فی

الکرامۃ والقربۃ بل کرامۃ البشر اکثر ومنزلۃ اعلیٰ ۔(مصابح)

جس کو میں نے اپنے دست قدرت سے پیدا کیا۔ اس میں اپنی روح پھونکی۔ اسے اس کی طرح نہیں بناؤں گا جسے میں نے اپنے فرمان کن (ہوجا) فیکون (پس ہوگیا) سے پیدا فرمایا۔ یعنی جس کو میں نے فقط اپنے حکم سے پیدا کیا اور وہ ''فرشتہ'' ہے۔

یعنی انسان اور فرشتہ کرامت اور قربت میں برابر نہیں ہوسکتے بلکہ انسان کی بزرگی اور اس کا مرتبہ فرشتے سے زیادہ اور اعلیٰ ہے۔

انسان اور برج و فلک

افلاک اور بروج کی ترکیب انسان کی ترکیب کی طرح ہے۔

جس طرح آسمان سات ہیں۔ اسی طرح اعضاء انسانی بھی سات ہیں۔

آسمان بارہ برجوں کی طرف منقسم ہوتا ہے۔ اسی طرح انسان کے جسم میں بھی بارہ سوراخ ہیں۔ دو آنکھیں' دو کان' دو نتھنے' دو پیشاب کرنے کے راستے' دو چھاتیوں کے سوراخ' ایک منہ اور ایک ناف۔

چھ برج جنوبی اور چھ برج شمالی ہیں۔ اسی طرح چھ سوراخ انسان کے دائیں جانب اور چھ سوراخ اس کی بائیں جانب ہیں۔

آسمان میں سات بڑے ستارے ہیں۔

انسان کے جسم میں سات قوتیں ہیں۔

(۱) ناظرہ دیکھنے کی قوت (۲) شامۃ سونگھنے کی قوت (۳) ذائقہ چکھنے کی قوت (۴) لامسہ - چھونے کی قوت (۵) سامعہ- سننے کی قوت (۶) عاقلہ- سمجھنے کی قوت (۷) ناطقہ- بولنے کی قوت۔

اے انسان تیری حرکات ستاروں کی حرکات کی طرح ہیں۔ تیری پیدائش ستاروں کے طلوع ہونے کی مثل ہے۔ تیری موت ستاروں کے غروب ہونے کی طرح ہے۔

یہ انسان کی سب کیفیتیں عالم علوی کے اعتبار سے ہیں۔

اے انسان عالم سفلی کے اعتبار سے تیرا جسم زمین کی طرح تیری ہڈیاں پہاڑوں کی طرح تیرا گودا خزانوں کی طرح' تیری رگیں چھوٹی چھوٹی نہروں کی طرح' تیرا گوشت مٹی کی طرح' تیرے بال جڑی بوٹیوں کی طرح' تیرا چہرہ مشرق کی طرح' تیری پشت مغرب کی

طرح، تیری دائیں طرف جنوب کی طرح، تیری بائیں طرف شمال کی طرح، تیرا سانس ہوا کی طرح، تیرا کلام بجلی کی کڑک کی طرح، تیرا ہنسنا بجلی کی طرح، تیرا رونا بارش کی طرح، تیرا غصہ بادل کی طرح، تیری نیند موت کی طرح، تیرا جاگنا زندگی کی طرح، تیری جوانی گرمی کی طرح، تیرا بڑھاپا سردی کی طرح

فتبارک اللہ احسن الخالقین

اللہ تعالیٰ برکت والا جو سب سے بہتر پیدا کرنے والا ہے۔

رب ذوالجلال نے انسان کی ہتھیلی اور اس کے پاؤں میں پینتیس ہڈیاں رکھی ہیں۔(زھرۃ الریاض)

نجات حاصل کرنے والا گروہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان (رب العالمین) تمام جہانوں کا پروردگار" کی تفسیر ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ

اللہ تعالیٰ نے مخلوق پیدا فرمائی اور اس کی چار اقسام بنائیں۔ (۱) فرشتے (۲) شیاطین (۳) جن (۴) انسان۔ پھر ان چار کے دس اجزاء بنائے جن میں نو حصہ فرشتے ہیں۔ ایک حصہ سے شیاطین جن اور انسان بنائے۔

ان تینوں کے پھر دس اجزاء بنائے جن میں سے نو حصہ شیاطین کے ہیں اور ایک جز سے انسان اور جن بنے۔ پھر ان دونوں کے دس اجزاء ہوئے۔ ان میں سے نو حصہ جن اور ایک حصہ سے انسان بنے۔ پھر انسان کے ایک سو پچیس اجزاء بنائے۔

ان میں سے سو اجزاء بلاد ہند میں۔ بارہ بلاد روم میں چھ اجزاء مشرق اور چھ اجزاء مغرب میں۔ یہ سارے کے سارے دوزخی ہیں۔ ایک سو پچیس میں سے جو ایک جز بچا۔ اس کے تہتر اجزاء کئے۔ ان میں سے بہتر بدعتی اور گمراہ ہیں اور ان میں سے ایک جز نجات حاصل کرنے والا ہے اور وہ اہلسنت و جماعت ہے جن کا حساب و کتاب اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے جس کو چاہے بخش دے اور جس کو چاہے عذاب دے۔(تفسیر الوسیط)

بادشاہ سے خیرات لینا کیسا ہے

حضرت ابوبکر بلخی رحمتہ اللہ علیہ سے اس فقیر کے بارے پوچھا گیا جو یہ جانتے ہوئے کہ بادشاہ کے پاس مغصوبہ مال ہے۔ وہ فقیر ایسے بادشاہ سے خیرات لے یا نہ؟

حضرت ابوبکر بلخی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا اگر بادشاہ نے ان دراہم کو بعض دوسرے دراہم کے ساتھ ملا دیا ہو تو اس کے لینے میں کوئی حرج نہیں اور اگر بادشاہ نے اس فقیر کو وہ مغصوبہ دراہم ہی دیئے ہیں تو فقیر کو ایسے دراہم لینا جائز نہیں ہے۔

فقیہ ابولیث رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ان کا یہ جواب حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کے فرمان کے مطابق کہ جب ایک شخص کے پاس کسی قوم سے غصب کردہ دراہم ہوں اور اس نے ان کو دوسرے دراہم کے ساتھ ملا دیا تو غاصب ان کا مالک ہوگا اور وہ اس قوم کا مقروض ہوگا۔

بادشاہ سے انعام وصول کرنا

بستان العارفین میں بادشاہ سے انعام وصول کرنے کے بارے اختلاف ذکر کیا گیا ہے۔ بعض نے کہا کہ بادشاہ سے انعام وصول کرنا ناجائز ہے۔ بعض حضرات کا موقف یہ ہے کہ اس نے حرام مال سے دیا ہے۔ انہوں نے اپنا موقف حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمان سے ثابت کیا۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

ان السلطان یصیب من الحلال والحرام فایعطیک فخذه فانما یعطیک من الحلال۔

بادشاہ کے پاس حلال و حرام کا مال پہنچتا ہے جب وہ تجھے عطا کرے تو تم اس سے لے لو۔ اس لئے کہ وہ تجھے حلال مال سے ہی عطا فرمائے گا۔

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

من اعطی شیئاً من غیر مسئلة فلیا خذه فانما هو رزق رزقه الله تعالیٰ۔

جو شخص بغیر مانگنے کے کچھ عطا کرے۔ پس چاہئے کہ جس کو دیا جارہا ہے وہ وصول کرلے کیونکہ وہ رزق ہے جو اللہ تعالیٰ نے دینے والے کو عطا فرمایا ہے۔

حضرت حبیب بن ابی ثابت سے مروی ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دیکھا کہ وہ مختار کی طرف سے بھیجے ہوئے تحائف کو قبول فرما لیتے تھے۔ یہ جاننے کے باوجود کہ مختار ظلم کرنے میں بڑا مشہور تھا۔ حضرت امام محمد بن حسن شیبانی رحمتہ اللہ

نے امام اعظم ابوحنیفہ رحمتہ اللہ سے اور انہوں نے حضرت حماد رضی اللہ تعالیٰ سے نقل کیا کہ حضرت ابراہیم نخعی رحمتہ اللہ زہیر بن عبداللہ ازدی کے پاس گئے جو کہ ان دنوں حلوان کا گورنر تھا۔ ابوذر ہمدانی اور ابراہیم نخعی رحمہا اللہ تعالیٰ نے اس سے انعام طلب کیا۔

حضرت امام محمد بن حسن شیبانی رحمتہ اللہ کا موقف یہ ہے کہ ہم اس شخص سے انعام وصول کرتے ہیں جس کے مال کے حرام ہونے کو ہم یقینی طور پر نہ جانتے ہوں۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کا بھی یہی موقف ہے۔ (موعظہ)

عثمان بن حسن الشاکر رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہمارے زمانے میں فتویٰ کے بارے ایسے قول کو اختیار کرنا ممکن نہیں۔ اس لئے کہ اعلیٰ درجے کی پرہیزگاری کے قانون پر حلال میں انتہائی جانچ پڑتال مشکل ہے کہ جو حرج تک پہنچا دے۔ بالخصوص طلب کے حق میں۔ وہ دینی طور پر مرفوع ہے بلکہ شرعی طور پر بھی جو کہ اہم ترازو ہے۔

جس کی شریعت نے مذمت نہ کی ہو وہ حلال ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے بندوں پر رحمت ہے جب کوئی شریعت پر عمل پیرا ہے اسے انکار کی گنجائش نہیں ہے کیونکہ اس میں شریعت کی اہانت ہے اور جو شریعت کی توہین کرے۔ اس کے ایمان کے چلے جانے کا خطرہ ہے جب یہ بات ثابت ہوگئی تو تقویٰ اور پرہیزگاری اس زمانے میں یہ ہے کہ جو کچھ کسی انسان کے ہاتھ میں ہے۔ وہ اسی کی ملکیت ہے جب تک اس بات کا یقین نہ ہو جائے کہ یہ غصب شدہ یا چوری کیا ہوا ہے۔

جب یقینی طور پر معلوم ہو جائے کہ یہ مال حرام کا ہے تو اس سے اجتناب کرے۔

صاحب فتاویٰ قاضی خاں نے فرمایا کہ ایک آدمی بادشاہ کے پاس آئے اور کھانے کی چیزوں میں سے کوئی چیز بادشاہ کو پیش کرے۔ اگر وہ نہ جانتا ہو کہ یہ غصب شدہ ہے تو بادشاہ کو اس چیز کا کھانا حلال ہے کیونکہ ضابطہ یہ ہے الاصل الاشیاء الاباحۃ کہ تمام چیزوں کے بارے اصل یہ ہے کہ وہ مباح ہیں۔

اگر بادشاہ جانتا ہو کہ یہ پیش کردہ چیز حرام مال سے ہے تو پھر اسے ایسی چیز کو کھانے کی اجازت نہیں۔ (از افادات عثمان بن حسن الشاکر)

ایک آیت کی تفسیر

سورہ یٰسین شریف کی ایک آیت کی تشریح۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا (وآیۃ لھم انا

حملنا ذریتھم فی الفلک المشحون وخلقنا لھم من مثلہ ما یرکبون) اور ان کے لئے نشانی ہے کہ بے شک ہم نے ان کی اولاد کو بھری ہوئی کشتیوں میں سوار کیا اور ہم نے ان کے لئے اسی کی مثال ایسی چیزیں پیدا فرمائی جس پر وہ سوار ہوتے ہیں۔)

آیۃ کا معنی ہے کہ ہماری ایسی عظمت ہے جو ہماری وحدانیت اور قدرت کے کمال پر دلالت کرتی ہے جس کے ذریعے لوگ ہمارے صدق پر استدلال کرتے ہیں ہم نے اپنی عظمت شان کے پیش نظر ان کی ذریت کو سوار کیا اگر ذریت سے مراد اولاد ہو تو ان کے آباؤاجداد مراد ہوں گے۔

اس آیت میں فلک سے مراد حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی ہے اور سوار ہونے والے ان لوگون کی نسل سے ہیں جو حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی پر سوار ہوئے تھے اور یہ لوگ اپنے آباؤاجداد کی پشتوں میں موجود تھے۔

بعض حضرات نے کہا کہ فلک المشحون سے مراد اس زمانے کی کشتیاں ہیں۔

اور کشتیوں میں ذریت کو سوار کیا۔ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ کشتی جو سمندر میں چلتی ہے اس کے لئے نہ ہاتھ اور نہ ہی پاؤں ہیں اور پچیس دن کی مسافت کو ایک دن میں طے کرتی ہے۔ یہ ساری کی ساری باتیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہماری کمال قدرت پر دلالت کرتی ہیں۔

(وخلقنا لھم من مثلہ) اور ہم نے اس کی مثل ان کے لئے پیدا فرمائی۔ مفسرین فرماتے ہیں کہ اس سے مراد وہ کشتیاں ہیں جو حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کی طرح کام کرتی ہیں۔

ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد چھوٹی کشتیاں ہیں کہ جو نہروں میں چلتی ہیں۔ ان بڑی کشتیوں کی طرح کہ جو بڑے بڑے دریاؤں میں چلتی ہیں۔

یہ ضحاک' قتادہ اور ان کے علاوہ دیگر حضرات کا قول ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ من مثلہ سے مراد الابل فی البر کالسفن فی البحر اونٹ خشکی میں جیسا کہ کشتیاں سمندر میں ہوتی ہیں یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم لوگوں کیلئے سمندر میں کشتیوں کو پیدا فرمایا جن پر یہ لوگ سوار ہوتے ہیں اور خشکی میں ہم نے اونٹ' گھوڑے اور گدھے پیدا فرمائے جن پر یہ لوگ سوار ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ ساری باتیں ہماری قدرت اور قوت پر دلالت کرتی ہیں۔ (من معالم التنزیل وغیرہ)

جلسہ نمبر ۳۴

تہجد کی نماز

آیت مبارکہ

ومن الیل فتہجد بہ نافلۃً لک عسٰی ان یبعثک ربک مقاما محمودا۔ (بنی اسرائیل ۷۹)

ترجمہ

اور رات کے کچھ حصہ میں تہجد کرو۔ یہ خاص تمہارے لئے زیادہ ہے۔ قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں۔

جلسہ نمبر۴۴

تہجد کی نماز

تفسیری نکات

(ومن اللیل فتھجد بہ) اور رات کے کچھ حصہ میں تہجد کرو۔

رات کے کچھ حصہ میں نماز کیلئے نیند کو ترک فرما دیں۔

(نافلۃ لک) یہ خاص آپ کیلئے زائد ہے۔

یعنی اے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نماز تہجد آپ کے لئے فرض نماز سے زائد ایک نماز ہے یا یہ نماز چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر واجب ہے۔ اس لئے اس نماز کا اختصاص آپ کے ساتھ بطور فضیلت کے ہے۔

(عسٰی ان یبعثک ربک مقاماً محموداً) قریب ہے کہ تمہیں تمہارا رب ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں۔

مقام محمود سے مراد وہ مقام ہے جہاں ہر کھڑا ہونے والا آپ کی حمد کرے گا اور اسی طرح ہر وہ شخص جو آپ کو پہچانتا ہو۔

مقام محمود ہر اس مقام کو بھی کہا جاتا ہے کہ جس میں کرامت و بزرگی موجود ہو۔

ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد مقام شفاعت ہے جس کی تائید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان سے ہوتی ہے۔

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عن النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام انہ قال ھو المقام الذی اشفع فیہ امتی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ مقام محمود سے مراد وہ مقام ہے کہ جس میں میں اپنی امت کی

شفاعت کروں گا۔

اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ مقام محمود میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قیام کی وجہ سے لوگ آپ کی حمد کریں گے اور یہی مقام شفاعت ہے۔

آیت کریمہ میں مقاماً محموداً۔ مفعول فیہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہے کیونکہ اس سے پہلے فعل محذوف ہے۔ وہ ہے فیقیمک مقاماً یا مقاماً منصوب ہے۔ یبعثک کے معنی کو متضمن ہونے کی وجہ سے یا حال ہونے کی وجہ سے نصب ہے۔ اس کا معنی یہ ہے کہ ان یبعثک ذامقام۔ (قاضی بیضاوی)

سلام پڑھنے سے بخشش

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مامن مسلمین یلتقیان فیتصافحان ویصلیان علیٰ الا وانھمالم ینصرفا حتی یغفر اللہ ذنوبھما ما تقدم وما تاخر من کرمہ۔

جب دو مسلمان ملاقات کرتے ہیں۔ آپس میں مصافحہ کرتے ہیں اور وہ دونوں میری ذات پر درود شریف پڑھتے ہیں تو ان دونوں کے جدا ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ان کے اگلے پچھلے سب گناہ بخش دیتا ہے۔

درود پڑھنے والے کا اعزاز

نبی اکرم سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے کہ ایک نوجوان آدمی اسی دوران بارگاہ نبوی میں حاضر ہوا۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی عزت افزائی فرمائی اور اسے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے پہلے اپنے قریب بٹھا لیا۔ پھر آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے یار غار سے فرمایا کہ اے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں نے تجھ سے بھی پہلے اس نوجوان کو اس لئے بٹھایا ہے کہ دنیا میں کوئی ایسا شخص نہیں ہے جو اس سے زیادہ میری ذات ستودہ صفات پر درود شریف پڑھتا ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ شخص صبح و شام ان کلمات کے ساتھ میری ذات پر درود شریف کے گجرے پیش کرتا ہے۔

اللھم صل علیٰ سیدنا محمد بعدد من صلی علیہ وصل علیٰ سیدنا محمد بعدد من لم یصل علیہ وصل علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کما تحب ان یصلی علیہ وصل علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کما

امرت ان یصلی علیہ۔

"یا اللہ تو ہمارے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت نازل فرما اتنی تعداد کے مطابق کہ جتنے لوگ حضور پر درود شریف پڑھیں اور تو رحمت نازل فرما۔ ہمارے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اتنی تعداد کے مطابق کہ جو حضور پر درود شریف نہ پڑھے اور تو رحمت نازل فرما۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح کہ تو پسند فرماتا ہے کہ اس پر درود پڑھا جائے اور تو رحمت کاملہ نازل فرما ۔حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح کہ تو نے حکم دیا کہ آپ پر درود شریف پڑھا جائے۔

"یاصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فلذلک اجلستہ اعلیٰ منک"

اے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی وجہ سے میں نے اس نوجوان کو تجھ سے پہلے بٹھا دیا۔ (زبدۃ الواعظین)

آیت کی نحوی تحقیق

(ومن اللیل فتھجد بہ) اس آیت کریمہ میں "من اللیل" یہ تہجد کے متعلق ہے۔ معنی اس کا یہ ہے۔"تھجد بالقرآن فی بعض اللیل فاترک الھجود" یعنی آپ رات کے کچھ حصہ میں قرآن مجید (کی تلاوت) کیلئے بیدار ہوں اور نیند کو ترک فرمادیں۔

زیادہ ظاہر یہ بات ہے کہ یہ اس مقدار کے متعلق ہو جس پر تہجد کا عطف کیا گیا ہے۔ اس لئے فتہجد کے شروع میں جو "فا" ہے۔ وہ معطوف علیہ کا تقاضا کرتی ہے۔ اس کی تقدیری عبارت اس طرح بنے گی۔"قم من اللیل فتھجد بالقرآن" آپ رات کو کھڑے ہوں۔ (شیخ زادہ)

آیت کی مزید تفسیر

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان (ومن اللیل فتھجد) اس کا معنی یہ ہے کہ آپ نیند کے بعد قیام فرمائیں۔ پس تہجد پڑھیں کیونکہ تہجد کی نماز نیند سے بیدار ہونے کے بعد ہی پڑھی جاتی ہے۔ اس آیت مقدسہ میں قیام اللیل اور الصلوٰۃ کا ذکر ہے۔

تہجد کی نماز حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم پر فرض تھی اور اس طرح ابتدائے اسلام میں آپ کی امت پر فرض تھی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (یاایھاالمزمل قم اللیل) اے چادر

اوڑھنے والے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم آپ رات کو قیام فرمائیں۔
اس کے بعد تخفیف کرتے ہوئے اس نماز کے وجوب کو پانچ نمازوں کی فرضیت کے ساتھ منسوخ کردیا گیا اور رات کو تہجد کی نماز پڑھنا بطور استحباب کے باقی رکھا۔ قرآن مجید کی اس آیت کی وجہ سے (فاقرؤا ماتیسر من القرآن) قرآن میں سے جو آسان لگے اس کو پڑھو"
نماز تہجد کا وجوب آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے باقی رہا۔
رب ذوالجلال کے اس فرمان کی وجہ سے (نافلة لک) یہ زیادتی خاص طور پر آپ کے لئے ہے۔" اس سے ایک زائد فرض مراد ہے جو تمام فرائض کے علاوہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے فرض فرمائے ہیں۔
ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ وجوب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں بھی منسوخ ہو چکا ہے جس طرح کہ آپ کی امت کے حق میں منسوخ ہے۔
آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا رات کو قیام کرنا۔ یہ نفلی نماز کے درجہ میں ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ نافلة لک فرمایا نافلة علیک نہیں فرمایا۔ (تفسیر خازن)
ایک قول یہ ہے کہ نافلة سے مراد فضیلت ہے۔ اس بزرگی کی وجہ سے جو آپ کو آپ کی امت پر حاصل ہے کیونکہ یہ نماز (تہجد) آپ پر واجب ہے اور اس سے ثواب میں اضافہ ہوتا ہے اور یہ یقیناً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت ہے نا کہ نعوذ باللہ آپ کے گناہوں کو مٹانے والی ہے کیونکہ آپ کے تصدق سے تو آپ کے اگلے پچھلے غلاموں کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ (شہاب)
سوال و جواب: یہاں تخصیص کا کیا مطلب ہے۔ کیونکہ یہ عبادت جس طرح مسلمانوں کے حق میں زائد ہے۔ اسی طرح حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں بھی زائد ہے۔
اس کا جواب یہ ہے کہ نوافل (زائد عبادت) بندوں کے گناہوں کو ختم کرنے کا سبب بنتے ہیں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ شان ہے کہ آپ کے طفیل حضور کے غلاموں کے اگلے پچھلے گناہ بخشے جا چکے ہیں لہٰذا یہ نماز تہجد آپ کے لئے ایک زائد عبادت ہے جو آپ کے درجات عالیہ میں بلندی کا سبب ہے جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت گناہگار ہے۔ وہ

اپنے گناہوں کا کفارہ بنانے کی طرف محتاج ہے تو وہ نوافل پڑھنے کی طرف محتاج ہیں۔ اپنے گناہوں اور سیئات کو مٹانے کیلئے۔ نہ کہ صرف ثواب میں اضافہ کرنے کیلئے۔

اس میں اس معنی کی طرف اشارہ ہے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نفلی عبادت زائد ہے اور وہ ثواب میں اضافہ کا سبب ہے جبکہ امت کیلئے نفلی عبادت گناہوں کے کفارے کے طور پر ہے۔ اس لحاظ سے دونوں میں فرق ہے۔ (شیخ زادہ)

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قیام اللیل (نماز تہجد) کا حکم دیا گیا اور اس نماز کو آپ پر فرض کیا گیا جبکہ اس نماز کی فرضیت آپ کی امت کے حق میں نہیں ہے۔

لیکن صحیح بغوی میں یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز تہجد کی فرضیت منسوخ کی گئی ہے۔ (شہاب)

میاں بیوی کے درمیان محبت کا انداز

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے کہ جو رات کو اٹھا تاکہ نماز پڑھے اور اس نے اپنی بیوی کو بیدار کیا (تاکہ وہ بھی نفلی نماز پڑھے) اگر اس کی بیوی انکار کرے تو وہ مرد اس کے چہرے پر پانی کے چھینٹے مارے اور اللہ تعالیٰ اس عورت پر رحم فرمائے جو رات کو نفلی نماز پڑھنے کیلئے اٹھے اور وہ اپنے شوہر کو بیدار کرے (تاکہ وہ بھی نفلی نماز پڑھے) اگر شوہر بیدار ہونے سے انکار کرے تو اس کی بیوی اس کے چہرے پر پانی کے چھینٹے مارے۔ (موعظہ)

تین چیزیں حضور پر فرض، امتی کیلئے سنت

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور پرنور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تین چیزیں مجھ پر فرض اور تمہارے لئے سنت ہیں۔

(۱) وتر (۲) مسواک (۳) قیام اللیل (شہاب)

نو چیزیں:

حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من صلی فی اللیل واحسن الصلوٰۃ اکرمہ اللہ تعالیٰ بتسعۃ اشیاء۔

جو شخص رات کو اچھے طریقہ سے نماز پڑھے تو اللہ اس کو نو چیزوں سے عزت عطا فرمائے گا جن میں سے پانچ دنیا اور چار آخرت میں۔

جن پانچ چیزوں سے اللہ تعالیٰ اس بندے کو دنیا میں سرفراز کرے گا وہ درج ذیل ہیں۔

(۱) اللہ تعالیٰ آفات سے اس کی حفاظت فرمائے گا۔

(۲) اطاعت کا اثر اس بندے کے چہرے پر ظاہر ہوگا۔

(۳) نیک اور صالح بندوں سمیت تمام انسانوں کے دل میں اس کی محبت ہوگی۔

(۴) اس کی زبان پر حکمت جاری ہوگی۔

(۵) اللہ تعالیٰ اس کو حکمت والا بنائے گا یعنی اسے سمجھ عطا کرے گا۔

وہ چار چیزیں جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ اس بندے کو آخرت میں معزز فرمائے گا۔ درج ذیل ہیں۔

(۱) جب اسے قبر سے اٹھایا جائے گا تو اس کا چہرہ منور ہوگا۔

(۲) اس بندے پر حساب آسان ہوگا۔

(۳) پل صراط سے اچکنے والی بجلی کی طرح گزرے گا۔

(۴) قیامت کے دن اس کو نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں عطا فرمایا جائے گا۔

(روضۃ العلماء)

پانچ وصیتیں

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ معراج والی رات میرے رب نے مجھے پانچ وصیتیں فرمائیں۔ فرمایا۔

(۱) اپنا دل آپ دنیا کے ساتھ نہ لگائیں کیونکہ میں نے دنیا کو آپ کے لئے پیدا نہیں فرمایا۔

(۲) اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم آپ اپنی محبت میرے لئے کریں کیونکہ آپ کا پلٹنا میرے طرف ہے۔

(۳) جنت کو طلب کرنے میں کوشش کریں۔

(۴) آپ مخلوق سے مایوس رہیں کیونکہ مخلوق کے ہاتھوں میں کچھ بھی نہیں ہے۔

(۵) آپ تہجد کی نماز پڑھنے پر ہمیشگی اختیار کریں کیونکہ نصرت و مدد قیام اللیل سے حاصل ہوتی ہے۔(شرعۃ الاسلام)

رب تعالیٰ کا بخش دینا

نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے۔ من استیقظ من النوم فقال لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علیٰ کل شی قدیر سبحان اللہ والحمدللہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العظیم رب اغفرلی ولوالدی وللمومنین والمومنات فقد غفرلہ ربہ۔

جو شخص اپنی نیند سے بیدار ہوا اور اس نے لا الہ الا اللہ الخ نہیں کوئی معبود مگر اللہ تعالیٰ جو کہ وحدہ لاشریک ہے اسی کی بادشاہی ہے۔ اسی کے لئے حمد ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اللہ پاک ہے تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں۔ نہیں کوئی معبود مگر اللہ تعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ بڑا ہے نہیں ہے پھرنا اور نہیں ہے طاقت مگر اس اللہ عظیم کے نام سے یا اللہ تو مجھے میرے والدین، مومن مرد اور مومن عورتوں کو بخش دے۔ یقیناً اس بندے کی اللہ تعالیٰ بخشش فرما دیتا ہے۔
(زبدۃ الواعظین)

ابدالوں کی سات حکمت بھری باتیں

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ میرے پاس مہمان آئے۔ مجھے معلوم ہوا کہ آنے والے ابدال ہیں۔ حضرت ابراہیم بن ادھم رحمتہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان سے عرض کیا کہ آپ مجھے وصیت فرمائیں تاکہ میرے اندر بھی آپ جیسا خوف خدا پیدا ہو جائے۔ ان ابدالوں نے فرمایا کہ اے حضرت ابراہیم بن ادھم رحمتہ اللہ علیہ ہم آپ کو سات باتوں کی وصیت کرتے ہیں جو کہ درج ذیل ہیں۔

۱- جو شخص باتونی ہو' اس کا دل بیدار نہیں ہو سکتا۔

۲- جو پیٹو ہو' وہ صاحب حکمت نہیں ہو سکتا۔

۳- لوگوں کو کثرت سے ملنے والا' عبادت کی حلاوت سے محروم ہوتا ہے۔

۴- دنیا سے محبت رکھنے والا حسن خاتمہ والا نہیں ہو سکتا ہے۔

۵- جاہل کا دل زندہ نہیں ہوتا۔

۶ - ظالم سے صحبت رکھنے والا' مستقیم فی الدین نہیں ہوسکتا۔

۷ - لوگوں کی رضا کا طالب' اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول سے محروم ہوتا ہے۔

(حدیث الاربعین)

شب بیداری کے فوائد

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

علیکم بقیام اللیل فانه داب الصالحین قبلکم من الانبیاء والاولیاء

تم پر رات کو قیام کرنا لازم ہے کیونکہ یہ تم سے پہلے صالحین انبیاء اور اولیاء کا طریقہ ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کی آل قیام اللیل کرتی تھی۔

اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کو خبردار کرنا ہے کہ تم ان سے بہتر ہو اس لئے کہ تم خیرالامم سے ہو نیز اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جو رات کو قیام نہیں کرتا۔ وہ صالحین کاملین میں سے نہیں ہے۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

(علیکم بقیام اللیل) و مقرب لکم الی ربکم

(تم پر رات کو قیام کرنا لازم ہے) کیونکہ وہ تمہیں تمہارے رب کے زیادہ قریب کرنے والا ہے۔

یعنی تمہیں تمہارے مولا کی محبت کے زیادہ قریب کرنے والا ہے جن چیزوں سے تم اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرتے ہو۔ اس سے اس حدیث قدسی کی طرف اشارہ ہے۔

لایزال العبد یتقرب الی بالنوافل حتیٰ احبه.

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ بندہ نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا ہے حتیٰ کہ میں اسے اپنا محبوب بنالیتا ہوں۔

ومکفرة للسیئات ممحاة اور (قیام اللیل) گناہوں کو ختم کرنے والا اور مٹانے والا ہے۔

مکفرۃ اور ممحاۃ یہ دونوں مصدر بھی ہیں جو کہ فاعل کے معنی میں ہیں۔

یعنی گناہوں کے بہا لے جانے والے اور عیوب کو مٹانے والے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان الحسنات یذھبن السیئات بے شک نیکیاں برائی کو ختم کردیتی ہیں۔

وناھیۃ عن الاثم اور (قیام اللیل) گناہوں سے روکنے والا ہے۔

رب ذوالجلال نے فرمایا ان الصلوٰۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر کہ بے شک نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے۔ (ملا علی القاری علیہ رحمتہ الباری)

رضائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اشفع لامتی حین ینا دینی ربی فیقول ارضیت یا محمد؟ فاقول یارب رضیت (حدیث الاربعین)

جب میرا رب مجھے فرمائے گا تو میں اپنی امت کیلئے شفاعت کروں گا۔ اللہ تعالیٰ مجھ سے فرمائے گا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ راضی ہوگئے؟ تو میں عرض کروں گا۔ اے میرے رب میں راضی ہوگیا۔

رقت انگیز واقعہ

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ وقت ہونے کے ساتھ زاہدین میں سے تھے۔

ایک دن ان کی لونڈی نے ان سے عرض کیا کہ اے امیرالمومنین میں نے ایک عجیب خواب دیکھا ہے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ (اے لونڈی) تو نے کیا عجیب وغریب خواب دیکھا ہے۔ اس لونڈی نے عرض کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہے۔ لوگوں کو اکٹھا کیا جارہا ہے۔ میدان نصب کردیئے گئے۔ پل صراط بچھا دی گئی۔ سب سے پہلا عبدالملک بن مروان بادشاہ کو لایا گیا۔ فرشتوں نے اس سے کہا کہ اس پل کو عبور کرو جب عبدالملک بن مروان نے اپنے قدم پل صراط پر رکھے اور اس نے چلنے کا ارادہ کیا تو اس نے ایک یا دو قدم اٹھائے ہوں گے کہ وہ نیچے جہنم میں گر گیا۔

اس کے بعد فرشتے اس کے بیٹے ولید بن عبدالملک کو لائے اور انہوں نے اس سے کہا کہ اس پل کو عبور کرو جب اس نے اپنا پاؤں پل صراط پر رکھا تو وہ بھی جہنم میں گر

پڑا۔ سارے کے سارے خلفاء آتے گئے اور ان کے ساتھ اسی طرح ہوا۔ لونڈی نے کہا کہ اے امیرالمومنین میں نے خواب میں دیکھا کہ آپ کو فرشتے لائے جب لونڈی نے یہ کہا تو حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک چیخ ماری اور آپ کے جسم سخت اضطراب کی کیفیت پیدا ہوگئی۔ جیسے مچھلی جال میں تڑپتی ہے اور آپ اپنے سر کو زمین اور دیواروں پر مارنے لگے جبکہ لونڈی چیختے چلاتے کہہ رہی ہے۔ باللہ رایت انک فی الجنة واجاوزت الصراط سالماً

قسم بخدا! اے امیرالمومنین میں نے دیکھا کہ آپ جنت میں ہیں اور آپ نے صحیح سالم طریقہ سے پل صراط کو عبور کرلیا۔

لیکن حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کیفیت یہ ہے۔

فلم یسمع کلا مہا من اضطرابه فلما سکن اضطرابه وجدوه قدمات.

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ اپنی اضطرابی حالت کی وجہ سے لونڈی کا کلام نہ سنا جب ان کا اضطراب ختم ہوا تو دیکھنے والوں نے دیکھا کہ آپ کا وصال ہو چکا ہے۔

(موعظہ)

شیطان کا تین گرہیں لگانا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یعقر الشیطان علی ناصیة راس احدکم اذهو نائم ثلاث عقد فاذا استیقظ فذکر اسم اللہ تعالیٰ انحلت عقدة واحدة ثم اذا توضا انحلت عقدة ثانية ثم اذا صلی انحلت عقدة ثالثة فاصبح نشیطا والا بال الشیطان فی اذنیه (کذافی المشکوٰۃ)

جب انسان سویا ہوا ہو تو شیطان اس کی پیشانی پر تین گرہیں لگا دیتا ہے جب وہ سونے والا اپنی نیند سے بیدار ہو کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے تو اس کی ایک گرہ کھل جاتی ہے۔ پھر جب وہ وضو کرتا ہے تو اس کی دوسری گرہ کھل جاتی ہے جب وہ نماز پڑھتا ہے تو اس کی تیسری گرہ کھل جاتی ہے۔ وہ خوشی و مسرت کی حالت میں صبح کرتا ہے ورنہ شیطان اس سونے والے کے دونوں کانوں میں پیشاب کر دیتا ہے۔

منادی کا ندا کرنا

حضرت امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب رات کا پہلا وقت ہوتا ہے تو ایک

منادی عرش کے نیچے سے ندا کرتا ہے۔ چاہئے کہ عبادت کرنے والے قیام کریں۔ پس عبادت گزار اٹھتے ہیں اور جو اللہ تعالیٰ چاہے وہ نماز پڑھتے ہیں جب آدھی رات کا وقت ہوتا ہے تو پھر ایک منادی ندا دیتا ہے۔ چاہئے کہ خوف رکھنے والے کھڑے ہوں۔ خوف رکھنے والے وہ لوگ ہیں جو نماز میں اپنے قیام صبح تک طویل کرتے ہیں۔ پھر ایک منادی ندا کرتا ہے۔ چاہئے کہ بخشش طلب کرنے والے کھڑے ہوں۔ وہ اٹھتے ہیں اور بخشش طلب کرتے ہیں اور جب فجر طلوع ہوتی ہے تو ندا دینے والا ندا کرتا ہے کہ اب غافلوں کو اٹھنا چاہئے چنانچہ وہ لوگ اپنے بستروں سے اس طرح اٹھتے ہیں جیسے مردے اپنی اپنی قبروں سے اٹھیں گے۔

چنانچہ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے وصیت فرمائی۔

یا بنی لا تکن نائما والایک ینادی فی الاسحار وانت نائم. اے بیٹے تو اس وقت سونے والا نہ بن جبکہ سحری کے وقت مرغ اذان دے رہا ہو اور تو سو رہا ہو۔

رات کو ضرور عبادت کرنا چاہئے

شیخ محی الدین بن عربی قدس سرہ العزیز نے فرمایا۔

علیک من قیام اللیل بما یزیل عنک اسم الغفلة واقل ذلک بعشر آیات ای فی الصلوۃ۔

اے مخاطب تم پر رات کو اتنا قیام کرنا لازم ہے جو تجھ سے غفلت کو دور کر دے اور اس کی کم از کم مقدار دس آیتوں کے مطابق ہے یعنی نماز میں دس آیتوں کے مطابق ہے یعنی نماز میں دس آیتیں پڑھے۔

اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من قام بعشر آیات فی الصلوٰۃ لم یکتب من الغافلین ومن قام بمائة آیة کتب من القانتین ومن قام بالف آیة کتب من المکثرین ثواباً وھو کمن تصدق بسبعین الف دینار (کذافی زبدۃ الواعظین)

جس شخص نے نماز میں دس آیتوں کی مقدار قیام کیا۔ وہ غافلین میں سے نہیں لکھا جائے گا جس نے سو آیتوں کی مقدار قیام کیا۔ وہ قانتین میں سے لکھا جائے گا اور جس نے

ہزار آیتوں کی مقدار قیام کیا۔ وہ زیادہ ثواب حاصل کرنے والوں میں لکھا جائے گا اور وہ اس شخص کی طرح ہے۔ جس نے سات لاکھ دینار صدقہ کیا ہو۔

ایمان افروز حکایت

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے حکایت بیان کی گئی کہ آپ ایک آدمی کے پاس سے گزرے جو انتہائی خشوع وخضوع کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا۔

یارب ما احسن صلوته!

اے رب ذوالجلال یہ شخص کتنے اچھے طریقہ سے نماز پڑھ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

یاموسیٰ لوصلی فی کل یوم ولیلة الف رکعة واعتق الف رقبة وصلی علی الف جنازة و حج الف حجة وغزا الف غزوة لم ینفعه حتی یودی زکاة ماله

اے موسیٰ علیہ السلام اگر یہ شخص شب و روز ہزار رکعت نماز پڑھے۔ ہزار غلام آزاد کرے۔ ہزار نماز جنازہ میں شریک ہو۔ ہزار حج ادا کرے، ہزار غزوات میں شرکت کرے۔ ان سب چیزوں میں سے کوئی چیز اسے نفع نہیں دے گی حتیٰ کہ اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرے۔

ہر برائی کی جڑ

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

حب الدنیا راس کل خطیئة ومنع الزکاة ینشاء من حب الدنیا (موعظہ)

دنیا کی محبت تمام برائیوں کی جڑ ہے اور زکاۃ کا روک لینا (ادا نہ کرنا) بھی دنیا کی محبت کی وجہ سے ہوتا ہے۔

نماز پڑھنے والے کیلئے انعامات

نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من حافظ منکم علی الصلوٰة حیثما کان واینما کان جاز علی الصراط کالبرق الخاطف مع اول زمرة من السابقین وجاء یوم القیامة و وجهه کا

لقمر ليلة البدر وكان له بكل يوم وليله كاجر الف شهيد.

تم میں سے جو شخص نماز باقاعدگی کے ساتھ ادا کرے جہاں ہو اور جس حالت میں ہو تو وہ پل صراط پر سے سبقت کرنے والوں کی پہلی جماعت کے ساتھ اچکنے والی بجلی کی طرح گزرے گا اور وہ قیامت کے دن اس شان کے ساتھ آئے گا کہ نمازی کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا ہوگا اور اس کے لئے رات دن کا ثواب اتنا ہوگا جتنا کہ ہزار شہداء کا اجر ہوتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ركعتا الفجر خير من الدنيا وما فيها.

فجر کی دو رکعتیں ادا کرنا دینا اور مافیہا سے بہتر ہیں۔

حیرانگی کا ازالہ

اگر یہ کہا جائے کہ اتنے قلیل فعل پر اتنا اجر عظیم کیوں؟

اس کا جواب حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ کے عمل مبارک کی روشنی میں۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ سے ایک مرتبہ عصا گر گیا۔ ایک شخص تیزی سے اس کی طرف لپکا۔ اس کو اٹھایا اور حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ اس شخص کے اس خدمت کرنے پر حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو تھیلی عطا فرمائی جس میں بہت ساری رقم موجود تھی۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ آپ نے اس معمولی کام کے بدلے اس شخص کو اتنی کثیر رقم عطا فرمائی ہے۔

فقال الامام انه استعمل فينا جميع وسعه ونحن ما استعملنا الا البعض من وسعنا.

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس شخص نے ہماری خدمت کرنے کیلئے اپنی پوری کوشش کو استعمال کیا جبکہ ہم نے اپنی وسعت میں سے اس شخص کیلئے بعض کو استعمال کیا۔ یہ تو حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا معاملہ ہے تو پھر رب العالمین کا معاملہ کیسا ہوگا؟

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس بارے ایک حدیث نبوی روایت فرمائی کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

یقبل ربی بعذر واحد الفی کبیرة

میرا رب ایک دفعہ معذرت کرنے سے دو ہزار کبیرہ خطاؤں کو معاف فرما دیتا ہے۔
بالخصوص تکبیر تحریمہ کی شان تو ارفع و اعلیٰ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے۔

التکبیرة الاولیٰ خیر من الدنیا ومافیھا۔

تکبیر اولی دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔
اس کا مطلب یہ ہے کہ اے مخاطب اگر تیرے پاس دنیا کے خزانے ہوں اور تو ان کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر دے تو تجھے اس سے وہ کچھ حاصل نہیں ہوگا جو تجھے تکبیر اولیٰ سے حاصل ہوتا ہے۔ (موعظہ)

جلسہ نمبر ۳۵

فقراء صحابہ کا مقام

آیت مبارکہ

واصبر نفسک مع الذین یدعون ربھم بالغداۃ والعشی یریدون وجھہ ولا تعد عینک عنھم ترید زینۃ الحیوۃ الدنیا ولا تطع من اغفلنا قلبہ عن ذکرنا واتبع ھواہ وکان امرہ فرطاً. (سورۃ الکہف ۲۸)

ترجمہ

اور اپنی جان ان سے مانوس رکھو جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں۔ اس کی رضا چاہتے ہیں اور تمہاری آنکھیں انہیں چھوڑ کر اور پر نہ پڑیں۔ کیا تم دنیا کی زندگی کا سنگار چاہو گے اور اس کا کہا نہ مانو جس کا دل ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا اور وہ اپنی خواہش کے پیچھے چلا اور اس کا کام حد سے گزر گیا۔

جلسہ نمبر ۳۵

فقراء صحابہ کا مقام

آیت کی تفسیر

(واصبر نفسک) ''آپ اپنی ذات کے بارے صبر کریں۔'' یعنی اپنے نفس کو روکیں اور اسے ثابت رکھیں۔

(مع الذین یدعون ربھم بالغداۃ والعشی) ان لوگوں کے ساتھ کہ جو اپنے رب کو صبح وشام پکارتے ہیں۔''

یعنی دن کے دونوں اطراف (صبح وشام) یا تمام اوقات میں (یریدون وجھہ) وہ اس کی رضا چاہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی اطاعت کو وہ طلب کرتے ہیں۔

(ولا تعد عیناک عنھم) اور آپ ان سے اپنی نظریں نہ پھیریں۔

ان (فقراء صحابہ) کے علاوہ کسی اور کی طرف آپ اپنی نظر نہ کریں۔

(ترید زینۃ الحیوۃ الدنیا) آپ دنیاوی زندگی کی آرائش کو چاہتے ہیں۔

نوٹ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کی آرائش وزیبائش کے طالب ہرگز نہ تھے بلکہ اس آیت کریمہ کا معنی یہ ہے کہ آپ کسی کے عمل کو دنیا کی زینت کی طرف مائل نہ کریں۔

(ولا تطع من اغفلنا قلبہ) آپ اس شخص کی بات نہ مانیں جس کے دل کو ہم نے غافل کردیا۔

ایسے لوگوں کی بات ماننے سے منع کردیا گیا جن کے دل کو اللہ تعالیٰ نے غافل کردیا۔

(عن ذکرنا) اپنے ذکر سے۔

جن لوگوں کے دل کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ذکر سے غافل کردیا۔ وہ امیہ بن خلف جیسے

لوگ ہیں۔ آپ کے بلانے پر جس نے کہا کہ آپ قریش کے سرداروں کے لئے اپنی مجلس سے فقراء و مساکین کو اٹھا دیں۔

(واتبع هواه) حالانکہ اس نے اپنی خواہش کی پیروی کی۔

(وكان امره فرطا) اور اس کا کام تباہ اور ضائع ہے یا اس کا کام ہلاکت' ندامت اور حسرت کا سبب ہے۔

لفظ فرطا کا معنی ہے۔ حق پر تقدم اور اس کو پیٹھ پیچھے پھینک دینا۔ ایک عربی محاورہ ہے۔ فرس فرط اس کا معنی ہوتا ہے۔ متقدم الخیل گھوڑے سے آگے بڑھنے والا اور اسی سے فرط ہے۔ (قاضی بیضاوی)

درود کا اجر و ثواب

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

من صل علی صلوٰة کہ جس شخص نے مجھ پر درود شریف پڑھا اس نے اتنا کہا۔ اللهم صل علیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کا معنی ہے کہ اے میرے رب تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرما جو کچھ تو نے آپ کو شرافت اور کرامت عطا فرمائی ہے۔

صلی اللہ علیہ عشراً اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ صلوٰۃ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندے پر ہو تو اس کا معنی رحمت ہوتا ہے۔

وحطت عنه عشر خطيئات و رفعت له عشر درجات اور اس کی دس خطائیں مٹا دی جاتی ہیں نیز اس کے دس درجات بلند کیے جاتے ہیں۔

آیت کا شانِ نزول

یہ آیت کریمہ اس موقع پر نازل ہوئی جب کفار کے روٴساء نے مسلمان فقراء کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس سے دور کرنے کہا۔ جیسے حضرت صہیب' حرت عمار' حضرت خباب' حضرت سلیمان اور ان کے علاوہ دیگر (فقراء صحابہ) کو نکالنے کا کہا۔

کفار نے کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان کو اپنی مجلس سے نکال باہر کریں تا کہ ہم آپ کے ساتھ بیٹھیں۔ اس لئے کہ یہ گھٹیا قوم کے لوگ ہیں۔ ان سے ہمیں بدبو

محسوس ہوتی ہیں۔ ہم قوم کے سردار ہیں۔ ہمیں ان کے ساتھ بیٹھتے ہوئے گھن آتی ہے۔ اگر آپ ان فقراء صحابہ کو یہاں سے نکال دیں تو ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کرنے کا ارادہ کرلیا کیونکہ آپ ان لوگوں کے ایمان لانے پر حریص تھے۔
اسی وقت حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام یہ آیت کریمہ لے کر حاضر ہوئے۔
(ولاتطرد الذین یدعون ربهم بالعزة والعشی یریدون وجهه)
''اے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان لوگوں کو اپنے سے دور نہ کریں جو صبح وشام اپنے رب کی عبادت کرتے ہیں۔''
آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کفار سے فرمایا کہ میرے رب نے مجھے ایسا کرنے سے منع فرمادیا ہے۔
کفار نے کہا کہ آپ ایک دن ہمارے لئے اور ایک دن ان کیلئے مقرر فرمادیں لیکن آپ نے فرمایا کہ میں ایسا نہیں کروں گا۔
کفار نے پھر کہا کہ آپ ایک مجلس میں ہی ہمیں موقع دیں کہ آپ ہماری طرف اپنا چہرۂ اقدس اور ان (فقراء صحابہ) کی طرف اپنی پیٹھ کرلیں۔ اس پر یہ آیت کا حصہ نازل ہوا۔ (**واصبر نفسک**) آپ صبر کریں۔ (معالم التنزیل)
حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت اصحاب صفہ کے بارے نازل ہوئی۔ سات سو فقراء تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں رہتے تھے نہ وہ تجارت کرتے نہ کھیتی باڑی کرتے اور نہ ہی دودھ دوہتے تھے۔ ایک نماز پڑھتے اور دوسری نماز کا انتظار کرتے تھے جب یہ آیت مقدسہ نازل ہوئی تو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
الحمدللہ الذی جعل فی امتی من امرت ان اصبر نفسی معهم.
تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے میری امت میں ایسے لوگ بنائے جن کے ساتھ مجھے صبر کرنے کا حکم دیا گیا۔ (معالم التنزیل)

مفلس کا مرتبہ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فقراء نے ایک آدمی کو رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں بھیجا۔ اس نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کی خدمت میں فقراء کی طرف سے حاضر ہوا ہوں تو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مرحبابک وبمن اقلمک جئت من قوم احبھم اللہ

خوش آمدید آپ کے لئے اور جس نے آپ کو بھیجا ہے تو ایسے لوگوں کے پاس سے آیا ہے جن کو اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے۔

ان آنے والے نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقراء کہتے ہیں کہ اغنیاء ہم سے اجروثواب میں سبقت لے گئے۔ وہ مال و دولت کی وجہ سے حج کرتے ہیں جبکہ ہم اس کی طاقت نہیں رکھتے۔ وہ صدقہ خیرات کرتے ہیں جبکہ ہم اس پر قادر نہیں جب وہ بیمار ہوتے ہیں تو وہ آخرت کے خزانے کیلئے اپنے زائد مالوں کو اللہ تعالیٰ کے نام پر خرچ کرتے ہیں جبکہ ہم ایسے کرنے سے محروم ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے آنے والے سلم علی الفقراء وبلغھم عن ان من صبر منکم واحتسب فلہ ثلاث خصال لیست للاغنیاء۔

تو فقراء کو میری طرف سے سلام دے اور ان کو یہ پیغام پہنچا دے کہ تم میں سے جو شخص اس حالت پر صبر کرے اور ثواب کی امید رکھے تو اس کے لئے تین انعامات ہیں جن سے مالدار لوگ محروم رہیں گے۔

۱- جنت میں سرخ یاقوت کا بنا ہوا ایک کمرہ ہے جس کی طرف اہل جنت اس طرح دیکھیں گے جس طرح دنیا والے ستاروں کی طرف دیکھتے ہیں۔ اس کمرہ تک صرف نبی ولی شہید یا مومن فقیر ہی پہنچے گا۔

۲- فقراء جنت میں اغنیاء سے نصب یوم جس کی مقدار پانچ سوسال ہے۔ پہلے داخل ہوں گے جہاں سے چاہیں وہ جنت میں نفع حاصل کریں گے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام تمام انبیاء سے اس مال اور ملک جوان کو اللہ تعالیٰ نے دنیا میں عطا فرمایا تھا کی وجہ سے چالیس سال بعد جنت میں داخل ہوں گے۔ ایک اور حدیث شریف میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک محتاج فقراء قیامت کے دن مالداروں پر جنت کی طرف جانے میں چالیس سال پہلے سبقت کریں گے یعنی اتنا عرصہ

پہلے وہ ان سے جنت میں داخل ہوں گے۔
نوٹ: ایک حدیث پانچ سو سال پہلے اور دوسری حدیث میں چالیس سال پہلے کا ذکر ہے۔ ان دونوں حدیثوں میں تطبیق اس طرح ہے کہ جس میں پانچ سو سال کا ذکر ہے۔ اس سے مراد عام صبر کرنے والے فقراء ہیں اور جس میں چالیس سال کا مراد ہے۔ اس سے وہ فقراء مراد ہیں جو کہ غیر صابر ہوں گے۔
ایک اس کا مطلب یہ ہے کہ چالیس سال پہلے فقراء مہاجرین اپنے مالداروں سے قبل جنت میں داخل ہوں گے نہ کہ مطلقاً فقراء اور نہ ہی مطلقاً اغنیاء سے۔
۳- آپ نے فرمایا کہ جب فقیر سبحان اللہ والحمدللہ ولا الہ الا اللہ اکبر اخلاص کے ساتھ کہتا ہے اور مالدار بھی ان کلمات کو اخلاص کے ساتھ کہتا ہے۔ ان کلمات کو کہنے سے مالدار وہ ثواب حاصل نہیں کرسکتا جو ایک فقیر کو ان کلمات کہنے سے حاصل ہوتا ہے اگر وہ مالدار ان کلمات کو کہتے وقت ساتھ دس ہزار درہم بھی خرچ نہ کرے۔
اسی طرح تمام اعمال میں حال ہے یعنی جو مقام فقراء کا ہے وہ مالداروں کا نہیں ہے۔ وہ فرستادہ فقراء کی طرف واپس لوٹا اور ان کو ان انعامات کی آ کر خبر دی تو سب نے خوش ہو کر رضینا یارب بالفقر۔ اے ہمارے رب ہم اس فقر پر راضی ہیں۔
(من ابن الملک علی المشارق)

ایمان افروز حکایت

ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے عرض کیا۔ کیا ہم فقراء میں سے نہیں ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ کیا تمہاری بیوی ہے؟ اس نے عرض کیا ہاں آپ نے فرمایا کیا تمہارا اپنا گھر ہے؟ اس نے اثبات میں جواب دیا تو حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔
انت من الاغنیا کہ آپ مالداروں میں سے ہیں۔ اس سائل نے مزید عرض کیا کہ میرے پاس خادم بھی ہے تو آپ نے فرمایا تو پھر بادشاہوں میں سے ہے۔

فقراء کیلئے پانچ کرامات

اغنیاء کی بانسبت فقراء کو پانچ عزتوں سے سرفراز فرمایا گیا ہے۔
۱- فقراء کے اعمال کا ثواب نماز، صدقہ اور ان کے علاوہ دیگر عبادات میں اغنیاء کے اعمال

سے زیادہ ہے۔

۲- ایک فقیر آدمی جب کسی چیز کی خواہش کرتا ہے لیکن اس کو پا نہیں سکتا تو اس کا بھی اجر اس کے نامہ اعمال میں تحریر کیا جاتا ہے۔

۳- فقراء جنت میں داخل ہوتے وقت سبقت کرنے والے ہوں گے یعنی وہ مالداروں سے سالہا سال پہلے جنت میں جائیں گے۔

۴- قیامت میں ان کا حساب و کتاب مالداروں کی بانسبت کم ہوگا۔

۵- آخرت میں فقراء کی ندامت کم ہوگی۔ اغنیاء اس دن تمنا کریں گے کہ کاش ہم بھی فقیر ہوتے۔

روح پرور روایت

حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دن حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں حاضر ہوئے۔ آکر کیا دیکھتے ہیں کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام چٹائی پر لیٹے ہوئے ہیں۔ چٹائی پر لیٹنے کی وجہ سے اس کے نشانات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو مبارک پر نمایاں تھے۔ آپ کے اناج رکھنے والے برتن میں وہ فرماتے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ صرف ایک صاع گندم موجود ہے۔ یہ حالت دیکھ کر حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ زاروقطار رونے لگے تو آپ نے ارشاد فرمایا۔

یاعمر رضی اللہ مایبکیک اے عمر رضی اللہ عنہ تجھے کس چیز نے رلا دیا۔

وہ فرماتے ہیں۔ میں نے عرض کیا اے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم قیصر و کسریٰ ریشم کے بستر پر سوتے ہیں۔

جبکہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ میں آپ کی فقر کی حالت دیکھ رہا ہوں جو کہ میں دیکھ رہا ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

یاعمر الا ترضی ان تکون لنا الآخرۃ ولھم الدنیا.

اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیا تو اس بات پر خوش نہیں ہے کہ ہمارے لئے آخرت ہو جبکہ ان کفار کے لئے صرف دنیا ہو۔

عجیب نکتہ

اس موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لنا فرمایا یعنی "ہمارے لئے" لی نہیں فرمایا جس

کا معنی ہوتا "میرے لئے" حالانکہ سوال تو صرف آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حالت کے بارے میں تھا۔ اس سے اس بات کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے کہ جس طرح آخرت آپ کیلئے ہے اسی طرح آپ کے گناہگار غلاموں کیلئے بھی ہے۔

ایک روایت میں ہے۔ آپ نے فرمایا۔

یا ابن الخطاب اولئک قوم عجلت لھم طیبا تھم فی الحیاۃ الدنیا یعنی ان حظ الکفار مانا لوہ من نعیم الدنیا و لا حظ لھم فی الاخرۃ.

اے خطاب کے بیٹے یہ ایسی قوم ہے کہ جن کو دنیاوی زندگی میں آسائشیں دینے کیلئے جلدی کی گئی ہے یعنی کفار نے جو کچھ اس دنیاوی زندگی میں حاصل کرنا تھا' کرلیا۔ ان کیلئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔

(من ابن الملک علی المشارق)

یوم حشر میں فقراء کی شان

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت کے دن جب میری امت کے فقراء کھڑے ہوں گے تو ان کے چہرے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے اور ان کے بال موتیوں اور یاقوت کے ساتھ جڑے ہوئے ہوں گے۔ ان کے ہاتھوں میں نور کے پیالے ہوں گے۔ وہ نور کے بنے ہوئے منبروں پر بیٹھے ہوں گے جبکہ لوگ حساب دے رہے ہوں گے۔

اہل جنت ان فقراء کو دیکھ کر کہیں گے۔ کیا یہ فرشتے ہیں؟ جواب ملے گا نہیں۔

ان فقراء کی طرف فرشتے دیکھ کر پوچھیں کیا یہ انبیاء علیہم السلام ہیں؟ تو وہ کہیں گے نہیں بلکہ ہم تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے ہیں۔

فرشتے ان فقراء سے کہیں گے کہ ان اعمال کی وجہ سے تم کو یہ درجات عطا فرمائے گئے؟

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت کے فقراء عرض کریں گے کہ اے فرشتو! ہمارے اعمال زیادہ نہیں تھے۔

ہم نے زمانہ بھر روزہ نہیں رکھا
ہم راتوں کو قیام بھی نہیں کر سکتے تھے

البتہ! یہ ضرور کیا کہ ہم پانچ وقت کی نماز کو باجماعت ادا کرتے تھے۔

جب ہم آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام نامی اسم گرامی سنتے تھے تو ہماری آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے۔ ہم خشیت رکھنے والے دل کے ساتھ دعا کرتے اور رب ذوالجلال کی طرف سے ہمیں جو فقر نصیب ہوا تھا۔ اس فقر کے ملنے پر ہم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے۔
(زبدۃ الواعظین)

زندگی بسر کرنے آسان ضابطہ

حضرت عمرو ابن شعیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

خصلتان من کانتا فیہ کتبہ اللہ شاکراً صابراً من نظر فی دینہ الی من ہو فوقہ فاقتدی بہ ومن نظر فی دنیاہ الیٰ من ہو دونہ فحمد اللہ تعالیٰ علیٰ فضل اللہ علیہ کما قال اللہ تعالیٰ۔

(ولا تتمنوا ما فضل اللہ بہ بعضکم علی بعض للرجال نصیب مما اکتسبوا وللنساء نصیب مما اکتسبن واسألوا اللہ من فضلہ ان اللہ کان بکل شیئ علیما.

جس شخص میں دو خصلتیں پائی جائیں اللہ تعالیٰ اس شخص کو صبر کرنے والا اور شکر نے والا لکھ لیتا ہے۔

(۱) جو شخص دین کے معاملے میں اپنے سے مافوق کو دیکھے اور اس کی اقتداء کرے۔

(۲) جو شخص دنیا کے معاملے میں اپنے سے کم کو دیکھے اور اس پر اللہ تعالیٰ نے جو فضل وکرم فرمایا ہے۔ اس کی وجہ سے خداوند قدوس کی حمد وثنا کرے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

''اللہ تعالیٰ نے تم میں سے بعض کو بعض پر جو فضیلت عطا فرمائی۔ (مال کے اعتبار سے) اس کی تمنا نہ کرو۔ مردوں کیلئے حصہ ہے جو انہوں نے کسب کیا۔ عورتوں کے لئے حصہ ہے جو انہوں نے کسب کیا۔ تم اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل کا سوال کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔''

تین چیزوں کا انتخاب

حضرت شفیق زاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے مروی ہے کہ فقراء نے تین چیزیں اختیار کیں۔

اسی طرح اغنیاء نے بھی تین چیزیں اختیار کیں۔

فقراء کی پسندیدہ تین چیزیں یہ ہیں۔

(۱) فقر (۲) راحت نفس (۳) دل کی فراغت

اغنیاء کی پسندیدہ تین چیزیں یہ ہیں۔

(۱) نفس کی تھکاوٹ (۲) دل کا مشغول ہونا (۳) حساب کی شدت۔

(زبدۃ الواعظین)

فقیر کب بنے گا؟

حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔ لفظ فقر میں تین حرف ہیں۔

۱- فا- اس سے مراد فنا ہے۔

۲- ق- اس سے مراد قناعت ہے۔

۳- ر- اس سے مراد ریاضت ہے۔

اگر کسی انسان میں یہ تین صفات یعنی فناء قناعت اور ریاضت نہ ہوں تو وہ فقیر نہیں کہلائے گا۔

مسلمان مالدار اپنے مسلمان غلاموں سے پانچ سو سال بعد جنت میں داخل ہوں گے۔ کفار فقراء مالدار کفار سے پانچ سو سال بعد دوزخ میں داخل ہوں گے۔

اے مخاطب تیرے لئے یہ مناسب ہے کہ تو اس بات کو پہنچانے سبقت کرنا رفع درجات کو مستلزم نہیں ہے کہ جو شخص بعد میں داخل ہوگا۔ اس کے درجات بھی کم ہو جائیں گے بلکہ بعض اوقات کبھی پیچھے رہ جانے والے لوگ ان لوگوں کی طرح ہوتے ہیں جنہوں نے نیکی کے راستے میں اپنے مالوں کو خرچ کیا ہوا ہوتا ہے یعنی جو جنت میں داخل ہونے کے اعتبار سے سبقت لے گئے ہوں۔ پیچھے رہ جانے والے درجات کے لحاظ سے ان سے ارفع واعلیٰ ہوتے ہیں۔ (من ابن ملک علی المشارق)

لمحہ بھر کی غلطی پر افسوس:

حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ کا جب انتقال ہوگیا تو ان کی جگہ حضرت محمد حریری رحمتہ اللہ علیہ کو مقرر کیا گیا جو ایک سال مکہ مکرمہ میں رہے۔ اس دوران انہوں نے مسلسل روزہ رکھا۔ نیند نہیں کی۔ اپنی پیٹھ کو دیوار کے ساتھ نہیں لگایا اور نہ ہی اپنے پاؤں اس کی

ہوا تا کہ حضور کے ہاتھ مبارک کو بوسہ دوں۔ آپ نے میری طرف سے چہرے کو پھیر لیا۔ پھر میں نے دوسری اور تیسری مرتبہ اسی طرح کیا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعراض فرمایا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے کونسی کوتاہی ہوئی کہ آپ مجھ سے اعراض فرمارہے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری طرف دیکھا جبکہ آپ کا چہرۂ مبارک جلال کی وجہ سے انتہائی سرخ ہوگیا جیسا کہ سرخ یاقوت ہو۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

ان فقیراً من فقراء نا اراد منک عصیدة فبخلت بھا وترکته جائعاً فی ھذہ اللیلة۔

''کہ ہمارے فقراء میں سے ایک فقیر نے تجھ سے عصیدہ کو طلب کیا جبکہ تو نے وہ دینے سے انکار کر کے بخل سے کام لیا اور اس رات میں تو نے اسے بھوکا رکھا۔''

وہ شخص کہتا ہے کہ میں اپنی نیند سے بیدار ہوا۔ اس وقت میرے جسم کے شانے کا گوشت حرکت کر رہا تھا۔ وہ نوجوان اپنی اس جگہ سے غائب تھا۔ میں نے اسے اس مقام میں نہ پایا۔ اپنے گوشہ سے باہر نکلا۔ میں نے اسے دیکھا کہ وہ جارہا ہے۔

اس سے کہا کہ اے نوجوان قسم بخدا آپ ٹھہریں۔ ایک گھڑی کیلئے صبر کریں تا کہ میں آپ کو عصیدہ پیش کروں۔ اس نوجوان نے تبسم کرتے ہوئے میری طرف دیکھا اور کہا

یاشیخ من اراد لقمة منک فاین یجد مائة الف واربعة وعشرین الفامن الانبیاء یاتونک شفاء للقمة من عصیدة قال ھکذا او غاب۔ (مشکوٰۃ الانوار)

اے شیخ کون تجھ سے ایک لقمہ کا ارادہ کرے اور کہاں سے لائے۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کو کہ وہ تیرے پاس ایک لقمہ عصیدہ کی سفارش کرنے کیلئے آئیں۔ اس نے یہ کہا اور غائب ہوگیا۔

مہمان کی عزت کرنے کا حکم

نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ **الضیف برکة من اللہ ونعمة ومن اکرم الضیف فھو معی فی الجنة ومن لم یکرم الضیف فلیس فی۔**

مہمان اللہ تعالیٰ کی برکتوں میں سے ایک برکت اور اس کی نعمتوں میں سے ایک نعمت

نوٹ: اس آیت کریمہ کے ان کلمات میں جمع کثرت کو ذکر کیا گیا۔ جمع قلت کی جگہ پر اور وہ "سنبلات" ہے۔

(فی کل سنبلة مائة حبة) ہر ایک خوشہ میں سو دانے ہیں۔" اس پورے کے اندر سات سو دانے بن جاتے ہیں جو نیک آدمی اپنے رزق حلال میں سے شریعت کی اجازت سے اللہ تعالیٰ کے راستے میں اپنا مال خرچ کرتا ہے اور ان کو دیتا ہے جو اس مال کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس آدمی کو ہر صدقہ کے بدلے سات نیکیاں بلکہ اس سے بھی زیادہ عطا فرماتا ہے۔

(واللہ یضاعف) اور اللہ تعالیٰ بڑھا دیتا ہے۔ ثواب میں اضافہ فرما دیتا ہے۔

(لمن یشاء) جس کے لئے وہ چاہے جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنے والے ہیں۔ اس سے وہ مراد ہیں۔ ہر خرچ کرنے والا مراد نہیں کیونکہ ان کے حالات مختلف ہوتے ہیں۔

(واللہ واسع) اور اللہ تعالیٰ وسعت والا ہے۔

ان تمام اضافوں سے اس کا فضل کہیں بڑھ کر ہے۔

(علیهم) ان پر۔ ان کے خرچ کرنے کے مقابلے میں اور ان کی نیتوں کے مطابق۔

پھر اللہ تعالیٰ نے خرچ کرنے والوں کو خرچ کرنے کا طریقہ بتایا تا کہ وہ اس خرچ کرنے سے زیادہ سے زیادہ ثواب حاصل کر سکیں۔

(الذین ینفقون اموالهم فی سبیل اللہ) "وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں اپنے مالوں کو خرچ کرتے ہیں۔"

جہاں خرچ کرنا چاہئے وہاں وہ مال کو خرچ کرتے ہیں۔

(ثم لا یتبعون ما انفقوا منا) جو وہ خرچ کر دیں۔ پھر وہ اس پر احسان نہیں جتلاتے۔"

جو کچھ انہوں نے صدقہ کیا۔ اس پر احسان نہیں جتلاتے یعنی جس پر انہوں نے خیرات کی ہے۔ اسے کہیں کہ ہم نے تجھ پر صدقہ کیا یا میں نے تجھ پر احسان کیا۔

(ولا اذی) اور نہ ہی اذیت۔ یہ منا کی تاکید ہے ان کو اذیت نہیں دیتے۔ صدقہ کرنے والا اذیت دینے کے انداز میں اس سے کہے کہ میں نے تجھے عطا کیا تو نے میرا شکریہ ادا نہیں کیا یا یہ کہے کہ تو نے مجھے کیا دیا تو مجھے تکلیف دیتا ہے یا کتنا تو مانگتا رہے گا۔

کیا تجھے شرم نہیں آتی؟

(لھم اجرھم) ان کے لئے ان کا اجر ہے ان کے تیار شدہ ثواب ہے۔

(عند ربھم ولا خوف علیھم ولا یحزنون) ان کے رب کے پاس (ان کے لئے اجر و ثواب ہے) نہ ہی ان پر کوئی خوف آخرت کے بارے میں اور نہ ہی انہیں اس چیز پر غم ہے جو وہ دنیا میں چھوڑ کر گئے ہیں جب حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بئر روم کو خرید کر اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے اس کو مسلمانوں کے لئے وقف کر دیا تو اس موقع پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

جلسہ نمبر ۳۶

دنیا کی مذمت اور اس کے زوال کا بیان

آیت مبارکہ

واضرب لهم مثل الحيوٰة الدنيا كماء انزلناه من السماء فاختلط به نبات الارض فاصبح هشيماً تذروه الرياح وكان الله علىٰ كل شى مقتدراً المال والبنون زينة الحيوة الدنيا والباقيات الصلحت خير عند ربک ثواباً وخير املاً

(الکہف ۴۵-۴۶)

ترجمہ

اور ان کے سامنے زندگانی دنیا کی مثال بیان کرو جیسے ایک پانی ہم نے آسمان سے اتارا تو اس کے سبب زمین کا سبزہ گھنا ہو کر نکلا کہ سوکھی گھاس ہو گیا جسے ہوائیں اڑائیں اور اللہ ہر چیز پر قابو والا ہے۔ مال اور بیٹے یہ جیتی دنیا کا سنگار ہے اور باقی رہنے والی اچھی باتیں ان کا ثواب تمہارے رب کے یہاں بہتر اور امید میں سب سے بھلی۔

جلسہ نمبر ۳۶

دنیا کی مذمت اور اس کے زوال کا بیان

آیت کی تفسیر

(واضرب لهم مثل الحياة الدنيا) آپ ان کے لئے دنیاوی زندگی کی مثال بیان کریں۔

ان کے لئے اس چیز کا بیان کریں جو دنیاوی زندگی کے مشابہ ہو۔ چمک دمک میں، جلدی ختم ہونے میں یا اس کے عجیب وغریب اوصاف کا ذکر کریں۔

(کماء) "پانی کی طرح" یعنی دنیاوی زندگی کی مثال پانی کی طرح ہے۔

نحوی نکتہ: کماء۔ اضرب کا مفعول ثانی ہے جو کہ صیر کے معنی میں ہے۔ (انزلناه من السماء فاختلط به نبات الارض) ہم نے اس پانی کو آسمان سے نازل کیا جس کے ساتھ زمین کی جڑی بوٹیاں مل گئیں۔" پانی کے سبب سے ان میں تالیف پیدا ہوئی۔ بعض کے ساتھ اپنی کثرت و ثقافت کی وجہ سے مل جل گئے؟ یا پانی کے ذریعے جڑی بوٹیاں کامیاب ہوئی۔ سیراب ہوکر اور پتے وغیرہ اٹھا کر۔

اس بناء پر پانی کا حق ہے کہ وہ زمین کی جڑی بوٹیوں سے مل جائے لیکن جب خلط ملط ہونے والی چیزوں میں سے ہر ایک اپنے ساتھی صفت کے ساتھ موصوف تھی۔ اس کا برعکس کیا کثرت میں مبالغہ ہونے کی وجہ سے۔

(فاصبح هشيما) "وہ چورا چورا ہوگیا" یعنی ٹکڑے ٹکڑ ہوگیا۔

(تذروه الرياح) جس کو ہوائیں اڑا کر لے جاتی ہیں۔ ہوائیں اس کو جدا جدا کردیتی ہیں۔

ایک قرات میں تذروہ کی بجائے۔ تذریہ آیا ہے۔ یہ اذری یذری اذراء سے مشتق

جلسہ نمبر ۳۶

دنیا کی مذمت اور اس کے زوال کا بیان

آیت مبارکہ

واضرب لهم مثل الحیوٰة الدنيا كماء انزلناه من السماء فاختلط به نبات الارض فاصبح هشيماً تذروه الرياح وكان الله علیٰ كل شی مقتدراً المال والبنون زينة الحيوة الدنيا والباقيات الصلحت خير عند ربک ثواباً وخير املاً

(الکہف ۴۵-۴۶)

ترجمہ

اور ان کے سامنے زندگانی دنیا کی مثال بیان کرو جیسے ایک پانی ہم نے آسمان سے اتارا تو اس کے سبب زمین کا سبزہ گھنا ہوکر نکلا کہ سوکھی گھاس ہوگیا جسے ہوائیں اڑائیں اور اللہ ہر چیز پر قابو والا ہے۔ مال اور بیٹے یہ جیتی دنیا کا سنگار ہے اور باقی رہنے والی اچھی باتیں ان کا ثواب تمہارے رب کے یہاں بہتر اور امید میں سب سے بھلی۔

جلسہ نمبر ۳۶

دنیا کی مذمت اور اس کے زوال کا بیان

آیت کی تفسیر

(واضرب لهم مثل الحياة الدنيا) آپ ان کے لئے دنیاوی زندگی کی مثال بیان کریں۔

ان کے لئے اس چیز کا بیان کریں جو دنیاوی زندگی کے مشابہ ہو۔ چمک دمک میں، جلدی ختم ہونے میں یا اس کے عجیب وغریب اوصاف کا ذکر کریں۔

(کماء) "پانی کی طرح" یعنی دنیاوی زندگی کی مثال پانی کی طرح ہے۔

نحوی نکتہ: کماء- اضرب کا مفعول ثانی ہے جو کہ صیر کے معنی میں ہے۔ (انزلناه من السماء فاختلط به نبات الارض) ہم نے اس پانی کو آسمان سے نازل کیا جس کے ساتھ زمین کی جڑی بوٹیاں مل گئیں۔" پانی کے سبب سے ان میں تالیف پیدا ہوئی۔ بعض کے ساتھ اپنی کثرت و ثقافت کی وجہ سے مل جل گئے؟ یا پانی کے ذریعے جڑی بوٹیاں کامیاب ہوئی۔ سیراب ہوکر اور پتے وغیرہ اٹھا کر۔

اس بناء پر پانی کا حق ہے کہ وہ زمین کی جڑی بوٹیوں سے مل جائے لیکن جب خلط ملط ہونے والی چیزوں میں سے ہر ایک اپنے ساتھی صفت کے ساتھ موصوف تھی۔ اس کا برعکس کیا کثرت میں مبالغہ ہونے کی وجہ سے۔

(فاصبح هشيما) "وہ چورا چورا ہو گیا" یعنی ٹکڑے ٹکڑ ہو گیا۔

(تذروه الرياح) جس کو ہوائیں اڑا کر لے جاتی ہیں۔ ہوائیں اس کو جدا جدا کر دیتی ہیں۔

ایک قرات میں تذروہ کی بجائے۔ تذریہ آیا ہے۔ یہ اذری یذری اذراء سے مشتق

ہوگا۔

اس صورت میں مشبہ بہ (ماء) پانی نہیں بلکہ اس کا حال اور اس کی کیفیت مشبہ بہ ہے یعنی جو کیفیت اس سے حاصل ہوتی ہے اور یہ پانی کے ساتھ اگنے والی جڑی بوٹیوں کا حال ہے جو کہ سرسبز و شادات اور ہرے ہرے پتوں والی ہو۔ پھر وہ ٹکڑے ہوجاتے ہیں جس کو ہوا اڑا کر لے جاتی ہے اور ان کو ایسا کر دیتی ہے جیسا کہ وہ بالکل تھے ہی نہیں۔

(وکان اللہ علی کل شیئ مقتدراً) ''اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔''

چاہے وہ اشیاء کو پیدا کرے یا ان کو فناء کرے۔ ان سب پر وہ قدرت رکھنے والا ہے۔

(المال والبنون زینۃ الحیوۃ الدنیا) ''مال اور اولاد دنیاوی زندگی کی زینت ہیں۔''

ان کے ساتھ انسان دنیا میں مزین ہوجاتا ہے لیکن یہ سب چیزیں تھوڑی ہی مدت میں اس سے فنا ہوجاتی ہیں۔

(والباقیات الصالحات) ''اور باقی رہنے والی اچھی چیزیں''

ان سے مراد نیک اعمال ہیں جن کا پھل ابدالآباد تک باقی رہتا ہے اور اعمال خیر میں پانچ نمازیں، حج کے افعال، رمضان کا روزہ، سبحان اللہ والحمدللہ ولا الہ الا اللہ اکبر اور اچھا کلام سب شامل ہیں۔

(خیر عند ربک) ''تیرے پرودگار کے ہاں بہتر ہیں۔'' مال اور اولاد سے اعمال صالحہ ہی بہتر ہیں۔

(ثوابا و خیرا املا) ''ثواب اور اچھی امید ہیں۔''

یعنی نیک کام کرنے والا دنیا میں جن چیزوں کی امید رکھتا تھا۔ وہ آخرت میں ان کو حاصل کرلے گا۔ (قاضی بیضاوی)

درود پہنچانے پر معمور فرشتہ

حضرت ابوہریرہ اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ان اللہ تعالیٰ خلق ملکا واعطاہ سمع الخلائق کلھا وھو قائم علیٰ قبری الی یوم الدین فما من احد من امتی یصلی علی الاسماہ باسمہ واسم

ابیه وقال یا محمد ان فلان بن فلان یصلی علیک ۔

بے شک اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ پیدا فرمایا اور اسے تمام مخلوق کی سماعت عطا فرمائی۔ وہ فرشتہ قیامت کے دن تک میری قبر پر کھڑا ہے۔ میری امت میں سے جو شخص بھی میری ذات پر درود شریف پڑھتا ہے تو وہ عرض کرتا ہے۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم بے شک فلاں بن فلاں آپ کی ذات پر درود شریف پڑھتا ہے۔ (ابوسعود)

دنیا صرف تین دن

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔

الدنیا ثلاثة ایام یوم امس قد معنیٰ ما بیدک منه شی ء ویوم غد لا تذری اتدرکه ام لا ویوم انت فیه فاغتنمه .

دنیا تین دن ہے۔ ایک گزشتہ دن جس میں سے کوئی چیز تیرے ہاتھ میں نہیں ہے اور ایک دن آئندہ کل۔ اس کے بارے تو نہیں جانتا کہ تو اس کو پالے گا یا نہیں۔ ایک آج کا دن ہے جس میں تو موجود ہے۔ اس کو غنیمت جان۔

دنیا صرف تین گھڑیاں

دنیا صرف تین ساعتیں ہے۔ ایک ساعت گزر چکی۔ ایک ساعت ایسی ہے کہ جس کے بارے تو نہیں جانتا کہ اس کو حاصل کرے گا یا نہیں اور ایک ساعت ایسی ہے کہ جو تجھے نصیب ہے۔ اس کو غنیمت سمجھ۔ اے انسان! یقیناً تو صرف اور صرف ایک ساعت کا مالک ہے اس لئے کہ موت ایک گھڑی سے دوسری گھڑی تک آنے والی ہے۔

دنیا صرف تین سانس

انسان کیلئے دنیا صرف تین سانس ہے۔ ایک وہ سانس کہ جو گزر چکی۔ اے مخاطب جو تو نے کرنا تھا اس میں کیا۔ ایک وہ سانس ہے جس کے بارے تو نہیں جانتا کہ وہ تجھے نصیب بھی ہوگا یا نہیں اور ایک وہ سانس ہے کہ جو تو لے رہا ہے۔

اے انسان! حقیقتاً تو صرف ایک سانس ایک گھڑی اور ایک دن کا مالک ہے تو اسی ایک سانس میں نیکی کرنے کیلئے جلدی کر فوت ہونے سے پہلے اور توبہ کرنے کیلئے عجلت

ہوگا۔

اس صورت میں مشبہ بہ (ماء) پانی نہیں بلکہ اس کا حال اور اس کی کیفیت مشبہ بہ ہے یعنی جو کیفیت اس سے حاصل ہوتی ہے اور یہ پانی کے ساتھ اگنے والی جڑی بوٹیوں کا حال ہے جو کہ سرسبز وشادات اور ہرے ہرے پتوں والی ہو۔ پھر وہ ٹکڑے ہوجاتے ہیں جس کو ہوا اڑا کر لے جاتی ہے اور ان کو ایسا کردیتی ہے جیسا کہ وہ بالکل تھے ہی نہیں۔

(وکان اللہ علی کل شیئ مقتدرا) ''اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔'' چاہے وہ اشیاء کو پیدا کرے یا ان کو فناء کرے۔ ان سب پر وہ قدرت رکھنے والا ہے۔

(المال والبنون زینة الحیوة الدنیا) ''مال اور اولاد دنیاوی زندگی کی زینت ہیں۔'' ان کے ساتھ انسان دنیا میں مزین ہوجاتا ہے لیکن یہ سب چیزیں تھوڑی ہی مدت میں اس سے فنا ہوجاتی ہیں۔

(والباقیات الصالحات) ''اور باقی رہنے والی اچھی چیزیں'' ان سے مراد نیک اعمال ہیں جن کا پھل ابدالآباد تک باقی رہتا ہے اور اعمال خیر میں پانچ نمازیں، حج کے افعال، رمضان کا روزہ، سبحان اللہ والحمدللہ ولا الہ الا اللہ اکبر اور اچھا کلام سب شامل ہیں۔

(خیر عند ربک) ''تیرے پروردگار کے ہاں بہتر ہیں۔'' مال اور اولاد سے اعمال صالحہ ہی بہتر ہیں۔

(ثوابا و خیر املا) ''ثواب اور اچھی امید ہیں۔'' یعنی نیک کام کرنے والا دنیا میں جن چیزوں کی امید رکھتا تھا۔ وہ آخرت میں ان کو حاصل کرلے گا۔ (قاضی بیضاوی)

درود پہنچانے پر معمور فرشتہ

حضرت ابوہریرہ اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ان اللہ تعالیٰ خلق ملکا واعطاہ سمع الخلائق کلھا وھو قائم علیٰ قبری الی یوم الدین فما من احد من امتی یصلی علی الاسماہ باسمہ واسم

ابیہ وقال یا محمد ان فلان بن فلان یصلی علیک.

بے شک اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ پیدا فرمایا اور اسے تمام مخلوق کی سماعت عطا فرمائی۔ وہ فرشتہ قیامت کے دن تک میری قبر پر کھڑا ہے۔ میری امت میں سے جو شخص بھی میری ذات پر درود شریف پڑھتا ہے تو وہ عرض کرتا ہے۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم بے شک فلاں بن فلاں آپ کی ذات پر درود شریف پڑھتا ہے۔ (ابوسعود)

دنیا صرف تین دن

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔

الدنیا ثلاثة ایام یوم امس قد معنیٰ ما بیدک منه شی ء ویوم غد لا تدری اتدرکه ام لا ویوم انت فیه فاغتنمه.

دنیا تین دن ہے۔ ایک گزشتہ دن جس میں سے کوئی چیز تیرے ہاتھ میں نہیں ہے اور ایک دن آئندہ کل۔ اس کے بارے تو نہیں جانتا کہ تو اس کو پالے گا یا نہیں۔ ایک آج کا دن ہے جس میں تو موجود ہے۔ اس کو غنیمت جان۔

دنیا صرف تین گھڑیاں

دنیا صرف تین ساعتیں ہے۔ ایک ساعت گزر چکی۔ ایک ساعت ایسی ہے کہ جس کے بارے تو نہیں جانتا کہ اس کو حاصل کرے گا یا نہیں اور ایک ساعت ایسی ہے کہ جو تجھے نصیب ہے۔ اس کو غنیمت سمجھ۔ اے انسان! یقیناً تو صرف اور صرف ایک ساعت کا مالک ہے اس لئے کہ موت ایک گھڑی سے دوسری گھڑی تک آنے والی ہے۔

دنیا صرف تین سانس

انسان کیلئے دنیا صرف تین سانس ہے۔ ایک وہ سانس کہ جو گزر چکی۔ اے مخاطب جو تو نے کرنا تھا اس میں کیا۔ ایک وہ سانس ہے جس کے بارے تو نہیں جانتا کہ وہ تجھے نصیب بھی ہوگا یا نہیں اور ایک وہ سانس ہے کہ جو تو لے رہا ہے۔

اے انسان! حقیقتاً تو صرف ایک سانس ایک گھڑی اور ایک دن کا مالک ہے تو اسی ایک سانس میں نیکی کرنے کیلئے جلدی کر فوت ہونے سے پہلے اور تو توبہ کرنے کیلئے عجلت

سے کام کر لے مرنے سے پہلے۔ شاید کہ تو دوسرا سانس لینے سے پہلے ہی مر جائے۔ اعمال میں سے بہترین عمل یہ ہے کہ انسان سانس لیتے وقت اپنے اوقات کی حفاظت کرے کیونکہ سچ تو یہ ہے کہ فان من ضیع وقته ضیع عمره لہ جس نے اپنے وقت کو ضائع کیا۔ اس نے اپنی عمر کو ضائع کیا۔ (تنبیہ الغافلین)

Time wasting is Life wasting

پانچ چیزوں کو پانچ سے پہلے غنیمت جانو

حدیث شریف میں ہے کہ نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے جس کو آپ وعظ و نصیحت فرمارہے تھے۔ فرمایا۔ اغتنم خمسا قبل خمس شبابک قبل هرمک وغناک قبل فقرک وفراغک قبل شغلک وصحتک قبل سقمک وحیاتک قبل موتک۔ پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جانو! اپنی جوانی کو بڑھاپے سے پہلے' اپنی مالداری کو محتاجی سے پہلے' اپنی فراغت کو مصروفیت سے پہلے' اپنی تندرستی کو بیماری سے پہلے اور اپنی زندگی کو موت سے پہلے' اس لئے کہ جو انسان جوانی کے دنوں میں اعمال خیر کو کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔ وہ اپنے بڑھاپے کی حالت میں ایسا کرنے پر قادر نہیں ہوتا۔ پس ہر انسان کیلئے مناسب یہ ہے کہ وہ ان پانچ حالتوں میں نیک کام کرنے میں کوشش کرے۔ اپنی تندرستی کے دنوں کو فراغت کے وقت کو غنیمت جانے جب تک وہ زندہ رہے۔

جو خوش نصیب اللہ تعالیٰ کے دیدار کا مشتاق ہے۔ اسے نیکی کے کاموں میں کوشش کرنی چاہئے اور جو جہنم کی آگ سے ڈرتا ہے اسے چاہئے کہ وہ اپنے نفس کو شہوات سے محفوظ رکھے۔ (تنبیہ الغافلین)

انسان اپنی روح کا ایک گھڑی کیلئے بھی مالک نہیں

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما مکتب سے روتے ہوئے اپنے والد محترم حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا کہ اے میرے بیٹے کس چیز نے آپ کو رلا دیا؟

انہوں نے عرض کیا اے والد بزرگوار مکتب میں طالب علموں نے میری قمیض پر لگے ہوئے پیوندوں کی گنتی کی اور انہوں نے کہا کہ دیکھو امیر المومنین کے بیٹے کے قمیض پر کتنے

پیوند لگے ہوئے ہیں۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے کرتے پر چودہ جگہ پیوند لگے ہوئے تھے اور بعض جگہ چمڑہ کا پیوند لگا ہوا تھا۔

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خزانچی کے پاس پیغام کہلا بھیجا کہ آپ مجھے بیت المال میں سے مہینہ کے اختتام تک چار درہم بطور قرض دے دیں اور جب مہینہ مکمل ہوجائے گا تو آپ مجھے بیت المال سے جو تنخواہ دیتے ہیں۔ اس میں سے کاٹ لینا۔

خازن نے حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو واپسی جواباً عرض کیا۔

یاعمر اتامن علیٰ حیاتک شھراً حتی انقدلک فماتفعل بدراھم بیت المال لومت وبقیت علیک؟ اے عمر رضی اللہ عنہ آپ کو ایک ماہ تک زندہ رہنے کا یقین ہے یہاں تک کہ میں آپ کو نقدی رقم عطا کروں اگر آپ فوت ہوگئے تو ان بیت المال کے دراہم کا کیا بنے گا؟ اور وہ آپ پر بطور قرض کے لازم رہیں گے۔

قال عمر: یا بنیّ ارجع الیٰ الکتاب فانی لا آمن علیٰ روحی ساعۃ

(مشکوٰۃ الانوار)

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اے بیٹے کتاب کی طرف رجوع کر۔ کیونکہ مجھے اپنے جسم میں روح کے ایک گھڑی تک رہنے کا بھی یقین نہیں ہے۔

(مشکوٰۃ الانوار)

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیٹ بھر کر کبھی نہ کھایا

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ وہ فرماتی ہیں۔

ماشبع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلاثۃ ایام تباعاً من خبز حتیٰ مضی الیٰ سبیلہ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دن مسلسل گندم کی روٹی سے اپنا پیٹ مبارک نہیں بھرا۔ یہاں تک کہ اپنے راستے کی طرف چلے گئے۔ (یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوگیا۔)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ دو دن مسلسل جو کی روٹی سے آپ نے اپنا پیٹ مبارک نہیں بھرا۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ان کو اس حوالے سے اتنا عطا فرماتا کہ جس کا آپ

سے کام کرلے مرنے سے پہلے۔ شاید کہ تو دوسرا سانس لینے سے پہلے ہی مر جائے۔ اعمال میں سے بہترین عمل یہ ہے کہ انسان سانس لیتے وقت اپنے اوقات کی حفاظت کرے کیونکہ سچ تو یہ ہے کہ فان من ضیع وقتہ ضیع عمرہٗ لہ جس نے اپنے وقت کو ضائع کیا۔ اس نے اپنی عمر کو ضائع کیا۔ (تنبیہ الغافلین)

Time wasting is Life wasting

پانچ چیزوں کو پانچ سے پہلے غنیمت جانو

حدیث شریف میں ہے کہ نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے جس کو آپ وعظ و نصیحت فرمارہے تھے۔ فرمایا۔ اغتنم خمسا قبل خمس شبابک قبل ھرمک وغناک قبل فقرک وفراغک قبل شغلک وصحتک قبل سقمک وحیاتک قبل موتک۔ پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جانو! اپنی جوانی کو بڑھاپے سے پہلے' اپنی مالداری کو محتاجی سے پہلے' اپنی فراغت کو مصروفیت سے پہلے' اپنی تندرستی کو بیماری سے پہلے اور اپنی زندگی کو موت سے پہلے' اس لئے کہ جو انسان جوانی کے دنوں میں اعمال خیر کو کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔ وہ اپنے بڑھاپے کی حالت میں ایسا کرنے پر قادر نہیں ہوتا۔ پس ہر انسان کیلئے مناسب یہ ہے کہ وہ ان پانچ حالتوں میں نیک کام کرنے میں کوشش کرے۔ اپنی تندرستی کے دنوں کو فراغت کے وقت کو غنیمت جانے جب تک وہ زندہ رہے۔

جو خوش نصیب اللہ تعالیٰ کے دیدار کا مشتاق ہے۔ اسے نیکی کے کاموں میں کوشش کرنی چاہئے اور جو جہنم کی آگ سے ڈرتا ہے اسے چاہئے کہ وہ اپنے نفس کو شہوات سے محفوظ رکھے۔ (تنبیہ الغافلین)

انسان اپنی روح کا ایک گھڑی کیلئے بھی مالک نہیں

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما مکتب سے روتے ہوئے اپنے والد محترم حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا کہ اے میرے بیٹے کس چیز نے آپ کو رلا دیا؟

انہوں نے عرض کیا اے والد بزرگوار مکتب میں طالب علموں نے میری قمیض پر لگے ہوئے پیوندوں کی گنتی کی اور انہوں نے کہا کہ دیکھو امیر المومنین کے بیٹے کے قمیض پر کتنے

پیوند لگے ہوئے ہیں۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے کرتے پر چودہ جگہ پیوند لگے ہوئے تھے اور بعض جگہ چمڑہ کا پیوند لگا ہوا تھا۔

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خزانچی کے پاس پیغام کہلا بھیجا کہ آپ مجھے بیت المال میں سے مہینہ کے اختتام تک چار درہم بطور قرض دے دیں اور جب مہینہ مکمل ہوجائے گا تو آپ مجھے بیت المال سے جو تنخواہ دیتے ہیں۔ اس میں سے کاٹ لینا۔

خازن نے حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو واپسی جواباً عرض کیا۔

یاعمر اتامن علیٰ حیاتک شھراً حتی انقدلک فماتفعل بدراھم بیت المال لومت وبقیت علیک؟ اے عمر رضی اللہ عنہ آپ کو ایک ماہ تک زندہ رہنے کا یقین ہے یہاں تک کہ میں آپ کو نقدی رقم عطا کروں اگر آپ فوت ہوگئے تو ان بیت المال کے دراہم کا کیا بنے گا؟ اور وہ آپ پر بطور قرض کے لازم رہیں گے۔

قال عمر: یا بنی ارجع الیٰ الکتاب فانی لا آمن علیٰ روحی ساعۃ

(مشکوٰۃ الانوار)

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اے بیٹے کتاب کی طرف رجوع کر۔ کیونکہ مجھے اپنے جسم میں روح کے ایک گھڑی تک رہنے کا بھی یقین نہیں ہے۔

(مشکوٰۃ الانوار)

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیٹ بھر کر کبھی نہ کھایا

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ وہ فرماتی ہیں۔

ماشبع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلاثۃ ایام تباعاً من خبز حتیٰ مضی الیٰ سبیلہ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دن مسلسل گندم کی روٹی سے اپنا پیٹ مبارک نہیں بھرا۔ یہاں تک کہ اپنے راستے کی طرف چلے گئے۔ (یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوگیا۔)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ دو دن مسلسل جو کی روٹی سے آپ نے اپنا پیٹ مبارک نہیں بھرا۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ان کو اس حوالے سے اتنا عطا فرماتا کہ جس کا آپ

کے دل میں خیال بھی نہ گزرتا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے گندم کی روٹی سے اپنا پیٹ نہیں بھرا یہاں تک کہ رب ذوالجلال کی بارگاہ میں حاضر ہوگئے یعنی وصال فرما گئے۔

ایک اور حدیث شریف میں ہے۔

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا۔

ماترک علیہ الصلوٰۃ والسلام دیناراً ولا درھما ولا شاۃ ولابعیراً۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دنیا میں نہ دینار' نہ درہم نہ بکریاں اور نہ ہی اونٹ چھوڑے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں کیا چھوڑا:

حضرت عمرو بن حارث رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث میں ہے۔

ماترک علیہ الصلوٰۃ والسلام الا سلاحہ وبغلتہ وارضاً جعلھا صدقۃ۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام صرف اپنا اسلحہ' خچر چھوڑا اور زمین چھوڑی جس کو بعد میں صدقہ کردیا گیا۔

فقر کو کیوں پسند فرمایا:

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔

ولقدمات علیہ الصلوٰۃ والسلام وما فی بیتی شئ یا کلہ ذوکبد الا شطرشعیر فی رف۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس دارفانی سے داربقاء کی طرف تشریف لے گئے اور میرے گھر میں کوئی چیز بھی نہیں تھی کہ جس کو حیوان کھا سکے۔ سوائے تھوڑے سے جو کے جو کہ میرے طاق میں رکھے ہوئے تھے۔

آپ فرماتی ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

انہ عرض علیٰ ان تجعل لی بطحاء مکۃ ذھبا فقلت لا یارب اجوع یوماً واشبع یوماً فاما الیوم الذی اجوع فیہ فاتضرع الیک وادعوک واما الیوم الذی اشبع فیہ فاحمدک واثنی علیہ۔

مجھ پہ یہ بات پیش کی گئی کہ میرے لئے مکہ کی وادی کو سونا بنا دیا جائے تو میں نے

عرض کیا نہیں۔ اے میرے رب میں ایک دن بھوکا رہوں گا اور ایک دن پیٹ بھر کر کھاؤں گا جس دن میں میں بھوکا رہوں گا تو اس دن تیری بارگاہ میں زیادہ سے زیادہ آہ و زاری کروں گا اور جس دن پیٹ بھر کر کھاؤں گا تو اس دن میں تیری حمد وثنا بیان کروں گا۔

ایک اور حدیث شریف میں ہے کہ ان جبرائیل علیه السلام نزل فقال له یا محمد صلی الله علیه وسلم ان الله تعالیٰ یقرئک السلام ویقول لک اتحب ان اجعل لک هذه الجبال ذهباً وتکون معک حیثما کنت فاطرق ساعة ثم قال یاجبرائیل علیه السلام ان الدنیا ارمن لا دارله ومال من لا مال له قد یجعل ها من لاعقل له فقال له جبرائیل ثبتک الله یا محمد صلی الله علیه وسلم بالقول الثابت۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور آپ سے عرض کیا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ آپ کو سلام دے رہا ہے اور آپ کے لئے ارشاد فرمایا کیا آپ پسند فرمائیں گے کہ ان پہاڑوں کو آپ کیلئے سونا بنا دیا جائے؟ اور یہ پہاڑ آپ کے ساتھ ساتھ رہیں جہاں آپ جائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گھڑی کے لئے سر جھکایا۔ پھر ارشاد فرمایا کہ اے جبرائیل علیہ السلام دنیا اس کا گھر ہے جس کا گھر نہ ہو۔ دنیا اس کا مال ہے جس کا مال نہ ہو۔دنیا کو بے عقل ہی جمع کرتا ہے۔ آپ سے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ نے آپ کو قول ثابت سے ثابت قدم رکھا۔

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ وہ فرماتی ہیں۔

انا کنا آل محمد صلی الله علیه وسلم لنمکث شهراً مانستوقد ناراً ما هو الا التمر والماء.

بے شک ہم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل و عیال ایک ایک ماہ تک اس طرح رہتے کہ ہمارا چولہا نہیں جلتا تھا نیز ہمارے پاس سوائے کھجور اور پانی کے کچھ نہیں ہوتا تھا۔

(شفاء شریف)

موت کس حال میں آئے

حضرت سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا۔

کے دل میں خیال بھی نہ گزرتا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے گندم کی روٹی سے اپنا پیٹ نہیں بھرا یہاں تک کہ رب ذوالجلال کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے یعنی وصال فرما گئے۔

ایک اور حدیث شریف میں ہے۔

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا۔

ماترک علیہ الصلوٰۃ والسلام دیناراً ولا درھما ولا شاۃ ولا بعیراً.

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دنیا میں نہ دینار' نہ درہم نہ بکریاں اور نہ ہی اونٹ چھوڑے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں کیا چھوڑا:

حضرت عمرو بن حارث رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث میں ہے۔

ماترک علیہ الصلوٰۃ والسلام الا سلاحہ وبغلتہ وارضاً جعلھا صدقۃ.

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام صرف اپنا اسلحہ' خچر چھوڑا اور زمین چھوڑی جس کو بعد میں صدقہ کر دیا گیا۔

فقر کو کیوں پسند فرمایا:

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔

ولقدمات علیہ الصلوٰۃ والسلام وما فی بیتی شیٔ یا کلہ ذو کبد الا شطر شعیر فی رف۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس دار فانی سے دار بقاء کی طرف تشریف لے گئے اور میرے گھر میں کوئی چیز بھی نہیں تھی کہ جس کو حیوان کھا سکے۔ سوائے تھوڑے سے جو کے جو کہ میرے طاق میں رکھے ہوئے تھے۔

آپ فرماتی ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

انہ عرض علیّ ان تجعل لی بطحاء مکۃ ذھبا فقلت لا یارب اجوع یوماً واشبع یوماً فاما الیوم الذی اجوع فیہ فاتضرع الیک وادعوک واما الیوم الذی اشبع فیہ فاحمدک واثنی علیہ۔

مجھ پر یہ بات پیش کی گئی کہ میرے لئے مکہ کی وادی کو سونا بنا دیا جائے تو میں نے

عرض کیا نہیں۔ اے میرے رب میں ایک دن بھوکا رہوں گا اور ایک دن پیٹ بھر کر کھاؤں گا جس دن میں میں بھوکا رہوں گا تو اس دن تیری بارگاہ میں زیادہ سے زیادہ آہ و زاری کروں گا اور جس دن پیٹ بھر کر کھاؤں گا تو اس دن میں تیری حمد وثنا بیان کروں گا۔

ایک اور حدیث شریف میں ہے کہ ان جبرائیل علیہ السلام نزل فقال لہ یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالیٰ یقرئک السلام ویقول لک اتحب ان اجعل لک ھذہ الجبال ذھباً وتکون معک حیثما کنت فاطرق ساعۃ ثم قال یاجبرائیل علیہ السلام ان الدنیا ارمن لا دارلہ ومال من لا مال لہ قد یجعل ھا من لاعقل لہ فقال لہ جبرائیل ثبتک اللہ یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم بالقول الثابت۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور آپ سے عرض کیا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ آپ کو سلام دے رہا ہے اور آپ کے لئے ارشاد فرمایا کیا آپ پسند فرمائیں گے کہ ان پہاڑوں کو آپ کیلئے سونا بنا دیا جائے؟ اور یہ پہاڑ آپ کے ساتھ ساتھ رہیں جہاں آپ جائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گھڑی کے لئے سر جھکایا۔ پھر ارشاد فرمایا کہ اے جبرائیل علیہ السلام دنیا اس کا گھر ہے جس کا گھر نہ ہو۔ دنیا اس کا مال ہے جس کا مال نہ ہو۔ دنیا کو بے عقل ہی جمع کرتا ہے۔ آپ سے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ نے آپ کو قول ثابت سے ثابت قدم رکھا۔

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ وہ فرماتی ہیں۔

انا کنا آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم لنمکث شھراً ماتستوقد ناراً ما ھو الا التمر والماء.

بے شک ہم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل و عیال ایک ایک ماہ تک اس طرح رہتے کہ ہمارا چولہا نہیں جلتا تھا نیز ہمارے پاس سوائے کھجور اور پانی کے کچھ نہیں ہوتا تھا۔

(شفاء شریف)

موت کس حال میں آئے

حضرت سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا۔

یابلال مت فقیراً ولا تمت غنیاً.

اے بلال رضی اللہ عنہ تو فقیر ہو کر فوت ہو۔ مالدار ہو کر نہ مر۔

آپ کی پسندیدہ چیز

حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بھی اپنا پیٹ نہیں بھرا اور نہ ہی کسی ایک کو شکایت کرتے ہوئے رات گزاری۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مالداری سے فقیری زیادہ پسند تھی۔ آپ ہمیشہ بھوکے رہتے۔ بھوک کی وجہ سے لمبی راتوں میں خالی پیٹ رہتے لیکن یہ چیز آپ کو دن کو روزہ رکھنے سے منع نہ کرسکتی۔ حالانکہ اگر آپ چاہتے تو اپنے رب سے زمین کے تمام خزانوں اس کے پھلوں اور دنیا کی عیش وعشرت کا سوال کرسکتے تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ کی یہ حالت دیکھ کر حضور کے ساتھ والہانہ محبت کی وجہ سے میں روتی رہتی تھی اور بھوک کی وجہ سے آپ کے پیٹ مبارک کی جو حالت ہوتی۔ اس پر میں اپنا ہاتھ مار کر اس کو محسوس کرتی اور میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کرتی کہ اے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر میری جان قربان ہو۔ آپ دنیا سے اتنا تو ضرور حاصل کرتے جو قوت لایموت ہو تو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے۔ اے عائشہ رضی اللہ عنہا دنیا اور اس کے مال پر میرے اولوالعزم پیغمبر بھائیوں نے صبر سے کام لیا جو کہ اس سے بھی زیادہ سخت حالت تھی۔ وہ اپنے حال پر قائم رہے۔ اپنے رب کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا عزت والا انجام کیا اور ان کے ثواب کو مزید بڑھا دیا۔ میں اپنے دل میں حیا محسوس کرتا ہوں کہ مالداری کے حساب سے میں ان سے بڑھ جاؤں اور کل مرتبہ کے لحاظ سے ان سے کم ہو جاؤں۔ مجھے اپنے ان بھائیوں اور دوستوں کے ملنے سے زیادہ پسندیدہ کوئی چیز نہیں۔ آپ فرماتی ہیں کہ اس کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ماہ تک اس ظاہری دنیا پر تشریف فرما رہے۔ اس کے بعد آپ کا وصال باکمال ہو گیا۔ (شفاء شریف)

دنیا اور آخرت کا فاصلہ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا کہ اچانک ایک خوبصورت چہرے والا بہترین بالوں والا نہایت ہی

اچھے کپڑوں والا ایک شخص آیا۔ اس نے آ کر عرض کیا۔ السلام علیک یا رسول اللہ اے اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر سلام ہو۔

ماالدنیا ؟ دنیا کیا ہے؟

آپ نے فرمایا سونے والے کے خواب کی طرح۔

اس نے عرض کیا۔ ماالآخرۃ؟ آخرت کیا ہے؟

آپ نے فرمایا۔ ایک گروہ جنت میں اور ایک گروہ جہنم میں اس نے پھر عرض کیا۔ فما الجنۃ؟ جنت کیا ہے؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا کا بدل ہے اس کے لئے جو دنیا کو چھوڑ دے کیونکہ جنت کی قیمت دنیا کا چھوڑنا ہے۔

سائل نے عرض کیا فما جھنم ؟ جہنم کیا ہے؟

آپ نے فرمایا دنیا کا بدل ہے جو اس کو چاہنے والا ہو۔

آنے والے نے عرض کیا فما خیر ھذہ الامۃ؟ اس امت کا بہترین آدمی کون ہے؟

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے۔ سائل نے عرض کیا فکیف یکون الرجل فیھا؟ آدمی اس میں کیسے رہے؟

آپ نے فرمایا منتظر الطالب القافلۃ ایسے انتظار کرنے والا ہو جیسا کہ قافلہ کو طلب کرنے والا ہوتا ہے۔

سوال کرنے والے نے پوچھا فکم القرار فیھا؟ دنیا میں کس قدر ٹھہرنا ہوگا؟ آپ نے فرمایا کقدر المتخلف عن القافلہ اتنی مقدار جتنی دیر قافلہ سے پیچھے رہ جانے والا ٹھہرتا ہے۔

سائل نے عرض کیا؟ فکم مابین الدنیا والآخرۃ؟ دنیا اور آخرت میں کتنا فاصلہ ہے؟

آپ نے فرمایا۔ غمضۃ عین۔ آنکھ بند کرنے کی دیر۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ وہ آدمی چلا گیا۔ پھر ہم نے اسے نہ دیکھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

یابلال مت فقیراً ولا تمت غنیاً.

اے بلال رضی اللہ عنہ تو فقیر ہو کر فوت ہو۔ مالدار ہو کر نہ مر۔

آپ کی پسندیدہ چیز

حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بھی اپنا پیٹ نہیں بھرا اور نہ ہی کسی ایک کو شکایت کرتے ہوئے رات گزاری۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مالداری سے فقیری زیادہ پسند تھی۔ آپ ہمیشہ بھوکے رہتے۔ بھوک کی وجہ سے لمبی راتوں میں خالی پیٹ رہتے لیکن یہ چیز آپ کو دن کو روزہ رکھنے سے منع نہ کر سکتی۔ حالانکہ اگر آپ چاہتے تو اپنے رب سے زمین کے تمام خزانوں اس کے پھلوں اور دنیا کی عیش وعشرت کا سوال کر سکتے تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ کی یہ حالت دیکھ کر حضور کے ساتھ والہانہ محبت کی وجہ سے میں روتی رہتی تھی اور بھوک کی وجہ سے آپ کے پیٹ مبارک کی جو حالت ہوتی۔ اس پر میں اپنا ہاتھ مار کر اس کو محسوس کرتی اور میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کرتی کہ اے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر میری جان قربان ہو۔ آپ دنیا سے اتنا تو ضرور حاصل کرتے جو قوت لایموت ہو تو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے۔ اے عائشہ رضی اللہ عنہا دنیا اور اس کے مال پر میرے اولوالعزم پیغمبر بھائیوں نے صبر سے کام لیا جو کہ اس سے بھی زیادہ سخت حالت تھی۔ وہ اپنے حال پر قائم رہے۔ اپنے رب کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا عزت والا انجام کیا اور ان کے ثواب کو مزید بڑھا دیا۔ میں اپنے دل میں حیا محسوس کرتا ہوں کہ مالداری کے حساب سے میں ان سے بڑھ جاؤں اور کل مرتبہ کے لحاظ سے ان سے کم ہو جاؤں۔ مجھے اپنے ان بھائیوں اور دوستوں کے ملنے سے زیادہ پسندیدہ کوئی چیز نہیں۔ آپ فرماتی ہیں کہ اس کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ماہ تک اس ظاہری دنیا پر تشریف فرما رہے۔ اس کے بعد آپ کا وصال با کمال ہو گیا۔ (شفاء شریف)

دنیا اور آخرت کا فاصلہ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا کہ اچانک ایک خوبصورت چہرے والا، بہترین بالوں والا نہایت ہی

اچھے کپڑوں والا ایک شخص آیا۔ اس نے آ کر عرض کیا۔ السلام علیک یارسول اللہ اے اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر سلام ہو۔

ماالدنیا ؟ دنیا کیا ہے؟

آپ نے فرمایا سونے والے کے خواب کی طرح۔

اس نے عرض کیا۔ ماالآخرۃ؟ آخرت کیا ہے؟

آپ نے فرمایا۔ ایک گروہ جنت میں اور ایک گروہ جہنم میں اس نے پھر عرض کیا۔

فما الجنۃ؟ جنت کیا ہے؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا کا بدل ہے اس کے لئے جو دنیا کو چھوڑ دے کیونکہ جنت کی قیمت دنیا کا چھوڑنا ہے۔

سائل نے عرض کیا فما جھنم ؟ جہنم کیا ہے؟

آپ نے فرمایا دنیا کا بدل ہے جو اس کو چاہنے والا ہو۔

آنے والے نے عرض کیا فما خیر ھذہ الامۃ؟ اس امت کا بہترین آدمی کون ہے؟

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے۔ سائل نے عرض کیا فکیف یکون الرجل فیھا؟ آدمی اس میں کیسے رہے؟

آپ نے فرمایا متنظر الطالب القافلۃ ایسے انتظار کرنے والا ہو جیسا کہ قافلہ کو طلب کرنے والا ہوتا ہے۔

سوال کرنے والے نے پوچھا فکم القرار فیھا؟ دنیا میں کس قدر ٹھہرنا ہوگا؟ آپ نے فرمایا کقدر المتخلف عن القافلہ اتنی مقدار جتنی دیر قافلہ سے پیچھے رہ جانے والا ٹھہرتا ہے۔

سائل نے عرض کیا؟ فکم مابین الدنیا والآخرۃ؟ دنیا اور آخرت میں کتنا فاصلہ ہے؟

آپ نے فرمایا۔ غمضۃ عین۔ آنکھ بند کرنے کی دیر۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ وہ آدمی چلا گیا۔ پھر ہم نے اسے نہ دیکھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

هذا جبرائیل اتاکم لیز ھدکم فی الدنیا ویرغبکم فی الآخرہ

یہ حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں جو تمہارے پاس آئے تاکہ وہ تمہیں دنیا میں تمہیں زہد اور پرہیزگاری سکھائیں اور آخرت میں رغبت دلائیں۔ (زبدۃ الواعظین)

مخلوق میں سے ناپسندیدہ چیز

حدیث شریف میں ہے کہ نبی اکرم سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ان اللہ تعالیٰ لم یخلق خلقا ابغض من الدنیا وانہ لم ینظر الیھا منذ خلقھا۔

بے شک اللہ تعالیٰ نے دنیا سے زیادہ ناپسندیدہ کوئی چیز پیدا نہیں فرمائی کیونکہ جب سے اللہ تعالیٰ نے اسے پیدا فرمایا اس کی طرف نظر ہی نہیں فرمائی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

اذا طلبتم من الدنیا شیئاً فعسر علیکم واذا طلبتم من الاخرۃ شیئاً فتیسرلکم فاعلموا ان اللہ تعالیٰ یحبکم۔

جب تم دنیا میں سے کوئی چیز طلب کرتے ہو تو وہ تمہارے لئے مشکل کردی جاتی ہے اور جب تم آخرت کے بارے میں کوئی چیز طلب کرو تو وہ تمہارے لئے آسان بنا دی جاتی ہے۔ پس تم جان لو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے کیا چیز پسند فرماتا ہے؟

دنیا کے طالب کیلئے چار غم

حدیث شریف میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من اصبح والدنیا اکبر ھمہ فلیس من اللہ فی شیء والذم قلبہ اربع خصال الاولیٰ ھم لا ینقطع عنہ ابداً والثانیۃ شغل لایتفرغ منہ ابداً والثالثۃ فقر لایبلغ غنی ابداً والرابعۃ امل لایبلغ منتھاہ ابداً۔

جس شخص نے اس حال میں صبح کی کہ اس کا سب سے بڑا غم دنیا کا غم ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کیلئے کوئی نعمت نہیں ہے بلکہ اس کے دل میں چار خصلتیں لازم کردی جاتی ہیں۔

۱- دنیا کا غم اس سے کبھی جدا نہیں ہوگا۔

۲- دنیاوی مصروفیات سے وہ کبھی فارغ نہیں ہوگا۔

۳- مالداری کی حالت میں وہ فقر کو کبھی نہیں پہنچے گا۔

۴- ایسی امید میں مبتلا رہے گا جس کی انتہاء کو کبھی نہیں حاصل کر سکے گا۔ (زبدۃ الواعظین)

تمام برائیوں کی جڑ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

حب الدنیا راس کل خطیئۃ فعلیک بالاعراض عنھا دنیا کی محبت تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ اے مخاطب تجھ پر اس سے اعراض کرنا لازم ہے۔

ابن سماک نے فرمایا اس کا ایک گھونٹ دنیا ہے۔ اس کی مٹھاس اس کی طرف میلان اور رغبت ہونے کی وجہ سے اس کا گھونٹ آخرت ہے۔ وہ اس کی کڑواہٹ ہے تاکہ وہ اس سے خالی رہے۔

ایک قول یہ ہے کہ دنیا کی مثال سانپ کی طرح ہے کہ جس میں زہر بھی ہے اور تریاق بھی ہے اس کے فوائد تریاق ہیں اور اس کا فریب زہر ہے۔ پس جس شخص نے اس کو جان لیا۔ وہ اس کے تریاق سے نفع اٹھاتا ہے اور اس کے زہر سے اجتناب کرتا ہے۔

(من الموعظۃ الحسنۃ)

انفاق فی سبیل اللہ کا مقام

ایک روایت میں ہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں چالیس ہزار دینار پوشیدہ طور پر خرچ کئے اور چالیس ہزار دینا علانیہ طور پر خرچ کئے۔ یہ خرچ کر لینے کے بعد آپ کے پاس کوئی چیز بھی نہ بچی۔

اپنے جسم کو ڈھانپنے کیلئے کپڑے نہ رکھنے کی وجہ سے وہ تین دن تک اپنے گھر سے باہر تشریف نہ لائے اور نہ ہی اس دوران نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے در دولت پر ان کو حاضری نصیب ہوئی۔

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج مطہرات میں سے بعض کے گھر تشریف لے گئے۔ آپ نے ان کے پاس ان کی ضروریات سے زائد کوئی چیز نہ پائی حالانکہ آپ نے ان کے ہاں تلاش بھی کیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم شہزادی کائنات حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں تشریف لائے تاکہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیلئے ان سے کوئی چیز لے سکیں۔ آخرکار حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

هذا جبرائیل اتاکم لیز هدکم فی الدنیا ویر غبکم فی الآخرہ
یہ حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں جو تمہارے پاس آئے تاکہ وہ تمہیں دنیا میں تمہیں زہد اور پرہیزگاری سکھائیں اور آخرت میں رغبت دلائیں۔ (زبدۃ الواعظین)

مخلوق میں سے ناپسندیدہ چیز

حدیث شریف میں ہے کہ نبی اکرم سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔"

ان اللہ تعالیٰ لم یخلق خلقا ابغض من الدنیا وانہ لم ینظر الیھا منذخلقھا.

بے شک اللہ تعالیٰ نے دنیا سے زیادہ ناپسندیدہ کوئی چیز پیدا نہیں فرمائی کیونکہ جب سے اللہ تعالیٰ نے اسے پیدا فرمایا اس کی طرف نظر ہی نہیں فرمائی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

اذا طلبتم من الدنیا شیئاً فتعسر علیکم واذا طلبتم من الاخرۃ شیئاً فتیسر لکم فاعلموا ان اللہ تعالیٰ یحبکم۔

جب تم دنیا میں سے کوئی چیز طلب کرتے ہو تو وہ تمہارے لئے مشکل کردی جاتی ہے اور جب تم آخرت کے بارے میں کوئی چیز طلب کرو تو وہ تمہارے لئے آسان بنا دی جاتی ہے۔ پس تم جان لو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے کیا چیز پسند فرماتا ہے؟

دنیا کے طالب کیلئے چار غم

حدیث شریف میں ۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من اصبح والدنیا اکبر ھمہ فلیس من اللہ فی شیء والذم قلبہ اربع خصال الاولیٰ ھم لا ینقطع عنہ ابداً والثانیۃ شغل لایتفرغ منہ ابداً والثالثۃ فقر لایبلغ غنی ابداً والرابعۃ امل لایبلغ منتھاہ ابداً۔

جس شخص نے اس حال میں صبح کی کہ اس کا سب سے بڑا غم دنیا کا غم ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کیلئے کوئی نعمت نہیں ہے بلکہ اس کے دل میں چار خصلتیں لازم کردی جاتی ہیں۔

۱- دنیا کا غم اس سے کبھی جدا نہیں ہوگا۔

۲- دنیاوی مصروفیات سے وہ کبھی فارغ نہیں ہوگا۔

۳- مالداری کی حالت میں وہ فقر کو کبھی نہیں پہنچے گا۔

۴- ایسی امید میں مبتلا رہے گا جس کی انتہاء کو کبھی نہیں حاصل کر سکے گا۔ (زبدۃ الواعظین)

تمام برائیوں کی جڑ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

حب الدنیا راس کل خطیئة فعلیک بالاعراض عنها دنیا کی محبت تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ اے مخاطب تجھ پر اس سے اعراض کرنا لازم ہے۔

ابن سماک نے فرمایا اس کا ایک گھونٹ دنیا ہے۔ اس کی مٹھاس اس کی طرف میلان اور رغبت ہونے کی وجہ سے اس کا گھونٹ آخرت ہے۔ وہ اس کی کڑواہٹ ہے تاکہ وہ اس سے خالی رہے۔

ایک قول یہ ہے کہ دنیا کی مثال سانپ کی طرح ہے کہ جس میں زہر بھی ہے اور تریاق بھی ہے اس کے فوائد تریاق ہیں اور اس کا فریب زہر ہے۔ پس جس شخص نے اس کو جان لیا۔ وہ اس کے تریاق سے نفع اٹھاتا ہے اور اس کے زہر سے اجتناب کرتا ہے۔

(من الموعظة الحسنة)

انفاق فی سبیل اللہ کا مقام

ایک روایت میں ہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں چالیس ہزار دینار پوشیدہ طور پر خرچ کئے اور چالیس ہزار دینا علانیہ طور پر خرچ کئے۔ یہ خرچ کر لینے کے بعد آپ کے پاس کوئی چیز بھی نہ بچی۔

اپنے جسم کو ڈھانپنے کیلئے کپڑے نہ رکھنے کی وجہ سے وہ تین دن تک اپنے گھر سے باہر تشریف نہ لائے اور نہ ہی اس دوران نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے در دولت پر ان کو حاضری نصیب ہوئی۔

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج مطہرات میں سے بعض کے گھر تشریف لے گئے۔ آپ نے ان کے پاس ان کی ضروریات سے زائد کوئی چیز نہ پائی حالانکہ آپ نے ان کے ہاں تلاش بھی کیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم شہزادی کائنات حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں تشریف لائے تاکہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیلئے ان سے کوئی چیز لے سکیں۔ آخرکار حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لیس عندنا شئ نعطیه لابی بکر و کذلک فاطمة اغتنمت ہمارے پاس کوئی چیز نہیں کہ جس کو ہم حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا کرسکیں اور اسی طرح حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کوئی چیز دینے کیلئے تلاش کی لیکن اپنے ہاں اسے موجود نہ پایا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خاتون جنت کے پاس سے غمزدہ ہوکر واپس تشریف لے گئے۔ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی اسی طرح غمزدہ ہوئیں لیکن انہیں کوئی چیز نہ ملی جس کو وہ عطا کرتیں جب آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت خاتون جنت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے کی تو آپ نے حضرت ابوبکر حضرت عمر حضرت عثمان اور حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو طلب فرمایا تاکہ وہ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا جہیز اٹھا کر لے جائیں تو ان حضرات نے جہیز میں یہ چیزیں اٹھائیں۔ ۱- چکی ۲- رنگا ہوا چمڑہ ۳- ایک کوزہ ۴- ایک بڑا پیالہ ۵- ایک تکیہ جس میں کھجور کے پتے بھرے ہوئے تھے ۶- ایک تسبیح۔

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ حضرت خاتون جنت کا یہ جہیز دیکھ کر رو پڑے اور عرض کیا؟

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا یہ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کا جہیز ہے۔ یہ سن کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

یا ابابکر ھذا کثیر لمن کان فی الدنیا۔

''اے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ اس کیلئے بہت زیادہ ہے جو دنیا میں صرف گزارا کرے۔''

حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا دلہن بن کر جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر تشریف فرما ہونے لگیں تو آپ کے جسم اقدس پر جو چادر مبارک تھی اس پر بارہ پیوند لگے ہوئے تھے۔

شہزادی کائنات حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہاتھ کے ساتھ جو پیستی' زبان کے ساتھ قرآن پڑھتیں' دل کے ساتھ اس کی تفسیر کرتی' پاؤں کے ساتھ پنگھوڑے کو حرکت دیتی اور آنکھ کے ساتھ روتی تھیں۔

جبکہ ہمارے زمانے کی خاتون

ہاتھوں کے ساتھ دف بجاتی ہے' زبان کے ساتھ گیت گاتی ہے۔

دل کے ساتھ دنیا سے محبت کرتی ہے اور آنکھوں کے ساتھ اشارے کرتی ہے تو وہ جنت میں کیسے داخل ہوگی؟

جب حضور سرو کائنات صلی اللہ علیہ وسلم غمگین ہوں۔ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر سے تشریف لے گئے تو آپ نے جہیز میں ملنے والے تکیہ کا ارادہ کیا اور اس عباء کا جس کو انہوں نے اپنی ذات کیلئے تیار کیا تھا۔ آپ نے وہ عباء اپنی لونڈی کو عطا کر کے بھیجا اور ساتھ ہی ارشاد فرمایا۔

قولیٰ لابی بکر قد علمنا ما فعلت فی حق ابینا. ولم یکن عندنا شی ء سوی ہذہ الوسادۃ التی جہزنی بہا والدی والعباء ۃ۔

تو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جاکر عرض کرنا کہ جو کچھ آپ نے میرے والدگرامی حضرت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا وہ ہم سب جانتے ہیں لیکن ہمارے پاس سوائے ان تکیہ اور عباء کے جو مجھے میرے اب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا فرمایا اور کچھ نہیں تھا۔

جب لونڈی کاشانہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر پہنچی تو اس نے ندا دی اور عرض کیا۔

السلام علیک یاصاحب الصدق ان سیدتی فاطمۃ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تقرئک السلام وتقول لک کذا۔

اے سچائی والے آپ پر سلام ہو۔ بے شک میری سیدہ ملکہ حضرت فاطمۃ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو سلام فرمارہی ہیں اور آپ کیلئے اس طرح کہ کلمات ارشاد فرمارہی ہیں۔ (جن کا ابھی ذکر ہوا)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواباً فرمایا کہ ان پر بھی سلام ہو۔

آپ نے اس لونڈی سے وہ عباء لے لی اور آپ نے بغیر سینے کے جلدی سے اسے اپنے اوپر لپیٹ لیا تاکہ وہ نبی اکرم نورمجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ اقدس کی زیارت کرسکیں اور آپ نے اس پر کھجور کے کانٹوں سے بٹن بنالئے تاکہ وہ چلنے کے وقت کھل نہ جائے اور وہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ کی طرف ننگے پاؤں چل پڑے۔

لیس عندنا شیٔ نعطیه لابی بکر و کذلک فاطمة اغتنمت ہمارے پاس کوئی چیز نہیں کہ جس کو ہم حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا کرسکیں اور اسی طرح حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کوئی چیز دینے کیلئے تلاش کی لیکن اپنے ہاں اسے موجود نہ پایا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خاتون جنت کے پاس سے غمزدہ ہوکر واپس تشریف لے گئے۔ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی اسی طرح غمزدہ ہوئیں لیکن انہیں کوئی چیز نہ ملی جس کو وہ عطا کرتیں جب آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت خاتون جنت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ سے کی تو آپ نے حضرت ابوبکر حضرت عمر حضرت عثمان اور حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو طلب فرمایا تاکہ وہ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا جہیز اٹھا کر لے جائیں تو ان حضرات نے جہیز میں یہ چیزیں اٹھائیں۔ ا- چکی ۲- رنگا ہوا چمڑہ ۳- ایک کوزہ ۴- ایک بڑا پیالہ ۵- ایک تکیہ جس میں کھجور کے پتے بھرے ہوئے تھے ۶- ایک تسبیح۔

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ حضرت خاتون جنت کا یہ جہیز دیکھ کر رو پڑے اور عرض کیا؟

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا یہ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کا جہیز ہے۔ یہ سن کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

یا ابابکر هذا کثیر لمن کان فی الدنیا۔

''اے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ اس کیلئے بہت زیادہ ہے جو دنیا میں صرف گزارا کرے۔''

حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا دلہن بن کر جب حضرت علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر تشریف فرما ہونے لگیں تو آپ کے جسم اقدس پر جو چادر مبارک تھی اس پر بارہ پیوند لگے ہوئے تھے۔

شہزادی کائنات حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہاتھ کے ساتھ جو پیستی' زبان کے ساتھ قرآن پڑھتیں' دل کے ساتھ اس کی تفسیر کرتی' پاؤں کے ساتھ پنگھوڑے کو حرکت دیتی اور آنکھ کے ساتھ روتی تھیں۔

جبکہ ہمارے زمانے کی خاتون

ہاتھوں کے ساتھ دف بجاتی ہے، زبان کے ساتھ گیت گاتی ہے۔

دل کے ساتھ دنیا سے محبت کرتی ہے اور آنکھوں کے ساتھ اشارے کرتی ہے تو وہ جنت میں کیسے داخل ہوگی؟

جب حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم غمگین ہوں۔ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر سے تشریف لے گئے تو آپ نے جہیز میں ملنے والے تکیہ کا ارادہ کیا اور اس عباء کا جس کو انہوں نے اپنی ذات کیلئے تیار کیا تھا۔ آپ نے وہ عباء اپنی لونڈی کو عطا کر کے بھیجا اور ساتھ ہی ارشاد فرمایا۔

قولیٰ لابی بکر قد علمنا ما فعلت فی حق ابینا. ولم یکن عندنا شی ء سویٰ هذه الوسادة التی جهزنی بها والدی والعباء ة۔

تو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جا کر عرض کرنا کہ جو کچھ آپ نے میرے والد گرامی حضرت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا وہ ہم سب جانتے ہیں لیکن ہمارے پاس سوائے اس تکیہ اور عباء کے جو مجھے میرے اب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا فرمایا اور کچھ نہیں تھا۔

جب لونڈی کاشانہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر پہنچی تو اس نے ندا دی اور عرض کیا۔

السلام علیک یاصاحب الصدق ان سیدتی فاطمة بنت محمد صلی اللّٰہ علیه وسلم تقرئک السلام وتقول لک کذا۔

اے سچائی والے آپ پر سلام ہو۔ بے شک میری سیدہ ملکہ حضرت فاطمۃ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو سلام فرما رہی ہیں اور آپ کیلئے اس طرح کہ کلمات ارشاد فرما رہی ہیں۔ (جن کا ابھی ذکر ہوا)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواباً فرمایا کہ ان پر بھی سلام ہو۔

آپ نے اس لونڈی سے وہ عباء لے لی اور آپ نے بغیر سینے کے جلدی سے اسے اپنے اوپر لپیٹ لیا تاکہ وہ نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ اقدس کی زیارت کر سکیں اور آپ نے اس پر کھجور کے کانٹوں سے بٹن بنا لئے تاکہ وہ چلنے کے وقت کھل نہ جائے اور وہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ کی طرف ننگے پاؤں چل پڑے۔

اسی دوران حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں حاضر ہوئے تو آپ نے دیکھا کہ حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام ایک عباء اوڑھے ہوئے ہیں اور اس پر کھجور کے کانٹوں سے بٹن لگائے ہوئے تھے۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ حالت دیکھ کر ارشاد فرمایا۔

یا اخی یا جبرائیل علیه السلام انی قبل هذه الحالة مارایتک قط بهذه الصورة.

اے بھائی اے جبرائیل علیہ السلام میں نے اس حالت سے پہلے تجھے اس شکل وصورت میں کبھی نہیں دیکھا۔

قال جبرائیل علیه السلام یارسول الله صلی الله علیه وسلم انت ترانی ولم یبق فی ملکوت السموات الاتزین بهذه الصورة حبا فی ابی بکر وموافقة له۔

حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ آپ نے تو صرف مجھے دیکھا حالانکہ تمام آسمانوں کا کوئی ایسا فرشتہ نہیں جس نے یہ لباس زیب تن نہ کیا ہو اور یہ سارا کچھ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت اور ان کی موافقت کی وجہ سے ہے۔

حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مزید عرض کیا۔

یارسول الله ان الله یقرئک السلام ویقول لک قل لابی بکر هل هوراض عنی کما انا راض عنه فاخبره النبی صلی الله علیه وسلم بذلک، فبکی ابوبکر رضی الله عنه وقال الٰهی انا عنک راض وانت راض عنی ثلاث مرات۔

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے شک اللہ تعالیٰ آپ کو سلام دے رہا ہے اور ارشاد فرمارہا ہے کہ اے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم آپ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمائیں کہ کیا وہ مجھ رب سے راضی ہیں؟ جیسا کہ میں اس سے راضی ہوں۔

آقا کائنات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اس بات کی خبر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رو پڑے اور تین مرتبہ عرض کیا کہ یا اللہ میں تجھ سے راضی ہوں اور تو مجھ سے راضی ہے۔(تنبیہ الغافلین)

بدبختی کی چار نشانیاں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اربع خصال من الشقاوة جمود العين وقوة القلب وطول الامل وحب الدنيا۔

بدبختی کی چار خصلتیں ہیں۔

۱- آنکھ کا آنسو نہ بہانا ۲- دل کا سخت ہونا ۳- لمبی امید ۴- دنیا کی محبت

دنیا حقیر چیز ہے

ایک اور حدیث شریف میں ہے۔

قال عليه الصلوة والسلام لو كانت المدنيا تعدل عندالله جناح بعوضة او جناح طير. ماسقى كافراً منها شربة ماء.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر دنیا کی قدر و قیمت اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک مچھر کے پر یا ایک پرندے کے پر کے برابر ہوتی تو وہ اس میں سے کافر کو پانی کے ایک گھونٹ کے برابر بھی نہ پلاتا۔(زبدۃ والواعظین)

اسی دوران حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں حاضر ہوئے تو آپ نے دیکھا کہ حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام ایک عباء اوڑھے ہوئے ہیں اوراس پر کھجور کے کانٹوں سے بٹن لگائے ہوئے تھے۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ حالت دیکھ کر ارشاد فرمایا۔

یا اخی یا جبرائیل علیہ السلام انی قبل ھذہ الحالۃ مارایتک قط بھذہ الصورۃ.

اے بھائی اے جبرائیل علیہ السلام میں نے اس حالت سے پہلے تجھے اس شکل وصورت میں کبھی نہیں دیکھا۔

قال جبرائیل علیہ السلام یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انت ترانی ولم یبق فی ملکوت السموات الاتزین بھذہ الصورۃ حبا فی ابی بکر وموافقۃ لہ۔

حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ آپ نے تو صرف مجھے دیکھا حالانکہ تمام آسمانوں کا کوئی ایسا فرشتہ نہیں جس نے یہ لباس زیب تن نہ کیا ہو اور یہ سارا کچھ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت اوران کی موافقت کی وجہ سے ہے۔

حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مزید عرض کیا۔

یارسول اللہ ان اللہ یقرئک السلام ویقول لک قل لابی بکر ھل ھوراض عنی کما انا راض عنہ فاخبرہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بذلک، فبکی ابوبکر رضی اللہ عنہ وقال الٰھی انا عنک راض وانت راض عنی ثلاث مرات۔

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے شک اللہ تعالیٰ آپ کو سلام دے رہا ہے اور ارشاد فرمارہا ہے کہ اے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم آپ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمائیں کہ کیا وہ مجھ رب سے راضی ہیں؟ جیسا کہ میں اس سے راضی ہوں۔

آ قا کائنات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اس بات کی خبر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رو پڑے اور تین مرتبہ عرض کیا کہ یا اللہ میں تجھ سے راضی ہوں اور تو مجھ سے راضی ہے۔ (تنبیہ الغافلین)

بدبختی کی چار نشانیاں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اربع خصال من الشقاوة جمود العين وقوة القلب وطول الامل وحب الدنيا۔

بدبختی کی چار خصلتیں ہیں۔

۱- آنکھ کا آنسو نہ بہانا ۲- دل کا سخت ہونا ۳- لمبی امید ۴- دنیا کی محبت

دنیا حقیر چیز ہے

ایک اور حدیث شریف میں ہے۔

قال عليه الصلوٰة والسلام لو كانت الدنيا تعدل عندالله جناح بعوضة او جناح طير ماسقى كافراً منها شربة ماء.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر دنیا کی قدر و قیمت اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک مچھر کے پر یا ایک پرندے کے پر کے برابر ہوتی تو وہ اس میں سے کافر کو پانی کے ایک گھونٹ کے برابر بھی نہ پلاتا۔ (زبدۃ الواعظین)

جلسہ نمبر ۳۷

موت کی شدت کا بیان

آیت کی تفسیر

(واذکر فی الکتاب ادریس) ”اور آپ کتاب میں حضرت ادریس علیہ السلام کو یاد کریں۔“

حضرت ادریس علیہ السلام حضرت شیث علیہ السلام کے نواسے ہیں اور ابو نوح کے جدامجد ہیں اور آپ کا نام اختوح ہے۔ادریس درس سے مشتق ہے۔

آپ کا لقب ادریس اس لئے رکھا گیا کہ آپ کثرت سے درس دیتے تھے۔اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف تیس صحائف نازل فرمائے اور آپ ہی پہلے وہ شخص ہیں جنہوں نے قلم کے ساتھ لکھا۔علم نجوم اور علم حساب میں غوروفکر کیا۔

(وانہ کان صدیقاً ورفعناہ مکان علیا) ”بے شک حضرت سیدنا ادریس علیہ السلام سچے تھے اور ہم نے ان کو بلند مکان کی طرف اٹھالیا۔“

یعنی نبوت کی شرافت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے ہاں آپ کا جو مرتبہ اور مقام ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ آپ کو جنت کی طرف اٹھالیا گیا۔بعض نے کہا بلند مقام تک لے جانے سے مراد یہ ہے کہ آپ کو چوتھے یا چھٹے آسمان پر اٹھالیا گیا۔ (قاضی بیضاوی)

دیگر انبیاء پر درود بھیجنے حکم

امام عبدالرزاق نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

صلوا علی انبیاء اللہ تعالٰی ورسلہ فانہ بعثھم کما بعثنی۔

تم اللہ تعالیٰ کے انبیاء اور رسولوں پر درود شریف پڑھو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جس طرح مجھے مبعوث فرمایا۔ اسی طرح ان (انبیاء ورسل) کو بھی مبعوث فرمایا۔

کثرت درود کے فوائد

ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ اے موسیٰ علیہ السلام کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں تجھ سے تیری زبان اور کلام۔ تیری روح اور جسم، تیری آنکھوں کے نور اور آنکھ، تیری سماعت اور کانوں سے زیادہ قریب ہو جاؤں۔ (اے موسیٰ علیہ السلام اگر آپ یہ چاہتے ہیں) تو

فاکثر الصلوٰۃ علیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

حضرت محمد کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی ذات والاصفات پر کثرت کے ساتھ درود شریف پڑھا کر۔

ایک شرعی مسئلہ

کتاب الشفاء کے مصنف قاضی عیاض رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ علمائے کرام کا اس بارے میں اتفاق ہے کہ غیر نبی پر درود بھیجنا جائز ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ غیر نبی پر درود بھیجنا جائز نہیں ہے اور فرمایا کہ انبیاء کرام کے علاوہ کسی پر درود بھیجنا مناسب نہیں ہے۔

اس ضمن میں علماء کے مزید اقوال بھی ہیں لیکن زیادہ راجح یہی قول ہے کہ انبیاء کرام اور ان کے علاوہ پر درود بھیجنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

ان حضرات نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث کو بطور دلیل پیش کیا اور اس حدیث سے بھی استدلال کیا جس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے درود کی تعلیم دینے کا ذکر ہے کیونکہ اسی حدیث شریف میں علی ازواجہ اور علی آلہ کے الفاظ موجود ہیں نیز ایک اور حدیث پاک میں ہے۔

قال النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اللھم صل علی آل ابی اوفی۔

نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یا اللہ آل ابی اوفی پر اپنی رحمت نازل فرما اور جس حدیث میں صلوٰۃ کا ذکر ہے اس میں یہ الفاظ موجود ہیں۔

اللھم صلی علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم وعلیٰ ازواجہ وذریاتہ۔

یا اللہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم، آپ کی ازواج مطہرات اور آپ کی اولاد پر رحمت نازل فرما۔

جب کوئی قوم اپنے عطیات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں پیش کرتی تو آپ اس قوم کے لئے اس طرح دعا فرماتے۔

اللھم صل علیٰ آل فلان.

یا اللہ فلاں کی آل پر تو رحمت نازل فرما۔ (کتاب الشفاء از قاضی عیاض)

آل سے کون لوگ مراد ہیں

آل سے مراد کون سے خوش نصیب لوگ ہیں۔ اس بارے میں آٹھ اقوال ہیں۔

۱۔ آل سے مراد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متبعین ہیں۔

۲۔ ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت ہے۔

۳۔ بعض نے کہا کہ آل سے مراد آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اہل بیت ہیں۔

۴۔ بعض کا کہنا ہے کہ آل سے ہر آدمی کی اولاد مراد ہوتی ہے۔

۵۔ بعض اس بات کے قائل ہیں کہ آل سے مراد ہر آدمی کی قوم ہوتی ہے۔

۶۔ کچھ کا موقف یہ ہے کہ آل سے مراد وہ حضرات ہیں جن پر صدقہ حرام کر دیا گیا ہے۔

۷۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے دریافت کیا گیا تو آپ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے مراد کل تقی ہر پرہیز گار انسان مراد ہے۔

۸۔ حضرت حسن کا اس بارے مذہب یہ ہے کہ آل سے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مراد ہے کیونکہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی صلوٰۃ میں یہ ارشاد فرمایا کرتے تھے۔

اللھم اجعل صلوتک وبرکاتک علیٰ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم یریدنفسہ الشریفۃ۔

یا اللہ تو اپنی رحمت اور اپنی برکتیں آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے کر دے تو اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ذات اقدس مراد لیتے تھے۔ (شفاء شریف از قاضی عیاض)

اللہ کے نام کا دیدار اور روح مومن کی پرواز

حدیث پاک میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ مومن کی روح کو قبض کرنے کا ارادہ فرماتا

ہے تو موت کا فرشتہ اس آدمی کے منہ کی جانب سے آتا ہے تاکہ اس کی روح کو قبض کر سکے لیکن اس مومن کے منہ سے اللہ تعالیٰ کا ذکر نکل رہا ہوتا ہے تو اس فرشتے سے کہا جاتا ہے کہ تمہیں اس طرف سے راستہ نہیں مل سکتا کیونکہ اس میں میرے رب کا ذکر جاری و ساری ہے تو موت کا فرشتہ رب ذوالجلال کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کرتا ہے کہ مجھے اس اس طرح جواب ملا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوتا ہے کہ اس مومن کی روح. کسی اور جانب سے قبض کر لے تو ملک الموت اس مومن کے ہاتھ کی جانب سے آ جاتا ہے لیکن اس ہاتھ سے صدقہ دیا جا رہا ہوتا ہے وہ ہاتھ یتیم کے سر پر پھیرا جاتا ہے۔ وہ اس ہاتھ کے ساتھ علم کی بات لکھتا ہے۔ اسی ہاتھ نے دشمنوں کے خلاف تلوار چلاتا ہے جب موت کا فرشتہ اس طرف سے روح قبض کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اسے پہلے کی طرح جواب ملتا ہے۔

پھر وہ فرشتہ پاؤں کی جانب سے روح قبض کرنے کیلئے آتا ہے تو اس کی جانب سے بھی اسے پہلے کی طرح جواب ملتا ہے۔ وہ پاؤں ملک الموت سے ہمکلام ہو کر کہتا ہے کہ یہ مومن میرے ساتھ چل نماز باجماعت ادا کرے۔ نماز عید پڑھنے اور علم کی مجالس میں علم کی باتیں سننے کیلئے گیا۔

وہ فرشتہ اس مومن کے کانوں کی جانب سے روح کو قبض کرنے کیلئے آتا ہے تو یہاں سے بھی اسے پہلے کی طرح جواب ملتا ہے کہ اس بندہ مومن نے ہمارے (کانوں) کے ساتھ ہی قرآن مجید اور ذکر کو سنا۔

ملک الموت آنکھوں کی جانب سے آتا ہے کہ روح کو قبض کر سکے تو یہاں سے بھی اسے پہلے کی طرح جواب سننے کو ملتا ہے کہ اس بندۂ مومن نے انہی آنکھوں سے قرآن مجید اور دیگر دینی کتب کو دیکھا۔

بالآخر وہ فرشتہ رب کائنات کی بارگاہ واپس جاتا ہے اور عرض کرتا ہے۔ اے میرے رب اس بندۂ مومن کے اعضاء اپنے دلائل کی وجہ سے مجھ پر غالب آ گئے تو میں اس کی روح کو کیسے قبض کر سکتا ہوں؟

ملک الموت کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوتا ہے کہ اپنی ہتھیلی پر میرا نام لکھ لو اور وہ اس بندۂ مومن کی روح کو دکھاؤ جب بندۂ مومن کی روح رب ذوالجلال کے نام کو دیکھے گی

تو اس سے محبت کرے گی اور مومن کی روح اس کے منہ سے باہر آ جائے گی۔ اللہ تعالیٰ کے نام کی برکت سے اس بندۂ مومن کو روح کے نکلنے کی تکلیف نہ ہوگی تو یقیناً اس نام پاک کی برکت سے اس بندۂ مومن سے رسوائی و ذلت اور عذاب کو دور کر دیا جائے گا اور اے مومنوں تمہارے سینوں پر اللہ تعالیٰ کا نام تحریر کیا ہوا ہے جیسا کہ فرمان خداوندی ہے۔

اولئک کتب فی قلوبھم الایمان۔

یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں ایمان کو لکھا گیا ہے۔

ایک اور آیت کریمہ ہے۔

افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علیٰ نور من ربہ۔

کیا اللہ تعالیٰ نے اس کے سینے کو اسلام کے لئے نہیں کھولا تو وہ اپنے رب کی جانب سے نور پر ہے۔

ان تمام شواہد سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے نیک مومن بندوں سے عذاب اور قیامت کے دن سختیوں کو دور فرما دے گا۔ (موعظہ حسنہ)

مرتے وقت مومن کو تکلیف نہیں ہوتی

ایک ولی اللہ نے اس بات میں غور وفکر کیا۔ کیا قرآن مجید میں ایسی کوئی آیت کریمہ ہے کہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کو تقویت پہنچائے۔ نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

یخرج روح المومن من جسدہٖ کما یخرج الشعر من العجین۔

مومن کی روح اس کے جسم سے اس طرح باہر نکلتی ہے جس طرح کہ بال کو آٹا سے نکال لیا جائے۔

اس اللہ کے نیک بندے نے مکمل قرآن مجید ختم کیا۔ اس میں غور وفکر بھی کیا لیکن اسے کوئی آیت سمجھ نہ آئی کہ جس سے اس کا مسئلہ حل ہو جائے۔ اسی دوران خواب میں اسے مدنی تاجدار حبیب کردگار صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ اس نے عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن مجید کا فرمان ہے۔

(ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین)

"کوئی خشک وتر چیز نہیں مگر اس کا بیان روشن کتاب میں موجود ہے۔"

لیکن مجھے قرآن مجید میں اس حدیث پاک مفہوم نظر نہیں آتا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کا مطلب سورہ یوسف میں تلاش کرو جب وہ ولی اللہ بیدار ہوا۔ اس نے سورہ یوسف کو پڑھا تو اسے اپنا مسئلہ حل کرنے کیلئے یہ آیت کریمہ ملی۔

(وقالت اخرج علیهن فلما راینه اکبرنه وقطعن ایدیهن)

''حضرت زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام سے عرض کیا کہ آپ ان عورتوں کی طرف تشریف لے چلیں جب ان عورتوں نے آپ کو دیکھا تو دیکھ کر آپ کی بڑائی بیان کرنے لگیں اور انہوں نے اپنے ہاتھوں کو کاٹ لیا۔''

جب مصر کی عورتوں نے حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام کا جمال دیکھا تو وہ اسی میں مصروف ہو گئیں اور اس محویت کے عالم میں ان کو ہاتھوں کے کٹنے کی تکلیف کا احساس تک نہ ہوا۔

اسی طرح بندۂ مومن جب موت کے وقت فرشتے کو دیکھتا ہے۔ جنت میں اپنا مقام ملاحظہ کرتا ہے۔ جنت میں موجود نعمتیں اور حور و قصور پر جب اس کی نظر پڑتی ہے تو اس کا دل انہی باتوں میں مشغول ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے اسے موت کی سختی بالکل محسوس نہیں ہوگی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

تتنزل علیهم الملئکة الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنة التی کنتم توعدون.

ان پر فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ تم نہ خوف کرو نہ غمگین ہو اور تم خوش ہو جاؤ اس جنت سے جس کا تمہارے ساتھ وعدہ کیا گیا ہے۔ (شرعۃ الاسلام)

روح کے نکلنے کے وقت بعض اعضاء کا بعض کو الوداع کہنا

حدیث شریف میں ہے کہ جب آدمی پر نزع کی کیفیت طاری ہوتی ہے تو ندا کرنے والا ندا دیتا ہے کہ اس کو چھوڑ دو تا کہ آرام کرے۔ اسی طرح روح جب گھٹنہ اور ناف تک پہنچتی ہے اور جب سینہ تک روح آجاتی ہے تو ندا آتی ہے کہ اس کو چھوڑ دو تا کہ وہ آرام کرلے۔ اسی طرح جب روح حلقوم تک آجاتی ہے تو ندا آتی ہے کہ اس کو چھوڑ دو تا کہ اعضا ایک دوسرے کو الوداع کرلیں چنانچہ ایک آنکھ دوسری آنکھ کو الوداع کرلیں چنانچہ ایک

آنکھ دوسری آنکھ کو الوداع کرتی ہے اور کہتی ہے۔

السلام علیکم الی یوم القیامۃ قیامت کے دن تک تم پر سلامتی ہو۔

اسی طرح دونوں کان' دونوں ہاتھ' دونوں پاؤں ایک دوسرے کو الوداع کرتے ہیں اور روح نفس کو الوداع کرتی ہے۔

ہم اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتے ہیں اس بات سے کہ ایمان زبان سے اور معرفت دل سے رخصت ہو جائے۔ چنانچہ ہاتھ بغیر حرکت کے باقی رہ جاتے ہیں۔ دونوں پاؤں میں حرکت نہیں ہوتی۔ دونوں آنکھوں میں نظر نہیں ہوتی۔ دونوں کان بغیر سماعت کے رہ جاتے ہیں اور جسم بغیر روح کے موجود ہوتا ہے جبکہ زبان بغیر اقرار کے دل بغیر معرفت اور تصدیق کے باقی رہ جاتا ہے۔

تو آدمی کی حالت قبر میں کیسی ہوگی کہ جب وہ کسی ایک کو بھی نہیں دیکھے گا نہ باپ' نہ ماں' نہ بیٹا نہ بھائی' نہ ساتھی' نہ بچھونا اور نہ حجاب کچھ بھی نظر نہیں آئے گا اگر وہ بندۂ مومن اس حال میں اپنے کریم رب کو بھی نہ دیکھ سکا تو اس نے نقصان عظیم اٹھایا اور وہ خسر الدنیا والاخرہ ہوا۔ (دقائق الاخبار)

حضرت سیدنا ادریس علیہ السلام کا جنت کی طرف اٹھائے جانے کا سبب

حضرت سیدنا ادریس علیہ السلام کے جنت کی طرف اٹھائے جانے کا سبب یہ ذکر کیا گیا ہے کہ ہر دن رات ان کے اعمال پیش کئے جاتے تھے جس طرح کہ تمام زمین والوں کے اعمال ہوتے تھے۔ ملک الموت ان کی زیارت کے مشتاق ہوئے اور اللہ تعالیٰ سے حضرت ادریس علیہ السلام کی زیارت کرنے کی اجازت طلب کی جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجازت ملی تو ملک الموت ایک آدمی کی شکل میں ان کے پاس حاضر ہوئے اور آکر بیٹھ گئے۔ حضرت ادریس علیہ السلام صائم الدہر تھے جب افطار کا وقت ہوا تو ایک فرشتہ بہشتی کھانا لایا۔ حضرت ادریس علیہ السلام نے اس کھانے سے کھایا۔ ملک الموت سے فرمایا کہ آپ بھی کھائیں لیکن انہوں نے نہ کھایا۔

حضرت ادریس علیہ السلام کھانے سے فراغت کے بعد اٹھے اور عبادت میں مصروف ہو گئے۔ ملک الموت اب بھی ان کے پاس بیٹھے رہے۔

فجر طلوع ہونے کے بعد جب سورج نکل آیا تو آپ نے دیکھا کہ ایک آدمی ان کے

پاس بیٹھا ہوا ہے۔ حضرت ادریس علیہ السلام اس سے متعجب ہوئے۔

حضرت ادریس علیہ السلام نے اس سے فرمایا کہ اے بندۂ خدا کیا۔ آپ میرے ساتھ سیر کرنے کیلئے چلیں گے؟ جب میں سیر کرنے کیلئے جاؤں تاکہ مجھے خوشی حاصل ہو۔ اس نے اثبات میں جواب دیا۔

چنانچہ وہ دونوں اپنے مقام سے اٹھے۔ سیر کرنے کیلئے چل پڑے۔ چلتے چلتے ایک کھیت میں پہنچے۔

ملک الموت نے حضرت سیدنا ادریس علیہ السلام سے عرض کیا کہ کیا آپ مجھے اس کھیت سے چند سٹے لینے کی اجازت دیتے ہیں تاکہ ہم اسے کھائیں۔

حضرت ادریس علیہ السلام نے جواباً ارشاد فرمایا

سبحان الله لم تاکل الطعام الحلال امس و تريد ان تاكل اليوم من الحرام.

''سبحان اللہ کل آپ نے حلال کھانا نہیں کھایا اور آج آپ حرام کھانا چاہتے ہیں۔''

وہ دونوں مسلسل چار دن تک چلتے رہے۔ اس دوران حضرت سیدنا ادریس علیہ السلام نے اپنے ساتھی میں کچھ باتیں ایسی محسوس کیں جو انسانی طبیعت کے مخالف تھیں۔

حضرت ادریس علیہ السلام نے اپنے ساتھ سیر کرنے والے سے دریافت فرمایا۔ من انت۔ تو کون ہے؟ ساتھ والے نے جواب دیا۔ اناملک الموت۔ میں موت کا فرشتہ ہوں۔ حضرت ادریس علیہ السلام نے فرمایا انت الذی تقبض الارواح؟ کیا تو ہے جو ارواح کو قبض کرتا ہے؟

ملک الموت نے کہا نعم ہاں۔

حضرت ادریس علیہ السلام نے اس سے فرمایا کہ اے ملک الموت تو چار دنوں سے میرے پاس ہے۔ کیا تو نے اس دوران بھی کسی کی روح کو قبض کیا ہے؟

ملک الموت نے اثبات میں جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ میں نے اس دوران بہت سی ارواح کو قبض کیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ تمام مخلوق کی ارواح میرے سامنے ایک دسترخواں کی طرح ہیں۔ میں اس سے روح کو قبض کر لیتا ہوں جس طرح آپ دسترخواں سے لقمہ اٹھا لیتے ہیں۔

حضرت سیدنا ادریس علیہ السلام نے فرمایا کہ اے ملک الموت آپ میرے پاس زیارت کرنے کیلئے آئے ہیں یا روح قبض کرنے کیلئے آئے ہیں؟
ملک الموت نے جواب دیتے ہوئے عرض کیا کہ میں اللہ تعالیٰ کے اذن سے آپ کی زیارت کرنے کیلئے حاضر ہوا ہوں۔ حضرت ادریس علیہ السلام نے فرمایا کہ اے ملک الموت مجھے تیری طرف ایک حاجت ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ آپ کی کیا حاجت ہے؟

حضرت ادریس علیہ السلام کی حاجات

۱- آپ نے فرمایا کہ میری سب سے پہلی حاجت یہ ہے کہ تو میری روح کو قبض کرے۔ پھر اللہ تعالیٰ مجھے زندہ فرما دے تاکہ میں موت کی سختی چکھنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی عبادت کروں۔ ملک الموت نے جواباً عرض کیا کہ اے رب ذوالجلال کے پیغمبر میں اس وقت تک کسی کی روح بھی قبض نہیں کرتا جب تک مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اذن نہ ملے۔ خداوند قدوس نے ملک الموت سے حکم فرمایا کہ تم ان کی روح کو قبض کرلو۔ اس نے اسی وقت آپ کی روح کو قبض کرلیا چنانچہ حضرت سیدنا ادریس علیہ السلام فوت ہو گئے۔
ملک الموت آپ کی وفات پر روئے اور رب ذوالجلال کی بارگاہ میں آہ و زاری کی اور سوال کیا کہ وہ ان کے ساتھی حضرت ادریس علیہ السلام کو زندہ کردے۔ اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کی دعا کو قبول فرماتے ہوئے آپ کو زندہ کردیا۔

موت کی سختی

جب حضرت سیدنا ادریس علیہ السلام زندہ ہوئے تو ملک الموت نے آپ سے پوچھا کہ اے میرے بھائی ادریس علیہ السلام آپ نے موت کی سختی کو کیسے پایا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جیسے ایک جانور زندہ ہو اور اس کی کھال اتار لی جائے جبکہ موت کی سختی اس سے ہزار درجہ زیادہ ہے۔ ملک الموت نے عرض کیا کہ اے حضرت ادریس علیہ السلام میں نے آپ کی روح کو قبض کرتے ہوئے جتنی نرمی کی اتنی نرمی آج تک میں نے کسی کے ساتھ نہیں کی۔

۲- حضرت ادریس علیہ السلام نے فرمایا کہ میری دوسری حاجت یہ ہے کہ میں جہنم کی آگ کو دیکھنا چاہتا ہوں تاکہ میں جہنم کے طوق، بیڑیاں اور جو کچھ اس میں ہے۔ وہ دیکھنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی عبادت کروں۔

ملک الموت نے عرض کیا کہ میں رب ذوالجلال کے اذن کے بغیر کیسے آپ کو دوزخ کی طرف لے جاسکتا ہوں؟ اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کی طرف حکم بھیجا کہ تم میرے پیارے نبی حضرت ادریس علیہ السلام کو دوزخ کی طرف لے جاؤ جب ملک الموت آپ کو دوزخ کی طرف لے کر گیا۔ آپ نے جہنم میں وہ سب کچھ دیکھا جو خداوند قدوس نے اپنے دشمنوں کیلئے پیدا فرمایا ہے۔ دوزخ میں جو کچھ آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ ان میں زنجیر' طوق' بیڑیاں' سانپ' بچھو' آگ' قطران' زقوم اور گرم پانی شامل ہے۔ یہ سب کچھ دیکھنے کے بعد حضرت ادریس علیہ السلام اور ملک الموت واپس تشریف فرما ہوئے۔

۳۔ حضرت ادریس علیہ السلام نے فرمایا کہ اے ملک الموت میری تیسری حاجت یہ ہے کہ تم مجھے جنت کی طرف لے کر چلو تاکہ میں اس کے اندر وہ سب کچھ دیکھ سکوں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں کیلئے پیدا فرمایا اور میں زیادہ سے زیادہ رب ذوالجلال کی عبادت کرسکوں۔ ملک الموت نے عرض کیا کہ اے حضرت ادریس علیہ السلام میں اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر کیسے آپ کو جنت میں لے جاسکتا ہوں؟

اللہ تعالیٰ نے ملک الموت سے حکم فرمایا کہ تم میرے نبی حضرت ادریس علیہ السلام کو جنت میں لے جاؤ۔ وہ دونوں جنت کی طرف چلے اور جنت کے دروازے پر رک گئے۔

حضرت ادریس علیہ السلام نے جو کچھ نعمتیں جنت میں تھیں ان کو ملاحظہ فرمایا۔ اس میں ملک عظیم کثرت عطایا' درخت' میوے اور پھل دیکھے۔

حضرت ادریس علیہ السلام نے ملک الموت سے فرمایا کہ اے میرے بھائی میں نے موت کی سختی چکھی۔ دوزخ کے دل دھلا دینے والے اور پریشان کن مناظر میں نے دیکھے۔ کیا آپ یہ کرسکتے ہیں کہ آپ اللہ تعالیٰ سے یہ سوال کریں کہ وہ مجھے جنت میں داخل ہونے کی اجازت دے اور میں اس کے پانی کو نوش کروں تاکہ مجھ سے موت کی سختی اور جہنم کے پرخطر مناظر دور ہوجائیں۔

ملک الموت نے اللہ تعالیٰ سے اجازت طلب کی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان کو جنت میں داخل ہونے کی اجازت ہے لیکن اس شرط کے ساتھ کہ یہ جنت میں داخل ہونے کے بعد اس سے باہر نکل آئیں گے۔

چنانچہ حضرت ادریس علیہ السلام جنت میں داخل ہوئے اور اپنے جوتے مبارک جنت

کے درختوں میں سے ایک درخت کے نیچے رکھ دیئے اور آپ جنت سے باہر تشریف لے آئے۔ پھر باہر آ کر آپ نے ملک الموت سے فرمایا کہ ملک الموت جنت میں میرے جوتے رہ گئے۔ آپ مجھے دوبارہ جنت میں بھیج دیں تاکہ میں اپنے جوتے لے سکوں۔

جب حضرت سیدنا ادریس علیہ السلام واپس لوٹے۔ جنت میں داخل ہوئے اس کے بعد جنت سے باہر نہ نکلے۔ ملک الموت نے کہا؟

فصاح ملک الموت یاادریس اخرج۔

ملک الموت پکار اٹھے کہ اے حضرت ادریس علیہ السلام باہر آئیں۔ فقال لا اخرج۔ حضرت ادریس علیہ السلام نے فرمایا کہ میں جنت سے باہر نہیں نکلوں گا۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

(کل نفس ذائقة الموت) ''ہر جاندار نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔''

آپ نے فرمایا کہ میں موت کا ذائقہ چکھ چکا ہوں اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

(وان منکم الاواردھا) ''اور تم میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں ہے مگر اس نے جہنم میں داخل ہونا ہے۔''

آپ نے فرمایا کہ میں دوزخ میں بھی جا چکا ہوں اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

(وماھم منھا بمخرجین) اور اہل جنت بہشت سے نہیں نکلیں گے۔''

حضرت ادریس علیہ السلام نے فرمایا کہ کون مجھے جنت سے نکالے گا؟ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملک الموت کو حکم ملا کہ آپ ان کو جنت میں رہنے دیں کیونکہ میں نے ازل میں یہ فیصلہ فرما دیا تھا کہ یہ اہل بہشت میں سے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان کے قصہ کی خبر دیتے۔ فرمایا (واذکر فی الکتاب ادریس) ''اے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم آپ کتاب میں حضرت ادریس علیہ السلام کو یاد فرمائیں۔''

اے برادران اسلام! خواب غفلت سے بیدار ہوں اور اپنے اعمال کو خالص اللہ تعالیٰ کیلئے کریں کیونکہ جس عمل میں بھی خلوص نہ ہو تو وہ ریاء (دکھلاوا) ہے اور ریاء شرک خفی ہے۔ اللہ تعالیٰ ریاکار کے عمل کو قبول نہیں فرماتا۔

رسول اللہ ﷺ کی پریشانی

حضرت شداد ابن اوس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو

دیکھا کہ آپ رو رہے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس چیز نے آپ کو رلا دیا۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ مجھے اپنی امت کے بارے اس بات کا خوف ہے کہ وہ شرک میں مبتلا ہوگی اگرچہ وہ بتوں کو نہیں پوجیں گے لیکن وہ اپنے اعمال کا دکھلاوا کریں گے۔

اعمال کا منہ پر مارا جانا

نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حفاظت پر مامور فرشتے ایک آدمی کے نماز، روزہ، صدقہ اور دیگر اعمال کو لے کر آسمان کی طرف چڑھتے ہیں ان کے لئے آواز ہوتی جیسے شہد کی مکھی کی آواز ہو اور سورج کی روشنی کی طرح اس کے ساتھ روشنی ہوتی ہے اور ان کے ساتھ تین ہزار فرشتے ہوتے ہیں۔ وہ فرشتے ان اعمال کو لے کر ساتویں آسمان تک پہنچتے ہیں۔ اس آسمان پر مامور فرشتہ ان حفاظت کرنے والے فرشتوں سے فرماتا ہے کہ تم اسی مقام پر رک جاؤ اور اس عمل کو عمل کرنے والے کے منہ اور اس کے دیگر اعضاء پر دے مارو نیز اس کے دل پر تالا لگا دو کیونکہ میں ہر اس عمل کو اپنے رب کی بارگاہ میں پیش ہونے سے روک دیتا ہوں جس میں اس بندے نے اپنے رب کی رضا کا ارادہ نہ کیا ہو۔ اس عمل کرنے والے نے اس عمل سے یہ ارادہ کیا کہ فقہاء کے نزدیک دکھلاوا اور رفعت کا باعث بنے۔ علماء کے نزدیک اس کی شہرت ہو۔

شہروں میں اور لوگوں کی زبانوں میں اس کا چرچا ہو۔ وہ موکل فرشتہ کہتا ہے کہ میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اس کے عمل کو نہ چھوڑوں کہ وہ میرے علاوہ کسی اور کے پاس چلا جائے۔

اسی طرح ایک نیک عمل کو فرشتے لے کر اوپر جاتے ہیں آسمان کے فرشتے بھی اس تک پہنچ جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ رب ذوالجلال کی بارگاہ تک سب پردے پھٹ جاتے ہیں وہ فرشتے خداوند قدوس کی بارگاہ میں حاضر ہوتے ہیں اور اس نیک عمل کے بارے میں گواہی دیتے ہیں کہ یااللہ یہ نیک عمل اخلاص کے ساتھ صرف تیرے لئے کیا گیا ہے رب ذوالجلال فرماتا ہے کہ اے میرے فرشتو تم میرے بندے کے عمل کے نگہبان ہو اور میں اپنے بندے کے دل کا نگہبان ہوں۔ اس نے اس عمل سے میری رضا کا ارادہ نہیں کیا بلکہ اس نیک عمل سے اس کا مقصود میرے علاوہ کسی اور کو خوش کرنا ہے اس پر میری لعنت ہے

اس پر فرشتوں کی لعنت ہے اسی طرح آسمان میں موجود فرشتے اور آسمانی مخلوق کی اس پر لعنت ہے۔

سبق آموز مکالمہ

حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں قلت یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انت رسول اللہ وانا معاذ۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور میں معاذ ہوں۔

آپ نے فرمایا اے معاذ! اگر تیرے عمل میں کمی تو تو کامل عمل والے کی اقتداء کر۔

اے معاذ! مسلمان بھائیوں کی غیبت کرنے کی بجائے تو قرآن مجید کی تلاوت سے اپنی زبان کی حفاظت کر۔

اے معاذ! اپنے گناہوں کا بوجھ کسی پر رکھنے کی بجائے خود ہی ان کو برداشت کر۔

اے معاذ! تو لوگوں کی برائیاں بیان کر کے اپنے آپکو کمزور نہ کر دوسروں کے مقابلے میں اپنی ذات کو بہتر خیال نہ کر دنیا کے اعمال کو آخرت کے اعمال میں مت داخل کر۔

اے معاذ! تو اپنے بیٹھنے میں تکبر کا اظہار نہ کر کہ لوگ تیرے برے اخلاق کی وجہ سے تجھ سے دور ہو جائیں۔

اے معاذ! تو کسی آدمی سے نہ چلا جب کہ تیرے پاس ایک دوسرا آدمی موجود ہو لوگوں سے اپنے آپکو عظیم خیال نہ کر۔

اے معاذ! تو اپنی زبان کے ساتھ لوگوں پر عیب نہ لگا (ورنہ جو ایسا کرے) اسے قیامت کے دن جہنم کی آگ میں آگ نکالنے کیلئے مڑے ہوئے سر کی سلاخ سے پراگندہ کیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا والنا شطات نشطاً ''قسم ہے ان کی جو نرمی سے بند کھولیں۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ھل ترای ماھی یا معاذ؟

اے معاذ! جانتے ہو یہ کیا ہے؟

حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

قلت ماھی بابی انت وامی یارسول اللہ علیہ وسلم؟

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ

فرمائیں یہ کیا ہیں؟

قال هی کلاب فی النار۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا یہ جہنم میں آگ نکالنے کیلئے مڑے ہوئے سر کی سلاخیں ہیں۔

جو شخص اپنی زبان کے ساتھ لوگوں کے گوشت کو پراگندہ کرتا ہے ان کے ذریعے قیامت کے دن اس کے گوشت کو پراگندہ کیا جائے گا نیز ان کی ہڈیاں اور گوشت نکالا جائے گا۔

قال بابی وامی انت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من یطیق هذه الخصال ومن ینجو منها؟

حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں ان خصائل کو برداشت کرنے کی کون طاقت رکھتا ہے اور اس سے کون نجات حاصل کر سکتا ہے؟

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا معاذ انه یسیر علی من یسره اللہ علیه

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ اس شخص کیلئے آسان ہے جس پر اللہ تعالیٰ آسانی فرمائے۔

ایک خالد بن مقداد نامی شخص نے کہا۔

فما رایت احداً کثر تلاوۃ للقرآن من معاذ لهذا الحدیث

اس حدیث کے سننے کے بعد میں نے حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑھ کر قرآن مجید کی تلاوت کرنے والا کسی ایک کو بھی نہیں دیکھا۔ (بدایۃ الھدایہ)

جلسہ نمبر ۳۸

بے نمازی کا عبرت ناک انجام

آیت کی تفسیر

(فخلف من بعدھم خلف)

''تو ان کے بعد ان کی جگہ وہ ناخلف آئے۔''

نیک لوگوں کے بعد ان کے برے جانشین آئے۔

(اضاعوا الصلوٰۃ) ''جنہوں نے نمازیں گنوائیں۔'' یعنی انہوں نے نمازوں کو چھوڑ دیا یا ان کو اپنے وقت سے موخر کیا۔

(واتبعوا الشھوات) اور اپنی خواہشوں کے پیچھے ہوئے۔

جن خواہشات کی انہوں نے پیروی کی ان میں شراب کا پینا' باپ کی طرف سے بہنوں کے ساتھ نکاح کو حلال سمجھنا۔ گناہ کے کاموں میں منہمک ہونا۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ واتبعوا الشھوات کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ان لوگوں نے بڑے بڑے محلات بنائے پسندیدہ سواریوں پر سوار ہوئے اور فاخرانہ لباس زیب تن کئے۔

(فسوف یلقون غیا) ''تو عنقریب وہ دوزخ میں غیی کا جنگل پائیں گے۔'' یعنی ان کے شر کی وجہ سے یا بدلہ کے طور پر ان کو غیی میں ڈالا جائے گا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے (یلق اثاماً)

یا جنت کے راستے سے ان کو دور کر دیا جائے گا ایک قول یہ ہے کہ غیی سے مراد جہنم کی وہ وادی ہے جس سے جہنم کی وادیاں پناہ طلب کرتی ہیں۔

(الامن تاب و امن و عمل صالحاً) مگر جو تائب ہوئے اور ایمان لائے اور اچھے

کام کئے۔"

الا حرف استثناء ذکر کر کے نیک لوگوں کو الگ کر لیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ماقبل حکم کافروں کیلئے ہے۔

(فاولئک یدخلون الجنۃ ولا یظلمون شیئاً) "تو یہ لوگ جنت میں جائیں گے اور انہیں کچھ نقصان نہ دیا جائے گا۔" یعنی ان کے نیک اعمال کی جزاء میں سے کچھ بھی کم نہیں کیا جائے گا۔ اس میں اس بات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے ایمان لانے والوں کو ان کا پہلا والا کفر کچھ نقصان نہیں دے گا اور نہ ان کے اجر کم ہوں گے۔ (قاضی بیضاوی)

یہ آیت کریمہ نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے ان لوگوں کے بارے نازل ہوئی جو نماز کو چھوڑنے والے اور خواہشات کی پیروی کرنے والے ہیں اسی وجہ سے رب ذوالجلال نے ان کے بارے فرمایا (اضاعوا الصلوٰۃ) "انہوں نے نماز کو ضائع کر دیا۔"

مسجد میں داخل ہوتے وقت درود شریف پڑھنا

عن الحسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ قال اذ دخلت المسجد فسلم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تتخذوا بیتی عیدا ولا تتخذوا بیوتکم قبوراً وصلوا علی حیث کنتم فان صلوٰتکم تبلغنی

حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا اے مخاطب جب تو مسجد میں داخل ہو تو نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفاتﷺ پر درود پڑھ اس لئے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میرے گھر کو تم عید نہ بناؤ اور اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ اور تم جہاں بھی ہو میری ذات پر درود شریف پڑھو کیونکہ تمہارا صلوٰۃ وسلام مجھ تک پہنچتا ہے۔

سلام کا پہنچنا

حضرت اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کردہ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اکثر و اعلی من الصلوٰۃ یوم الجمعۃ فان صلوتکم معروضۃ علی جمعہ کے دن تم مجھ پر کثرت کے ساتھ درود شریف پڑھا کرو کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا

جاتا ہے۔

حضرت سلیمان بن سحیم رحمتہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

رایت النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام فی النوم فقلت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھؤلاء الذین یاتونک فیسلمون علیک اتفقہ سلامھم؟ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام نعم وارد علیھمo

میں نے نیند کی حالت میں نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی اور میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ لوگ جو آپ کے پاس آتے ہیں آپ پر سلام پڑھتے ہیں کیا آپ ان کے سلام کو سمجھتے ہیں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! اور میں ان کے سلام کا جواب بھی دیتا ہوں۔ (شفاء شریف)

امام فخر الدین رازی کی تفسیر

صاحب تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی رحمتہ اللہ نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان اضاعوا الصلوٰۃ کی تفسیر میں چند اقوال ذکر فرمائے ہیں۔

۱- جنہوں نے نماز کو ضائع کیا وہ اس کے وجوب کا اعتقاد نہیں رکھتے تھے۔

۲- ایک قول یہ ہے کہ ان لوگوں نے نماز کو ترک کیا اور اسکی حفاظت نہیں کی۔

۳- اضاعوا الصلوٰۃ کا معنی یہ ہے کہ انہوں نے عبادت گاہوں اور مساجد کو نماز کی طرف کوشش کے ترک کرنے اور عدم اعتبار کی وجہ سے ویران کر دیا۔

۴- اس کا ایک مطلب یہ ذکر کیا گیا کہ لوگوں نے نماز کو ادا کرنے کے بعد غیبت اور ریاکاری سے ضائع کر دیا۔

۵- ایک اس آیت کا معنی یہ ہے کہ نماز پڑھنے والوں نے ادائیگی کے وقت نماز کی شرائط اور ارکان کو چھوڑ کر اسے برباد کر دیا۔

۶- اس آیت کا ایک مفہوم یہ ہے کہ لوگوں نے غفلت کے سبب نماز کو چھوڑا اور بعد میں اسکی قضاء نہیں کی۔ (تفسیر کبیر)

الغیی کا معنی

الغیی کا معنی متعدد علماء نے اپنے اپنے علم کے مطابق بیان کیا جن میں چند علماء کا قول درج ذیل ہے۔

۱- حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا۔

الغيي واد في جهنم و اودية جهنم تستعيذ منه كل يوم الف مرة الى الله تعالىٰ من شدة حرارة اعد ذلك الوادي لتارك الصلوٰة والجماعة٥

غیی جہنم میں ایک وادی ہے اور جہنم کی دوسری وادیاں اس سے ہر دن میں اس کی گرمی کی شدت کی وجہ سے ہزار مرتبہ اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتی ہیں اور اسے نماز اور جماعت کو چھوڑنے والے کیلئے تیار کیا گیا ہے۔

۲- حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

الغيي واد في جهنم مابعد قعره واشد حره وفيه بئر يقال لها الهبهب كلماء سكنت جهنم فتح الله تلك بئر فتوقد و تتلهب٥

غیی جہنم میں ایک وادی ہے جو انتہائی گہری اور سخت گرم ہے اس میں ایک کنواں ہے۔ جس کو الھبھب کہتے ہیں جب جہنم ٹھنڈی ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کنویں کو کھول دیتا ہے جس کی گرمی سے جہنم بھڑک اٹھتی اور شعلہ مارتی ہے۔

۳- حضرت وہب بن منبہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا۔

الغيي نهر في جهنم بعيد قعره شديد حره خبيث طعمه لو قطرت قطره منه الى الدنيا لهلك اهل الدنيا كلهم٥

غیی جہنم میں ایک نہر ہے جو بہت ہی گہری اور سخت قسم کی بدبودار اور خبیث قسم کی اس کی بو ہے۔ اگر اس میں سے ایک قطرہ دنیا کے اندر گر جائے تو سارے کے سارے دنیا والے ہلاک ہو جائیں۔

۴- حضرت ضحاک رحمتہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

الغي هو خسران و هلالا

غیی نہایت ہی نقصان اور بربادی کا مقام ہے۔

۵- حضرت عطاء رحمتہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

الغيي واد في جهنم يسيل فيه دم و قيح

غیی دوزخ میں ایک ایسی وادی ہے جس میں خون اور پیپ بہتی ہے۔

(کذافی لباب التفاسیر)

عبرت انگیز حکایت

ایک آدمی جنگل میں چل رہا تھا اسی دوران شیطان اس کے ساتھ ہولیا اور مکمل دن شیطان اس کے ہمراہ رہا اس آدمی نے اس دن پانچ نمازیں فجر' ظہر' عصر' مغرب اور عشاء نہ پڑھیں۔ جب رات کو سونے کا وقت ہوا اور اس تارک صلوٰۃ نے لیٹنے کا ارادہ کیا تو شیطان اس سے بھاگ گیا آدمی نے شیطان سے کہا کہ تو مجھ سے کیوں بھاگتا ہے؟ شیطان نے کہا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی اپنی پوری زندگی ایک مرتبہ نافرمانی کی جس سے میں لعنتی بن گیا۔ جب کہ تو نے ایک دن میں پانچ مرتبہ نافرمانی کی میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں کہ وہ تجھ پر غضبناک ہو اور تیرے گناہ کے سبب سے کہیں مجھ پر بھی اس کا قہر نازل نہ ہو۔ (تفسیر الفاتحہ)

بے نمازی کا حشر کافروں کے ساتھ ہوگا

نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن نماز کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔

من حافظ علی الصلوٰۃ کانت له نوراً وبرھانا ونجاۃ یوم القیامة ومن لم یحافظ علیھا لم یکن له نور ولا برھان ولا نجاۃ وکان یوم القیامة مع قارون و فرعون وھامان و ابی بن خلف٥

جس شخص نے نماز کی حفاظت کی تو قیامت کے دن اس کیلئے نور' برہان اور نجات ہو گی۔

جس شخص نے نماز کی حفاظت نہ فرمائی اس کیلئے نور برہان اور نجات نہیں ہوگی اور اس کا حشر قارون' فرعون' ہامان اور ابی ابن خلف کے ساتھ ہوگا۔ (من شرح المدیۃ للمجلس)

ترک جماعت والے کیلئے بارہ مصیبتیں

ایک روایت میں ہے کہ نبی اکرم سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من تھاون بالصلوٰۃ مع الجماعة عاقبه اللہ تعالیٰ باثنتی عشر بلیة ثلاث فی الدنیا و ثلاث عند الموت و ثلاث فی القبر وثلاث یوم القیامة٥

جس شخص نے جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے میں سستی کی اللہ تعالیٰ اسے بارہ مصیبتوں سے عذاب دے گا تین دنیا میں' تین موت کے وقت' تین قبر میں اور تین قیامت کے دن۔

دنیا میں تین مصائب

جماعت کے ساتھ نماز کی ادائیگی میں سستی کرنے والے کیلئے تین یہ مصیبتیں ہوں گی۔

۱- اللہ تعالیٰ اس کے کسب اور رزق میں برکت ختم کر دے گا۔

۲- صالحین کا نور اس سے دور ہو جائے گا۔

۳- ایمانداروں کے دلوں میں وہ شخص ناپسندیدہ ہو گا۔

مرنے کے وقت تین مصائب

ایسے شخص کو مرنے کے وقت ان تین مصائب کا سامنا کرنا پڑے گا۔

۱- جب اس کی روح قبض ہو گی تو وہ پیاسا ہو گا اگرچہ دہ نہروں کا پانی پی لے۔

۲- اس کی جان انتہائی شدت کے ساتھ نکالی جائے گی۔

۳- اس کے ایمان کے زائل ہونے کا ڈر ہے۔

نعوذ باللہ تعالیٰ۔ ہم اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں۔

قبر میں تین مصائب

ایسا شخص جب قبر میں جائے گا تو وہاں بھی اسے تین مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔

۱- اس پر منکر نکیر کے سوال سخت ہوں گے۔

۲- قبر کی ظلمت اس پر شدید ہو گی۔

۳- قبر ایسے آدمی پر تنگ ہو گی اور اس کی پسلیاں ایک دوسرے سے مل جائیں گی۔

قیامت کے دن تین مصائب

جو بدنصیب با جماعت نماز پڑھنے میں سستی کرتا ہے قیامت کے دن اس کے لئے یہ تین مصائب ہوں گے۔

(۱) اس کا حساب و کتاب سخت ہو گا۔

(۲) رب ذوالجلال اس بندہ پر ناراض ہو گا۔

(۳) اللہ تعالیٰ اس بدبخت کو دوزخ میں عذاب دے گا۔

نعوذ باللہ تعالیٰ۔ ہم ان تمام مصائب سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں۔ خداوند قدوس

اپنے پیارے حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے طفیل ہم گنہگاروں پر اپنا خصوصی فضل و کرم نازل فرمائے آمین ثم آمین۔ (کنز الاخبار)

اذان سننے کے بعد مسجد سے نہ نکلنے کا حکم

ان ذکر کردہ وعیدات کے پیش نظر جس شخص نے اذان سنی اسے جماعت کو چھوڑنے کی رخصت نہیں دی جائے گی۔ کیونکہ جماعت سنت موکدہ ہے اور اس کی بہت زیادہ تاکید آئی ہے۔ اسی وجہ سے اگر کوئی قوم نماز با جماعت کو ترک کردے تو ہتھیاروں کے ساتھ ان سے قتال کرنا واجب ہے۔ اس وجہ سے نماز با جماعت شعائر اسلام میں سے ہے اگر قوم میں سے کوئی ایک شخص بغیر عذر کے جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنا ترک کردے تو اس پر تعزیر لگانا واجب ہو جاتا ہے اس کی شہادت قابل قبول نہیں اور اس کی یہ حالت دیکھ کر خاموش رہنے کی وجہ سے پڑوسی، امام اور موذن سب گناہگار ہوں گے۔ اس کو جو کم از کم تعزیر لگائی جائے گی وہ تین کوڑے ہے۔

تعزیر کیسی ہو؟

صاحب خلاصۃ الفتاوی نے کہا کہ میں نے ثقہ فقہاء سے یہ بات سنی ہے کہ نماز کی جماعت کو ترک کرنے والے شخص کو تعزیر بالمال لگانا زیادہ بہتر ہے۔ جب قاضی اور حاکم اس میں مصلحت محسوس کریں تو اس وقت جائز ہے کیونکہ جو شخص نماز ادا کرنے کیلئے جماعت میں حاضر نہیں ہوتا اس سے بطور تعزیر کے مال لینا جائز ہے کیونکہ مارنے کی بانسبت یہ چیز زیادہ موثر ہے۔ (کذافی الجواہر و شرعۃ الاسلام)

کس عذر کی وجہ سے جماعت کو ترک کرنا جائز

اس ضمن میں علماء نے چند چیزیں ذکر کی ہیں جو یہ ہیں۔

۱- کتب فقہ کا مطالعہ کرنا جماعت کو ترک کرنے کا عذر ہے جب کہ یہ سستی کی وجہ سے نہ ہو اور ترک جماعت پر وہ آدمی ہمیشگی اختیار نہ کرے بلکہ علم فقہ اور مسلمانوں کے معاملات میں مصروف ہونے کی وجہ سے کبھی کبھار جماعت رہ جائے۔

۲- بیمار ہونا۔

۳- جس جگہ جماعت ہوتی ہو وہ مقام دور ہو۔

۴- سخت سردی ہو۔

۵- شدید اندھیرا ہو۔

۶- دشمن کا خوف ہو۔

۷- قید میں ہونا۔

البتہ سفر ترک جماعت کیلئے عذر نہیں ہے۔

بلا عذر جماعت کو چھوڑنے والے کیلئے وعید شدید

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ان تارک الصلوٰة مع الجماعة ملعون فی التوراة والانجیل والزبور والفرقان وتارک الجماعة یمشی علی الارض والارض تلعنه وتارک الجماعة یبغضه الله و تبغضه الملئکة وکل شئی جعل الله فیه الروح ویلعنه کل ملک بین السماء والارض والحیتان فی البحر ٥

جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کو ترک کرنے والا توراۃ، انجیل، زبور اور قرآن مجید فرقان حمید میں لعنتی ہے۔

جماعت کو ترک کرنے والا جب زمین پر چلتا ہے تو زمین اس پر لعنت کرتی ہے۔

تارک جماعت کے ساتھ اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے فرشتے اور ہر ذی روح چیز بھی ایسے بد بخت انسان پر ناراض ہوتے ہیں۔

زمین و آسمان کے درمیان موجود تمام فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں یہاں تک کہ سمندر میں مچھلیاں بھی اسے لعنتی سمجھتی ہیں۔

پانچ چیزوں کے چھوڑنے سے پانچ برکتوں کا ختم ہو جانا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے۔

من منع من نفسه خمسة منع الله من خمسة، الاولی من منع الدعاء منع منه الاجابة والثانی من منع الصدقة منع الله منه العافیة والثالث من منع الزکاة منع منه حفظ المال والرابع من منع العشر منع الله البرکة من کسبه والخامس منع حضور الجماعة منع الله منه الشهادة وهی لا اله الا الله محمد رسول الله ٥

جس شخص نے خود پانچ چیزوں کو روک لیا تو اللہ تعالیٰ اس سے پانچ چیزوں کو روک لیتا

ہے۔

۱۔ جس نے دعا کرنی چھوڑ دی اللہ تعالیٰ اس سے قبولیت کو روک لیتا ہے۔

۲۔ جس نے صدقہ کرنا ترک کر دیا اللہ تعالیٰ اس سے عافیت کو روک دیتا ہے۔

۳۔ جس نے زکوۃ دینا چھوڑ دیا اس سے مال کی حفاظت کو روک لیا جاتا ہے۔

۴۔ جس نے عشر ادا کرنا ترک کر دیا اللہ تعالیٰ اسکی کمائی سے برکت ختم کر دیتا ہے۔

۵۔ جو نماز با جماعت ادا کرنے سے رک گیا اللہ تعالیٰ اس سے گواہی کو روک لے گا اور وہ شہادت ہے۔

جنت کی خوشبو سے محروم

نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس حضرت جبرائیل اور میکائیل علیہ السلام آئے اور انہوں نے آ کر عرض کیا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ آپ کو سلام فرما رہا ہے اور آپ کیلئے یہ ارشاد فرمایا کہ آپ کا جو امتی نماز با جماعت ادا کرنے کو ترک کر دے وہ جنت کی خوشبو نہیں پائے گا اگرچہ اس کے اعمال زمین والوں کے اعمال سے زیادہ ہی کیوں نہ ہوں؟ جماعت کے ساتھ نماز کی ادائیگی کو ترک کرنے والا دنیا اور آخرت میں لعنتی ہے۔

یہ تو نماز کو با جماعت ادا نہ کرنے والے کا حال ہے تو جو سرے سے نماز کا ہی تارک ہو اس کا کیا حال ہوگا؟

خوش نصیب انسان

نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اذا رایتم الرجل یلازم المسجد فاشهد واله بالایمان۔

جب تم کسی آدمی کو دیکھو کہ اس نے مسجد کو لازم کیا ہوا ہے تو تم اس کے ایمان کی گواہی دو۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

(انما یعمر مساجد اللہ من آمن باللہ والیوم الآخر)

"بے شک اللہ تعالیٰ کی مساجد کو وہ آباد کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں"

ایک اور مقام پر فرمایا۔

(ومن اظلم ممن منع مساجد الله ان یذکر فیها اسمه وسعی فی خرابها اولئک ماکان لهم ان یدخلوها الاخائفین)

''اس شخص سے بڑھ کر کون زیادہ ظالم ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی مساجد سے روکتا ہے کہ ان میں اللہ تعالیٰ کا نام ذکر کیا جاتا ہے یہی وہ لوگ ہیں کہ جن کے لئے نہیں ہے کہ وہ داخل ہوں مگر ڈرتے ہوئے۔'' اس آیت کی تائید اس حدیث پاک سے ہوتی ہے حضرت مجاہد سے مروی ہے کہ ایک آدمی حاضر ہوا اور اس نے آ کر کہا کہ آپ اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہیں کہ جو رات کو قیام اور دن کو روزہ رکھتا ہے لیکن جمعہ کی نماز اور با جماعت نماز ادا نہیں کرتا اگر وہ اسی حالت میں مر جائے تو اس کا کیا حال ہوگا؟ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ وہ دوزخی ہے۔

اس امت کے یہودی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

سلموا علی الیهود والنصاریٰ ولا تسلموا علی یهود امتی قیل من یا رسول الله؟ قال الذین یسمعون الاذان والاقامة ولا یحضرون الجماعة٥

تم یہودیوں اور عیسائیوں کو سلام کرو لیکن میری امت کے یہودیوں کو سلام نہ کرو۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون ہے؟ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو اذان اور اقامت کو سنیں اور جماعت میں حاضر نہ ہوں۔

مسجد کا پڑوسی کہاں نماز پڑھے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک نابینا شخص آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہوا وہ حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے انہوں نے آ کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس کوئی ایسا آدمی نہیں ہے کہ جو مسجد کی طرف میری رہنمائی کرے انہوں نے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے رخصت کے بارے سوال کیا کہ آیا وہ اپنے گھر میں نماز پڑھ سکتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو رخصت دیدی۔ جب وہ واپس جانے لگے تو آپ نے ان کو دوبارہ یاد فرمایا اور پوچھا کہ کیا آپ اذان کی آواز سنتے ہیں؟

انہوں نے عرض کیا ہاں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو جماعت کے ساتھ نماز ادا کیا کر۔

جیسا کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا

لا صلوٰۃ لجار المسجد الافی المسجد

مسجد کے پڑوسی کی (کامل) نماز مسجد میں ہی ہے اسی طرح اور حدیث پاک میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ **بشر الماشین فی ظلم اللیالی الی المسجد بالنور التام یوم القیامۃ**O

تم ان لوگوں کو جو تاریک راتوں میں مسجد کی طرف چلتے ہیں قیامت کے دن نور تام کی بشارت دو۔ (کذافی زبدۃ واعظین)

نماز دین کا ستون ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

الصلوٰۃ عماد الدین فمن اقامھا فقد اقام الدین ومن ترکھا فقد ھدم الدین

نماز دین کا ستون ہے جس نے نماز کو قائم کیا اس نے دین کو قائم رکھا اور جس شخص نے نماز کو چھوڑ دیا اس نے دین کو گرا دیا۔

تارک نماز کا شر تمام مسلمانوں کو پہنچتا ہے

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ان شر تارک الصلوٰۃ یتعدی الی سبعین رجلا من اھلہ وجیرانہ بل یصل من یومنا ھذا الی زمان آدم علیہ السلام وذلک ان المصلی اذا قعد فی التشھد یقول السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین فیصل ثوابھا الی ارواح المومنین من یومنا الی عھد آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام و تارک الصلوٰۃ یکون ما نعاذلک الخیر فیکون کمن اصاب شرہ جمیع المسلمین لقولہ تعالیٰ (مناع الخیر معتداثیم)

بے شک بے نمازی کا شر اس کے اہل و عیال اور اس کے پڑوسیوں میں سے ستر آدمیوں تک پہنچتا ہے۔ بلکہ ہمارے اس زمانے سے لے کر حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے تک سب لوگوں کو پہنچتا ہے اور یہ اس لئے کہ جب نمازی تشہد میں بیٹھتا ہے اور وہ

کہتا ہے السلام علینا و علی عباد اللہ الصالحین ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر سلامتی ہو۔ تو اس کا ثواب آج سے لے کر حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے تک کے تمام لوگوں کو پہنچتا ہے۔ جب کہ بے نماز آدمی اس نیکی کو روکنے والا ہے تو وہ ایسے ہی ہو جائے گا کہ اس کا شر تمام مسلمانوں کو پہنچے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

(مناع الخیر معتد اثیم) نیکی کو روکنے والے گناہ کے کاموں میں حد سے تجاوز کرنے والے) (انیس المجالس)

تین چیزیں اور ایمان کا مضبوط ہونا

حضرت عقیل بن ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کیا اور دوران سفر میں نے تین چیزیں ملاحظہ کیں جن کے سبب سے میرے دل میں ایمان اور مضبوط ہو گیا۔

۱- نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قضائے حاجت کا ارادہ فرمایا اور آپ کے سامنے کچھ درخت تھے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھ سے فرمایا کہ تم ان درختوں کے پاس جاؤ اور ان سے کہو۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول تعالین و کونی لی سترا فانی اریدان اتوضا

بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ اے درختو تم آؤ اور میرے لئے پردہ بن جاؤ کیونکہ میں وضو کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔

قال عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فخرجت فما استممت الرسالۃ الا والا شجار قد ا نقطعت من اصولھا وتحولت حولہ حتی فرغ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فرجعت الی مکانھا

حضرت عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں یہ پیغام لے کر ان درختوں کی طرف روانہ ہوا ابھی میں نے پیغام کو مکمل نہیں کیا تھا کہ درختوں نے اپنی جڑوں کو توڑا دائیں بائیں حرکت کی (اور آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے) یہاں تک کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت سے فارغ ہو گئے اور وہ درخت اپنی جگہ پر واپس چلے گئے۔

صاحب قصیدہ بردہ شریف امام بوصیری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا۔

جاء ت لدعوته الا شجار ساجدة تمشی الیه علی ساق بلاقدم

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے یادفرمانے پر درخت سجدہ کرتے ہوئے حاضر ہوئے اور وہ درخت بغیر قدموں کے پنڈلیوں پر چلتے ہوئے بارگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں پیش ہو گئے۔

۲۔ حضرت عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ مجھے شدید پیاس لگ گئی میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پانی طلب کیا لیکن میں نے اسے اس جگہ پر نہ پایا۔

فقال علیه الصلوٰة والسلام اصعد الی هذا الجبل واقرئه منی السلام وقل له ان کان فیک ماء فاسقنیO

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھ سے فرمایا کہ تم اس پہاڑ پر چلے جاؤ اسے میرا سلام دو اور اس سے کہو کہ اگر تیرے اندر پانی ہے تو مجھے سیراب کر۔

قال فصعدت الجبل وقلت له ما قال النبی صلی الله علیه وسلم فما استتممت الکلام حتی قال الجبل بکلام فصیح قل لرسول الله صلی الله علیه وسلم انا منذیوم انزل الله هذه الایة (یاایها الذین امنوا قوا انفسکم واهلیکم نارا وقودها الناس والحجارة) ابکی من الفزع ان اکون ذلک الحجر فلم یبق فی ماءO

حضرت عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اس پہاڑ پر چڑھا اور جو کچھ مجھ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا۔ میں نے اسے کہا ابھی میں نے اپنے کلام کو مکمل نہیں کیا تھا کہ اس پہاڑ نے کلام فصیح کے ساتھ یہ بات کہی کہ اے آقا کے غلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کریں کہ جب سے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔

''اے ایمان والو اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ۔ جس کا ایندھن لوگ اور پتھر بنیں گے۔'' تو میں اس ڈر سے مسلسل رو رہا ہوں کہ کہیں وہ پتھر میں ہی نہ بن جاؤں۔ اس وجہ سے میرے اندر پانی باقی نہیں رہا۔

۳۔ حضرت عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم چل رہے تھے اچانک ایک اونٹ دوڑتا ہوا آیا اور آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہو گیا بارگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں آ کر اس نے کہا الامان الامان مجھے امن دیجئے مجھے امن دیجئے تھوڑی دیر گزری تھی کہ اس اونٹ کے پیچھے ایک اعرابی دوڑتا ہوا آیا اور اس نے تلوار نیام سے نکالی ہوئی تھی۔

فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ماترید من ھذا المسکین؟

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اس مسکین سے کیا چاہتے ہو؟

قال یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اشتریتہ بثمن کثیر ولیس ھو یطیعنی فارید ان اذبحہ فانتفع بلحمہ○

اس اعرابی نے عرض کیا اے اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے اسے بھاری رقم خرچ کر کے خریدا ہے لیکن یہ میری فرمانبرداری نہیں کرتا تو میں اسے ذبح کرنا چاہتا تا کہ میں اس کے گوشت سے نفع حاصل کروں۔

فقال النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام للجمل لم تعصیہ؟

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ سے فرمایا کہ تم نافرمانی کیوں کرتے ہو؟

فقال الجمل یا رسول اللہ صلی اللہ علیہوسلم لست اعصیہ من العمل ولکنی اعصیہ من ذلک العمل القبیح عندہ لان القبیلۃ التی ھو فیھا ینامون عن صلوٰۃ العشاء الاخیرۃ فلو عاھدک ان یصلیھا عاھدتک ان لا اعصیہ فانی اخاف ان ینزل علیھم عذاب من اللہ فاکون فیھم○

اونٹ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے کام کرنے کے بارے اسکی نافرمانی نہیں کی۔ بلکہ اسے ایک عمل قبیح کی وجہ سے میں نے اس کی نافرمانی کی ہے۔ کیونکہ جس قبیلہ میں یہ اعرابی رہتا ہے وہ سارے کے سارے سو جاتے ہیں اور عشاء کی نماز آخری وقت تک نہیں پڑھتے۔ اگر یہ آپ کے ساتھ نماز پڑھنے کا معاہدہ کرے تو میں بھی آپ سے پکا وعدہ کرتا ہوں کہ میں اس کی نافرمانی نہیں کروں گا۔ کیونکہ مجھے ڈر اس بات کا ہے کہ ان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب نازل ہو اور میں بھی ان لوگوں میں موجود ہوں۔

فاخذ النبی صلی اللہ علیہ وسلم العھد علی الاعرابی ان لا یترک الصلوٰۃ وسلم الجمل الیہ ورجع الی اھلہ○

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اعرابی سے نماز کو ترک نہ کرنے کا عہد لیا اونٹ اس کے سپرد کیا اور وہ اعرابی اپنے اہل وعیال کی طرف واپس چلا گیا۔ (رونق المجالس)

بے نمازی کی نحوست سے بستی والوں کی ہلاکت

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایک دن سفر فرمایا دوران سفر آپ نے ایک قوم دیکھی جو

خلوص اور کوشش کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف تھی۔ وہ سارے لوگ ایک بلند جگہ میں اکٹھے ہوئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان سب کو سلام کیا اور ان کے درمیان بیٹھ گئے اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس قوم کے پاس طرح طرح کے کھانے مختلف قسم کے مشروبات اور قسم قسم کے پھل موجود پائے۔ آپ نے ان کی اولاد اور حسین وجمیل بیویاں ان کے پاس دیکھیں۔ آپ نے اس قوم کی اس بستی کو ہر قسم کی زینت کے ساتھ مزین پایا کہ جن کے اوصاف کو بیان نہیں کیا جا سکتا۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام وہاں سے چلے گئے کچھ عرصہ بعد اس جگہ سے آپ کا گزر ہوا آپ کیا دیکھتے ہیں کہ وہ ساری قوم اپنی اولاد اور بیویوں سمیت ہلاک ہو چکی ہے۔ ان کی بستی منہدم ہو گئی ہے یہ سارا منظر دیکھ کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام بڑے حیران ہوئے۔

فنادی فقال یا رب بای شئی ھلکوا أترکوا الصلوٰۃ والطاعۃ؟

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ندا کی اور عرض کی اے میرے پروردگار کس چیز کے سبب سے یہ سب لوگ ہلاک ہو گئے کیا انہوں نے نماز اور اطاعت کو چھوڑ دیا تھا؟

فقال اللہ تعالیٰ لا ولکن قدمر علیھم تارک الصلوٰۃ وغسل بمائھم وجھہ فوقعت غسالتہ علی اراضیھم و دیارھم فلذلک ھلکوا ٥

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''نہیں'' لیکن ایک بے نمازی ان کے پاس سے گزرا۔ ان کے پانی کے ساتھ اس نے اپنے چہرے کو دھویا اس کے اعضاء سے نیچے گرنے والا پانی ان لوگوں کی زمینوں اور گھروں میں پہنچا جس وجہ سے یہ سب لوگ ہلاک ہو گئے۔

(انیس المجالس)

نماز کو چھوڑنے والے کا عبرتناک انجام

ایک دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اچانک ایک عربی نوجوان مسجد کے دروازے کی طرف روتے ہوئے آیا۔

فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما یبکیک یا شباب؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے نوجوان تجھے کس چیز نے رلا دیا؟

اس نوجوان نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا باپ فوت ہو چکا ہے لیکن نہ ہی اس کیلئے کفن ہے اور نہ اسے کوئی غسل دینے والا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو حکم فرمایا وہ دونوں اس میت کی طرف گئے جا کر کیا دیکھتے ہیں کہ وہ سیاہ خنزیر کی طرح بن چکا ہے۔

وہ دونوں حضرات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور آ کر عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے تو اسے سیاہ خنزیر کی طرح دیکھا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جنازہ کی طرف تشریف لے گئے دعا فرمائی تو وہ میت پہلی والی صورت میں ہوگئی آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی جب لوگوں نے اس کو دفن کرنے کا ارادہ کیا تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ پھر سیاہ خنزیر کی طرح بن چکا ہے۔

فقال علیہ الصلوٰۃ والسلام یا شباب ای عمل کان یعمل ابوک فی الدنیا.

فقال کان تارک الصلوٰۃ ٥

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے نوجوان تیرا باپ دنیا میں کونسا عمل کرتا تھا؟ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ میرا باپ بے نماز تھا۔

فقال علیہ الصلوٰۃ والسلام یا اصحابی انظروا حال من ترک الصلوٰۃ یبعثہ اللہ یوم القیامۃ مثل الخنزیر الاسود نعوذ باللہ تعالیٰ۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے میرے صحابہ کرام نماز کو چھوڑنے والے کا حال دیکھو اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن سیاہ خنزیر کی طرح اٹھائے گا۔

یااللہ اس برے وقت سے ہم تیری پناہ مانگتے ہیں۔ (بہجۃ الانوار)

تین کام ترک کرنے کی وجہ سے برا انجام

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں ایک آدمی مر گیا لوگ اس کی نماز جنازہ پڑھنے کیلئے اکٹھے ہوئے اچانک کیا دیکھتے ہیں کہ اس کا کفن حرکت کر رہا ہے جب انہوں نے غور سے دیکھا تو ان کو ایک سانپ نظر آیا جو اس مردے کی گردن کے ساتھ لپٹا ہوا تھا اس کے گوشت کو کھا رہا تھا اور اس کے خون کو چوس رہا تھا لوگوں نے اس سانپ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا۔

فقالت الحیۃ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

لم تقتلو ننی ولیس لی ذنب ولا خطا؟ فان اللہ تعالیٰ امرنی ان اعزبہ الی یوم

سانپ نے کلمہ طیبہ لا الٰہ اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا اور کہا کہ اے لوگوں مجھے کیوں قتل کرتے ہو حالانکہ میری نہ تو غلطی ہے اور نہ ہی میرا گناہ ہے؟ بلکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں اسے قیامت کے دن تک اس عذاب میں مبتلا رکھوں۔

فقالوا ماخطاياه قالت ثلاث خطايا الاولى كان اذا سمع الاذان لايجيئ الجماعة والثانية لايخرج الزكاة من ماله والثالثة لايسمع قول العلماء وهذا جزاءهٗ

لوگوں نے اس سے پوچھا کہ اس کی کیا غلطی ہے سانپ نے جواب دیتے ہوئے کہا کہ اس کے تین جرم ہیں۔

۱- جب یہ اذان کی آواز سنتا تھا تو با جماعت نماز ادا کرنے کیلئے نہیں آتا تھا۔

۲- اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا تھا۔

۳- علماء کی باتوں کو نہیں سنتا تھا اس وجہ سے یہ اس سزا میں گرفتار ہے اور اس کی یہی سزا ہے۔ (من المرسوم)